ماہنامہ

طلسماتی دنیا

دیوبند

جادو ٹونا نمبر

ماہنامہ طلسماتی دنیا دیوبند

جادو ٹونا نمبر

جلد نمبر: ۴ —— شمارہ نمبر: ۴ و ۵
اپریل، مئی ۱۹۹۷ء
فی شمارہ —— روپے
سالانہ ——
پاکستان سے سالانہ ——
غیر ممالک سے ——
لائف ممبری ——
معاونین سے سالانہ ——
محسنین سے سالانہ ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلسماتی دنیا

انتباہ

”طلسماتی دنیا“ سے متعلق متنازعہ امور میں مقدمہ کی سماعت کا حق صرف دیوبند ہی کی عدالت کو حاصل ہوگا۔

(منیجر)

اس ◯ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی مدت خریداری اس پرچے کے ساتھ ختم ہوجائے گی۔ سرخ نشان دیکھتے ہی آپ سالانہ زرِ تعاون روانہ کردیں۔ ورنہ رسالے کی روانگی بند کردی جائے گی۔

(منیجر)

اطلاع عام

اس رسالہ میں جو کچھ بھی شائع ہوتا ہے وہ ”روحانی مرکز“ کی دریافت ہے اسکے کسی کلی یا جزوی مضمون کو شائع کرنے سے پہلے ”روحانی مرکز“ سے اجازت لینا ضروری ہے۔

(منیجر)

”طلسماتی دنیا“ روحانی مرکز کے ذریعہ لاچاروں غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔ جو صاحب آخرت کے اجر و ثواب کیلئے کوئی پیشکش کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اس شمارے کی قیمت ۶۰ روپے

روحانی مرکز محلہ ابوالمعالی دیوبند ۲۴۷۵۵۴

ROOHANI MARKAZ
ABULMALI DEOBAND-247554

پرنٹر پبلشر حسن احمد صدیقی نے ربانی آفسیٹ پرنٹرز دیوبند سے چھپوا کر روحانی مرکز، محلہ ابوالمعالی دیوبند سے شائع کیا۔

دُعَا
سفلی عمل اور جادو ٹونے کی آفت و نحوست گھر گھر
میں پھیلی ہوئی ہے ـــــــ ہم دعا کرتے ہیں
کہ ـــ اے پروردگار عالم! طلسماتی دنیا کے
تمام قارئین کو اور اپنے تمام بندوں کو جادو ٹونے
کی نحوست سے اور جادوگروں کی خباثتوں سے محفوظ رکھ۔
(آمین)

کیا اور کہاں

نورِ ہدایت

اور جب پہنچا ان کے پاس رسول۔ اللہ کی طرف سے تصدیق کرنیوالا
اس کتاب کی جو ان کے پاس ہے۔ تو پھینک دیا ایک جماعت نے اہلِ کتاب
میں سے کتاب اللہ کو اپنی پشت کے پیچھے گویا کہ وہ اس کی قدر و منزلت سے
واقف ہی نہیں۔ اور پیچھے ہو لئے اُس علم کے جو پڑھتے تھے شیاطین سلیمان
کی بادشاہت کے وقت اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن کفر کیا شیطانوں
نے کہ وہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو۔ اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو اُترا
تھا دو فرشتوں پر شہر بابل میں۔ اُن فرشتوں کا نام تھا ہاروت ماروت۔
اور فرشتے نہیں سکھلاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو آزمائش کیلئے ہیں۔
تو آپ لوگ کافر نہ ہو۔ پھر ان سے وہ سیکھتے تھے جادو جس کے ذریعہ جدائی
ڈالتے تھے میاں بیوی کے درمیان اور وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے
تھے۔ اللہ کی مرضی کے بغیر ____ اور ایسے لوگ سیکھتے ہیں وہ چیز
جو انہیں فائدہ نہ پہنچا کر نقصان پہنچاتی ہے۔ اور وہ خوب جانتے ہیں کہ
جس نے جادو اختیار کیا نہیں ہے اس کیلئے آخرت میں سے کوئی حصہ۔

(سورۂ بقرہ آیت ۱۰۲ سپارہ ۱)

اداریہ

فضلِ ربّی

بقلم خاص

فضلِ ربّی ہے کہ جادو ٹونا نمبر اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ہماری کوششوں کے باوجود جادو ٹونا نمبر وقت پر نہ آسکا۔ ایک مہینے کی تاخیر کے ساتھ اس کی اشاعت عمل میں آئی ہے۔ لیکن ____ یہ تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا ____ یقین کریں کہ رسالہ جب بھی لیٹ ہوتا ہے۔ جتنی کوفت آپ کو ہوتی ہے۔ اس سے دگنی کوفت خود ہمیں بھی ہوتی ہے۔ لیکن رسالہ بے شمار لوگوں کے تعاون اور عمل و دخل سے مرتب ہوتا ہے۔ ایڈیٹر کا کام رسالے کو مرتب کر دینا ہے۔ اس کے بعد یہ عزت و عافیت کے ساتھ اگر کاتبوں اور کمپیوٹر والوں کے ہاتھ سے بروقت آزاد ہو جائے تو کسی قسمت۔ ورنہ عرصہ دراز تک یہ ان ہی کے ہاتھوں کا کھلونا بنا رہتا ہے۔ اس کے بعد نمبر آتا ہے تصحیح کرنے والے حضرات کا۔ وہ بھی ہماری دنیا ہی کی مخلوق ہیں۔ انہیں بھی مصروفیت رہتی ہے اور ان کے بھی ناز نخرے ہنس ہنس کر برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے بعد پریس والے رسالے سے مستفیض ہوتے ہیں اور وہ بھی اس بے زبان کی اچھی خاصی گت بنا دیتے ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے ملازمین کے سامنے اسی طرح بے بس ہوتے ہیں جس طرح کوئی روایتی شوہر اپنی بیوی کے سامنے مجبور اور بے بس ہوتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد رسالے کی بائنڈنگ کرنے والوں کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ اور ان کا بھی ستانے کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے۔ اور بھی کئی مراحل درمیان میں طے کرنے پڑتے ہیں۔ تب کہیں جا کر رسالہ آپ کے مبارک ہاتھوں تک پہنچتا ہے۔ لیکن اپنا اپنا نصیب ہے گالیاں صرف بیچارے ایڈیٹر کو کھانی پڑتی ہیں ____ حالانکہ تاخیرِ اشاعت میں اس کی بے اعتدالی کا دس فیصد سے زائد دخل نہیں ہوتا۔ جو لوگ گالیاں نہیں دے سکتے وہ بیچارے شکایت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ شکایت بھی نہیں کرتے وہ صبر کرتے ہیں۔ لیکن دل ہی دل میں کوفت محسوس کرتے ہیں۔ اور گمان یہی کرتے ہیں کہ قصور ایڈیٹر کا ہے۔ اور اسی کی غیر ذمہ داریوں کی وجہ سے ہمیں انتظار کی زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس بحث سے قطع نظر کہ کس ڈیپارٹمنٹ کی کوتاہی کتنی ہے۔ اور ایڈیٹر کی چارج شیٹ کیا کہتی ہے ہم ہی آپ سے اظہارِ معذرت کرتے ہیں۔ اور اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور یقین دہانی کراتے ہیں کہ انشاء اللہ آئندہ رسالے کو بروقت چھاپنے کے لئے ہم انتظام کے ہر ہر شعبے پر نظرِ ثانی کریں گے۔ اور اپنے گریبان میں بھی جھانکیں گے ہمیں امید ہے کہ جادو ٹونا نمبر "دیر آید درست آید" کے مصداق انشاء اللہ اس دور کا قیمتی شاہکار ثابت ہوگا۔ اور عوام و خواص اس کے علمی اور عملی سرمائے سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کو ٹھکانے لگائے۔ اور ہمیں روحانی علوم کے سلسلے میں اس سے زیادہ محنت اور خدمتِ خلق کی توفیق دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

مختلف باغوں کے پھول

گل چیں
مسز یوسف صدیقی

ارشاداتِ نبویؐ

● جس نے نیکی کی طرف رہنمائی کی اس کے لئے اتنا ہی ثواب ہے جتنا اسی نیکی کرنے والے کیلئے ہے۔
● تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرتے ہیں۔
● ذکر الٰہی سے بڑھ کر انسان کا کوئی عمل عذاب سے نجات دلانے والا نہیں۔
● وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔
● اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی روزی نہیں ہے۔
● جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس کی درازی عمر کی دعا کرو۔

(مرسلہ: نکہت پروین ـــــ دہلی)

کرنیں

● ایک چھوٹی سی نیکی ایک بہت بڑے نیک ارادے سے بہتر ہوتی ہے۔
● خواہش اگر پرندہ ہوتی تو ہر شخص اپنی جیب میں رومال کی جگہ جال رکھتا۔
● نفرت ایک ایسا زہر ہے جس کی نوک اس کے اپنے بدن ہی میں سرایت کر دیتی ہے۔
● دوسروں کا کانٹا نکالنا آسان ہے۔ لیکن اپنی انگلی کی تکلیف برداشت کرنا مشکل ہے۔
● اگر آپ کے پاس علم ہے لیکن دانائی نہیں ہے تو آپ ایسی کار ہیں جس میں انجن نہیں ہے۔

انمول موتی: کتابوں کا مطالعہ دماغ کو روشنی

کرتا ہے۔
● محنت وہ کنجی ہے جو دولت کے دروازے کھول دیتی ہے۔
● ہر خوبی ایک نہ ایک نقص رکھتی ہے خواہ وہ دشمن ہی میں کیوں نہ ہو۔
● دل آئینہ کی طرح صاف، زبان شہد کی طرح میٹھی اور کام کی رفتار چیونٹی کی چال کی طرح دھیمی اور مستقل ہونی چاہیئے۔
● اگر تم مالدار بننے کے آرزومند ہو تو اپنی فرصت کے اوقات ضائع مت کرو۔
● ہمیشہ خوش گوئی والا طرز اختیار کرو، دنیا عزت کرنے پر مجبور ہوگی۔
● وہ علم ضائع ہو جاتا ہے جو عمل کے لباس سے محروم ہو۔

درسِ حیات

● اگر دنیا کا درس لینا ہے تو پھول سے لو جو پودے سے جدا ہوتے ہی مرجھا جاتے ہیں۔
● اگر پہاڑ کو ہٹانے کا ارادہ ہو تو پہلے ذرّوں کو ہٹانا سیکھو۔
● ناکامی کے جذبے سے کامیابی پیدا ہونا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا ببول کے درخت سے گلاب کھلانا ناممکن ہے۔
● دشمن کو معاف کر دینا اس سے انتقام لینے کا سب سے اچھا طریقہ ہے۔
● برے لوگ اچھی باتوں میں برا پہلو تلاش کر لیتے ہیں جس طرح مکھیاں تمام خوبصورت جسم کو چھوڑ کر صرف زخموں ہی پر بیٹھنا پسند کرتی ہیں۔

(مرسلہ: ساجدہ یوسف انصاری، تھانہ)

آئینۂ افکار

● قسمت پہیے کی مانند گھومتی ہے کبھی نیچے آ جاتا ہے اور کبھی اوپر، جب تم اوپر آؤ تو نیچے والوں کا ہاتھ تھام لو کیونکہ ممکن ہے کہ اگلے چکر میں تمہیں ان کے سہارے کی ضرورت پڑ جائے۔
● کسی پر کیچڑ مت اچھالو کیونکہ دوسروں کے دامن اس سے آلودہ ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن تمہارے ہاتھ کیچڑ سے ضرور آلودہ ہو جائیں گے۔
● صرف یہی ظلم نہیں کہ ہم انسانوں سے نفرت کریں، بلکہ یہ بھی ظلم ہے کہ ہم انسانوں کے تماشائی بن جائیں۔

شہ پارے

● نادان لوگ دولت کیلئے دل کا چین کھو بیٹھتے ہیں اور دانا سکون پانے کیلئے دولت قربان کر دیتے ہیں۔
● دنیا میں خوش رہنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ اپنی ضروریات کو کم کریں۔
● بے وقوف لوگ کھانے پینے کیلئے جیتے ہیں اور عقل مند لوگ اس لئے کھاتے پیتے ہیں، تاکہ زندہ رہ سکیں۔
نفرت برائی سے کرنی چاہیئے، نہ کہ برائی کرنے والے سے۔

احساسِ خودی

● کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈرتا رہ۔
● خوشی اور ناخوشی ہر حالت میں انصاف کی بات کر۔
● امیری اور غریبی دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہ۔
● اگر بڑا آدمی بننا چاہتا ہے تو ایک دن یہ فیصلہ

کر لے۔
● جو مجھ سے کٹے گا میں اس سے جڑوں گا۔
● جو مجھے محروم کرے گا میں اُسے دوں گا۔
● جو مجھ پر زیادتی کرے گا میں اُسے معاف کر دوں گا۔
● میری خاموشی تفکر کی خاموشی ہوگی۔
● میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہوگی۔
● میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہوگی۔
● اگر ان باتوں پر تو نے عمل کر لیا تو ایک دن تو بہت بڑا آدمی بنے گا۔

(مرسلہ: مسعودہ آرزو ناز، ہزاری باغ)

محبت کے رنگ روپ

● محبت انسان کو عظمت، پاکیزگی، انسانی دوستی، بھولی اور دامن داماں کا سبق دیتی ہے۔
● محبت انسانوں کے درمیان حائل شدہ دیوار کو گرا دیتی ہے۔
● محبت کسی ذات برادری اور طبقے کی قائل نہیں۔
● محبت وہ کھیل ہے جس میں عقل ہار جاتی ہے۔
● محبت کے اظہار کیلئے خوبصورت الفاظ کی ضرورت نہیں۔
● محبت میں آنکھوں کی اپنی زبان ہوتی ہے۔
● محبت خوبصورتی کی بھی قائل نہیں۔ محبت دل سے دل کو ملا دیتی ہے۔ اور جب محبت ہو جاتی ہے تو محبوب کی ہر بُری ادا بھی پسند آتی ہے۔

(مرسلہ: کلیم اللہ کوثر، گوپال پور)

بُرا اور بڑا آدمی: اگر سڑک پر چلتے ہوئے گاڑی سامنے آ جائے تو سڑک کے کنارے

بچ کر ہٹ جاؤ۔ گھوڑا گاڑی ہو تو پانچ گز تک ہٹنا ضروری ہے ہاتھی ہو تو دس گز تک ہٹ جاؤ۔ لیکن اگر بُرا آدمی نظر آ جائے تو ایک سو گز تک ہٹ جاؤ اسی میں عافیت ہے۔
بچھو کے دُم میں زہر ہوتا ہے۔ سانپ کے دانتوں میں زہر ہوتا ہے۔ بھڑ کے سر میں زہر ہوتا ہے۔ لیکن بُرے آدمی کے پورے جسم اور اس کی باتوں میں بھی زہر ہوتا ہے۔
بڑے آدمی میں جو خوبیاں ہوتی ہیں وہی خوبیاں چھوٹے آدمیوں میں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ چھوٹے لوگوں میں وہ خوبیاں جسمانی طور پر ہوتی ہیں۔ اور بڑے لوگوں میں یہ خوبیاں گہرائی تک ہوتی ہیں، چھوٹے لوگ اپنی خوبیوں سے خود فائدے اٹھاتے ہیں۔ اور بڑے لوگوں کی خوبیوں سے ایک عالم مستفیض ہوتا ہے۔

حسن و جمال

ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی۔
حضرت! میرا شوہر دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔
آپ نے فرمایا۔
اگر اس شخص کے نکاح میں اس وقت دو عورتیں نہیں تو یہ نکاح جائز ہے۔
وہ عورت بولی۔ حضرت اگر ہمارے مذہب میں غیر عورتوں کو دیکھنا جائز ہوتا تو میں اپنا پردہ اٹھا کر بتاتی کہ جس مرد کے نکاح میں مجھ جیسی حسین عورت ہو اس کو دوسرا نکاح کرنے کی کیا ضرورت ہے۔
عورت کی بات سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے۔ وہ گھبرا گئی اور اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے تمہاری بات سن کر یاد آیا کہ ایک بار حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر کسی بشر کو میرا دیدار کرنا نصیب ہوتا تو میں اپنا حجاب اٹھا کر اس پر ظاہر کر دیتا کہ جس کا مجھ جیسا رب ہو اس کو کسی خدا کی ضرورت نہیں اور اس کے لئے کسی دوسرے کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔

مہکتے پھول

● اچھا دوست خدا کا بہترین تحفہ ہے۔ جو قسمت والوں کو ملتا ہے۔
● مطلب کی دوستی کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔
● سچ ہمیشہ سچ کی بولی ہے۔
● خوبصورت وہ ہے جو خوبصورت کام کرے۔
● وقت خاموشی کے ساتھ بہنے والا ایسا دریا ہے جو اپنے دامن میں ماضی کے بڑے بڑے واقعات کو چھپا کر مستقبل کی طرف بڑھ جاتا ہے۔
● دنیا امتحان گاہ ہے جہاں ہر قدم کو عقل کی ترازو میں تولنا پڑتا ہے۔
● ہر چیز کے ثواب کا اندازہ ہے مگر صبر کے ثواب کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

برکت ہی برکت

حرکت میں برکت ہے۔ برکت میں رحمت ہے۔ رحمت میں کرم ہے۔ کرم میں نعمت ہے۔ نعمت میں لطف ہے لطف میں جوش ہے۔ جوش میں جذبہ ہے۔ جذبے میں ہمت ہے۔ ہمت میں کوشش ہے۔ کوشش میں معیشت ہے۔ معیشت میں صداقت ہے۔ صداقت میں نور ہے۔ نور میں

کشش کے کشش میں صلاحیت ہے جو صلاحیت میں ڈوبا ہے اُجالے میں عافیت ہے۔

(مرسلہ: محمد راشد بھاگل پور)

عظیم انسان

- عظیم انسان وہ ہے جو بظاہر سمندر کی طرح پُرسکون ہو لیکن اس کی گہرائی میں ہزاروں تمنائیں دم توڑتی ہوں دلوں کے ہزار طوفان اُٹھتے ہوں۔
- خواہشات کرچیاں بنکر اس کے وجود کو زخمی کرتی ہوں لیکن اس کے چہرے پر مسکراہٹ کے سوا کچھ نہ ہو۔

تکمیل عورت

جب عورت کو خدا نے بنایا تو فرشتوں کو حکم دیا چاند کی چاندنی، شبنم کی ٹھنڈک، ستاروں کی روشنی، بلبل کی آواز، چکور کا حوصلہ، گلاب کی رنگت، کوئل کی پکار، سمندر کی گہرائی، آسمان کی بلندی، شام کا سکون، صبح کا نور لیکر آؤ۔ فرشتوں نے کہا۔ اے خدا آپ اپنی طرف سے کیا عطا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ "محبت"۔

(مرسلہ: محبوب خاں، بریلی)

منتخب اشعار

لوگ مٹی میں لکے کے بھر آتے ہیں
اپنے زخموں کو زمانے کو دکھایا کرو

●

شعور دیتے ہیں دنیا کو جو بھی دیوانے
دیا جلا کے انکے گھروں میں وہاں اندھیرا ہے

●

خاموش مزاجی تجھے جینے نہیں دے گی
اس دور میں جینا ہے تو کہرام مچا دے

●

تم میں ہیرے کی صفت ہے تو اندھیرے میں چلو
دھوپ میں کانچ کے ٹکڑے بھی چمکتے ہیں

●

تیرے خیال سے پہلے کوئی خیال آئے
کوئی خیال نہ آیا ترے خیال کے بعد

جب ڈرکھیں ہیں پیار کے پھول کی آنکھیں پرنم
کسطرح کہہ دیں کہ گلشن میں بہار آئی ہے

●

عدل و انصاف کسی حشر پہ موقوف نہیں
زندگی خود ہی گناہوں کی سزا دیتی ہے

●

یارب کسی سے چھین کے مجھ کو خوشی نہ دے
جو دوسروں پہ بار ہو وہ زندگی نہ دے

●

عشق اُن کو عطا نہیں ہوتا ___
جن کے دل میں خدا نہیں ہوتا۔

●

تعویذ دیئے ہیں لے کے محبت کے کسی کو
اور خود ہیں توجہ سے بھی محروم رہا ہوں

کامیاب میاں بیوی

کامیاب شوہر وہ ہے جو بیوی کے خرچ کرنے کی طاقت سے زیادہ کمائے ___ اور کامیاب بیوی وہ ہے جو شوہر کے کمانے کی طاقت سے زیادہ خرچ کرے۔

شادی: شادی وہ منزل ہے جہاں مرد اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا شروع کر دیتا ہے اور عورت اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا بند کر دیتی ہے۔

پریشانی: میں بیوی کی یادداشت کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔

انہیں کوئی بات یاد نہیں رہتی ہوگی۔

نہیں، بلکہ پریشانی کی بات یہ ہے کہ اُسے ہر بات یاد رہتی ہے۔

کہاسنی: کیا بیوی سے تمہاری کہاسنی ہو جاتی ہے۔ جی ہاں ہر روز۔ وہ کہتی ہے اور میں سُنتا ہوں۔

مبارک دن: مبارک ہو دوست آج کا دن تمہارے لئے مبارک ہے۔

لیکن میری شادی تو کل ہے۔؟

اسی لئے تو تمہارے لئے آج کا دن مبارک ہے۔

منظوری: ایک رنگریز دھوبی کی دکان پر ایک بورڈ پر یہ عبارت تحریر تھی۔

"رنگ پسند کرنے والے کے پاس بیوی کی تحریری منظوری ضروری ہے۔"

چند سنہری باتیں

- عمل کے بغیر علم ایک ایسا جسم ہے جسمیں روح نہیں ہے۔
- زندگی میں کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو خیال سے شروع ہو کر خیال ہی پر ختم نہ ہوتا ہو۔
- حیات کی ابتدا کتنی ہی شاندار کیوں نہ ہو ایک دن اسے سناٹوں سے گزرنا پڑتا ہے۔
- دنیا مٹی کا ایک کھلونا ہے جس کا مقصد بالآخر ٹوٹ کر بکھر جانا ہے۔
- قسمت کے طوفانوں کے مقابلے کیلئے صبر سیکھو۔
- انسان ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ لیکن انسانیت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

آنکھ

- روتی ہے تو دنیا کی ہر چیز بھلا دیتی ہے۔
- جھکتی ہے تو زمانہ بھر کی حیا اپنے اندر سمو لیتی ہے۔
- اُٹھتی ہے تو ریگزاروں کو بھی گلزار بنا دیتی ہے۔
- کھلتی ہے تو کائنات کے رازوں کے پردے کھول دیتی ہے۔
- دیکھتی ہے تو سمندر کی گہرائی سے موتی نکال لاتی ہے۔
- مسکراتی ہے تو ستاروں کی چمک چھین لیتی ہے۔
- اور روتی ہے تو عرش سینے کو ہلا دیتی ہے۔

(مرسلہ: روبینہ اسلم کلکتہ)

اتنا بھی کافی ہے: محمد ابن حسین بسطامی فرماتے ہیں کہ میں ابو عثمان مغربی کے پاس گیا اور دل میں خیال کیا کہ شاید وہ مجھ سے کچھ مانگیں۔ اس پر ابو عثمان نے فرمایا کہ لوگوں کیلئے یہ کافی نہیں ہے کہ میں ان کی چیزیں قبول کر لیتا ہوں کہ وہ اب مجھ سے یہ چاہتے ہیں کہ میں ان کے آگے اپنا دامن بھی پھیلاؤں۔

باب ۱۶

بابِ ردِّ سحر

صنم خانۂ عملیات کا سولہواں باب "ردِّ سحر" ایک اہم ترین باب ہونے کی وجہ سے اس کتاب کا اہم ترین حصہ ہے۔ اس باب کے ذریعہ ہم اس کتاب کے ناظرین کو ایسے سو طریقے عنایت کریں گے جن کا سہارا لیکر جادو کے بُرے اثرات پر قابو پایا جا سکتا ہے اور سفلی اور گندے مسلم کے سنگین حملوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

یہ بات مسلّم اور طے شدہ ہے کہ اس دنیا میں کسی بھی معاملے میں کوئی بھی فارمولا اور کوئی بھی طریقہ اُس وقت تک کارگر اور نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتا جبتک مالکِ کون و مکاں کی مرضی شاملِ حال نہ ہو۔ تعویذات ہوں یا وظائف ہوں یا عملیات کے ذخیرے ہوں سب کے سب بے روح اور بے جان قرار پاتے ہیں۔ اگر مالکِ کون و مکان کی رضا و قضا سے یہ محروم ہوں۔ تعویذ فی نفسہٖ مؤثر نہیں ہے۔ تعویذ کی حیثیت اگر اللہ جل جلالہٗ کی مرضی شامل نہ ہو تو فقط کاغذ کے ایک پُرزے کی سی ہے۔ لیکن صرف ایک تعویذ ہی نہیں، بلکہ دنیا کے ہر ہر طریقۂ علاج کی بعینہٖ یہی حیثیت ہے۔ اگر اللہ جل جلالہٗ اسمیں اپنی مرضیات کو داخل نہ کریں ٹیبلیٹ اور کیپسول، چاکلیٹ اور چیک سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اگر حق جل مجدہٗ مریض کو شفا دینے کا ارادہ نہ فرمائیں۔ آج کی دنیا کے مادہ پرست لوگوں نے یا اُن کورے جاہلوں نے جو اسلامی عقائد کی گہرائیوں سے واقف نہیں ہیں، تعویذات کے خلاف تو بہت لے دے کی ہے اور ان کی تاثیرات کے خلاف بہت ہنگامے مچائے ہیں۔ لیکن ان ہی حضراتِ عقلِ کل نے دواؤں اور خمیروں کو علاً فی نفسہٖ مؤثر مانا ہے۔ گو زبان سے وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال و احوال سے صاف طور پر یہ مترشح ہوتا ہے کہ جشوندے اور جیشرہ مرداوید اور ڈیکسا اور میٹرا کیپسول وغیرہ کو وہ فی ذاتہٖ مؤثر خیال کرتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی تمام دواؤں کی بھی وہی پوزیشن ہے۔ جو از راہِ عقیدہ تعویذات کی ہے۔ اللہ کی مرضی کے بغیر اگر روحانی عملیات بے حیثیت ہیں تو اللہ کی مرضی کے بغیر میڈیسن اور جڑی بوٹیاں بھی قطعاً ہیچ اور لایعنی ہیں ___ حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہے کہ دوا حلق میں جاتے وقت اپنے رب سے سرگوشی کرتے ہوئے یہ کہتی ہے کہ میں اس مریض کے مرض کو بڑھاؤں یا گھٹاؤں یا اسی حالت پر رہنے دوں؟ اور پھر جو فیصلہ حق تعالیٰ کا ہوتا ہے اسی نوعیت کا اثر دوا کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ دوا کبھی فائدہ بھی کرتی ہے اور کبھی نقصان بھی پہنچاتی ہے۔ عرفِ عام میں اس کو ریکشن کہتے ہیں۔ شریعت نے دنیا کو دارالاسباب مانتے ہوئے امراض سے نمٹنے کیلئے علاج کی اجازت دی ہے اور علاج ہر نبی کی سنت بھی رہا ہے۔ لیکن شریعت نے کسی وسیلہ سے ممانعت اور کسی طریقۂ علاج کو معیوب قرار نہیں دیا ہے۔ از روئے شرع صرف ان طریقوں کو مردود بتایا گیا ہے جن میں غیر اللہ سے استعانت طلب کیجاتی ہو یا جن پر بھروسہ حد سے زیادہ کر لیا جاتا ہو یعنی اس انداز میں کر لیا جاتا ہو جیسے کہ یہ طریقے مؤثر بالذات ہیں اور اپنی تاثیرات کے خود ہی خالق ہیں۔ ورنہ شریعت اسلامیہ میں علاج کا کوئی بھی طریقہ مبغوض نہیں ہے جس طریقے سے انسان کو شفا نصیب ہونے کا امکان ہو اس طریقے کو برائے علاج اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یونانی علاج ہو یا ایلوپیتھک یا ہومیوپیتھک یہ سب ہی جائز ہیں۔ اسی طرح جو علاج حروف و اعداد کے ذریعہ کئے جاتے ہوں وہ بھی سب کے سب جائز ہیں اور ان پر بھی شریعت کسی بھی طرح کی کوئی قدغن نہیں لگاتی۔ البتہ شریعت اس بات کی متقاضی

ہر جگہ نظر آتی ہے کہ ہر بندہ ہر طرح کے علاج و معالجے سے فائدہ اُٹھاتے وقت اس یقین کو پامال نہ ہونے دے کہ بیماری کے بعد شفا اور صحت عطا کرنے والی اصل ذات خالقِ کائنات کی ہے اور آفتوں کے بعد راحتیں اور طوفانوں کے بعد سکون عطا کرنے والی ذات بھی خالقِ کائنات ہی کی ہے۔ یہ ذاتِ گرامی اگر کسی کو زندگی دینے کا فیصلہ کر چکی ہو تو زہرِ ہلاہل بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور یہ ذاتِ گرامی کسی کو موت دینے کا ارادہ کر بیٹھی ہو تو تریاق بھی اسے زندگی عطا نہیں کر سکتا۔ یہ یقین کر کرنے اور عطا کرنے والی ذات اللہ کی اور صرف اللہ کی ہے۔ اگر دل کی گہرائی میں جاگزیں ہو تو پھر علاج دوا سے ہو، جڑی بوٹی سے ہو یا حروف اور اعداد سے ہو، عقل سے ہو یا مشینوں سے ہو۔ انسان کے عقیدے کو مجروح نہیں کرتا۔ اور اسے گنہگار نہیں بناتا۔

اس رنگ برنگی دنیا میں جہاں بیشمار اور لاتعداد حقائق پیدا کیے ہیں۔ وہاں سحر کی بھی ایک حقیقت پیدا کی گئی ہے۔ لیکن بیشمار لوگ اس دنیا میں آج بھی ایسے ہیں جو جادو کی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ جو لوگ تہذیب زدہ ہیں ان کا ذکر تو چھوڑ یئے لیکن افسوسناک بات تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو خود کو صاحب عقیدہ سمجھتے ہیں وہ بھی جادو کی حقیقت کو جھٹلاتے ہیں۔ جب کہ جادو کا تذکرہ اللہ کی آخری کتاب قرآن حکیم میں جگہ جگہ آیا ہے۔ اگر جادو بے حقیقت ہوتا تو قرآن پاک میں اس کا تذکرہ کرنے کے بعد اس کو بے حقیقت بتایا جاتا۔ لیکن قرآن نے کسی جگہ جادو کو بے اثر اور بے حقیقت قرار نہیں دیا ہے۔ بلکہ مختلف انداز سے اس کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ جس طرح بندوق کی گولی اور تلوار کی دھار اپنے اندر ایک اثر رکھتی ہے اور یہ اثر اللہ ہی کا پیدا کردہ اثر ہے۔ اسی طرح جادو ٹونا بھی اپنے اندر تاثیر رکھتا ہے۔ لیکن لاریب یہ تاثیر اذنِ خداوندی کی بالکل اسی طرح محتاج ہے جس طرح دنیا کی ہر اثر انگیز چیز اپنا اثر دکھانے میں اذن خداوندی کی محتاج ہے

سحر اور جادو کے سلسلے میں برسہا برس تک علماء اور عقلاء کے درمیان بحث ہوتی رہی ہے کوئی اس کی حقیقت کو مانتا رہا، کوئی منکر رہا۔ لیکن اکثر علماءِ حق کی رائے یہ ہے کہ سحر ایک حقیقت ہے اور یہ سحر مضرت رساں بھی ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مصلحتِ کاملہ کے پیش نظر اس میں اسی طرح کے مضر اثرات پیدا کر دیئے ہیں جس طرح دوسری اشیاء میں موجود ہیں۔ مثلاً زہر انسان کی زندگی کو نقصان پہنچاتا ہے اور تریاق انسان کو حیاتِ نو بخشتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ حکمِ خداوندی ہی سے ہوتا ہے۔ اگر اللہ کا حکم اور استیذان نہ ہو تو زہر کسی کو مار نہیں سکتا اور تریاق کسی کو جِلا نہیں سکتا۔ آگ بلاشبہ جلانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لیکن یہی آگ کسی کیلئے گلزار بھی بن سکتی ہے۔ پانی ڈبو دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ لیکن یہی پانی کسی کیلئے پتھر کی طرح جامد بھی بن جاتا ہے۔ وہ دریا ہی تو تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لئے بارہ راستے بن گئے تھے۔ اور وہ بھی دریا ہی تھا جس نے فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا تھا اور موسیٰؑ اور ان کے اصحاب اس پر سے گزر گئے تھے۔ کیوں کہ حکمِ خداوندی یہی تھا کہ فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو ڈبو دو اور موسیٰ علیہ السّلام اور ان کے ساتھیوں کو پار کرا دو۔ جیسا خدا کا حکم ہوتا ہے۔ ویسا ہی اس کائنات کی ہر مؤثر چیز اپنا اثر دکھاتی ہے۔

جو لوگ جادو کو مؤثر بالذات سمجھتے ہیں وہ کافر ہیں۔ لیکن جادو میں حکمِ خداوندی سے ایک اثر نہاں ہے اور اس حقیقت کو تمام علماءِ اہل سنّت والجماعت نے تسلیم کیا ہے۔ البتہ جادو کی تعلیم حاصل کرنا یا کسی کو جادو کی تعلیم دینا دونوں ہی باتیں منجملہ کفریات ہیں۔ اور شریعت نے جادو کو شرک قرار دیا ہے۔ البتہ ایسے فنون سیکھنا جن سے جادو جیسے مضر چیزوں پر قابو پایا جا سکے ضروری ہے۔

جادو کی اپنی ایک تاریخ ہے۔ اور کچھ حد بندیوں کے ساتھ اس کی تعلیم زمانۂ قدیم کے مسلمانوں نے بھی حاصل کی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ جب اسکے برگ و بار پر کفر و شرک کے پھل پھول آنے لگے تو اسلامی شریعت نے ان چیزوں سے کنارہ کش ہونے کی تاکید کی ——— اور پھر بعثتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جادو کا فن رفتہ رفتہ قریب الختم ہو گیا۔ کیوں کہ مسلمانوں نے خود اس کی بیخ کنی کرنے کی جدوجہد کی۔

حضرت مولانا حفظ الرّحمٰن صاحب اپنی تصنیف "رموزِ مقطعات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"زمانۂ قدیم میں علم نجوم اور علمِ سحر کی طرف لوگوں کا عام رجحان رہا ہے۔ وہ ان علوم کو دوسرے علوم پر فوقیت دیتے تھے۔ کلدانیوں، سُریانیوں اور قبطیوں کو ان علوم میں نسبتاً زیادہ کمال حاصل تھا۔ دراصل ان ہی قوموں سے یہ علوم و فنون یونانیوں اور پارسیوں وغیرہ نے حاصل کیے تھے۔ قرآن حکیم میں بھی کچھ ایسے واقعات پر روشنی موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے زمانہ میں سحر کافی عروج پر تھا۔ بڑے بڑے ساحر جگہ جگہ موجود تھے جو اپنی فنکارانہ اور علمی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے لوگوں کو مبہوت کر ڈالتے تھے بعض ممالک میں تو لوگ ان کی ہولناک حرکتوں سے اس قدر عاجز آ گئے تھے کہ ان کیلئے سلامتی کے ساتھ زندہ رہنا مشکل ہو گیا تھا۔ تنگ آمد بجنگ آمد۔ پھر یہ ہوا کہ پریشان حال لوگوں نے منصوبہ بند طریقوں سے ساحروں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ حکومتی سطح پر بھی ان کو سزائے موت دی گئی اور ان کے علمی ذخیرے کو نذرِ نار کر دیا گیا۔ تاہم کچھ نہ کچھ علم باقی رہ گیا۔ سب کا سب ضائع نہ ہو سکا۔ عظیم مؤرخ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں کو فتوحات کے نتیجے میں مختلف ممالک سے اہم نوادرات کے علاوہ فلسفہ و حکمت، ریاضی اور سحری علوم کا ذخیرہ ملا ہے۔ مگر چونکہ شریعت اسلامی نے خاص طور پر علم سحر کو حرام قرار دے دیا تھا اور ساحروں کیلئے سخت ترین عذاب کی بات کہی تھی۔ اس لئے مسلمانوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ بلکہ اس کو شدید نفرت و حقارت کی نگاہوں سے دیکھا اور یونانی علوم کے تراجم کرتے وقت بالقصد اس علم کو نظرانداز کر دیا گیا۔ اسی لئے وہ ذخیرہ بھی جو غیر مرتب صورت میں حاصل ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ ضائع ہو گیا۔ یا ضائع کر دیا گیا۔ صرف مسلمانوں نے ہی نہیں دوسرے لوگوں نے بھی سحری علوم کو ختم کر ڈالنے کی کوششیں کی۔ لیکن اس کے باوجود یہ علم کسی نہ کسی درجے میں پھر بھی باقی رہ گیا۔ اور آج تک سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے۔"

بہرحال جادو کی حقیقت کو تمام علمائے قدیم نے تسلیم کیا ہے اور یہ بات بھی تسلیم کی ہے کہ ذخیرۂ سحر بڑی حد تک تلف ہو جانے کے باوجود سلسلۂ علمِ سحر سینہ بہ سینہ کسی نہ کسی درجے میں باقی رہا۔ اور آج تک باقی ہے۔

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ جادو صرف شعبدے بازی اور نظر بندی کو کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں جب کہ جادو ایک ایسی حقیقت کا نام ہے کہ جس کا سہارا لیکر حقائق کو متغیر کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ جنس بھی بدل دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے فتنے اس کے ذریعہ ظہور میں آ جاتے ہیں۔ جو عموماً خلق خدا کے لئے ضرر رساں بنتے ہیں۔ اسی لئے جادو کو شرعاً حرام قرار دیا گیا ہے۔

ایک روایت میں حضرت کعبؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہودی میرے ایمان لانے سے بہت چراغ پا ہوئے۔ اور اگر میں ایک عزیمت کو اپنے ورد میں نہ رکھتا تو وہ مجھے جادو کے زور سے گدھا بنا دیتے۔ لیکن میں عزیمت کا ورد کرنے کی وجہ سے ان کی سازش سے محفوظ رہا۔ اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جادو کے زور سے انسان کو گدھا بھی بنایا جا سکتا ہے۔

بے شمار واقعات اور شواہد سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ بذریعہ جادو میاں بیوی کے تعلقات میں کشیدگی پیدا کر دی جاتی ہے۔ اور بسا اوقات طلاق تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ بعض گھر میں یہ دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر جان چھڑکتے ہیں اور پھر اچانک یہ ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی صورتوں سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ یہ دراصل کسی کرتوت کی بنا پر ہوتا ہے۔

جادو کے ذریعہ لڑکیوں کے رشتوں کی بندش کر دی جاتی ہے۔ اسکے بعد قابل قبول لڑکیوں کے بھی پیغامات آنے بند ہو جاتے ہیں بلکہ

لگے لگائے رشتے بھی ٹوٹ جاتے ہیں ۔اور رشتے داروں میں دراڑ پڑ جاتی ہے ۔جادو جانوروں پر بھی کیا جاتا ہے ۔اور جادو سے متاثر ہونیکے بعد گائے ،بھینس، بکریاں جو دودھ دینے میں بے مثال ہوتی ہیں ۔اچانک دودھ سے بھاگ جاتی ہیں اور انکے تھنوں میں دودھ سوکھ جاتا ہے ۔فاسق وفاجر لوگ کمسن بچوں پر بھی سحر کرادیتے ہیں ۔اس طرح بچے سحر کی لپیٹ میں آکر سوکھ کر مرجاتے ہیں ۔جادو کے ذریعہ عورتوں کی کوکھ بندی کردی جاتی ہے ۔کوکھ بندھ جانیکے بعد حمل قرار نہیں پاتا ۔جادو کے ذریعہ "عقد فرج" کردیجاتی ہے ۔اور اسکے بعد مرد عورت کے قابل نہیں رہتا ۔اسکی رجولیت اور مردانگی تقریباً ختم ہوجاتی ہے ۔جادو کے ذریعہ روزگار کی بندش کردیجاتی ہے انسان جہاں بھی جاتا ہے اُسے ناکامی ہوتی ہے ۔اور اگر روزگار لگ جاتا ہے تو اس میں خیر وبرکت نہیں ہوتی ۔جادو کے ذریعہ خاندان کے خاندان تباہ وبرباد کردیئے جاتے ہیں ۔گھروں کا سکون ختم ہوجاتا ہے ۔باہمی تعلقات نفرت اور عداوت میں بدل جاتے ہیں ۔زندگیاں ناسور بنکر رہ جاتی ہیں ۔ہروقت غلط فہمی اور کشاکشی کا ماحول بنا رہتا ہے ۔

جادو کے ذریعہ چہرے بھی بگاڑ دیئے جاتے ہیں ۔اور قدرتی حسن کو پامال کردیا جاتا ہے ۔اور بہت سے نقصانات جادو کے ذریعہ اللہ کے بندوں کو پہنچائے جاتے ہیں ۔اور ان کی زندگیوں میں زہر گھول دیا جاتا ہے ۔اور یہ ظلم وستم کسی ایک علاقے کی کہانی نہیں ہے بلکہ کسی جگہ بھی چلے جائیں آپ کو سفلی عمل اور جادو ٹونے اور چوکیاں اور ہانڈیاں چھوڑنے کے واقعات سننے کو مل جائیں گے ۔جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کرنا کسی کے کاروبار کو تباہ وبرباد کرنا کسی کی ترقی میں رکاوٹ ڈالنا کسی کو اسکے جائز مقام سے محروم کرنا یا کسی کو بیماری میں مبتلا کردینا وغیرہ جیسے تمام کام کبیرہ گناہ میں شامل ہیں ۔بلکہ انکا تعلق کسی نہ کسی درجے میں کفر وشرک سے جڑا ہوا ہے ۔جادو کرنا یا کرانا قطعاً حرام ہیں ۔اور ایسے لوگ آخرت میں اللہ کی بازپرس سے نہیں بچ سکتے ــــــ زنا، چوری، ڈکیتی، شراب نوشی، سود خوری، ماں باپ کی نافرمانی کرنا جیسے قبیح کاموں سے بھی بدتر ہے کسی پر جادو کرنا یا کرانا ۔جب سے خوف خداوندی اور فکر احتساب آخرت کا جوہر مسلمانوں میں عنقا ہوا ہے ۔تب سے ایسی ناز یبا حرکتیں اور اسی طرح کے کالے کرتوت دل کھول کر ہونے لگے ہیں ۔اور اس طرح ظلم وستم کا سلسلہ پورے معاشرے میں آندھی اور طوفان کی طرح پھیل گیا ہے ۔جادو کی ستم نوازیوں اور سفلی عمل کی چیرہ دستیوں سے نمٹنے کیلئے اور جادو ٹونے کے اثرات کو رفع کرنے کیلئے ہم نے "باب رد سحر" قائم کرکے تمام ایسے طریقے منتخب کرکے اپنے ناظرین کیلئے نقل کئے ہیں کہ جن کو "صنم خانۂ عملیات" کا خاص الخاص سرمایہ کہا جاسکتا ہے ۔ان روحانی فارمولوں میں بعض فارمولے تو ایسے ہیں جو آپ کی نظروں سے پہلے بھی گزرے ہونگے بعض فارمولے ایسے ہیں جنہیں آپ پہلی بار پڑھیں گے اور بعض فارمولے ایسے بھی ہیں جنہیں کوئی عامل لاکھوں روپے لیکر بھی عطا کرنے کیلئے تیار نہ ہوتا لیکن ہم نے خدمت خلق کے ارادے سے اور حصول رضائے خداوندی کی نیت سے ہدیۂ ناظرین کردیئے ہیں ۔درخواست یہ ہیکہ پڑھنے والے ان گرانقدر روحانی فارمولوں سے فائدہ اُٹھاتے وقت راقم الحروف کو اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں گے اور اللہ کے بندوں کو جادو ٹونے کی اذیت ناک آفتوں سے نجات کی مومنانہ جدوجہد کریں گے ۔انمیں اکثر فارمولے تو وہ ہیں جو اُن عاملین کیلئے پیش کئے گئے ہیں جو روحانی عملیات کے ذریعہ خلق کی خدمت میں مصروف ہوں اور انمیں بعض فارمولے ایسے بھی ہیں کہ جن کے ذریعہ ہر ہر پڑھنے والا اپنا اور اپنے گھر والوں کا علاج کرسکتا ہے یاد رکھیں کہ اجازت کسی باضابطہ عامل سے اس وقت لینی ضروری ہے جب یہ کام بحیثیت عامل دوسروں کیلئے انسان کرنے کا ارادہ کرے اگر صرف اپنی ذات یا اپنے گھر کی دہلیز کے اندر رہنے والے افراد کیلئے کسی عمل کو کرنے کی ضرورت پڑے تو اجازت لینی ضروری نہیں ہے ۔پھر بھی احتیاط اس میں ہے کہ جن عملیات کی اجازت عام نہ ہو ۔انہیں کرنے سے پہلے آپ کسی روحانی رہنما سے رجوع کرلیں اور اپنی جان کو ضیق میں نہ ڈالیں ۔لیجئے آپ ان طریقوں پر نظر ڈالیں جو آپ کیلئے سونے چاندی کی دولت سے کہیں زیادہ قیمتی ہیں ۔

طریقہ ۱

اگر کسی پر جادو کردیا جائے تو اس کو رفع کرنے کیلئے سو مرتبہ روزانہ سورۂ فلق اور سو بار روزانہ سورۂ ناس پڑھے ۔لگاتار چالیس دن تک یہ دونوں سورتیں قرآن حکیم کی آخری سورتیں ہیں اور یہ اس وقت نازل ہوئی تھیں جب ایک یہودی نے فخر دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کردیا تھا ۔اور آپ اس جادو کے اثر سے متاثر ہوکر بیمار ہوگئے تھے ۔اس وقت فرشتوں نے آکر صحیح رہنمائی کی اور باذن اللہ اس جادو کا توڑ بتایا ۔اور بتایا کہ اس جادو کی چیزیں کس کنوئیں میں ڈالی گئی ہیں اگر روز پڑھنا مشکل ہو تو پھر ان دونوں سورتوں کو تین سو تین سو مرتبہ پڑھ کر ایک بوتل پانی پر دم کرکے رکھ لیا جائے اور چالیس دن تک یہ پانی صبح وشام جادو زدہ کو پلایا جائے ۔ان سورتوں کے نقش اکابرین سے دونوں طرح منقول ہوتے چلے آرہے ہیں ۔لفظی بھی اور عددی بھی ۔

لفظی نقش یہ ہیں ۔اس نقش کو لکھتے وقت زیر زبر لگانے کی ضرورت نہیں ۔

نقش سورۂ فلق

۷۸۶

قل اعوذ	برب الفلق	من شر ما خلق	ومن شر
غاسق	اذا	وقب	ومن
شر	النفثٰت	فی العقد	ومن
شر	حاسد	اذا	حسد

نقش سورۂ ناس

۷۸۶

قل اعوذ برب الناس	ملک الناس	الٰہ الناس	من شر الوسواس الخناس
ملک الناس	الٰہ الناس	من شر الوسواس الخناس	الذی یوسوس
الٰہ الناس	من شر الوسواس الخناس	الذی یوسوس	فی صدور الناس
من شر الوسواس الخناس	الذی یوسوس	فی صدور الناس	من الجنۃ والناس

عددی نقش یہ ہیں ۔

۷۸۶

۲۱۶۱	۲۱۷۵	۲۱۷۲	۲۱۶۹
۲۱۷۳	۲۱۶۸	۲۱۶۲	۲۱۷۴
۲۱۶۷	۲۱۷۰	۲۱۷۷	۲۱۶۳
۲۱۷۶	۲۱۶۴	۲۱۶۶	۲۱۷۱

۷۸۶

۱۳۱۶	۱۳۳۰	۱۳۲۷	۱۳۲۳
۱۳۲۸	۱۳۲۲	۱۳۱۷	۱۳۲۹
۱۳۲۱	۱۳۲۵	۱۳۳۲	۱۳۱۸
۱۳۳۱	۱۳۱۹	۱۳۲۰	۱۳۲۶

جادو زدہ انسان کیلئے ان میں سے کوئی بھی لفظی یا عددی نقش بنا کر دائیں یا بائیں بازو پر باندھیں اور ان دونوں نقوش کا مجموعی نقش بنا کر مریض کے گلے میں ڈال دیں ۔اور یہ تینوں نقش موم جامے کے بعد کالے کپڑے میں پیک کریں ۔اور ڈورا بھی کالا ہی استعمال کرائیں ۔انشاءاللہ چالیس دن کے اندر اندر جادو کے اثرات سے نجات ملے گی ۔

دونوں کا عددی نقش یہ ہے ۔

۳۴۸۵	۳۴۹۹	۳۴۹۶	۳۴۹۲
۳۴۹۷	۳۴۹۲	۳۴۸۶	۳۴۹۸
۳۴۹۱	۳۴۹۴	۳۵۰۱	۳۴۸۷
۳۵۰۰	۳۴۸۸	۳۴۹۰	۳۴۹۵

طریقہ ۲

قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر سرسوں کے تیل پر دم کر کے جادو زدہ انسان کی آنکھوں، کانوں، ناک اور بیسوں ناخنوں پر لگائیں۔ انشاء اللہ اسی دن میں جادو کے اثرات سے نجات مل جائے گی۔

ان دونوں سورتوں کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو اثر انگیزی میں زبردست اضافہ ہو جاتا ہے۔

طریقِ زکوٰۃ یہ ہے کہ دونوں ہی سورتوں کو چالیس مرتبہ روزانہ ۴۱ دن تک پڑھیں۔ پہلے دن اور اکتالیسوے دن روزہ رکھیں اور ۴۱ ویں دن ۳ غریبوں کو کھانا اپنے ساتھ افطار کے وقت کھلائیں۔ ان تینوں غریبوں سے اپنا خونی رشتہ نہیں ہونا چاہیے۔ انشاء اللہ زکوٰۃ ہوگی اور پھر حسبِ ضرورت یہ سورتیں برائے سحور پڑھی جائیں گی تو فوراً ان کا اثر سامنے آئے گا۔

طریقہ ۳

جادو اتارنے کا یہ طریقہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے منقول ہے۔ اور بے حد مؤثر اور تیر بہدف ہے۔ ایک کورے گھڑے میں سات کنوؤں کا تازہ پانی بھر کر اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے مریض کو اس سے گیارہ دن تک غسل کرائیں۔ انشاء اللہ سحر کا اثر زائل ہو جائے گا۔ بے حد مجرب ہے۔ اگر سات کنوؤں کا پانی دستیاب ہونا مشکل ہو تو سات مسجدوں کا پانی بشرطیکہ مسجدیں حوض والی ہوں یا بورے والی ہوں لے لیں۔ یہ بھی مشکل ہو تو چھ مسجدوں کا پانی لیکر اس میں ایک کنوئیں کا پانی بھی شامل کر لیں تب بھی انشاء اللہ مفید رہے گا۔

آیات قرآنی یہ ہیں۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۔ (سورہ یونس آیت ۸۱، ۸۲ سپارہ ۱۱) فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ (سورہ اعراف آیت ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲ سپارہ ۹) اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى۔ (سورہ طٰہٰ آیت ۶۹ سپارہ ۱۶)

مریض کو غسل کراتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ پانی نالی میں نہ جائے بہتر ہے۔ کچی زمین میں گڑھا کھود کر اس میں غسل دیں یا ریت پھیلا کر اس پر غسل دیں اور پھر اس ریت کو سکھا کر کسی تالاب، نہر یا کنوئیں میں پھینک دیں۔ یا کہیں جنگل میں دبا دیں۔ (نہلانے کے معاملے میں ہمیشہ یہ اصول یاد رکھیں کیوں کہ اس اصول کو ہم اس کتاب میں بار بار بیان نہیں کریں گے)

طریقہ ۴

ان ہی آیات کے عمل کا ایک اور طریقہ اکابرین سے دوسرے انداز سے منقول ہے۔ وہ بھی اپنی جگہ بے حد مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ اس میں بجائے کنوؤں کے پانی کے مندرجہ ذیل تفصیل ذہن میں رکھیں۔

ایک گھڑا بارش کا پانی ایسی جگہ سے لیں جہاں بارش ہوتے ہوئے کسی کی نظر نہ پڑی ہو۔

ایک گھڑا پانی ایسے کنوئیں کا لیں جس کا پانی کوئی ڈول سے نہ نکالتا ہو۔

جمعہ کے دن ایسے درختوں کے پتے توڑ کر لائیں جن پر کھانے والے پھل نہ آتے ہوں۔

دونوں پانی ایک جگہ کر کے ان میں یہ سب پتے ڈال دیں۔ اور طریقہ ۳ میں بیان کردہ تینوں آیاتِ قرآنی کو کسی کاغذ پر کالی روشنائی سے لکھ کر اس میں گھول دیں گھولتے وقت تین تین مرتبہ ان آیات کو پڑھیں۔ ضرورت سمجھیں تو پانی کو گرم کر لیں۔ ورنہ ٹھنڈے ہی پانی سے غسل دیں۔ اور اس طریقے میں غسل کسی تالاب کے کنارے پر دیں۔ غسل دیتے وقت ۲ آدمیوں سے زیادہ مریض کے پاس نہ ہو۔ غسل کے وقت مریض کا ستر ڈھانپے رکھیں۔ اور مریض کو دوران غسل کھڑا رکھیں۔ اس صورت میں صرف ۷ دن تک غسل دیں۔ انشاء اللہ سحر باطل ہوگا۔

طریقہ ۵:۔ قرآن حکیم کی اس آیت کو اور عزیمت کو گلاب و زعفران سے چینی کی پلیٹ پر لکھ کر لگاتار سات دن تک مریض کو پلائیں۔

انشاء اللہ بحکم الٰہی سحر باطل ہو جائے گا۔ اور مریض کو شفا نصیب ہوگی۔ یہ عمل بھی مجرب اور آزمودہ ہے۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ بَطَلَ بَطَلَ السِّحْرُ بِاِذْنِ اللّٰهِ ✡ ۱۱۱م ✡

طریقہ ۶

اگر کسی شخص پر جادو کرا دیا گیا ہو تو ہفتے کے دن بعد نمازِ عصر قرآن حکیم کی وہ تین سورتیں لکھ کر گلے میں ڈالیں جن میں "ک" نہیں ہے۔ اور وہ سورتیں یہ ہیں۔ سورۂ عصر، سورۂ قریش، سورۂ فلق (سپارہ ۳۰) ان ہی سورتوں کو ۷ دن تک ۲۱، ۲۱ مرتبہ پڑھ کر ایک کٹورا پانی پر دم کر کے مریض کو پلاتے رہیں۔ انشاء اللہ ۷ ہی روز میں کیسا بھی جادو ہوگا۔ خواہ وہ علوی ہو یا سفلی اتر جائے اور بفضلِ رحمٰن و رحیم مریض رو بہ صحت ہوگا۔

طریقہ ۷

اگر کسی مریض پر جادو ٹونا بندش اور ٹونا ٹوٹکا وغیرہ ہو یا مریض کو سفلی اور گندے علم کے ذریعہ بے بس کر دیا گیا ہو تو اس مریض کو زمین پر چت لٹائیں۔ اور مریض مرد ہو تو تن کے کپڑوں کے علاوہ کوئی اور کپڑا نیچے اوپر نہ ڈالیں۔ اگر مریض عورت ہو تو اوپر موٹی سی چادر ڈال سکتے ہیں۔ لیکن کچھ نہ ڈالیں جس جگہ لٹائیں وہ جگہ پاک اور صاف ہونی ضروری ہے۔

اس کے بعد عامل ایک چاقو لے۔ چاقو پورا لوہے کا ہو۔ اس میں لکڑی وغیرہ کا دستہ نہ ہو۔ چاقو نہ ہو تو پوری لوہے کی چھری لے اور اس چھری پر ۷ مرتبہ قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں پڑھ کر دم کرے اور مریض کے سر سے پیروں کی طرف چھری اتار کر بائیں سے دائیں لکیر کھینچ دے۔ سات لکیریں کھنچ جانے کے بعد مریض کو الٹا لٹا دے اور اس کے بعد عمل مذکورہ کر کے ان ہی لکیروں کے اوپر، اوپر سے نیچے کی طرف لکیر کھینچے اور کل ۳ لکیریں کھینچے۔ بائیں سے دائیں ۷ لکیریں کھینچی ہیں اور اوپر سے نیچے ۳ لکیریں کھینچنی ہیں۔ اور لکیر کھینچنے سے پہلے چاقو یا چھری پر سات سات مرتبہ دونوں سورتیں پڑھ کر دم کرنا ہے۔ اور دم کر کے چاقو یا چھری کو مریض کے سر سے پیروں کی طرف اتارنا ہے اس کے بعد لکیر کھینچنی ہے۔ یہ ایک دن کی کاٹ ہوئی۔ اسی طرح لگاتار ۷ روز تک کاٹ کرنی ہے۔ اگر یہ کاٹ عصر اور مغرب کے درمیان کیا جائے تو بہتر ہے۔ انشاء اللہ اس کاٹ سے کتنا بھی سفلی اور گندہ جادو ہوگا کٹ جائے گا اور مریض ایک ہی ہفتے میں بحکم الٰہی بھلا چنگا ہو جائیگا لکیروں کی صورت یہ رہے گی۔

ختم — اوپر سے نیچے — شروع — بائیں سے دائیں — شروع

ختم

طریقہ ۸

پاک و صاف مٹی سے ایک گولہ بنائے جو وزن میں ڈھائی سو گرام کا ہو۔ اس پر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر دم کریں پھر اس کو کسی بھٹی میں ڈال دیں۔ جب یہ خوب تپ جائے اس وقت اس کو پانی میں ڈال دیں۔ اور صبح و شام اور دوپہر دن میں ۳ مرتبہ یہ پانی جادو زدہ کو پلائیں۔ انشاء اللہ جادو کا اثر زائل ہو جائے گا۔

دعا یہ ہے۔ آیت الکرسی دل قرآن آب چلے تو رحمان حلقہ حلقہ سات آسمان سات زمین سات گلی ایک دربان پاؤں رکھے جبرئیل

کرم کرے رحمان موجود اس کا کرم موجود بارگاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا در کھلا رہے ۔ چلّا دہ نہ کرے جو جادو کرے سو مرے ۔ یہ عمل بھی بے حد مجرب ہے۔

طریقہ ۹ اگر کسی مکان پر سحر کا شبہ ہو ۔ تو اُس مکان میں یہ نقش لکھ کر کسی فریم میں لگا کر دیوار پر آویزان کر دیں۔ انشاءاللہ گھر سے سحر کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔

۷۸۶

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

۲
۲ ۹
۴ ۵ ۲
۱ ۷
۶

طریقہ ۱۰ جادو علوی ہو یا سفلی اس عزیمت کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالیں اور کنوئیں کے پانی پر ۴۱ مرتبہ اسی عزیمت کو پڑھ کر دم کر دیں۔ پھر اس پانی کو ۴۱ روز تک مریض کو صبح و شام پلاتے رہیں۔ اور اسی عزیمت کو ۴۱ مرتبہ سرسوں کے تیل پر دم کر کے رات کو مریض کے پورے بدن کی مالش کرتے رہیں۔ انشاءاللہ مریض کو شفا ہوگی۔

عزیمت یہ ہے۔

موسٰی وہارون کی لاٹھی ٹوٹنا کرنے والے کی ٹوٹے پائی بساحر
پڑے موت کی کھائی کعبہ کی نظر بیکار ہوا جادو کا اثر بسم اللہ
اللہ اکبر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

طریقہ ۱۱ اس نقش کو لکھ کر اگر کسی جادو زدہ کے جسم پر مندرجہ ذیل نقش کو آگ میں جلا دیں اور لگاتار ، دن تک اسی طرح سات نقش جلائیں تو انشاءاللہ مریض سحر کے اثرات سے نجات پائے گا ______ نقش یہ ہے۔ اور یہ نقش "یا سلامٌ" کا ہے۔

۷۸۶

۴۵	۳۹	۴۷
۴۶	۴۴	۴۱
۴۰	۴۸	۴۳

طریقہ ۱۲ اگر کسی شخص پر کسی نے زبردست جادو کر دیا ہو۔ یا سفلی عمل کے ذریعہ سے بالکل مفلوج کر دیا ہو۔ یا ایسی گرفت کردی ہو کہ جس کی نشاندہی نہ ہو پا رہی ہو اور اس وجہ سے وہ شخص اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا ہو تو اس کے لئے ایک بے حد مجرب عمل یہ ہے۔ انشاءاللہ اس عمل کے ذریعہ اس پر کئے ہوئے جادو گندے علم اور گرفت وغیرہ کی مکمل کاٹ ہو جائے گی۔ اور چالیس دن میں مریض جادو کی لپیٹ سے انشاءاللہ پوری طرح نجات پا لے گا۔

سب سے پہلے رائی اور اجوین تقریباً ڈھائی سو گرام لیکر آئیں۔ اس میں دو سو گرام اجوین ہو اور ۵۰ گرام رائی۔ پھر ان دونوں کو ملالیں۔ اور اس پر سات مرتبہ یہ عزیمت پڑھ کر دم کر دیں۔

جَبْلُوْنَس، مَیْکُوْس، یَدْمُوْن، جَبَنُوْن، سَلُوْمَس، مَوْطَلُوْس، مَیْلُوْمَات، یَاذَرْ مَسْتُوْفَن دَذُبَا حُوْنَ۔

اس کے سفید کاغذ پر چار نقش لکھیں۔ اور ان کے فلیتے بنائیں۔ پھر چار چراغوں میں جو اس سے پہلے استعمال نہ ہوتے ہوں۔ تلوں کا تیل ڈالیں اور ان میں ان فلیتوں کو روئی میں بتی بنا کر مریض کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے جلائیں۔ جبتک ان کی بتیاں پوری طرح جل نہ جائیں۔ چراغ کو بجھنے نہ دیں۔ بجھ جائے تو فوراً ہی دوبارہ جلا دیں۔ چراغوں کے جلنے کے دوران۔ ایک انگیٹھی کوئلے دہکا کر مریض کے سامنے رکھ لیں اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اجوین اور رائی اس میں ڈالتے رہیں۔ اگر اجوین اور رائی چراغ بجھنے سے پہلے ختم ہو جائے تو انگیٹھی بجھا دیں ڈھائی سو گرام سے زیادہ ان رائی اور اجوین کا استعمال نہ کریں۔

وہ چاروں نقش یہ ہیں۔ ان نقوش میں فلاں کی جگہ مریض اور اس کی ماں کا نام لکھیں۔

اس نقش کو مریض کے دائیں طرف جلائیں۔

۷۸۶

ااا ھ ھ + اا اا ھ ر		
۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴
فلاں ابن فلاں ہر قسم کے سحر سے محفوظ ہوجائے		

اس نقش کو مریض کے پشت پر جلائیں۔

۷۸۶

روس ح ع ل و ر ی د س م ل ی		
۴	۹	۲
۳	۵	۷
۸	۱	۶
فلاں ابن فلاں ہر قسم کے سحر سے محفوظ ہوجائے		

اس نقش کو مریض کے دائیں طرف جلائیں

۷۸۶

ااآ ح ھ + اا اا ھ ۵		
۴	۳	۸
۹	۵	۱
۲	۷	۶
فلاں ابن فلاں آفات سے محفوظ ہوجائے۔		

۷۸۶

ااآ ح ھ + اا اا ھ ۵		
۶	۷	۲
۱	۵	۹
۸	۳	۴
فلاں ابن فلاں آفات سے محفوظ ہوجائے		

یہ عمل صرف ایک دن کرنا ہے۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل نقش چالیس عدد بنائے جائیں۔ اور اس نقش کو روزانہ فجر کی نماز کے بعد ایک گلاس پانی میں ڈال دیں۔ اگر نقش مٹی کے پیالے یا لوٹے میں گھولیں۔ زیادہ موثر ثابت ہوگا۔ اور اس پانی کو عصر اور مغرب کے درمیان مریض کو پلا دیں۔ نقش کا غذ کسی کیاری یا گملے میں یا کسی درخت کی جڑ میں دبا دیں۔ انشاءاللہ چالیس دن پورے ہونے سے پہلے ہی مریض کی حالت سدھرنی شروع ہو جائے گی۔ اور ہر قسم کے علوی اور سفلی جادو سے نجات نصیب ہوگی۔ وہ نقش جو چالیس عدد لکھ کر چالیس دن پلانا ہے۔ وہ یہ ہے۔ نیچے کی سطر میں اگر مریض عورت ہو تو مرد کے بجائے عورت لکھیں۔ پلانے کے نقش میں نام کی ضرورت نہیں ہے۔

۷۸۶

۱۰۴۴	۱۰۳۹	۱۰۴۲
۱۰۴۳	۱۰۳۵	۱۰۴۷
۱۰۳۸	۱۰۳۱	۱۰۳۶
یاالٰہی اس مرد کو جادو سے نجات دے		

طریقہ ۱۳ سات نمازیوں کے وضو کا پانی (جو پنج وقتہ نمازی ہوں) ایک بوتل میں جمع کرلیں اور اس پر دو سو مرتبہ سورۂ یٰسین کی آیت سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ پڑھ کر دم کردیں۔ سات چھوارے لیں اور ان میں سے ہر چھوارے پر بھی آیت ۲۱ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔ مریض کو عصر اور مغرب کے درمیان ایک چھوارہ کھلا کر بوتل کا پانی پلائیں۔ صرف سات دن کا علاج ہے سات دن پورے ہو جانے پر اسی آیت کا نقش مثلث مریض کے گلے میں ڈالیں۔ انشاء اللہ جادو کے اثرات سے نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے۔

۲۸۴	۲۷۹	۲۸۶
۲۸۵	۲۸۳	۲۸۱
۲۸۰	۲۸۷	۲۸۲

طریقہ ۱۴ سحر زدہ کیلئے یہ طریقہ علاج بھی کافی سود مند ثابت ہوا ہے۔ طریقہ علاج یہ ہے کہ ۱۰ درختوں کے پتے جو تعداد میں کل ۳۰۳ ہوں۔ توڑ کر لائیں۔ اور ہر ایک پتے پر سات مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھ کر دم کردیں۔ کل تعداد پڑھائی کی اکیس سو اکیس مرتبہ ہو جائے گی۔ یہ تعداد زیادہ سے زیادہ تین نشستوں میں مکمل ہو جانی ضروری ہے۔ اس کے بعد ان پتوں کو پانی میں پکائیں اور سحر زدہ کو اس پانی سے غسل کرائیں۔ لگاتار سات دن تک اس عمل کو دہرائیں۔ اور روزانہ پتے توڑ کر لائیں انشاء اللہ سات دن میں مکمل کاٹ ہو جائے گی۔ اور کتنا بھی سخت جادو ہوگا اتر جائے گا۔ اس کے بعد ایک نقش لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃ کا مریض کے گلے میں ڈلوا دیں۔ اور ایک بوتل پانی پر ۲۱ مرتبہ لاحول پڑھ کر دم کر کے رکھ دیں۔ اور اس پانی کو ۲۱ روز تک صبح و شام پلائیں۔ اور سرسوں کے تیل پر بھی ۲۱ مرتبہ دم کر کے رکھ دیں۔ اور ۲۱ روز تک تیل کی مالش کرائیں۔ انشاء اللہ مکمل صحت نصیب ہوگی۔

نقش جو گلے میں ڈالے گا وہ یہ ہے۔

۷۸۶

۳۷۸	۳۸۲	۳۸۵	۳۷۱
۳۸۴	۳۷۲	۳۷۷	۳۸۳
۳۷۳	۳۸۷	۳۸۰	۳۷۶
۳۸۱	۳۷۵	۳۷۴	۳۸۶

طریقہ ۱۵ اگر کسی انسان پر زبردست جادو ہو اور کسی بھی طرح جادو کے اثرات سے نجات نہ ملتی ہو تو "ہفت سلام" کے نقوش کے ذریعہ روحانی علاج کرنے سے جادو کے اثرات سے نجات مل جاتی ہے۔ اور انسان پوری طرح بحکم الٰہی اور برکت قرآن حکیم صحتیاب ہو جاتا ہے۔ جمعرات کے دن سے علاج شروع کرنا چاہیئے۔ اور درج ذیل تفصیل کے ساتھ نقوش پلانے چاہئیں۔ ۲۸ دن کا علاج ہے۔ ہر نقش چار مرتبہ پلانا ہے۔

وہ ساتوں نقش جو ہفتے کے سات دنوں میں پلانے ہیں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

جمعرات کے دن پینے والا نقش ←

۷۸۶

سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ			
۳۲۲	۱۱۶	۱۱۰	۱۳۱
۱۰۹	۱۳۲۰	۳۲۱	۱۱۷
۱۳۳	۱۱۲	۱۱۴	۳۲۰
۱۱۵	۳۱۹	۱۳۴	۱۱۱

جمعہ کے دن پینے والا نقش۔

۷۸۶

سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ			
۲۶۸	۱۱۶	۱۱۰	۱۳۱
۱۰۹	۱۳۲	۲۶۷	۱۱۷
۱۳۳	۱۱۲	۱۱۴	۲۶۶
۱۱۵	۲۶۵	۱۳۴	۱۱۱

ہفتے کے دن پینے والا نقش۔

سَلَامٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ			
۷۰	۳۱	۱۱۰	۱۳۱
۱۰۹	۱۳۲	۶۹	۳۲
۱۳۳	۱۱۲	۲۹	۶۸
۳۰	۶۷	۱۳۴	۱۱۱

اتوار کے دن پینے والا نقش۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ			
۲۸۹	۲۹۲	۱۳۷	۱۳۱
۱۳۶	۱۳۲	۲۸۸	۲۹۳
۱۳۳	۱۳۹	۲۹۰	۲۸۷
۲۹۱	۲۸۶	۱۳۴	۱۳۸

پیر کے دن پینے والا نقش۔

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی			
۵۰	۵۶۳	۱۱۰	۱۳۱
۱۰۹	۱۳۲	۴۹	۵۶۴
۱۳۳	۱۱۲	۵۶۱	۴۸
۵۶۲	۴۷	۱۳۴	۱۱۱

منگل کے دن پینے والا نقش۔

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ			
۱۴۲۲	۳۵۱	۱۷۰	۱۳۱
۱۶۹	۱۳۲	۱۴۲۱	۳۵۲
۱۳۳	۱۷۲	۳۴۹	۱۴۲۰
۳۵۰	۱۴۱۹	۱۳۴	۱۷۱

بدھ کے دن پینے والا نقش۔

سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ			
۳۱۴	۱۳۹	۴۳۳	۱۳۱
۴۳۲	۱۳۲	۳۱۳	۱۵۰
۱۳۳	۴۳۵	۱۳۷	۳۱۲
۱۴۸	۳۱۱	۱۳۴	۴۳۴

"سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ" والا نقش گلے میں ڈال دینا چاہیئے۔ انشاء اللہ کیسا بھی جادو ہوگا علوی یا سفلی پوری طرح اس نجات مل جائے گی۔ اور ۲۸ دن میں مریض صحتیاب ہو جائے گا۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر نقش چار کی تعداد میں بنانے چاہئیں اور اوپر دی ہوئی ہدایت کے مطابق انہیں استعمال کرنا چاہیئے۔ پھر دیکھئے کہ ان "ہفت سلام" کا کرشمہ کیا ہے۔

طریقہ ۱۶ سحر کا اثر اگر معمولی ہو اور بالخصوص میعاد کے دوران عامل کو خدمت کا موقعہ ملجائے تو عامل کو چاہیئے کہ وہ مندرجہ ذیل نقش پر کالی روشنائی سے لکھ کر موم جامہ کے بعد اسکو کالے رنگ کے کپڑے اور کالے ہی رنگ کے ڈورے میں کر کے مریض کے گلے میں ڈلوادے۔ یہ نقش جمعرات کے دن سورج نکلنے سے پہلے پہلے مریض کے گلے میں ڈالیں۔ تو افضل ہے ورنہ جب بھی موقعہ ہو ڈالدیں۔ انشاء اللہ سحر کے اثرات سے پندرہ دن کے اندر نجات مل جائے گی۔ اور مریض بفضل رب العٰلمین رو بہ صحت ہوگا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

الٰہی بحرمۃ حضرت ابوبکر صدیقؓ

بحق جبرائیلؑ

بحق

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بحق عزرائیلؑ

الٰہی بحرمۃ حضرت عمر فاروقؓ

طریقہ ۱۷

سخت سے سخت جادو کیلئے یہ طریقہ بھی مؤثر ثابت ہوا ہے۔ اکثر اکابرین جادو اُتارنے کیلئے اس طریقے کو استعمال کرتے تھے۔ طریقہ یہ ہے کہ ایک بوتل پانی سامنے رکھ کر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورۂ یٰسین کی تلاوت کریں۔ سورۂ یٰسین میں ۷ مُبین ہیں۔ ہر مبین پر رُک کر سورۂ یٰسین کی آیت "سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ" ۳۱۳ مرتبہ پڑھیں اور بوتل پر دم کردیں۔ اسی طرح ساتوں مبین پر رُک کر ۳۱۳ مرتبہ مذکورہ آیت پڑھیں اور ہر مرتبہ بوتل پر دم کرتے رہیں۔ ختم سورۃ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر بوتل پر دم کردیں۔ اور یہ پانی صبح و شام۔ صبح کو نہار منہ اور شام کو مغرب سے پہلے اور عصر کے بعد مریض کو پلائیں اور مندرجہ ذیل نقش کالے کپڑے میں پیک کر کے مریض کے گلے میں ڈلوادیں۔ انشاء اللہ سحر سے نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۶۴۸	۶۵۱	۶۵۴	۶۴۰
۶۵۳	۶۴۱	۶۴۷	۶۵۲
۶۴۲	۶۵۶	۶۴۹	۶۴۶
۶۵۰	۶۴۵	۶۴۳	۶۵۵

طریقہ ۱۸

اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس پر جو سحر کیا گیا ہے وہ سحر کرانے والے کی طرف لوٹ جائے تو سورۂ کوثر روزانہ ۷۰۰ مرتبہ بلاورد درود شریف پڑھا کرے اور یہ نقش جو سورۂ کوثر کا نقش ہے۔ کالے کپڑے میں پیک کر کے اپنے گلے میں ڈال لے۔ انشاء اللہ ۴۰ دن کے اندر اس پر چڑھا ہوا جادو کرانے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۹۱۹	۹۱۴	۹۲۱
۹۲۰	۹۱۸	۹۱۶
۹۱۵	۹۲۲	۹۱۷

طریقہ ۱۹

اگر کوئی شخص سفلی جادو کے اثرات میں مبتلا ہو اور اس کی وجہ سے جسم میں مختلف امراض پیدا ہوگئے ہوں اور کاروبار وغیرہ کی بندش ہو کر رہ گئی ہو تو سورۂ فاتحہ کے اس نقش کے ذریعہ اس کا علاج کریں۔ اس نقش کو

مربع آتشی چال سے لکھیں۔ اور کل چار عدد یہ نقش لکھیں۔ ۱ نقش کو مریض کے گلے میں ڈالیں ۲ نقش کو مریض جہاں سوتا ہو وہاں چھت میں ٹکا دیں اس طرح کہ نقش مریض کے اوپر رہے ۳ نقش کو خاص طور سے گلاب و زعفران سے لکھیں اور بوتل میں ڈال کر پانی بھر دیں پھر یہ پانی مریض کو صبح و شام ۲۱ روز تک پلائیں۔ اور ۴ نقش کو لکھ کر اس کے نیچے یہ عبارت بھی لکھیں۔

"یا اللہ بہ برکتِ ایں نقش فلاں ابن فلاں را از سحر نجات عطا کن"۔

فلاں ابن فلاں کی جگہ مریض اور اس کی والدہ کا نام لکھیں۔ اور اس نقش کو کسی بیری کے درخت پر یا کسی ایسے درخت پر جس پر کھانے والے پھل آتے ہوں۔ اور وہ درخت کانٹوں دار بھی ہو لٹکا دیں۔ انشاء اللہ ۲۱ دن میں مریض پوری طرح صحت یاب ہو جائے گا۔ نقش لکھتے وقت زیر زبر لگانے کی ضرورت نہیں۔ نقش یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایاک نعبد وایاک نستعین مالک یوم الدین	اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم	غیر المغضوب علیھم ولا الضالین	الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین	الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم	مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین	اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم	غیر المغضوب علیھم ولا الضالین	اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم	مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین
اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم	مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین	الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم	غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

طریقہ ۲۰

جادو زدہ انسان کیلئے چار سورتوں کا مجموعی نقش بھی بے حد مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ جب کسی جادو زدہ کا علاج کرنا ہو تو یہ مجموعی نقش ۳ عدد تیار کئے جائیں۔ ایک نقش مریض کے پلنگ کے اوپر لٹکا دیا جائے۔ دوسرا نقش مریض کے بستر کے نیچے رکھ دیا جائے اور تیسرا نقش مریض کے گلے میں ڈلوادیں۔ مریض کے پاس ۴۰ دن تک کوئی ایسی عورت نہ آئے جسے دم نفاس یا دم حیض آرہا ہو۔ ۴۰ دن کے بعد یہ پرہیز ختم ہو جائے گا۔ اگر ۴۰ دن کے اندر اندر ایسی کوئی عورت مریض کے قریب آگئی تو تعویذوں کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے اس بارے میں شدید احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس مجموعی نقش کو کامل احتیاط کے ساتھ لکھنا چاہئے۔ کیونکہ غلطی کا امکان رہتا ہے۔ دواضح رہے کہ یہ نقش سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے نقوش کا مجموعہ ہے۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۲۶۵ ۱۳۲۲ ۲۱۶۹ ۲۵۰	۲۲۶۸ ۱۳۲۶ ۲۱۷۲ ۲۵۳	۲۲۷۱ ۱۳۳۰ ۲۱۷۵ ۲۵۶	۲۲۵۷ ۱۳۱۶ ۲۱۶۱ ۲۴۳
۲۲۷۰ ۱۳۲۹ ۲۱۷۴ ۲۵۵	۲۲۵۸ ۱۳۱۷ ۲۱۶۲ ۲۴۴	۲۲۶۳ ۱۳۲۲ ۲۱۶۸ ۲۳۹	۲۲۶۹ ۱۳۲۸ ۲۱۷۳ ۲۵۴
۲۲۵۹ ۱۳۱۸ ۲۱۶۳ ۲۴۵	۲۲۷۳ ۱۳۳۲ ۲۱۷۷ ۲۵۸	۲۲۶۶ ۱۳۲۵ ۲۱۷۰ ۲۵۱	۲۲۶۲ ۱۳۲۱ ۲۱۶۷ ۲۴۸
۲۲۶۷ ۱۳۲۶ ۲۱۷۱ ۲۵۲	۲۲۶۲ ۱۳۲۰ ۲۱۶۶ ۲۴۷	۲۲۶۰ ۱۳۱۹ ۲۱۶۳ ۲۴۶	۲۲۷۲ ۱۳۳۱ ۲۱۷۶ ۲۵۷

طریقہ ۲۱ یہ نقش بھی جادو کے اثرات ختم کرنے میں بے حد موثر ثابت ہوا ہے اور یہ نقش حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ ۸ نقش تیار کیے جائیں۔ ایک نقش مریض کے گلے میں ڈالیں اور ۷ نقش مریض کو روزانہ دودھ میں گھول کر پلائے جائیں۔ نقش ہمیشہ رات کو سوتے وقت پلایا جائے۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶			
۱۶۵۱۸	۱۶۵۲۱	۱۶۵۲۵	۱۶۵۱۱
۱۶۵۲۴	۱۶۵۱۲	۱۶۵۱۷	۱۶۵۲۲
۱۶۵۱۳	۱۶۵۲۷	۱۶۵۱۹	۱۶۵۱۶
۱۶۵۲۰	۱۶۵۱۵	۱۶۵۱۴	۱۶۵۲۶

طریقہ ۲۲ مندرجہ ذیل کلمات اور آیاتِ قرآنی ۲۱ مرتبہ پانی پر دم کر کے روزانہ مغرب کے بعد ۲۱ روز تک پلائیں۔ اگر روزانہ پڑھنا دشوار ہو تو ایک ہی دن ۲۱ مرتبہ ان کلمات کو پڑھ کر کسی بوتل میں پانی بھر کر اسے دم کر کے رکھ لیں اور روزانہ مغرب کے بعد یہ پانی ایک گھونٹ ۲۱ دن تک پلائیں۔ انشاءاللہ سحر سے پوری طرح نجات ملے گی اور اگر اس عمل کے بعد کوئی شخص پھر جادو کرائے گا۔ تو اسی کی طرف وہ جادو لوٹ جائے گا۔

وہ کلمات یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ بجری بجری کواڑ بجری باندھوں دسوں دوار بجری آئے بجری جائے سب جگ سمائے ٹونا جادو سب رد ہو جائے جو ٹونا جادو پھر کرائے الٹ پلٹ وہاں کا وہیں پڑ جائے۔ جو کرے سو مرے۔ بحق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۲ سپارہ ۱۵)

طریقہ ۲۳ اگر کوئی شخص جادو میں مبتلا ہو تو اس کے لئے مندرجہ ذیل صرف دو نقش گلاب و زعفران سے تیار کیے جائیں۔ ایک مریض کے گلے میں ڈال دیں اور ایک بوتل میں ڈال کر اس میں پانی بھر دیں پھر صبح و شام یہ پانی مریض کو پلائیں انشاءاللہ مریض کو جادو سے نجات ملے گی۔ یہ نقش "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" قرآن حکیم کی ۲۴ ویں سپارے کی آیت کا ہے۔

نقش یہ ہے۔ اس آیت کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ چالیس دن تک گوشت سے پرہیز کے ساتھ روزانہ گیارہ سو مرتبہ پڑھیں۔ بعدہٗ روزانہ صرف ۱۱ مرتبہ پڑھتے رہیں۔

۷۸۶			
۸۸	۹۱	۹۵	۸۱
۹۴	۸۲	۸۷	۹۲
۸۳	۹۷	۸۹	۸۶
۹۰	۸۵	۸۴	۹۶

طریقہ ۲۴ اگر کوئی آسیبی اثرات کا شکار ہو یا جناتی جادو کا شکار ہو تو سرسوں کے تیل پر اول و آخر سات مرتبہ درود شریف پڑھیں اور درمیان میں ایک بار سورۂ فاتحہ اور سات مرتبہ سورۂ ناس قرآن حکیم کی آخری سورۃ بغیر سین کے پڑھیں۔ مثلاً قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّا۔ مَلِکِ النَّا۔ اِلٰہِ النَّا وغیرہ۔ واضح رہے کہ یہ عمل قدیم عاملین سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے پھر بھی بہتر یہ

ہے کہ چونکہ قرآن حکیم کا معاملہ ہے اس لئے شرعی فتویٰ حاصل کر کے یہ عمل کیا جائے اور اس عمل کو اس وقت اختیار کریں جب دوسرے عملیات سے فائدہ نہ ہوا ہو۔

طریقہ ۲۵ اگر یہ شبہ ہو کہ کسی شخص کو کسی نے کچھ کھلا پلا دیا ہے جس سے جسم کے اندر جادو کے اثرات پیدا ہو گئے ہیں۔ تو ایسے شخص کے علاج کے لئے اس نقش کو روزانہ طشتری پر لکھ کر دن میں ۳ مرتبہ پلائیں۔ انشاءاللہ جسم کے اندر سے جادو کے اثرات نکل جائیں گے اور اس شخص کو شفا حاصل ہو گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶		
۳۴۲۳۸	۳۴۲۴۳	۳۴۲۴۰
۳۴۲۳۹	۳۴۲۳۷	۳۴۲۳۵
۳۴۲۳۴	۳۴۲۴۱	۳۴۲۳۶

طریقہ ۲۶ جس شخص پر سحر کا اثر ہو اس مریض پر مندرجہ ذیل سب سورتیں پڑھ کر دم کریں۔ اس کے بعد ایک بوتل میں پانی بھر کر اس پانی کو بھی اسی طرح دم کریں۔ اور دن کے ۱۲ گھنٹوں میں ہر ایک گھنٹے میں ایک گھونٹ یہ پانی مریض کو پلائیں اس طرح سات دن تک عمل کریں۔ انشاءاللہ کیسا بھی مہلک اور سفلی جادو ہو گا اتر جائے گا۔ جو کچھ پڑھا جائے گا اس کی تفصیل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک بار۔ سورۂ فاتحہ سات بار۔ آیت الکرسی سات بار۔ سورۂ کافرون ۷ بار۔ سورۂ اخلاص ۷ بار۔ سورۂ فلق ۷ بار۔ سورۂ ناس ۷ بار۔ عمل کے شروع اور آخیر میں تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں۔

طریقہ ۲۷ حروف مقطعات کے چاروں عناصر کا اجتماعی نقش دو عدد بنائیں۔ ایک گلاب و زعفران سے بنا کر بوتل میں ڈالیں اور پھر اس میں پانی بھر دیں۔ اور اس پانی کو صبح دوپہر شام تین تین گھونٹ سحر زدہ کو پلائیں اور دوسرا نقش کالی روشنائی سے لکھ کر کالے کپڑے میں پیک کر کے گلے میں ڈالیں۔ انشاءاللہ ۷ دن میں سحر کے اثرات سے نجات مل جائے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶			
۸۴۶ ۸۴۹ ۸۳۸ ۸۵۲	۸۳۹ ۸۴۶ ۸۵۲ ۸۳۸	۸۵۲ ۸۳۸ ۸۴۹ ۸۴۶	۸۳۸ ۸۵۲ ۸۴۶ ۸۴۹
۸۵۱ ۸۳۹ ۸۵۰ ۸۴۵	۸۳۹ ۸۵۱ ۸۴۵ ۸۵۰	۸۴۵ ۸۵۰ ۸۳۹ ۸۵۱	۸۵۰ ۸۴۵ ۸۵۱ ۸۳۹
۸۴۰ ۸۴۵ ۸۴۳ ۸۴۷	۸۵۳ ۸۴۰ ۸۴۷ ۸۴۳	۸۴۷ ۸۴۳ ۸۵۳ ۸۴۰	۸۴۳ ۸۴۷ ۸۴۰ ۸۵۳
۸۳۸ ۸۴۲ ۸۵۲ ۸۴۱	۸۴۳ ۸۴۸ ۸۴۱ ۸۵۲	۸۴۱ ۸۵۲ ۸۴۳ ۸۴۸	۸۵۲ ۸۴۱ ۸۲۸ ۸۴۳

طریقہ ۲۸ جس پر جادو کرایا گیا ہو اس پر روزانہ ۲۱ مرتبہ یہ کلمات پڑھ کر دم کریں، ۷ دن تک اور ان ہی کلمات کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالیں۔ انشاءاللہ سحر سے نجات ملے گی۔

کلمات یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ملیقا ملیقا طلیقا خالقا مخلوقا ماہیا شاشیا ارتضی مرتضی بحق یا سبوح وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ بحق اسا لاشا سالوشا۔

طریقہ ۲۹ سحر کو دفع کرنے کیلئے سورہ یٰسین کی درج ذیل آیت روزانہ ۳۶۰ مرتبہ پڑھ کر، ۷ روز تک دم کریں۔ انشاء اللہ سحر کے اثرات رفع ہوں گے۔ آیت یہ ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ اسی آیت کو لکھ کر مریض کی کمر میں باندھیں کہ تعویذ پشت پر رہے۔ اور گرہ آگے پیٹ پر۔

طریقہ ۳۰ سورۂ طٰہٰ (سپارہ ۱۶) کی تلاوت بھی جادو کے دفعیہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ روزانہ اس کی تلاوت مریض کے پاس بیٹھ کر کی جائے اور تلاوت کے بعد مریض پر دم کر دیں۔ اور سورۂ طٰہٰ کا نقش مریض کے گلے میں ڈالیں۔ تلاوت ۱۱ روز تک لگاتار کریں۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۹۹۸۲۰	۹۹۸۲۳	۹۹۸۲۷	۹۹۸۱۳
۹۹۸۲۶	۹۹۸۱۴	۹۹۸۱۹	۹۹۸۲۴
۹۹۸۱۵	۹۹۸۲۹	۹۹۸۲۱	۹۹۸۱۸
۹۹۸۲۲	۹۹۸۱۷	۹۹۸۱۶	۹۹۸۲۸

طریقہ ۳۱ مندرجہ ذیل دونوں نقش چینی کی بڑی پلیٹ پر لکھ کر مسحور کو پلائے جائیں۔ ۱۔ نقش صبح کو پلایا جائے ۲۔ نقش شام کو پلایا جائے۔

۱۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ

۶۶۸۳	۶۶۸۷	۶۶۹۱	۶۶۷۷
۶۶۹۰	۶۶۷۸	۶۶۸۳	۶۶۸۸
۶۶۷۹	۶۶۹۳	۶۶۸۵	۶۶۸۲
۶۶۸۶	۶۶۸۱	۶۶۸۰	۶۶۹۲

۲۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ

۸۳۳۰	۸۳۳۵	۸۳۵۰	۸۳۳۹
۸۳۴۶	۸۳۴۳	۸۳۳۶	۸۳۴۹
۸۳۳۷	۸۳۴۸	۸۳۴۷	۸۳۴۲
۸۳۵۱	۸۳۳۸	۸۳۴۱	۸۳۴۴

طریقہ ۳۲:۔ اگر کوئی شخص اس دعا کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اور ہر نماز کے بعد ورد کرے گا اگر کسی شخص نے اس پر جادو کیا ہوگا

تو کرنے والے پر لوٹ جائے گا اور تمام جنات شیاطین اور انسانوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ یہ عمل قادریہ سلسلہ کا ہے اور بے حد مؤثر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ سددت اخواہ الجن والانس والشیاطین والسحرۃ والابالسۃ من الجن والانس والشیاطین عقدتہ بھم باللہ العزیز الاعز یا اللہ الکبیر الاکبر برحمتک یا ارحم الراحمین بحق محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

طریقہ ۳۳ ایک کاغذ پر ساعت عطارد میں جب چاند چڑھ رہا ہو اور برج عقرب سے محفوظ ہو لکھ کر مریض کے گلے میں مندرجہ ذیل عزیمت ڈال دیں۔ انشاء اللہ جادو باطل ہو جائے گا۔ یہ عمل علامہ سیوطیؒ سے منسوب ہے۔

اہملوہ ابطلوہ اخرجوہ اخرجوہ حلوہ حلوہ اقعدوہ اقعدوہ شراھیا بعزۃ اللہ بحول بقوۃ اللہ بحول نحل یابس وبقدرۃ اللہ بحل کل معقود مع الطلسم ۱۰۱ ۲۱۱ ۱۱۱ ۲۱۱ ۲۱۱۔

طریقہ ۳۴ سحر زدہ کیلئے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا طریقۂ علاج یہ تھا کہ مریض کے گلے میں مندرجہ ذیل آیات قرآنی لکھ کر ڈالا کرتے تھے۔ آیات یہ ہیں۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (سورۂ یونس سپارہ ۱۱) اور پوری سورۂ فلق اور پوری سورۂ ناس۔ اور ان ہی آیات اور سورتوں کو پانی پر دم کر کے مریض کو نہلایا کرتے تھے اور مریض بحکم الٰہی شفایاب ہو جاتا تھا۔

طریقہ ۳۵ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی پر جادو کر دیا گیا ہو تو اس کے گلے میں قرآن حکیم کی یہ آیات لکھ کر ڈالیں۔ انشاء اللہ اس کو شفا ہوگی۔

آیات یہ ہیں۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سپارہ ۸ رکوع ۱۱)

طریقہ ۳۶ چینی کی صاف طشتری یا پلیٹ پر کالی روشنائی سے مندرجہ ذیل آیت لکھیں پھر اس پر اصلی گھی لگا کر گرم کر کے مٹا دیں۔ اور پھر یہ مریض کو صبح و شام چٹائیں۔ ایک ہفتے لگاتار یہ عمل کریں۔ انشاء اللہ مریض کو صحت نصیب ہوگی۔

(سپارہ ۸ رکوع ۱۱)

طریقہ ۳۷ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحبؒ نے جادو کے علاج کیلئے اسم محمدؐ کے اعداد تجویز کئے ہیں۔ اور موصوف کی یہ تجویز تجربات کی کسوٹی پر پوری اترتی ہے۔

طریقہ اس کا یہ ہے کہ اسم محمدؐ کا نقش مربع مریض کے گلے میں ڈلوائیں اور نقش مثلث ۱۱ لکھ کر روزانہ ایک نقش عصر اور مغرب کے درمیان پانی میں گھول کر اس میں قدرے شکر ڈال کر مریض کو پلائیں۔ انشاء اللہ ۱۱ دن میں مریض کو شفا نصیب ہوگی۔

نقش مربع یہ ہے

۷۸۶

۲۲	۲۶	۲۹	۱۵
۲۸	۱۶	۲۱	۲۷
۱۷	۳۱	۲۴	۲۰
۲۵	۱۹	۱۸	۳۰

نقش مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۳۴	۲۶	۳۲
۲۸	۳۱	۳۳
۳۰	۳۵	۳۷

طریقہ ۳۸ اگر جادو کے ذریعہ کسی عورت کا دل اس کے شوہر کی طرف سے پھیر دیا گیا ہو اور عورت کو اپنے شوہر سے نفرت ہو گئی ہو تو اس صورت میں سورہ یوسف کے ذریعہ علاج کرنا چاہیے۔ اس کیلئے تین طریقوں پر عمل کریں۔ عورت کو سورہ یوسف کا دم کیا ہوا پانی پلائیں۔ سورہ یوسف پڑھیں اور ایک بوتل پانی پر دم کر کے رکھ لیں اور اس پانی کو روزانہ رات کو سوتے وقت عورت کو تین گھونٹ کے بقدر پلائیں۔ دوسرے یہ کریں کہ سورہ یوسف روزانہ پڑھ کر عورت کے اوپر دم کریں۔ انشاء اللہ سات ہی روز میں اس کے دل کی کج روی درست ہو گی۔ یہی عمل اُس مرد کے لئے بھی کارآمد ہے جس کا دل بذریعہ سحر اپنی بیوی کی طرف سے پھیر دیا گیا ہو۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۲۵۹۸۷	۱۲۶۰۰۱	۱۲۵۹۹۸	۱۲۵۹۹۴
۱۲۵۹۹۹	۱۲۵۹۹۳	۱۲۵۹۸۸	۱۲۶۰۰۰
۱۲۵۹۹۲	۱۲۵۹۹۶	۱۲۶۰۰۳	۱۲۵۹۸۹
۱۲۶۰۰۲	۱۲۵۹۹۰	۱۲۵۹۹۱	۱۲۵۹۹۷

طریقہ ۳۹ اگر کسی لڑکی کو بذریعہ عملِ سحر باندھ رکھی ہو تو اس کے توڑ کے لئے اس طرح نقش بنا کر اس کے گلے میں ڈالیں انشاء اللہ ایک ماہ کے اندر اندر سحر باطل ہو گا اور کہیں سے پیغام موصول ہو گا۔ (یہی عمل اُس لڑکے کے لئے بھی مفید ثابت ہو گا۔ جس کے رشتے کو بذریعہ جادو باندھ دیا گیا ہو) ـــــ دو نقش اس انداز سے بنائیں۔

۷۸۶

۲۱۷۳۵	۲۱۷۵۹	۲۱۷۵۶	۲۱۷۵۲
۲۱۷۵۷	۲۱۷۵۱	۲۱۷۳۶	۲۱۷۵۸
۲۱۷۵۰	۲۱۷۵۴	۲۱۷۶۱	۲۱۷۳۷
۲۱۷۶۰	۲۱۷۳۸	۲۱۷۳۹	۲۱۷۵۵

بحق اھیا اشراھیا

۷۸۶

۵۷۵۹	۵۷۷۳	۵۷۷۰	۵۷۶۷
۵۷۷۱	۵۷۶۶	۵۷۶۰	۵۷۷۲
۵۷۶۵	۵۷۶۸	۵۷۷۵	۵۷۶۱
۵۷۷۴	۵۷۶۲	۵۷۶۴	۵۷۶۹

طریقہ ۴۰ خوفِ خدا سے بے پرواہ لوگ سفلی عمل کے ذریعہ بعض عورتوں کی کوکھ باندھ دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حمل ٹھہرتا ہی نہیں۔ اور اگر ٹھہرتا بھی جاتا ہے تو ضائع ہو جاتا ہے۔ اور حمل پورا ہونے کی نوبت نہیں آتی۔ اس لئے اکابرین نے ایسی عورتوں کیلئے ایک طریقۂ عمل تجویز کیا ہے۔ وہ یہ کہ سورۂ واقعہ کا ایک نقش بنایا جائے اور اُس نقش کے اوپر آیت سحر کو لکھ دیا جائے۔ اس کے بعد یہ نقش عورت کے گلے میں ڈال دیں۔ اس کے بعد ایک بوتل پانی لیں۔ اس پر سورۂ واقعہ پڑھ کر دم کریں ـــ ۹۹ اسماء الٰہی ایک ایک مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔ اور سو مرتبہ آیت سحر پڑھ کر دم کریں۔ اور یہ پانی ۷ دن تک پلائیں۔ ہر ہفتے اس طرح ایک بوتل تیار کریں اور صبح و شام پلا کر ختم کر دیں۔ انشاء اللہ حمل محفوظ رہے گا۔ واضح رہے کہ پانی پلانے والا عمل حمل ٹھہرنے کے دو ماہ بعد کیا جائے گا۔

نقش یہ ہے۔

۲۵۷۳۳	۲۵۷۴۷	۲۵۷۴۳	۲۵۷۳۱
۲۵۷۴۵	۲۵۷۴۰	۲۵۷۳۴	۲۵۷۴۶
۲۵۷۳۹	۲۵۷۴۲	۲۵۷۳۹	۲۵۷۳۵
۲۵۷۴۸	۲۵۷۳۶	۲۵۷۳۸	۲۵۷۴۲

طریقہ ۴۱ اگر کسی شخص کی قوتِ مردانگی کو باندھ دیا گیا ہو تو اس کیلئے یہ عمل انشاء اللہ مفید ثابت ہو گا۔ یہ عمل قرآنِ حکیم کی ۳ آیات کا ہے۔ آیت ۱ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ۔ (سورہ بقرہ سپارہ ۱)

اس آیت کو ۳۳ مرتبہ پانی پر دم کر کے ۱۱ دن تک مریض کو صبح و شام پلائیں۔

دوسری آیت ہے سورہ یٰسین کی۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ۔ اس آیت کو دو سو مرتبہ سرسوں کے تیل پر پڑھ کر رکھ لیں اور روزانہ ۱۱ دن تک پورے جسم کی مالش کرائیں۔ مریض اگر ہوش و حواس میں ہو تو وہ خود مالش کرے۔ مالش کے بعد پانی پر ۱۱ سو مرتبہ "یاسلام" پڑھ کر دم کر کے مریض کو نہلا دیں۔

تیسری آیت سورۂ اسراء کی ہے۔ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ (آیت ۸۱ سپارہ ۱۵) اس آیت کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈلوا دیں۔ انشاء اللہ گیارہ دن میں جادو سے نجات مل جائے گی۔

طریقہ ۴۲ جادو کو رفع کرنے کیلئے مندرجہ ذیل نقش کو چینی کے بڑے پیالے میں لکھ کر ۲۴ گھنٹے تک رکھ کر پھر اس میں پانی ڈال دیں۔ پانی ڈالنے کے ایک گھنٹے کے بعد پیالے کو دھو کر مریض کو پلا دیں۔ انشاء اللہ ۳ بار ایسا کرنے سے جادو کے اثرات سے نجات حاصل ہو گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ
یارحمٰن	یاکریم	یااللہ	یاعلی	یارحمٰن	یاکمال
امر	بلدہ	علی	علی	علی	علی
ع	ع	مجید	ح	ی	ی
لاالٰہ	الااللہ	محمد	رسول	اللہ	امر
علی	ولد	م	م	م	م

طریقہ ۴۳ یہ عمل شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے منسوب ہے۔ عمل یہ ہے کہ سات کنوؤں کے پانی پر مجموعًا ایک ہی کنوئیں کے پانی پر چاروں قُل ۲۱ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور لگاتار ۱۱ دن تک صبح و شام سحر زدہ کو پلائیں۔ انشاء اللہ سحر کے اثرات سے نجات ملے گی۔

طریقہ ۴۴ :- یہ عمل مولانا احمد رضا خان صاحبؒ سے منسوب ہے۔ حروفِ مقطعات کو گیارہ سو مرتبہ پڑھ کر دریا کے پانی پر دم کر کے رکھ لیں۔

اور مریض کو سوتے وقت پلائیں۔ اور پانی کے چند قطرے صبح و شام مریض کے چہرے پر ملیں۔ انشاء اللہ سحر سے نجات ملے گی۔

طریقہ ۴۵

مواہب لدنیہ میں کتاب مدخل سے نقل کیا ہے کہ شیخ ابو محمد مرجانی کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر دفع سحر کیلئے یہ علاج تلقین فرمایا۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ عمل نہایت موثر ہے۔

عمل یہ ہے۔ ایک مرتبہ یہ آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (آیت ۱۲۸، ۱۲۹ سورۂ توبہ سپارہ ۱۱) ایک مرتبہ یہ آیت وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (آیت ۸۲ سورۂ اسراء سپارہ ۱۵) اور ایک مرتبہ یہ آیات لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آیت ۲۱ تا ۲۴ سورۂ حشر سپارہ ۲۸) اور ایک ایک مرتبہ چاروں قل لکھ کر زعفران و گلاب سے پھر یہ دعا لکھیں۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمُحْيِيْ وَاَنْتَ الْمُمِيْتُ وَاَنْتَ الْبَارِئُ وَاَنْتَ الْمُصَوِّرُ وَاَنْتَ الشَّافِيْ خَلَقْتَنَا مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ جَعَلْتَنَا فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى وَصِفَاتِكَ الْعُلْيَا يَا مَنْ بِيَدِهِ الْاِبْتِلَاءُ وَالْمُعَافَاتُ وَالشِّفَاءُ وَالدَّوَاءُ اَسْئَلُكَ بِمُعْجِزَاتِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَبَرَكَاتِ خَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَبِحُرْمَةِ كَلِيْمِكَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ۔ متواتر یہ تمام کلمات مریض کو سات دن تک سورج نکلنے سے پہلے پہلے پلائے جائیں۔ کتنا بھی خطرناک جادو ہوگا انشاء اللہ سات دن میں اُتر جائے گا۔

طریقہ ۴۶

یہ نقش کیمیائے حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور کیسا بھی سخت سے سخت جادو یا جن کا اثر ہو یا کیسا بھی مہلک مرض ہو اس نقش کی برکت سے مریض شفایاب ہو جاتا ہے یہ نقش قرآن حکیم کی ان پانچ سورتوں کا ہے جو بیماری آسیبی اثرات اور جادو ٹونے کی نحوست رفع کرنے کیلئے بیحد موثر ہیں یہ نقش کالے کپڑے میں تعویذی شکل کیساتھ مریض کے گلے میں ڈال دیا جائے انشاء اللہ مریض بہت جلد شفایاب ہوگا۔ نقش یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل یاایھا الکفرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عبدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عبدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین

قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس

قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النفٰثٰت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد

طریقہ ۴۷

جادو ٹونے کو لوٹانے کیلئے سورۂ عبس (سپارہ ۳۰) کا نقش بھی بے حد موثر ثابت ہوتا ہے۔ اس نقش کو مریض کے گلے میں ڈالیں۔ اور ایک بوتل پانی پر سورۂ عبس ۱۳ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور صبح و شام مریض کو یہ پانی پلائیں۔ مغرب کے بعد مریض کو سورۂ عبس تین مرتبہ پڑھنے کی تاکید کریں۔ اگر وہ پڑھنے پر قادر نہ ہو تو تین مرتبہ پڑھ کر اس پر دم کریں۔ انشاء اللہ گیارہ دن کے اندر اندر جادو کے اثرات کرنے اور کرانے والے کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۲۸۲۸	۱۲۸۳۱	۱۲۸۳۴	۱۲۸۲۱
۱۲۸۳۳	۱۲۸۲۲	۱۲۸۲۷	۱۲۸۳۲
۱۲۸۲۳	۱۲۸۳۶	۱۲۸۲۹	۱۲۸۲۶
۱۲۸۳۰	۱۲۸۲۵	۱۲۸۲۴	۱۲۸۳۵

طریقہ ۴۸

جادو کے اثرات سے حفاظت کیلئے اس نقش کو فریم میں لگا کر گھر میں آویزاں کریں۔ انشاء اللہ آسیبی اثرات اور جادو کے اثرات سے پوری طرح حفاظت رہے گی۔

نقش یہ ہے۔ یہ نقش سورۂ علق کا ہے۔

۷۸۶

۵۶۳۵	۵۶۲۸	۵۶۴۱	۵۶۲۷
۵۶۴۰	۵۶۲۸	۵۶۳۴	۵۶۳۹
۵۶۲۹	۵۶۴۳	۵۶۳۶	۵۶۳۳
۵۶۳۷	۵۶۳۲	۵۶۴۰	۵۶۴۲

طریقہ ۴۹

آیت الکرسی کا نقش آسیب و سحر کیلئے تیر بہدف ہے۔ اکثر اکابرین کے معمولات میں شامل رہا ہے۔ اگر اس نقش کو شرفِ مشتری میں چاندی کی تختی پر کندہ کرا کر گلے میں ڈالیں تو ہر آفت سے حفاظت رہتی ہے۔ سحر زدہ انسان کو انگوٹھی پہننے کیلئے دیئے جائیں اور ایک گلے میں ڈال دیا جائے۔ کیسا بھی سحر ہوگا انشاء اللہ اس سے نجات مل جائے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۴۵۵۸	۴۵۵۳	۴۵۶۰
۴۵۵۹	۴۵۵۷	۴۵۵۵
۴۵۵۴	۴۵۶۱	۴۵۵۶

طریقہ ۵۰

قرآن حکیم کی آیت وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (آیت ۴۷ سورۂ ابراہیم سپارہ ۱۳) جادو کے اثر کو زائل کرنے میں تیر بہدف ہے۔ طریقۂ علاج یہ ہے کہ اس آیت کا مربع نقش آتشی چال سے بنا کر مریض کے گلے میں ڈالیں۔ اور دو مثلث نقش آتشی چال سے مثلث بنا کر دائیں بازو پر باندھیں۔ تینوں نقش کالے کپڑے میں پیک کریں۔ اس کے علاوہ مثلث آتشی چال سے گیارہ نقش گلاب و زعفران سے بنا کر روزانہ ایک نقش مریض کو پانی میں گھول کر پلایا جائے۔ انشاء اللہ گیارہ دن میں جادو کے اثرات

نجات ملے گی۔

نقش مربع یہ ہے۔

۷۸۶

۳۷۳	۳۷۶	۳۷۹	۳۶۶
۳۷۸	۳۶۷	۳۷۲	۳۷۷
۳۶۸	۳۸۱	۳۷۴	۳۷۱
۳۷۵	۳۷۰	۳۶۹	۳۸۰

نقش مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۳۸۹	۳۸۴	۳۹۲
۳۹۱	۳۸۸	۳۸۶
۳۸۵	۳۹۳	۳۸۷

طریقہ ۵۱

قرآن حکیم کی آیت قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (آیت ۱۵ سورۂ مائدہ سپارہ ۶) یہ آیت بھی جادو کے اثرات کو زائل کرنے میں تیر بہدف ہے۔ طریقہ بالکل طریقہ ۵۰ جیسا ہے۔

نقش مربع یہ ہے۔

۷۸۶

۲۷۷	۲۸۰	۲۸۳	۲۷۰
۲۸۲	۲۷۱	۲۷۶	۲۸۱
۲۷۲	۲۸۵	۲۷۸	۲۷۵
۲۷۹	۲۷۴	۲۷۳	۲۸۴

نقش مثلث یہ ہے۔

۳۷۲	۳۶۶	۳۷۴
۳۷۳	۳۷۱	۳۶۸
۳۶۷	۳۷۵	۳۷۰

طریقہ ۵۲

قرآن حکیم کی آیت فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (آیت ۱۳۷ سورۂ بقرہ سپارہ ۱) طریقہ بالکل طریقہ ۵۰ جیسا ہے۔ یہ آیت بھی جادو کے اثرات زائل کرنے میں تیر بہدف ہے۔

نقش مربع یہ ہے

۷۸۶

۱۷۲	۱۷۵	۱۷۸	۱۶۵
۱۷۷	۱۶۶	۱۷۱	۱۷۶
۱۶۷	۱۸۰	۱۷۳	۱۷۰
۱۷۴	۱۶۹	۱۶۸	۱۷۹

نقش مثلث یہ ہے۔

۲۳۱	۲۲۶	۲۳۳
۲۳۲	۲۳۰	۲۲۸
۲۲۷	۲۳۴	۲۲۹

طریقہ ۵۳

قرآن حکیم کی آیت لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (آیت ۹ سورۂ حدید سپارہ ۲۷) یہ آیت بھی سحر کے اثرات زائل کرنے میں مفید و مؤثر ہے۔ طریقہ علاج پہلے ہی طریقے کے مطابق ہے۔

نقش مربع یہ ہے۔

۷۸۶

۶۷۰	۶۷۳	۶۷۶	۶۶۳
۶۷۵	۶۶۴	۶۶۹	۶۷۴
۶۶۵	۶۷۸	۶۷۱	۶۶۸
۶۷۲	۶۶۷	۶۶۶	۶۷۷

نقش مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۸۹۶	۸۹۱	۸۹۸
۸۹۷	۸۹۵	۸۹۳
۸۹۲	۸۹۹	۸۹۴

طریقہ ۵۴

قرآن حکیم کی آیت وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا (آیت ۳ سورۂ فتح سپارہ ۲۶) یہ آیت بھی راقم الحروف کے تجربے میں سحر کے اثرات کو زائل کرنے میں آئی ہے اور تیر بہدف ثابت ہوئی ہے۔ طریقہ علاج وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

۷۸۶

۲۱۹	۲۲۲	۲۲۵	۲۱۲
۲۲۴	۲۱۳	۲۱۸	۲۲۳
۲۱۴	۲۲۷	۲۲۰	۲۱۷
۲۲۱	۲۱۶	۲۱۵	۲۲۶

۷۸۶

۲۹۴	۲۸۸	۲۹۶
۲۹۵	۲۹۳	۲۹۰
۲۸۹	۲۹۷	۲۹۲

طریقہ ۵۵

قرآن حکیم کی آیت وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ (آیت ۴۴ سورۂ مومن سپارہ ۲۴) اس کے ذریعہ بھی سحر زدہ کا علاج راقم الحروف کے تجربے میں آیا ہے اور ہمیشہ اسے مؤثر پایا ہے۔ طریقہ علاج پہلے ہی طریقے جیسا ہے۔

نقش مربع یہ ہے

۷۸۶

۳۸۹	۳۹۲	۳۹۶	۳۸۲
۳۹۵	۳۸۳	۳۸۸	۳۹۳
۳۸۴	۳۹۸	۳۹۰	۳۸۷
۳۹۱	۳۸۶	۳۸۵	۳۹۷

نقش مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۵۱۱	۵۰۵	۵۱۳
۵۱۲	۵۱۰	۵۰۷
۵۰۶	۵۱۴	۵۰۹

طریقہ ۵۶

سات بتاشوں پر مندرجہ ذیل عزیمت سات سات مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور روزانہ ایک بتاشہ عصر اور مغرب کے درمیان مریض کو کھلائیں۔ انشاء اللہ ۷ روز میں مریض کو آرام ملے گا۔ اور سحر سے نجات ملے گی۔

عزیمت یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اٰھیًا اشراھیًا بحق یا ملیکا و بحق قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ و بحق قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ و بحق قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ و بحق یا اللہ معلوپی۔ اگر اس عزیمت کو سو مرتبہ چالیس روز تک پڑھ لیا جائے بہ نیتِ زکوٰۃ تو اس کی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

طریقہ ۵۷

ایک چینی کی پلیٹ پر مندرجہ ذیل آیت گلاب و زعفران سے لکھ کر سات روز تک مریض کو پلائیں۔ روزانہ نئی پلیٹ پر لکھیں اور ایک ساتھ سات پلیٹوں پر لکھوا کر رکھ لیں۔ صبح کو ۹ بجے پلیٹ دھو کر پلائیں۔ اور گلاب کے سات پھولوں پر اس آیت کو ایک پھول پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کر کے اس پھول کو مریض کے پورے بدن پر ملیں۔ اور مندرجہ ذیل نقش سحر زدہ کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ سات ہی روز میں سحر سے نجات مل جائے گی۔ آیت یہ ہے۔ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ (آیت ۱۰۲ سورۂ بقرہ سپارہ ۱)

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۳۶۱	۳۵۵	۳۶۳
۳۶۲	۳۶۰	۳۵۷
۳۵۶	۳۶۴	۳۵۹

طریقہ ۵۸

کیسا بھی جادو ہو علوی ہو یا سفلی کالا ہو پیلا ہو۔ ہر قسم کے جادو کو زائل کرنے کیلئے مندرجہ ذیل عزیمت کو زرد رنگ کے کاغذ پر لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالیں۔ بارش کے پانی یا نہر کے پانی پر اس عزیمت کو چالیس مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور سحر زدہ کو صبح و شام گیارہ دن تک پلائیں۔ اور اتنی ہی تعداد میں سرسوں کے تیل پر دم کر کے رکھ لیں اور گیارہ دن تک اس تیل سے مریض کے سر پر مالش کریں۔ انشاء اللہ کیسا بھی جادو ہوگا اتر جائے گا۔ اس عزیمت کو اگر سات مرتبہ پانی پر دم کر کے گیارہ دن کے درمیان ۳ مرتبہ غسل بھی اگر سحر زدہ کو کرا دیں تو اور بھی جلدی جادو کے اثر سے نجات ملے گی۔

یا الٰہی بَطَلَ السِّحرُ بحقِ آدم و بَطَلَ السِّحرُ بحقِ موسیٰ و عیسیٰ و ہارون و بَطَلَ السِّحرُ بحقِ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم و بحق اصحاب لوط و بحق اصحاب بدر و بحق جمیع المرسلین و بحق جمیع الاولیاء و بحق جمیع المؤمنین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

طریقہ ۵۹

اس نقش کو سحر زدہ کو لگاتار ۷ دن تک پلائے اور ایک نقش کو لکھ کر گلے میں ڈالیں۔ انشاء اللہ سحر کے اثرات سے نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۸	۲	۱۰
۹	۷	۴
۳	۱۱	۶

طریقہ ۶۰

بسم اللہ کا یہ نقش بھی جادو سے نجات کیلئے تیر بہدف ہے۔ طریقہ علاج یہ ہے۔ ایک نقش تو لکھ کر گلے میں ڈالیں۔ سات گلاب و زعفران سے لکھ کر سات دن تک روزانہ ایک نقش مریض کو پلائیں اور سات نقش کالے کاغذ پر کچی پنسل سے لکھ کر مریض کے بدن پر مَل کر اس کو جلا دیں اور مریض کو غسل کرا دیں۔ انشاء اللہ سات دن میں جادو سے نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۶۳	۲۵۸	۲۶۵
۲۶۴	۲۶۲	۲۶۰
۲۵۹	۲۶۶	۲۶۱

طریقہ ۶۱

چار سو چالیس چنے کے دانے لیں۔ ہر ایک چنے پر ایک مرتبہ آیت کریمہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں پھر چالیس چنے اُبال کر ایک دن میں کھلائیں اور لگاتار ۱۱ دن تک اس عمل کو جاری رکھیں۔

دوسرا عمل اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ ایک بوتل پانی پر آیت کریمہ تین سو مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں۔ آٹا گوندھتے وقت تھوڑا سا پانی اس بوتل میں سے ڈالیں۔ اس طرح ایک روٹی اس پڑھے ہوئے پانی کی پکا کر مریض کو کھلائیں۔ اس عمل کو بھی ۱۱ دن تک جاری رکھیں۔ ——— تیسرا عمل اس کے ساتھ ساتھ یہ کریں۔ اس آیت کا نقش مثلث بنا کر ۱۱ عدد روزانہ ایک نقش ۱۱ دن تک لگاتار پلایا کریں۔ اور ایک نقش اسی آیت کا مربع نقش بنا کر مریض کے گلے میں ڈلوا دیں۔ انشاء اللہ گیارہ دن میں مریض کو سحر کے اثرات سے نجات ملے گی۔

۷۸۶

۷۹۲	۷۸۷	۷۹۴
۷۹۳	۷۹۱	۷۸۹
۷۸۸	۷۹۵	۷۹۰

۷۸۶

۵۹۳	۵۹۶	۵۹۹	۵۸۵
۵۹۸	۵۸۶	۵۹۲	۵۹۷
۵۸۷	۶۰۱	۵۹۴	۵۹۱
۵۹۵	۵۹۰	۵۸۸	۶۰۰

طریقہ ۶۲

آسیب اور سحر دونوں کیلئے ایک نادر عمل نقل کیا جاتا ہے۔ یہ عمل "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کا ہے۔ یہ آیت ۲۴ ویں سپارے کے پہلے ہی رکوع کی ہے۔ ایک بوتل یا نصف بوتل پانی پر اس کو گیارہ سو مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اس کے بعد ایک سفید مرغ لیں۔ یہ مرغ اذان دینے والا ہونا چاہیے۔ لیکن اگر آسیب زدہ یا سحر زدہ عورت ہو تو پھر سفید مرغی لینی چاہیے۔ اور مرغی ایسی ہونی چاہیے جس نے کم سے کم ایک مرتبہ انڈا دیا ہو۔ اس مرغے یا مرغی کو ذبح کر لیں۔ اور اس کی دائیں ٹانگ کو جدا کر دیں۔ اور بائیں بازو کو بھی الگ کر لیں۔ اور پھر اس کو پکا لیں۔ اس کو پکاتے وقت ان چیزوں کو استعمال کریں۔

کشنیز، سیاہ مرچ، مرغی کے انڈے کی زردی، سونٹھ، روغن زیتون۔ ورنہ گائے کے اصلی گھی میں پکائیں۔ اُن کے علاوہ ذائقہ پیدا کرنے کیلئے حسبِ خواہش کچھ اور بھی ڈال سکتے ہیں۔ لیکن یہ چیزیں ضروری ہیں۔ اور ان کی مقدار حسبِ خواہش رکھنی چاہیے۔ نمبر ایک ایسا شخص جس کی ماں ہو باپ نہ ہو۔ نمبر دو ایسا شخص جس کا باپ ہو ماں نہ ہو۔ نمبر تین ایسا شخص جس کے ماں باپ دونوں نہ ہوں۔ نمبر چار ایسا شخص جس کے ماں باپ دونوں موجود ہوں۔ کھانا کھلانے کے بعد ان چاروں حضرات کے ہاتھ اسی بالٹی میں دھلوائیں جس بالٹی میں مریض کے ہاتھ دھلوائے تھے۔ اس کے بعد ایک چینی کی پلیٹ پر سورۃ کافرون کا نقش گلاب و زعفران سے لکھیں اور دوسری پلیٹ پر سورۃ قریش کا نقش لکھیں۔ پھر ان دونوں پلیٹوں کو دھو کر آدھا پانی مریض کو پلا دیں۔ اور آدھا پانی اُس بالٹی میں ڈال دیں جس میں مریض کے اور چاروں حضرات کے ہاتھ دھلوائے گئے تھے۔ اس کے بعد اس پانی کو نیم گرم کر کے اگر سردی ہو تو تیز گرم کر کے مریض کو نہلا دیں۔ اور اس کے بعد مریض کے گلے میں "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کا نقش لکھ کر ڈال دیں۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۸۸	۹۱	۹۵	۸۱
۹۴	۸۲	۸۷	۹۲
۸۳	۹۷	۸۹	۸۶
۹۰	۸۵	۸۴	۹۶

سورۃ کافرون کا نقش جو چینی کی پلیٹ پر لکھنا ہے وہ یہ ہے۔

۷۸۶

۹۳۵	۹۳۰	۹۳۷
۹۳۶	۹۳۳	۹۳۲
۹۳۱	۹۳۸	۹۳۳

تین دن تک مریض کو عصر اور مغرب کے درمیان اس عزیمت کو لکھ کر کاغذ کو کالے کپڑے میں لپیٹ کر پھر کوئلے جلا کر اس میں یہ کپڑا ڈال دیں اور مریض کو دھونی دیں۔ کوئلوں پر ۱۲ دانے سیاہ مرچ کے اور کچھ لوبان بھی ڈال لیں
عزیمت یہ ہے۔ حم س حم س بسم س بسم س احرفنا فرعون و نمود و صھال ھ ھ ھ دالھ ھا۔ انشاء اللہ تین دن ہی میں جادو اور ٹوٹکے کے اثرات سے نجات مل جائے گی۔

طریقہ ۶۳

آسیب زدہ مریض یا سحر زدہ مریض کیلئے ایک اور نادر عمل نقل کیا جاتا ہے جس میں قدرے محنت تو زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے مریض سات دن ہی میں صحت مند ہو جاتا ہے۔ بالخصوص اس سحر زدہ کیلئے یہ طریقۂ علاج سودمند ثابت ہوتا ہے جس پر سحر جنات کے ذریعہ مسلط کیا گیا ہو مریض کے گلے میں آیت الکرسی اور سورۂ فاتحہ کا مشترک نقش لکھ کر ڈالیں دائیں بازو پر "یَاخَالِقُ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ" لکھ کر باندھیں۔ بائیں بازو پر اصحاب کہف مندرجہ ذیل طریقے سے لکھ کر باندھیں۔
یملیخا، مکسلمینا، کشفوطط، کشافطیونس، اذرفطیونس، تبیونس، یوانس بوس وکلبھم قطمیر وعلی اللہ قصد السبیل ومنھا جائر ولو شاء لھدٰکم اجمعین۔ یاالٰہی بحرمت اسماء اصحاب کہف ہر قسم کا آسیب و نظر بد و سحر در وجود ایں را دفع شود انک علی کل شیء قدیر
آیت الکرسی اور سورۂ فاتحہ کا مشترک نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۲۶۵ / ۱۸۷	۲۲۶۸ / ۴۹	۲۲۷۱ / ۱۱۰	۲۲۵۷ / ۱۲۷
۲۲۷۰ / ۱۰۹	۲۲۵۸ / ۱۲۸	۲۲۶۴ / ۱۸۶	۲۲۶۹ / ۵۰
۲۲۵۹ / ۱۲۹	۲۲۷۳ / ۱۱۲	۲۲۶۶ / ۴۷	۲۲۶۳ / ۱۸۵
۲۲۶۷ / ۴۸	۲۲۶۲ / ۱۸۴	۲۲۶۰ / ۱۳۰	۲۲۷۲ / ۱۱۱

مریض کو تین دن تک ان چیزوں کی دھونی دو۔
کھجور کے درخت کے ریشے، ناریل کے ریشے، گدھے اور بلی کے ناخن ایک مرتبہ میں صرف ایک ایک اور مندرجہ ذیل عزیمت کا کاغذ پر لکھ کر کوئلے دہکا کر مریض کو ان سے دھونی دیں۔ عزیمت یہ ہے۔ ساما سا بعلاج منہ دملہ داسفہ۔
مریض کو تین دن تک روٹی شہد سے کھلائیں۔ بقیہ چار دنوں میں بکرے کا گوشت کھلا سکتے ہیں۔ ورنہ سات دنوں تک صرف روٹی اور شہد پر قناعت کریں۔ ایک بوتل پانی پر سورۂ حشر کی آخری تین آیات ستر مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور مریض کو صبح و شام یہ پانی پلائیں۔ ساتویں دن تین رنگوں کا بکرا خریدیں۔ اس کو ذبح کر کے اس کا خون مریض کے گھر کے چاروں کونوں میں ڈلوا دیں اور گوشت غریبوں میں بٹوا دیں۔ البتہ اس کا سر مریض کے اوپر سے، مرتبہ اتار کر جنگل میں دبوا دیں۔
اگر جادو حد سے زیادہ خطرناک ہو تو بکرے کے گوشت کا کچھ حصہ پکا کر سات فقیروں کو کھانا کھلائیں۔ اور ہاتھ ایک بالٹی میں دھلوا کر اس پانی سے مریض کو ساتویں دن نہلا دیں۔ سات دن کے بعد مزید ۱۲ دن تک مندرجہ ذیل آیات اور عزیمت گلاب و زعفران سے لکھ کر ایک بوتل میں گھول لیں۔ ۱۲ دن تک یہ پانی مریض کو بعد نماز عشاء مریض کو پلاتے رہیں۔
معوذتین، سورۂ طارق، سورۂ حشر کی آخری ۳ آیات آخر میں یہ کلمات لکھیں۔ طلعس باسم اللہ شافی ھو باسم اللہ کافی ھو یا حی

یا صمد یا احد یا فرد یا حی یا قیوم یا ارحم الراحمین۔ (زیر زبر لگانے کی ضرورت نہیں ہے)۔ انشاء اللہ اس طریقۂ علاج سے کتنا بھی خطرناک جادو یا جن کا اثر ہوگا۔ سات دن میں زائل ہو جائے گا۔ احتیاطاً ۱۲ روز تک مزید دوسرا پانی جس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ سوتے وقت مریض کو پلاتے رہیں۔

طریقہ ۶۴

سحر و آسیب سے حفاظت کیلئے اور اگر ان میں سے کسی بھی آفت کا شکار ہو جائے تو اس کو رفع کرنے کیلئے آیت الکرسی کا نقش بے حد مؤثر اور مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگر اس نقش کو اپنے گلے میں ڈال لیا جائے یا دائیں بازو پر باندھ لیا جائے تو سحر اور آسیب سے حفاظت رہتی ہے۔ اگر اس نقش کو فریم کرا کر گھر میں آویزاں کریں یا تعویذی شکل میں گھر میں لٹکائیں تو وبائی امراض اور آفات ارضی و سماوی سے حفاظت ہوتی ہے اور جس گھر میں آیت الکرسی کا نقش ہو وہ سحر و آسیب کی نجاستوں سے بھی پاک صاف ہو جاتا ہے۔
نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۳۵۵۸	۳۵۵۳	۳۵۶۰
۳۵۵۹	۳۵۵۷	۳۵۵۵
۳۵۵۴	۳۵۶۱	۳۵۵۶

طریقہ ۶۵

آج کے پرفتن دور میں جب کہ حسد اور جلن عام اور جادو ٹونا عام در عام ہو کر رہ گیا ہے اور کسی بھی شخص کی جان، مال اور عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ ہر شخص پہلے ہی اپنی حفاظت کی فکر کرے۔ نماز کی پابندی رکھے اور ہر فرض نماز کے بعد قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں پڑھنے کا معمول بنائے۔ رات کو سونے سے پہلے تین مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے سوئے۔ اور اپنے گھر میں حروف مقطعات کے اس نقش کو فریم کرا کر آویزاں کرلے۔ انشاء اللہ پورا مکان جادو ٹونے سے محفوظ رہے گا۔
نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۷	۱۱۱۹	۱۱۲۶	۱۱۳۲	۱
۱۱۲۷	۱۱۲۸	۲	۸	۱۱۲۰
۳	۹	۱۱۲۱	۱۱۲۳	۱۱۲۹
۱۱۱۷	۱۱۲۴	۱۱۳۰	۴	۱۰
۱۱۳۱	۵	۶	۱۱۱۸	۱۱۲۵

طریقہ ۶۶

حروفِ نورانی کا نقش بھی سحر کو رفع کرنے میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس نقش کو لکھ کر گلے میں ڈالنے سے سحر کے اثرات رفع ہو جاتے ہیں۔
نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۳۲	۲۲۷	۲۳۴
۲۳۳	۲۳۱	۲۲۹
۲۲۸	۲۳۵	۲۳۰

طریقہ ۶۷ سفلی اور کالے جادو کی کاٹ بعض اکابر اسمٔ "یامیتُ" کے ذریعہ بھی کیا کرتے تھے۔ طریقہ یہ ہے کہ اس اسم کو ۷ ہزار مرتبہ پڑھ کر ایک گلاس پانی پر دم کرکے جادو زدہ کو پلائیں اور اس پر دم بھی کریں۔ اگر کوئی شخص خود ہی سحر کی لپیٹ میں ہو تو پانی خود پڑھ کر پی لے اور خود ہی اپنے اوپر دم کر لے۔ اس عمل کو سات روز تک جاری رکھے اگر جمعرات سے شروع کرے تو افضل ہے انشاء اللہ سات روز ہی میں جادو سے نجات ملے گی۔ اور صحت عطا ہوگی۔ عمل کے شروع اور آخیر میں گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف ضرور پڑھیں۔
اگر جادو زدہ کے گلے میں مذکورہ عمل کے ساتھ ساتھ یہ نقش بھی ڈالیں تو تاثیر عمل اور بھی بڑھ جائے گی اور فائدے کے امکانات اور زیادہ ہو جائیں گے۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۲۲	۱۲۵	۱۲۸	۱۱۵
۱۲۷	۱۱۶	۱۲۱	۱۲۶
۱۱۷	۱۳۰	۱۲۳	۱۲۰
۱۲۴	۱۱۹	۱۱۸	۱۲۹

طریقہ ۶۸ اسم "یاقہار" کا ورد بھی جادو کے اثرات کو زائل کرنے میں بے حد مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ گیارہ مرتبہ آیت الکرسی پڑھیں اس کے بعد ۱۰۶۳ مرتبہ "یاقہار" پڑھیں۔ آخیر میں گیارہ مرتبہ قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں پڑھیں اور پانی پر دم کرکے مریض کو پلادیں۔ اس عمل کو بدھ کے دن شروع کرکے گیارہ دن تک لگاتار جاری رکھیں۔ انشاء اللہ کیسا بھی سخت سے سخت اور مضر سے مضر جادو ہوگا۔ رفع ہو جائیگا۔ اور مریض کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحت حاصل ہوگی۔

طریقہ ۶۹ آج کل یہ خباثت عام ہو گئی ہے کہ فتنہ پرور اور حاسد قسم کے لوگ چلتے چلاتے کاروبار کو سفلی عمل کے ذریعہ باندھ دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اچھا خاصا کاروبار تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور انسان کا ہاتھ تنگ ہو جاتا ہے قرض چڑھنے لگتا ہے۔ گھر میں معاشی تنگی شروع ہو جاتی ہے اور انسان کی عزت داؤ پر لگ جاتی ہے جو شخص یہ محسوس کرے کہ اس کی اور اس کے کاروبار کی بندش کردی گئی ہے۔ وہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد "یامُنتقم" ۴۴ مرتبہ پڑھے گا۔ آگے پیچھے درود شریف سات سات مرتبہ پڑھے۔ اور اس نقش کو لکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھ لے۔ اور ایک نقش دکان میں لٹکادے۔ انشاء اللہ ۲۱ دن کے اندر اندر بندش کھل جائے گی اور بُرے اثرات سے نجات ملے گی۔
نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۷۲	۱۷۵	۱۷۸	۱۶۵
۱۷۷	۱۶۶	۱۷۱	۱۷۶
۱۶۷	۱۸۰	۱۷۳	۱۷۰
۱۷۴	۱۶۹	۱۶۸	۱۷۹

طریقہ ۷۰ اسم ذات کے ذریعہ بھی اکابرین سحر زدہ لوگوں کا علاج کیا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل نقش ۲۱ عدد لکھ کر سحر زدہ کو پینے کیلئے دیئے جائیں اور عصر و مغرب کے درمیان روزانہ ایک نقش مریض کو پلایا جائے اور ایک نقش مریض کے گلے میں ڈالا جائے۔

پلانے والا نقش یہ ہے

۷۸۶

۲۳	۱۸	۲۵
۲۴	۲۲	۲۰
۱۹	۲۶	۲۱

گلے میں ڈالنے والا نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۸	۱۱	۴۶	۱
۴۵	۲	۷	۱۲
۳	۴۸	۹	۶
۱۰	۵	۴	۴۷

طریقہ ۷۱ اگر کوئی مہلک قسم کے جادو میں مبتلا ہو اور کسی طور نجات حاصل نہ ہو رہی ہو تو چہل کاف کے ذریعہ اس کا علاج کیا جائے۔ انشاء اللہ جادو سے نجات ملے گی۔ طریقہ علاج یہ ہے کہ چہل کاف ۲۱ مرتبہ پڑھ کر ایک بوتل پانی پر دم کرکے مریض کو ۷ روز تک صبح و شام پلائے اور ۲۱ مرتبہ سرسوں کے تیل پر دم کرکے مریض کے پورے بدن کی مالش بھی ۷ روز تک کرائے۔ ایک دن ۲۱ مرتبہ پڑھ کر سرسوں کے تیل پر دم کرکے رکھ لیں اور روزانہ سوتے وقت مالش کرائیں۔ اور ساتویں دن مریض کو نہلائیں۔ انشاء اللہ سات ہی روز میں نجات مل جائے گی۔ مندرجہ ذیل نقش پہلے ہی دن مریض کے گلے میں ڈالیں۔
چہل کاف یہ ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کَفَاکَ رَبُّکَ کَمْ یَکْفِیْکَ وَاکِفَۃٌ کِفْکَافُھَا کَکَمِیْنٍ کَانَ مِنْ کَلَکٍ تَکُرُّ کَرًّا کَکَرِّ الْکَرِّ فِیْ کَبَدٍ تَحْکِیْ مُشَکْشَکَۃٍ کَلُکْلُکٍ لَکَ کَفَاکَ الْکَافُ کُرْبَتَہٗ یَا کَوْکَبًا کَانَ یَحْکِیْ کَوْکَبَ الْفَلَکِ
جو نقش گلے میں ڈالے گا وہ یہ ہے۔

۷۸۶

۹۹۱۶	۹۹۱۹	۹۹۲۲	۹۹۰۹
۹۹۲۱	۹۹۱۰	۹۹۱۵	۹۹۲۰
۹۹۱۱	۹۹۲۴	۹۹۱۷	۹۹۱۴
۹۹۱۸	۹۹۱۳	۹۹۱۲	۹۹۲۳

طریقہ ۷۲ بعض حاسد یا مخالف قسم کے لوگ لڑکیوں کے رشتوں کی بندش کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے پیغامات آنے بند ہو جاتے ہیں اور ان کی شادی کی عمر نکل جاتی ہے۔ اگر کسی لڑکی کے بارے میں یہ محسوس ہو کہ اس کے رشتوں کی بندش کردی گئی ہے اور اس کے پیغامات موصول نہیں ہو رہے ہوں یا موصول ہونے کے بعد ختم ہو جاتے ہوں تو جمعہ کے دن ساعتِ زہرہ میں مندرجہ ذیل نقش ۷ عدد لکھ کر رکھ لیں اور روزانہ گیارہ بجے دن میں لڑکی اس نقش سے غسل کرائیں۔ طریقہ غسل یہ ہے کہ اس نقش کو پانی میں ڈال کر پانی کھولائیں۔ اس کے بعد اس کی گرمی اور حدت جب کچھ کم ہو جائے تو اس پانی سے لڑکی کو غسل کرادیں۔ آٹھویں دن ساعتِ زہرہ میں پھر دو نقش لکھ کر ایک کسی پھلدار درخت پر باندھیں اور ایک لڑکی کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ جلد ہی کسی جگہ بات پکی ہو جائے گی۔
تعویذ یہ ہے۔

ط ۱۱۱ حافظ ۱۱۱ ۱۱۹ ۱۱ ۱۱۱ ۱۱ ۹ ۱۱۱ ۵ ح

ا ۱۱ ع ۱۸۸ ۸۸۸ ع ۵ ۱۱ ۱۱۸ ۱۱ ۶

یااللہ جل جلالہ بہ برکت ایں تعویذ پیغام نکاح موصول شد

طریقہ ۷۳ :- حزب البحر کا نقش بھی جادو کا اثر زائل کرنے میں تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔ ۷ نقش لکھے جائیں۔ تین نقش کالی روشنائی

سے لکھے جائیں اور ایک نقش زعفران سے لکھا جائے۔ زعفران والے نقش کو بوتل میں ڈال کر پانی بھر دیں پھر مریض کو صبح و شام، روزانہ یہ پانی پلائیں۔ ایک نقش مریض کے تکیے میں ڈال دیں۔ ایک نقش مریض کے سرہانے کی طرف باندھ دیں۔ اور ایک نقش مریض جہاں لیٹا ہو اس کے اوپر چھت وغیرہ میں لٹکا دیں۔ انشاء اللہ سحر سے نجات عطا ہوگی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۰۳۶۲۹۳	۱۰۳۶۲۹۶	۱۰۳۶۲۹۹	۱۰۳۶۲۸۶
۱۰۳۶۲۹۸	۱۰۳۶۲۸۷	۱۰۳۶۲۹۲	۱۰۳۶۲۹۷
۱۰۳۶۲۸۸	۱۰۳۶۳۰۱	۱۰۳۶۲۹۴	۱۰۳۶۲۹۱
۱۰۳۶۲۹۵	۱۰۳۶۲۹۰	۱۰۳۶۲۸۹	۱۰۳۶۳۰۰

طریقہ ۷۴

اگر کوئی شخص سفلی یا سفلی میں مبتلا ہو تو بعد نمازِ فجر ۴۱ مرتبہ یہ آیت پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے ہاتھ بدن پر پھیر لے۔ انشاء اللہ ۲۱ دن میں سحر سے چھٹکارا ملے گا۔ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھے۔

آیت یہ ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (آیت ۹ سورہ یٰسین)

طریقہ ۷۵

سفلی اور سفلی علم کی کاٹ کیلئے ایک سفلی عمل بزرگوں سے یہ بھی منقول ہے۔ طریقہ علاج یہ ہے کہ نیچے دی گئی عبارت کو ۲۱ مرتبہ سرسوں کے دانوں پر پڑھ کر گھر کے تمام گوشوں میں یہ سرسوں ڈال دیں۔ ۲۱ ہی مرتبہ سرسوں کے تیل پر دم کر کے رکھ لیں اور روزانہ سوتے وقت اس کی مالش مریض کو کرائیں۔ پورے جسم پر تیل کی مالش کریں۔ صبح کو مریض کو روزانہ نہلا دیں۔ ۷ دن لگاتار ایسا کریں۔ نہلانے کے بعد روزانہ پڑھا ہوا پانی پلائیں۔ پانی پر بھی ۲۱ مرتبہ یہ عبارت پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں۔ اور اس عبارت کے تین نقش پیر کے دن ساعتِ قمر میں لکھ کر ایک مریض کے گلے میں ڈالیں۔ ایک گھر کی چھت پر لٹکائیں ایک دروازے کی چوکھٹ پر گاڑ دیں۔ انشاء اللہ ۷ دن میں فائدہ ہوگا اور جادو اتر جائے گا۔ بلکہ جادو کرنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔

عبارت یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بند بند بند سحر بند اثر بند آسیب بند کرتوت بند دشمن کا دماغ بند دشمن کا دل بند دشمن کا ہاتھ بند دشمن کا پیر بند دشمن کا وار بند بحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ بحق یا ولیؑ یا علیؑ لا الٰہ الا اللہ کی کہائی محمد رسول اللہ کی دہائی۔ العجل العجل العجل۔ الساعۃ الساعۃ الساعۃ۔

طریقہ ۷۶

عملیات کی لائن میں ایک عمل "عقدِ فرج" بھی ہوتا ہے۔ اس عمل کے ذریعہ عورت کو بیکار کر دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے شوہر سے صحبت نہیں کر پاتی۔ بلکہ اسے صحبت سے نفرت اور وحشت ہوتی ہے۔ اگر کسی عورت پر اس طرح کے اثرات محسوس ہوں تو اس کو عورت کیلئے ایک کاغذ پر مندرجہ ذیل آیت ستر مرتبہ لکھ کر بوتل میں ڈال لیں اور اس بوتل میں پانی بھر لیں۔ روزانہ صبح و شام اس بوتل کا پانی کسی گلاس میں نکال چند قطرے شہد کے ڈالیں اور عورت کو پلا دیں۔ انشاء اللہ، ہی روز میں "عقدِ فرج" سے نجات ملیگی۔

آیت یہ ہے۔ اِمْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ (آیت ۱۰ سورۂ تحریم سپارہ ۲۸)

طریقہ ۷۷

حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ سحر کو دفع کرنے کیلئے یہ نقش دیا کرتے تھے اور اللہ کے فضل و کرم سے مریض صرف ایک ہی نقش سے شفایاب ہو جاتا تھا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۵۱	۲۵۵	۲۵۸	۲۴۴
۲۵۷	۲۴۵	۲۵۰	۲۵۶
۲۴۶	۲۶۰	۲۵۳	۲۴۱
۲۵۴	۲۴۸	۲۴۷	۲۵۹

طریقہ ۷۸

محبوبِ الٰہی سلطان المشائخ حضرت مولانا نظام الدین اولیاءؒ سورۂ مزمل کے ذریعہ جادو کا علاج کیا کرتے تھے۔ سورۂ مزمل پانی پر دم کر کے مریض کو دیا کرتے تھے۔ صبح و شام مریض یہ پانی پینے سے جادو کے اثرات سے نجات پا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص سورۂ مزمل کو روزانہ پڑھے گا اور اس کو اپنے پاس لکھ کر رکھے گا اس پر کوئی بلا نازل نہیں ہوگی۔ خدا کی مخلوق کی نظروں میں وہ ذی عزت ہوگا۔ اللہ اس کو اپنا ولی بنائے گا اور اس سورہ کی پابندی سے تلاوت کرنے والے پر آسیب و سحر اثر انداز نہیں ہونگے۔

طریقہ ۷۹

حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہاں آبادیؒ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر کوئی سحر زدہ شخص عشاء کی نماز کے بعد بیت اللہ کی طرف رخ کر کے ۱۱ سو مرتبہ "یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَا الْجَلَالِ" پڑھے گا تو انشاء اللہ ۲۱ روز میں اس کو سحر کے اثرات سے نجات نصیب ہوگی۔

طریقہ ۸۰

سفید کاغذ پر یہ عبارت کالی روشنائی سے لکھیں "یا قاھر ذا البطش الشدید انت الذی لا یطاق انتقامہ یا قاھر" اس کو مریض کے دائیں بازو پر باندھیں۔ دوسرے کاغذ پر یہ عبارت لکھیں۔ یا مذل کل جبار عنید بقھر عزیز سلطانہ یا مذل لیؒ۔ اس کو مریض کے بائیں بازو پر باندھیں۔ اور یہ دونوں عبارتیں ایک کاغذ پر لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ اس دن کے اندر سحر کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔

طریقہ ۸۱

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ جادو زدہ شخص کو یہ عبارت لکھ کر دیتے تھے۔ وہ نقش بنا کر گلے میں ڈال لیا کرتا تھا۔ اور بفضلِ خداوندی ٹھیک ہو جاتا تھا۔

الٰہی رحم۔ کن۔ کرم کن۔ بر حالِ فلاں ابن فلاں

اِنَّکَ غَفُوْرٌ الرَّحِیْم۔ اِنَّکَ سَمِیْعٌ مُجِیْب وَاِنَّکَ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

زیر زبر لگانے کی ضرورت نہیں۔ فلاں ابن فلاں کی جگہ جادو زدہ کا نام اور اس کی والدہ کا نام لکھنا چاہیے۔

طریقہ ۸۲

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ محدث دہلوی مسحور پر ۳ مرتبہ سورۂ فاتحہ ۳ مرتبہ سورۂ اخلاص اور تین تین مرتبہ معوذتین پڑھ کر دم کرتے تھے۔ لگاتار ۷ دن اس عمل کی برکت سے سحر رفع ہو جاتا تھا۔

طریقہ ۸۳

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن حکیم کی ۳۳ آیات ایسی ہیں کہ اگر ان کو روزانہ پڑھا جائے تو جادو سے حفاظت ہوتی ہے۔ اور اگر جادو کے زیرِ اثر ہو تو بفضلِ خداوندی جادو سے نجات مل جاتی ہے۔

وہ ۳۳ آیات یہ ہیں۔ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓىٕكَ

هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۞

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۞ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۞ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۞

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۞ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۞ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۞

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۞

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۞ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۞ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۞ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۞ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۞ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ۞ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۞ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۞ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۞ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۞ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۞

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۞

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۞

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۞ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۞ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۞ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۞ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۞

طریقہ ۸۴

علامہ شیخ ابوالعباس احمد ابن علی بونیؒ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کے چار اسمار کا نقش آتشی چال سے سحر کو دفع کرنے میں بے حد مفید اور موثر ثابت ہوتا ہے۔ طریقہ علاج یہ ہے کہ آتشی چال سے ان اسمار کا نقش چار طریقوں سے تیار کیا جائے ایک نقش مریض کے گلے میں ڈالیں۔ ایک نقش دائیں بازو پر ایک نقش بائیں بازو پر باندھیں اور ایک نقش جہاں مریض لیٹتا ہے وہاں لٹکا دیں۔ انشاء اللہ دس دن کے اندر اندر مریض کو سحر کے اثرات سے نجات مل جائے گی۔

وہ اسمار الٰہی یہ ہیں ــــ اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ کریم۔

نقش اس طرح بنائیں۔

بحق یا ممیت — بحق یا منتقم

الله	الكريم	الرحيم	الرحمن
الرحيم	الرحمن	الله	الكريم
الرحمن	الرحيم	الكريم	الله
الكريم	الله	الرحمن	الرحيم

بحق یا مذل — بحق یا قہار

بحق منتقم — بحق یا مذل

الرحمن	الله	الكريم	الرحيم
الكريم	الرحيم	الرحمن	الله
الرحيم	الكريم	الله	الرحمن
الله	الرحمن	الرحيم	الكريم

بحق یا قہار — بحق یا ممیت

بحق یا مذل — بحق یا قہار

الرحيم	الرحمن	الله	الكريم
الله	الكريم	الرحيم	الرحمن
الكريم	الله	الرحمن	الرحيم
الرحمن	الرحمن	الكريم	الله

بحق یا ممیت — یا منتقم

بحق یا قہار — بحق یا ممیت

الكريم	الرحيم	الرحمن	الله
الرحمن	الله	الكريم	الرحيم
الله	الرحمن	الرحيم	الكريم
الرحيم	الكريم	الله	الرحمن

بحق یا منتقم — بحق یا مذل

یہ عمل جلالی اور جمالی اسمار الٰہی کا مرکب اور مشترک عمل ہے اور ہر مزاج کے مریض کو راس آتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی جادو میں مبتلا ہو تو اس عمل کے ذریعہ علاج کر کے فائدہ اٹھائیں۔

طریقہ ۸۵

نقش حروفِ نورانی کے ذریعہ بھی سحر کو رفع کرنے کا کام لیا جاتا ہے اور بفضلِ خداوندی موثر ثابت ہوتا ہے۔ ان حروف کا مزاج مربع نقش گلے میں ڈالنا چاہیے۔

مربع نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۶۵	۱۷۹	۱۷۶	۱۷۳
۱۷۷	۱۷۲	۱۶۶	۱۷۸
۱۷۱	۱۷۴	۱۸۱	۱۶۷
۱۸۰	۱۶۸	۱۷۰	۱۷۵

اور جینے کیلئے مثلث کے ۷ نقش بنا کر روزانہ ایک نقش عصر اور مغرب کے درمیان مریض کو پلوائیں۔ انشاء اللہ ۷ دن میں سحر سے نجات ملے گی۔
نقش مثلث یہ ہے۔ اس کو گلاب و زعفران سے لکھیں۔

۷۸۶

۲۳۴	۲۲۷	۲۳۲
۲۲۹	۲۳۱	۲۳۳
۲۳۰	۲۳۵	۲۲۸

طریقہ ۸۶ سات سچے موتی لیں ہر ایک موتی پر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کر کے ایک بوتل میں ڈال دیں اور اس میں پانی بھر دیں۔ یہ پانی مریض کو صبح و شام سات دن تک پلائیں۔ آٹھوے دن موتیوں میں سے ایک موتی کی انگوٹھی بنوا کر مریض کو پہنا دیں اور چھ موتی ۶ الگ الگ کنوؤں میں ڈال دیں۔ کنواں مسجد کا ہو تو بہتر ہے۔ انشاء اللہ جادو کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔ اور آئندہ جبتک یہ انگوٹھی اُنگلی میں رہے گی۔ جادو نہیں ہو سکے گا۔

طریقہ ۸۷ جست کے ٹکڑے میں حروفِ مقطعات کندہ کرا کر اُسے کسی جگ میں ڈال دیں۔ اور پانی بھر لیں پھر یہ پانی صبح و شام سحر زدہ کو پلائیں۔ انشاء اللہ ۲۹ دن میں سحر سے نجات مل جائے گی۔

طریقہ ۸۸ ایک نیلے رنگ کی بوتل لیں۔ اس میں پانی بھر دیں پھر اس پر کسی بھی دن نمازِ فجر کے بعد سورۂ رحمٰن پڑھ کر دم کر دیں۔ آگے پیچھے گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ پھر یہ بوتل دھوپ میں رکھ دیں۔ صبح ۸ بجے سے شام ۵ بجے تک اسے دھوپ میں رکھیں۔ یہ پانی سحر، جادو ٹونے اور پاگل پن کو رفع کرنے میں انشاء اللہ مفید اور موثر ثابت ہوگا۔ یہ پانی دن میں تین تین مرتبہ پلائیں۔ صبح کو نہار منہ رات کو سونے سے پہلے اور دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد انشاء اللہ ایک ماہ میں پوری طرح سحر کے اثرات سے اور جنون کیفیت سے نجات مل جائے گی۔

طریقہ ۸۹ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جادو زدہ کا علاج کیا جاتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ اسم مبارک کا مربع نقش گلے میں ڈالیں اور مثلث نقش ۹ دن تک لگاتار بعد نمازِ فجر پلائیں۔ انشاء اللہ جادو سے نجات عطا ہوگی۔
نقش مربع یہ ہے۔　نقش مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۱۵	۲۹	۲۶	۲۲
۲۷	۲۱	۱۶	۲۸
۲۰	۲۴	۳۱	۱۷
۳۰	۱۸	۱۹	۲۵

۷۸۶

۳۴	۲۶	۳۲
۲۸	۳۱	۳۴
۳۰	۳۵	۲۷

طریقہ ۹۰ سورۂ یٰسین کی آیت جسے سورۂ یٰسین کا دل قرار دیا گیا ہے۔۔۔ اس کے ذریعہ بھی جادو کا علاج کیا جاتا ہے۔ راقم الحروف کا بیس سالہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جادو خواہ کیسا بھی ہو۔ سفلی ہو یا میلا اس آیتِ پاک کے ذریعہ اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ بہت ہی محتاط انداز ے کے ساتھ میں عرض کرتا ہوں کہ اس آیتِ کریمہ کے نقوش کے ذریعہ میں نے ابتک دس ہزار سے زیادہ جادو زدہ لوگوں کا علاج کیا ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے اکثر لوگوں کو جادو کے اثرات سے نجات مل گئی ہے۔ اگر اس آیتِ کریمہ کی تاثیرات سے پوری طرح مستفیض ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس آیت کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ

میں کسی جمعرات سے زکوٰۃ کی شروعات کی جائے اور ۳۱۲۵ مرتبہ روزانہ پڑھ کر ۴۰ دن میں سوا لاکھ کی تعداد پوری کیجائے۔ چالیس دن میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اس کے بعد روزانہ سو مرتبہ اس آیت کو ورد میں رکھیں۔ آیت یہ ہے۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ۔
جب کسی جادو زدہ کا علاج کرنا ہو تو سات چھوارے لیکر ہر چھوارے پر ۲۵ مرتبہ اس آیت کو پڑھ کر دم کر دیں۔ اور سات کنوؤں کا پانی لیں۔ یا سات مسجدوں کے حوضوں کا پانی لیں۔ یا سات ایسی مسجدوں سے پانی لائیں جہاں کنواں یا نَل ہو۔ یہ ساتوں پانی ایک ایک نَل کے بقدر ہوں۔ اس ایک بوتل پانی پر دو سو مرتبہ مذکورہ آیت اس طرح پڑھیں کہ سات سات مرتبہ شروع اور آخر میں درود شریف بھی پڑھیں۔ اور پانی پر دم کر دیں۔ یہ پانی سات دن تک نہار منہ اور سونے سے پہلے مریض کو پلائیں۔ چھوارہ عصر کے بعد مریض کو کھلائیں اور اس کے فوراً بعد مذکورہ آیت کا نقش مثلث پانی میں گھول کر پلا دیں۔ اس نقش کو پلانے سے ایک گھنٹہ پہلے پانی میں گھول دیں۔
نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۸۶	۲۷۹	۲۸۴
۲۸۱	۲۸۳	۲۸۵
۲۸۲	۲۸۷	۲۸۰

اس طرح کے سات نقش گلاب و زعفران سے لکھے جائیں۔ سات دن میں چھوارے بھی ختم ہو جائیں گے۔ اور نقش بھی اور بوتل والا پانی بھی جس دن علاج شروع کریں اسی دن سرسوں کے تیل پر دو سو مرتبہ مذکورہ آیت کو پڑھ کر دم کر دیں۔ اور روزانہ سوتے وقت مریض کے جسم پر اس تیل کی مالش کریں۔ پوشیدہ مقامات کو چھوڑ کر جسم کے ہر ہر حصے پر تیل لگائیں۔ سات راتوں تک ایسا کریں جس دن چھوارے پانی اور نقوش ختم ہو جائیں۔ اُس دن مریض کو غسل کرا دیں۔ اور غسل کے بعد مذکورہ آیت کا مربع نقش مریض کے گلے میں ڈال دیں انشاء اللہ کتنا بھی خطرناک جادو ہوگا ایک ہفتے میں ختم ہو جائے گا۔ اور مریض بھلا چنگا ہو جائے گا۔
نقش مربع یہ ہے۔

۷۸۶

۲۰۴	۲۱۸	۲۱۵	۲۱۲
۲۱۶	۲۱۱	۲۰۵	۲۱۷
۲۱۰	۲۱۳	۲۲۰	۲۰۶
۲۱۹	۲۰۷	۲۰۹	۲۱۴

طریقہ ۹۱ اگر کسی شخص پر سفلی عمل کرا دیا گیا ہو اور اس کی جان خطرے میں ہو تو بعد نمازِ مغرب اس کے سامنے بیٹھ کر عامل کو چاہیے کہ حصارِ قطبی باآواز بلند پڑھے۔ اتنی آواز سے کہ مریض سُنتا رہے اور یہ عمل صرف تین دن تک لگاتار کرے۔ انشاء اللہ جادو ٹونے سے نجات مل جائے گی۔
حصارِ قطبی یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ یَامِیْکَائِیْلُ یَامِیْکَائِیْلُ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَةً مِّنْکُمْ وَطَآئِفَةٌ یَارَفْیَمَائِیْلُ یَارَفْیَمَائِیْلُ یَارَفْیَمَائِیْلُ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ یَاسَرْطَائِیْلُ یَاسَرْطَائِیْلُ یَاسَرْطَائِیْلُ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَكَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا یَا اَمْوَائِیْلُ یَا اَمْوَائِیْلُ یَا اَمْوَائِیْلُ هٰهُنَا

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ يَا اسرافيلُ يا اسرافيلُ يا اسرافيلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ يَا دردائيلُ يا دردائيلُ يا دردائيلُ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَهْيَا اَشْرَاهِيَا طيفا مليفا تليفا خالفا مخلوقا بحق الٓمٓ ها يا عين صاد وبحق حاميم عين سين قاف وبحق اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ هو شيئق يا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

اس حصار کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ میں جمعرات سے شروع کریں۔ اور سات مرتبہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھیں۔ اول و آخر میں ایک ایک مرتبہ درود تنجینا پڑھیں۔ لگاتار چالیس دن تک یہ عمل جاری رکھیں۔ ۴۱ ویں دن دودھ کی کھیر بنائیں اور گیارہ نمازیوں کو کھلائیں۔ انشاء اللہ زکوٰۃ ادا ہوگی۔ چونکہ حصارِ قطبی بااثر کل ہے۔ اس لئے چالیس دن تک ترکِ جمالی کو ملحوظ رکھیں۔ اور دوران پڑھائی سُستی اور غفلت کو قریب نہ پھٹکنے دیں۔ یہ حصارِ قطبی اور بھی بے شمار چیزوں میں کام آئے گا۔ اور سب سے بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ اس کے عامل سے جنات اس طرح ڈرتے ہیں جس طرح عوام الناس جنات سے ڈرتے رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص حصارِ قطبی کا عامل ہو گا وہ روحانی طور پر بادشاہ کہلانے کا حق دار ہے۔

طریقہ ۹۲ کیسا ہی سفلی عمل ہو اور کیسا ہی خطرناک سے خطرناک جادو ہو۔ انشاء اللہ رفع ہو گا۔ یہ جادو اگر جنات کے ذریعہ بھی کرایا گیا ہو گا تب بھی انشاء اللہ اس کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے مریض کے گلے میں اسماءِ الٰہی الغنی، الشافی، الکافی کا نقش مربع آتشی چال سے تیار کر کے ڈال دیا جائے۔ جو اس طرح بنے گا۔

۷۸۶

۳۹۰	۳۹۳	۳۹۶	۳۸۳
۳۹۵	۳۸۴	۳۸۹	۳۹۴
۳۸۵	۳۹۸	۳۹۱	۳۸۸
۳۹۲	۳۸۷	۳۸۶	۳۹۷

دوسرا کام یہ کریں کہ یہ سات حروف "ر ا ی ح د ا ل" گلاب، زعفران سے لکھ کر آبِ زمزم، آبِ بارش یا سفید گائے کے دودھ میں تحلیل کر کے ۳ دن تک دن میں تین مرتبہ پلائیں۔ اس طرح ان حروف کو ۹ کاغذ کے پرزوں پر لکھ کر رکھ لیں۔

تیسرا کام یہ کریں۔ کالی گائے کا سینگ تقریباً ایک انچ حاصل کریں۔ اس کا بُرادہ بنا لیں۔ دس گرام نئی روئی لیں۔ ۲۵ گرام بنولے لیں۔ ۲۵ گرام لوبان لیں۔ ۲۵ گرام سیاہ کھوپڑی لیں۔ اگر سیاہ کھوپڑی حاصل نہ ہو تو ۲۵ گرام سیاہ مرچ لیں۔ ان سب چیزوں کو ملا کر ان کے ۳ حصے کر لیں اور ۳ دن تک مریض کو بعد نمازِ عصر ان سے دھونی دیں۔ دھونی کا طریقہ عام فہم ہے۔ کوئلے کسی برتن میں دہکا کر اس میں یہ چیز ڈال کر جو دھواں نکلے وہ مریض کے جسم سے گزاریں۔ انشاء اللہ تین ہی دن میں جادو کا اثر ٹوٹ جائے گا۔

طریقہ ۹۳ جادو کے اثرات زائل کرنے کا ایک نادر طریقہ یہ ہے کہ "اللہ محمد" کے مشترک اعداد سے ایک نقش مربع تیار کر کے مریض کے گلے میں ڈالیں۔

مشترک نقش مربع یہ ہے۔

۷۸۶

۳۹	۴۲	۴۵	۳۲
۴۴	۳۳	۳۸	۴۳
۳۴	۴۷	۴۰	۳۷
۴۱	۳۶	۳۵	۴۶

ان ہی اسماءِ مبارکہ کے مشترک نقش مثلث ۳۱ عدد تیار کئے جائیں اور مریض کو سات دن تک صبح و شام دو نقش روزانہ دودھ میں گھول کر پلائیں۔

مشترک نقش مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۵۴	۴۸	۵۶
۵۵	۵۳	۵۰
۴۹	۵۷	۵۲

علاج شروع کرنے سے پہلے یہ کریں کہ ایک پاؤ نمک ایک چھٹانک نیا لوہا، ایک تولہ نیل چار کھیتوں میں سے ایک ہی طرح کے اناج (گندم، جو، چنا، باجرہ وغیرہ میں سے) ایک ایک شاخ توڑ لیں۔ پھر ان سب چیزوں کو آدھے میٹر کالے کپڑے میں پوٹلی بنا کر مریض کے سر سے پیر کی طرف ۷ مرتبہ اُتار کر جنگل میں دبا دیں۔ اس کے بعد مذکورہ علاج کریں۔ انشاء اللہ جادو کے بُرے اثرات سے نجات ملے گی۔

طریقہ ۹۴ مریض سے ۳ کوری ہانڈی ڈھکن سمیت منگائیں اور تین پاؤ اُڑد ثابت منگائیں۔ الگ الگ تھیلی میں ہر ایک پاؤ اُڑد پر سات مرتبہ یہ آیت اس انداز سے پڑھ کر دم کریں۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ بطل السحر باذن اللّٰہ بطل السحر باذن اللّٰہ بطل السحر باذن اللّٰہ اور ہر تھیلی میں یہ نقش بھی لکھ کر ڈال دیں۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۱۷۳	۱۱۷۶	۱۱۷۹	۱۱۶۶
۱۱۷۸	۱۱۶۷	۱۱۷۲	۱۱۷۷
۱۱۶۸	۱۱۸۱	۱۱۷۴	۱۱۷۱
۱۱۷۵	۱۱۷۰	۱۱۶۹	۱۱۸۰

اس کے بعد اس ہانڈی کو مریض کے اوپر سے ۳ مرتبہ اُتاریں۔ یا مریض کے ہاتھوں سے اُڑد اور تعویذ ہانڈی میں ڈلوائیں۔ ایک دن میں ایک ہانڈی درمیانی آنچ پر پکائیں۔ ڈھکن ہانڈی کے اوپر رکھ کر اس کے چاروں طرف گندھا ہوا آٹا لگا دیں۔ ہانڈی میں اُڑد اور تعویذ کے علاوہ کوئی چیز نہ ڈالیں۔ ۲۵ منٹ پکانے کے بعد ہانڈی چولہے سے اُتار دیں۔ اور جب یہ ٹھنڈی ہو جائے اس کو لیجا کر جنگل میں دفن کر دیں۔ لگاتار ۳ دن تک یہ عمل کریں۔ تیسرے دن ہانڈی کے دفن ہونے کے بعد مریض کو غسل دیں۔ اور یہ تعویذ اس کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ جادو ٹوٹ جائے گا۔ اور رفتہ رفتہ مریض صحت مند ہو جائے گا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۶۸۱	۶۸۴	۶۸۸	۶۷۴
۶۸۷	۶۷۵	۶۸۰	۶۸۵
۶۷۶	۶۹۰	۶۸۲	۶۷۹
۶۸۳	۶۷۸	۶۷۷	۶۸۹

طریقہ نمبر ۹۵: ایک بوتل پانی پر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ سات سات مرتبہ چاروں قل پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور مریض کو صبح و شام

یہ پانی سات دن تک پلائیں۔ سورۃ فاتحہ کے چار چالوں سے چار نقش تیار کر کے رکھ لیں۔ نمبر ۱ نقش مریض کے گلے میں ڈلوائیں ۲۴ گھنٹے کے بعد اس کو اُتار کر آٹے میں گولہ بنا کر ڈورے سمیت پانی میں پھینک دیں۔ پھر نمبر ۲ نقش مریض کے گلے میں ڈالیں۔ چوبیس گھنٹے کے بعد اس کو اُتار کر کہیں جنگل میں دبا دیں۔ اور تیسرا نقش مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ چوبیس گھنٹے کے بعد اس کو اُتار کر کسی بیری کے درخت پر باندھ دیں۔ اور چوتھا نقش گلے میں ڈال دیں۔ اس نقش کو چالیس دن تک کم سے کم باندھے رکھیں۔ انشاء اللہ سحر رفع ہوگا۔
تمام نقوش کالے رنگ کے کپڑے میں پیک کرائیں۔

طریقہ ۹۶

"ہفت سلام" کے ذریعہ بھی جادو کا علاج کیا جاتا ہے۔ یہ سات دن کا علاج ہوتا ہے۔
پہلے دن سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْم کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔
دوسرے دن۔ سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں عصر اور مغرب کے درمیان۔
تیسرے دن۔ سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاھِیْم کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔
چوتھے دن۔ سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَھَارُوْن کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔
پانچویں دن۔ سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْن کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں عصر اور مغرب کے درمیان۔
چھٹے دن ــ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْن کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں عصر اور مغرب کے درمیان۔
ساتویں دن۔ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں عصر اور مغرب کے درمیان۔
بالترتیب ان کے نقوش یہ ہیں۔ ہفت سلام کا دوسرا طریقہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

①
۷۸۶

۲۸۳	۲۷۹	۲۸۶
۲۸۵	۲۸۳	۲۸۱
۲۸۰	۲۸۷	۲۸۲

②
۷۸۶

۲۰۷	۲۰۲	۲۰۹
۲۰۸	۲۰۶	۲۰۴
۲۰۳	۲۱۰	۲۰۵

③
۷۸۶

۱۶۵	۱۶۰	۱۶۷
۱۶۶	۱۶۴	۱۶۲
۱۶۱	۱۶۸	۱۶۳

④
۷۸۶

۲۳۷	۲۳۲	۲۳۹
۲۳۸	۲۳۶	۲۳۴
۲۳۳	۲۴۰	۲۳۵

⑤
۷۸۶

۱۳۳	۱۲۷	۱۳۵
۱۳۴	۱۳۲	۱۲۹
۱۲۸	۱۳۶	۱۳۱

⑥
۷۸۶

۲۲۱	۲۱۶	۲۲۳
۲۲۲	۲۲۰	۲۱۸
۲۱۷	۲۲۴	۲۱۹

۷۸۶

۱۹۹	۱۹۴	۲۰۱
۲۰۰	۱۹۸	۱۹۶
۱۹۵	۲۰۲	۱۹۷

اس کے بعد ان ساتوں سلام کا مجموعی مربع نقش سحر زدہ کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ سحر کے اثرات سے نجات ملے گی۔
پلانے والے نقش گلاب و زعفران سے لکھے جائیں۔
مجموعی مُربع نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۰۵۶	۱۰۶۰	۱۰۶۳	۱۰۴۹
۱۰۶۲	۱۰۵۰	۱۰۵۵	۱۰۶۱
۱۰۵۱	۱۰۶۵	۱۰۵۸	۱۰۵۴
۱۰۵۹	۱۰۵۳	۱۰۵۲	۱۰۶۴

طریقہ ۹۷

سورۃ جن کے نقش کے ذریعہ بھی جادو کا علاج کیا جاتا ہے۔ ۱۱ نقش پلیٹ پر لکھ کر پلیٹ کو دھو کر مریض کو صبح ۸ اور دس بجے کے درمیان پلائیں۔ اور ایک نقش مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ سحر سے نجات مل جائے گی۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۰۲۱۲	۲۰۲۰۷	۲۰۲۱۴
۲۰۲۱۳	۲۰۲۱۱	۲۰۲۰۹
۲۰۲۰۸	۲۰۲۱۵	۲۰۲۱۰

طریقہ ۹۸

"آیتِ سحر" کے ذریعہ علاج کا ایک اور طریقہ بزرگوں سے منقول ہے۔ سب سے پہلے بارش کا پانی ایسی جگہ سے لیں جہاں بارش کا پانی جمع ہوتے وقت کسی کی نظر نہ پڑی ہو۔
طریقہ جمع کرنے کا یہ ہے کہ جب بارش ہو تو برتن ایسے مقام پر رکھ دیں کہ وہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ کسی ایسے کنوئیں سے پانی نکالیں کہ جو کنواں معطل ہو۔ یا عام طور پر استعمال میں نہ آتا ہو۔ ایسا کنواں نہ ہو تو پھر اس تالاب کا پانی مجبوراً لے لیں جس میں کوئی کپڑے نہ دھوتے ہوں۔ ان دونوں پانیوں کو ایک جگہ کر لیں۔ اور اس میں مندرجہ ذیل نقش جو دراصل آیتِ سحر کا نقش ہے کالی روشنائی سے لکھ کر ڈال دیں۔ اور اس میں ۱۴ پتے کسی ایسے درخت کے ڈال دیں جس کے پھل کھانے میں نہ آتے ہوں۔ اس کے بعد اس پانی کو چولہے پر رکھ دیں۔ جب اس میں کھدے پڑ جائیں تو پانی کو چولہے پر سے اُتار لیں۔ اور ٹھنڈا کر لیں۔ اس کے بعد سحر زدہ انسان کو جنگل لیجائیں۔ اور کسی تالاب کے کنارے میں لے جائیں۔ اور اس کو پانی میں کھڑا کر دیں۔ پانی اس کے گھٹنوں تک آجانا چاہیے۔ اس کے سر پر پانی ڈالیں۔ غسل کے بعد گھر آ کر اس کے گلے میں یہی نقش کالی روشنائی سے لکھ کر ڈال دیں۔ اور ایک بوتل پانی پر آیتِ سحر ۷۰ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں۔ اور سات دن تک صبح و شام یہ پانی مریض کو پلائیں۔ انشاء اللہ سات دن میں مکمل آرام مل جائے گا۔ اور جادو کے اثرات سے پوری طرح نجات مل جائے گی۔

۷۸۶

۹۷۶	۹۷۹	۹۸۳	۹۶۹
۹۸۲	۹۷۰	۹۷۵	۹۸۰
۹۷۱	۹۸۵	۹۷۷	۹۷۴
۹۷۸	۹۷۳	۹۷۲	۹۸۴

آیتِ کریمہ یہ ہے۔ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوسٰى اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

طریقہ ۹۹

اکابرین سے ایک یہ طریقہ سحر کو اُتارنے کا منقول ہے کہ ۴۱ اگربتی لیں ہر ایک اگربتی پر وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کر دیں۔ اور اس آیت کا نقش بنا کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ صبح وشام ایک اگربتی مریض کے سرہانے جلائیں۔ اور ایک بوتل پانی پر مذکورہ آیت ۷۰ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں لیں۔ جس وقت اگربتی جل کر ختم ہو جائے اس وقت اس پانی کا ایک دو گھونٹ مریض کو پلا دیں۔ اگربتی کے نیچے کوئی مٹی کا برتن رکھیں۔ تاکہ راکھ محفوظ کی جا سکے۔ ۴۱ اگربتیاں ۲۰ دن میں ختم ہو جائیں گی۔ ان سب کی راکھ جمع کر کے رکھ لیں۔ اور ۲۱ ویں دن مریض غسل خانہ میں جا کر اس راکھ اپنے پورے بدن پر ملے۔ پوشیدہ مقامات چھوڑ دے۔ راکھ زیادہ سے زیادہ سینے اور دل پر لگائے۔ چند منٹ کے بعد غسل کر لے انشاء اللہ جادو کے اثرات سے پوری طرح نجات مل جائے گی۔

آیتِ کریمہ کا نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۴۶۶	۴۶۹	۴۷۲	۴۵۹
۴۷۱	۴۶۰	۴۶۵	۴۷۰
۴۶۱	۴۷۴	۴۶۷	۴۶۴
۴۶۸	۴۶۳	۴۶۲	۴۷۳

طریقہ ۱۰۰

آیتِ کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ کا نقش ہر مشکل ہر دشواری اور ہر طرح کے سحر کو رفع کرنے کیلئے اکسیر ثابت ہوتا ہے۔ ایک نقش گلاب وزعفران سے لکھ کر بوتل میں ڈال دیں اور پانی بھر لیں۔ پھر صبح وشام یہ پانی مریض کو پلائیں۔ ایک نقش کالے کپڑے میں کر کے مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ بہت جلد سحر کے اثرات سے نجات ملیگی۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۵۹۳	۵۹۶	۵۹۹	۵۸۶
۵۹۸	۵۸۷	۵۹۲	۵۹۷
۵۸۸	۶۰۱	۵۹۴	۵۹۱
۵۹۵	۵۹۰	۵۸۹	۶۰۰

سحر وجادو کے اثرات کی حقیقت

سید فیض احمد صاحب نقوی

عوام وخواص کے اذہان میں جادو سحر ایک خوفناک اور پریشان حقیقت کے طور پر موجود ہے۔ مدت سے اس فن متین کے حقائق سے ناواقف لوگوں کے ہاں جادو اور سحر کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں ان کے مطابق یہ سمجھا جاتا ہے کہ جادو اپنے اثرات کے اعتبار سے تباہی وبربادی کے سوا کوئی دوسرا فائدہ ہرگز ہرگز نہیں پہنچاتا یہ نظریہ جواب ایک اصولی شکل کی صورت میں تسلیم کر لیا گیا ہے۔ قطعی طور پر غلط ہے جادو کا موضوع اس حقیقت پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ محض اور محض خطرناک اور پریشان کن بنیادوں پر استوار علم ہے۔ یہ تو اس فن کی ابجد سے ناواقف لیکن خود کو اس فن کے عظیم ماہر وعامل سمجھنے والے نام نہاد عاملین وکاملین کا خود ساختہ نظریہ ہے۔ جو کسی صورت بھی اس فن کے اثرات کے سلسلہ کی تحقیق کرتے وقت کوئی بھی محقق تسلیم نہیں کرتا۔

اس کا سبب یہ ہے کہ اس غلط العام نظریہ کو علمائے متقدمین ومتاخرین نے ٹھکرا دیا ہے اور سحر وجادو کے اثرات کے باب میں اس سلسلہ کی وضاحت کرتے ہوئے واضح طور پر اس کی تردید کی ہے۔ سرِ دفتر علماء وعاملین امام ہرمس اپنی مشہور زمانہ تصنیف طلسمات ہرمس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جادو وسحر واقعاتی طور پر دو صورتوں میں اثر انداز ہوتا ہے۔ پہلی صورت تباہی وبربادی اور نقصان کے حقائق پر مشتمل ہے۔ جبکہ دوسری صورت تباہی وبربادی اور ہر قسم کے نقصان کے ازالہ اور دفعیہ کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔ امام ہرمس کا یہ نظریہ سحر وجادو کے سلسلہ میں اس کے موضوع کی بنیاد کے طور پر مانا گیا ہے اور باقی علمائے نجمیات وطلسمات نے اپنی اپنی کتب معتبرہ میں اس نظریہ کو اپنے موضوعات کی بنیاد بنا کر اس کی تفصیل میں بہت کچھ لکھا ہے۔ واضح طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جادو کا موضوع صرف نقصان پہنچانا ہی نہیں، نقصان کا ازالہ کرنا بھی ہے۔ تباہی وبربادی کا پیدا کرنا نہیں، تباہی وبربادی کا حل بھی پیش کرنا ہے۔

فصل اول میں ہم اس سلسلہ کے چند ایک اعمال کو درج کر چکے ہیں ان کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ تخریبی اعمال کے ساتھ تعمیری پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ دونوں صورتیں ایک ساتھ موجود نظر آتی ہیں۔ اس مختصری تفصیل کے بعد ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سحر وجادو اپنے اثرات کے اعتبار سے کس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ کیا سحر وجادو کے کلمات وحروف کے تابع موکلات اور اس سلسلہ کی دوسری مخفی قوتیں عامل کے حکم کے تابع ہو کر نفع ونقصان اور خیر وشر کے حالات پیدا کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بحث زمانۂ قدیم سے آج تک جاری ہے اور اس فن کے ماہرین اس سلسلہ میں کوئی کلمات وحروف کے زیر اثر موکلات وروحانیات کی قوتوں سے کسی عمل کا سرانجام دے لینا یہ حقیقت تو سمجھ میں آتی ہے لیکن محض عمل کے اشکال وحروف کی عبارات کا کسی عمل کے لئے موثر ہونا پیچیدہ قسم کی حقیقت ہے جس کا سمجھنا عام لوگوں کی بجائے خواص تک محدود ہے۔

قاضی برہان الدین بربری شمائل والسحر میں رقم طراز ہے کہ جس طرح کسی مغنیہ کا اس کی دلکش آواز میں گانا کانوں میں رس گھول دیتا ہے اور کسی تلخ اور بھدی آواز کے مالک شخص کی آواز بے چینی واضطراب پیدا کر دیتی ہے۔ یا جیسے قرآن حکیم کی آیات مقدسہ کی تلاوت قلوب واذہان میں سکون وراحت پیدا کرتی ہے۔ کیا ان آیات میں کوئی ایسی مخفی قوتیں موجود ہوتی ہیں جو فرحت وانبساط پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں یا حروف وکلمات کی قوتیں ہی موثر

ثابت ہوتی ہیں۔ اس سلسلہ میں جو بھی کوئی فیصلہ کرے کر سکتا ہے۔ لیکن نری اور ترشی میں فرق واضح ہے۔ کوکل اور زاغ کی آواز میں فرق کو دور نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح یہ چیزیں انسانی طبیعت پر خوشگوار و ناخوشگوار اثر رکھتی ہیں بالکل اسی طرح سحر و جادو کی عبارت کے الفاظ و حروف کا اثر تسلیم کیا گیا ہے۔ لوگوں کے جم غفیر میں اچانک یہ اعلان کر دینا کہ سانپ آگیا ہے مجمع کی پراگندگی اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ ہر شخص کے ذہن میں سانپ کے خطرناک ہونے کا تصور اسے اپنی جان بچانے کی تدابیر کے لئے پریشانی کا پیدا ہو جانا قدرتی امر ہوتا ہے۔ ایسے ہی جادو اور سحر کا شک بھی پریشانی اور خوف کو پیدا کرتا ہے۔ چونکہ جادو خود بھی خطرناک اور پریشان کن حقیقت کا دوسرا نام ہے اس لئے اس کا تصور عجیبہ پریشان کن ہوتا ہے اور اس بات کو جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ نفع و نقصان اور خیر و شر کے ہر قسم کے عملیات کے لئے جادو اور سحر کا متذکرہ بالا دونوں صورتوں میں اثر انداز ہونا ثابت ہے، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی وضاحت کے لئے ایک عمل بطور نمونہ تحریر کر دیا جائے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

دشمن کو بیمار کر دینے کے لئے

شمائل والنحو میں دشمن کو بیمار کر دینے کے عجیب و غریب حقائق کا حامل ایک عمل اس طرح پر تحریر ہے۔

کہ عامل اگر اپنے دشمن کو بیمار ڈالنے کے لئے جادو کے اثرات کا تجربہ کرنا چاہتا ہو تو ہفتہ کے روز زوال ماہ قمری میں طلوع آفتاب کے بعد دو ساعت گزرنے پر جب مریخ کی ساعت آئے تو گھریلو جانوروں میں سے کسی جانور مرغی یا بطخ وغیرہ کو پکڑ کر ذیل کے کلمات و حروف کو کاغذ پر تحریر کر کے پانی سے دھو کر اس جانور کو پلا دے تو دیکھتے ہی دیکھتے دو یا تین روز کے اندر ہی جانور مذکور سخت قسم کا بیمار ہو کر مرنے کے قریب ہو جائے گا۔ قنوس قنوس قوقوس

اب آپ اس قریب المرگ جانور کو ذبح کر دیں اور ذبح کرتے وقت جو خون حاصل ہوا سے کسی برتن میں سنبھال رکھیں۔ جانور مذکور کے تمام جسم کو گڑھا کھود کر زمین میں دفن کر دیں اور مریخ و زحل کی ہی کسی منحوس ساعت میں اس جانور کے خون سے ان ہی الفاظ کو کاغذ پر تحریر کر کے جس بھی صحت مند، توانا اور تندرست آدمی کو پانی میں گھول کر کسی بھی طریقہ سے کھلا دیں پلا دیں گے تو ایسی پیچیدہ اور خطرناک قسم کی بیماریوں اور عوارضات میں جکڑا جائے گا کہ کسی قسم کا کوئی بھی روحانی و جسمانی علاج اس کے لئے کارگر ثابت نہ ہو سکے گا اور جب تک وہ عامل اس عمل کے معکوس عمل کی مدد سے خود اس کا علاج نہ کرے گا کوئی بھی دوسرا عامل خواہ کس قدر بھی عامل و حاذق کیوں نہ ہو اس کے علاج پر قادر نہ ہو سکے گا اور وہ شخص اس عذاب میں مبتلا مختلف بیماریوں کا شکار بستر مرگ پر پڑا رہے گا۔

صاحب شمائل طلسمات اس عمل کو بطور نمونہ لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ اس خطرناک سفلی عمل کو طلسماتی زبان میں "سیف الاعداء" کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ جس کا عامل اگر خوف خدا نہ رکھتا ہو تو خلق خدا تعالیٰ کو اس کے ظلم و شر سے محفوظ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ امام ہر مس فرماتے ہیں کہ سحر و جادو کے دور اول کی تصانیف میں علمائے متقدمین نے اس عمل کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ علمائے کالدہ و سریان نے عمل "سیف الاعداء" کے اس سفلی عمل کی نسبت ساحر فرعون سامری کی طرف بیان کی ہے جو اس عمل کا پہلا عامل تھا۔ کتاب الآیات میں جسے صاحب شمائل سامری کی تصنیف قرار دیتا ہے۔ اس عمل کی اجازت صرف اور صرف دشمن کو بیمار کر دینے کی حد تک محدود ہے۔ چنانچہ عامل جب دشمن کو چند روز تک مبتلائے مصائب و آلام ہوتے ہوئے دیکھ لے تو فوراً اس کے علاج کی طرف توجہ کرے ورنہ اس کا دشمن یقینی طور پر ہلاکت کے گھاٹ اتر جائے گا اور اس کے کچھ ہی عرصہ بعد اس عمل کی قوت و تاثیر سے خود عامل بھی انتہائی خطرناک اور تکلیف دہ بیماریوں میں مبتلا ہو کر یقینی طور پر جان بحق ہو جائے گا۔

سحر و جادو کے متاثرہ متذکرہ بالا حالات کے شکار مریض کے علاج کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ عامل متذکرۃ الصدر سحری الفاظ و حروف کے اول و آخر (مَاالور هیا) کے اضافہ کے ساتھ ترتیب دے اور مریض کے خون فصد سے تحریر کر کے آب باراں یا جاری پانی سے دھو کر اس کو پلائے تو بحکم خدائے تعالیٰ قریب المرگ مریض اس عمل کی خیر و برکت سے بھلا چنگا تندرست ہو جائے گا الفاظ یہ ہیں۔

مَاقَنُوسُ هَیَا مَاقَنُوسُ هَیَا مَا قُوقُوسُ هَیَا

کتاب الآیات میں تحریر کیا گیا ہے کہ سحر و جادو کے زیر اثر بیمار ہونے والے مریض کے دوبارہ علاج کے لئے اس عمل کو بجالاتے وقت عامل کے لئے ظاہری پاکیزگی عمل کے مکان کا پاک و صاف ہونا، خوشبویات کا جلانا اور عمل کو کسی سعید ساعت میں سرانجام دینا ضروری ہے۔

عمل کی تفصیل

شمائل طلسمات میں مرقوم و مسطور ہے کہ دشمن کو بیمار کر دینے کے اس عمل کی عبارت کے یہ سحری کلمات سریانی لغت میں ہیں۔ پہلا لفظ قنوس ہے جس کا عربی میں متبادل لفظ القَهرُ ہے۔ علمائے عملیات و طلسمات نے القَهرُ کے شَمنَائِیل۔ هَوَائِیل اور مَوَائِیل تین موکل بیان کئے ہیں جو کہ وظیفہ بیماری اور ہر قسم کے دماغی عوارضات کو پیدا کرتا ہے۔ دوسرا لفظ قنوس ہے جس کے لئے عربی میں وَالغَضَبُ کا لفظ موجود ہے۔ لفظ غضب کے طَوَائِیلُ اور قَمَائِیلُ دو موکل لکھے گئے ہیں جو بیماری میں اضافہ کرنے اور اسے کبھی نہ ختم ہونے والے اثرات کی پیچیدگی میں بدل دیتے ہیں۔ تیسرا لفظ قُوقُوسُ ہے۔ اس کے لئے عربی میں لفظ وَالهَلاَکَتُ ملتا ہے جس کا جِزرَائِیل اور رَعزَائِیل دو موکلات سے تعلق ہے، یہ ہر دو موکل بیمار کو اس کے انجام یعنی موت تک پہنچانے کے وظیفہ پر مقرر ہیں۔ صاحب شمائل طلسمات تحریر کرتا ہے کہ دشمن کو بیمار کرنے کے حقائق پر مشتمل یہ سحری عمل حقیقت میں اسی طرح ترتیب ہے۔

قَنُوسُ یَا شَمنَائِیلُ یَاهَوَائِیلُ یَا مَوَائِیلُ قَنُوسُ یَاطَوَائِیلُ یَا قَمَائِیلُ قُوقُوسُ یَا جِزرَائِیلُ یَارَعزَائِیلُ۔

ہر مس تحریر کرتا ہے کہ چونکہ یہ عمل اپنے موضوع کے اعتبار سے جامع الاعمال عمل تسلیم کیا گیا ہے اس لئے اس کے تکوینی اثرات کا دائرہ بھی عمل کے استعمال کی تین صورتوں پر محیط ہے۔ پہلی صورت اس عمل کو کھلانے پلانے سے تعلق رکھتی ہے جس کا ذکر گذر چکا ہے۔ دوسری صورت کھلانا پلانا ناممکن العمل ہو تو جادو اور سحر کو ترتیب دے کر دشمن پر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو تیسری صورت میں دشمن کے خیال و تصور ہی کو بنیاد بنا کر عمل کی مدد سے اسے نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ ہر مس کہتا ہے کہ اگر دشمن کو کھلانا پلانا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں متذکرہ بالا صورت کی سحری عبارت کو شرائط و آداب عمل کے مطابق کسی منحوس ساعت میں دشمن اور اس کی والدہ کے نام کے ساتھ تحریر کر کے پارچہ کاغذ کو جلا کر اس کی جو خاک تیار ہو اسے کسی طریقہ سے دشمن کے جسم پر ڈال دے۔ ایسا ممکن نہ ہونے کی صورت میں دشمن کی رہائش گاہ یا اس کے راستہ میں دفن کر دے تو دشمن عامل کے مقصود کے مطابق بیمار پڑ جائے گا۔ اس کے بعد جب اس سحری عمل کے متاثرہ مریض کا علاج کرنا ہو تو اس عبارت عمل کے اول و آخر (یَا اور هُوَ) کا اضافہ کر کے تحریر کرے۔ ترتیب عبارت اس طرح پر ہے۔

یَاقَنُوسُ یَاشَمنَائِیلُ یَاهَوَائِیلُ یَامَوَائِیلُ هُوَیَا قَنُوسُ یَاطَوَائِیلُ یَاقَمَائِیلُ هُوَ یَا قُوقُوسُ یَا جِزرَائِیلُ یَا رَعزَائِیلُ هُوَ۔

اس عبارت کو کسی سعید ساعت میں کاغذ پر تحریر کر کے دشمن کی بیماری کو ختم کر دینے کے ارادہ کے ساتھ عبارت عمل کو پانی میں گھول کر اگر ممکن ہو سکے تو مریض کو پلائے یا اس کے جسم پر چھڑکے یا پھر اس کے راستہ میں پھینک دے تو دشمن سحری اثرات کے سبب پیدا ہونے والے عوارضات سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور اس عمل کے نتیجہ میں جلدی صحت یاب ہو جائے گا۔ سحری قوت و تاثیر کے حامل اس عمل کی دوسری صورت کو بجالانے کی کوئی تدبیر کارگر نظر نہ آتی ہو تو پھر عامل تیسری صورت سے کام لے۔ شمائل طلسمات میں اس تیسری صورت کی عبارت عمل کو دوسری صورت کی عبارت عمل کے الفاظ و حروف کے اول و آخر (اوَ اور سَنا) کے اضافہ سے ترتیب دے کر لکھا گیا ہے۔ جس کی صورت یوں ہے۔

اوَقَنُو سَنشَا یَا شَمنَائِیلُ یَا هَوَائِیلُ یَا مَوَائِیلُ اوَ قَنُو سَنشَا یَاطَوَائِیلُ یَا قَمَائِیلُ اوَ قُوقُوَ سَنشَا یَاجِزرَائِیلُ یَا رَعزَائِیلُ۔

چونکہ اس تیسری صورت میں دشمن کے دور ہونے کی وجہ سے اسے نہ کھلایا پلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی عمل سے ترتیب کردہ کسی چیز کو اس کے جسم پر ڈالا جاسکتا ہے۔ نہ ہی اس کی راہ گذر میں دفن کیا جاسکتا ہے کہ جس پر سے وہ گذر جائے۔ اس کے لئے اس عمل کو پارچہ کاغذ پر نام دشمن مع نام والدہ کے لکھ کر جلا کر سات روز تک متواتر اس کی خاک کو دشمن کے بیمار کر دینے کے ارادہ کے ساتھ ہوا میں اڑا دیا جاتا ہے۔ اس عمل کے نتیجہ میں دشمن جہاں بھی اور جس قدر بھی دور رہو تا ہے یقینی طور پر اس عمل کے نقصان دہ اور خطرناک اثرات کا شکار ہو جاتا ہے اور سخت قسم کا بیمار ہو کر لا علاج بن جاتا ہے۔ پھر جب عامل کو اپنے دشمن کے بیمار ہونے کی خبر پہنچے تو اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ فوراً اصلاح احوال کی طرف متوجہ ہو اور تیسرے طریقہ سے ترتیب کردہ عبارت عمل کے ہر لفظ کے اول و آخر (قَیَا اور سَنوَ) کے الفاظ کا اضافہ کر کے جو عبارت بنے اسے کاغذ پر تحریر کر کے اس کے نیچے دشمن اور اس کی ماں کا نام لکھے پھر اس تحریر کے آگے دشمن کے لئے اس کی بیماری سے شفا پانے کے الفاظ کا اضافہ کر کے روزانہ اس عمل کو لکھ کر سات روز تک بلا ناغہ جلائے اور خاک کو جاری پانی میں ڈال دیا کرے۔ دشمن صحت یاب ہو جائیگا اور اس پر سحری اثرات کا اثر جاتا رہے گا۔ اس عبارت کی ترتیب یہ ہو گی۔

قَیَا اوَقَنُو سَنشَا سَنوَیَا شَمنَائِیلُ یَا هَوَائِیلُ یَا مَوَائِیلُ قَیَا اوَ قَنُو سَنشَا سَنوَیَا طَوَائِیلُ یَاقَمَائِیلُ قَیَااوَ قُوقُوَ سَنشَا سَنوَیَا عِزرَائِیلُ یَارَعزَائِیلُ الشفَآءَ لِشفَآءَ۔ الشفَآءَ فُلاَنِ ابنِ فُلاَنَة۔

علمائے فن کے نزدیک سحر و جادو کو اس کے موضوع کے اعتبار سے بیسیوں عنوانات پر تقسیم کر کے بیان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جس طرح یہ موضوع اپنے اثرات کے اعتبار سے ایک ہمہ گیر اثرات کا مجموعہ ہے بالکل اسی طرح اس کے تباہ کن اور پریشان کن اثرات کا مقابلہ کر کے انہیں دفع کرنے کے لئے رد سحر و جادو کے جو عملیات ملتے ہیں وہ بھی اپنے حقائق کے اعتبار سے مختلف موضوعات پر تقسیم ہیں۔

فیوض طلسمات کا یہ باب سحر و جادو کے اثرات کے رد و بطلان کے

جن عملیات پر مشتمل ہے اس میں سحر و جادو کو اس کے عنوان کے اعتبار سے تشخیص کر کے اس کے متعلق اصولی عملیات و اوراد کو بیان کیا گیا ہے۔ اس باب میں اگرچہ اس موضوع کے سلسلہ کے تمام تر عملیات و اعمال کا ضبط تحریر میں لانا مشکل ہی نہیں ناممکن نظر آتا ہے۔ تاہم۔ ہم اپنی کوشش کے مطابق سحر و جادو کے مختلف قسم کے ملے جلے اثرات کو رد کرنے کے سلسلہ کے کوئی پچاس ایک کے قریب عملیات کو صاحبان علم و فن کے لئے ضبط تحریر میں لا رہے ہیں۔

سحرو جادو کے اثرات کی مختلف اقسام کا بیان

حکیم اہالیوسس اپنے قصائد میں رقمطراز ہے کہ ایک ماہر و حاذق روحانی طبیب کی ذمہ داری ہے کہ وہ علاج سے قبل اپنے زیر علاج مریض کے مرض کی سب سے پہلے بڑے غور و فکر اور کامل احتیاط کے ساتھ تشخیص کرے جب تشخیص کر چکے تب چل کر علاج کی طرف متوجہ ہو۔ حکیم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عامل اساتذۂ فن کے تعلیم کردہ اصول و قواعد کی پرواہ نہیں کرتا اور علاج معالجہ کرتے وقت خود کو اصول و قواعد عملیات کا پابند نہیں سمجھتا تو وہ کبھی بھی نیک نامی اور کامیابی حاصل نہیں کر سکے گا۔ ایسا شخص خود بھی مختلف مواقع پر ذلیل و رسوا ہوتا ہے اور اپنی بے اصولی کے سبب علم و فن کی بدنامی و رسوائی کا بھی موجب ٹھہرتا ہے۔

حکیم کے نزدیک طلسماتی معالجات در حقیقت روحانی و نورانی اثرات کا مجموعہ ہیں جن کے حقائق کو سمجھنے کے لئے ایک سلیم و کریم ذہن کی ضرورت ہے اور ان حقائق سے استفادہ کے لئے بھی صابر و شاکر، مستقل مزاج اور با اصول ہونے کی شرط ہے۔ حکیم کی تحقیقات کے مطابق سحر و جادو کے اثرات کی موضوع کے اعتبار سے مختلف قسمیں ہیں جن میں سے دو اقسام جن کو عمومی و خصوصی اقسام کا نام دیا جاتا ہے زیادہ تر مشہور مقبول ہیں۔

سحرو جادو کی عمومی قسم کی تعریف

صاحب مجمع الاعمال کے مطابق حکیم اہالیوسس کی تحقیقات سے جو نتیجہ نکلتا ہے اس کے مطابق سحر و جادو کی عمومی قسم سے مراد سحر و جادو کے ایسے اثرات کے حامل اوراد و وظائف ہیں جن کا اثر وقتی، عارضی اور معمولی قسم کا ہوتا ہے۔ جیسے دو دوستوں، میاں و بیوی اور اولاد و والدین کے درمیان نفرت و عداوت کا پیدا کر دینا۔ یا جیسے دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے اس کی دوکان بندی کر دینا کسی کمزور و ناتواں شخص کا اپنے مد مقابل ظالم و جابر دشمن کے شر و فساد سے بچنے کے لئے کسی ساحر و عامل کی مدد سے مطلوبہ شخص کی زبان بندی کر دینا یا جیسے کسی شریر و خبیث عورت و مرد کا قریبی ہمسایوں کے گھروں میں خوف و ہراس پیدا کر کے اپنی انا کی تسکین کرنا یا پھر جیسے ازدواجی و محبت کسی طالب کا اپنے مطلوب کی خواب بندی کر دینا یہ اور اس جیسے تمام تر عملیات جنہیں غیر استقلالی عملیات کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ چونکہ یہ عملیات و اوراد اپنے اثرات کے اعتبار سے بہت زیادہ تباہ کن نہیں ہوتے، نہ ہی ان کا اثر مستقل اور حقیقی ہوتا ہے اس لئے یہ غیر مستقل اثرات پر مشتمل عملیات سحر و جادو کی عمومی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں اور اپنے استقلالی اثرات کے اعتبار سے عمومی عملیات کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ عمومی قسم کے عملیات بھی چونکہ اپنے اثرات کے اعتبار سے ایک مدت کے بعد چل کر نقصان دہ پریشان کن اور تباہی و بربادی پیدا کرنے کا سبب بن سکتے ہیں اس لئے عمومی قسم کے عملیات کے اثرات کا مکمل علاج نہ کرنا بھی اکثر حالتوں میں انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

سحرو جادو کی خصوصی قسم کی تعریف

صاحب مجمع الاعمال تحریر کرتا ہے کہ قصائد اہالیوسس میں مذکور و مسطور ہے کہ سحر و جادو کی خصوصی قسم سے مراد سحر و جادو کا اپنے مکمل اور قوی تر اثرات کے اعتبار سے اثر انداز ہونا ہے۔ سحر و جادو کی یہ قسم مستقل اور دیرپا اثرات پر مشتمل ہوتی ہے اس لئے اس کے اثرات بھی خطرناک، کربناک، اذیت ناک اور مہلک و برباد کن ہوتے ہیں۔ سحر و جادو کی اس خصوصی قسم کا عامل اپنے عمل کے زیر اثر مخفی قسم کی جناتی و شیطانی قوتوں کو اپنے مطلوبہ کام کی سرانجام دہی کے لئے مقرر کرتا ہے جس کے نتیجہ میں عامل کے ظلم و ستم کا نشانہ بننے والا شخص جسمانی و روحانی اور مالی و معاشی ہر اعتبار سے تباہی و بربادی کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔

سحر و جادو کی خصوصی قسم کے عملیات کے زیر اثر سحور افراد درست تشخیص نہ ہونے کے سبب ایسے حالات و مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کے مصداق ایسے لوگوں کی مشکلات و پریشانیاں دن بدن بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔ صاحب مجمع الاعمال اروس بیلی نے قصائد اہالیوسس سے سحر و جادو کے خصوصی عملیات کے باب میں جن مثالی عملیات کو نقل کیا ہے ان میں سے ایک عمل بطور مثال ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

اروس بیلی لکھتا ہے کہ سحر و جادو کی خصوصی قسم کا ایک عمل جس میں دشمن کے کاروبار اور مال و منال کو ختم کر دینا مطلوب ہوتا ہے وہ کچھ اس طرح پر ہے کہ ایک ساحر کے پاس سائل آکر اپنا یہ مقصود بیان کرتا ہے کہ اسے اپنے فلاں دشمن کے کاروبار کو بستہ کرانا ہے۔ ایسا بستہ کرانا ہے کہ جس کی نہ تو تشخیص ہی ممکن ہو سکے اور نہ ہی کوئی علاج کارگر ہو سکے۔ اس طرح پر کہ اس کے دشمن کا کاروبار اور مال و معاش ایسی تباہی و بربادی کا شکار ہو کہ اس کا اثر استقلالی صورت اختیار کر جائے۔ ساحر اپنے سائل کے مطلوب مقصود کے مطابق اس کے دشمن کے لئے سحر و جادو کا جو ایک خصوصی عمل تجویز کرتا ہے اس کے مطابق حکیم کہتا ہے کہ ایسا ساحر قصائد اہالیوسس میں مندرجہ ترکیب کے مطابق قمر در قمص النور میں گربہ سیاہ وحشی کو حاصل کر کے ایک قفس آہنی میں بند کر دیتا ہے۔ اس عمل کو سات یوم تک اس ترتیب کے ساتھ بجا لاتا ہے کہ گربہ کو صبح و شام پانی کی بجائے شراب پلاتا ہے اور خوراک میں حرام جانوروں کا گوشت کھانے میں دیتا ہے۔

عمل کے لئے عمل کے مقررہ وقت یعنی غروب آفتاب کے وقت وہ گربہ کو اس کے پنجرہ سے نکال کر اپنے سامنے پکڑ کر بٹھا دیتا ہے اور ذیل کے اسمائے طلسمات کو تین سو انیس (۳۱۹) مرتبہ پڑھ کر اس کے تمام جسم پر پھونکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی گربہ کو مخاطب کر کے یہ الفاظ دہراتا ہے کہ :۔

"اے گربہ وحشی تجھے فلاں بن فلاں کے پاس اس کے کاروبار کی تباہی و بربادی کے لئے بھیجتا ہے۔ تجھ پر اسماء مذکورہ کی قسم ہے کہ تجھے یہ کام سر انجام دینا ہوگا ورنہ تجھے قوم جنات کی صف سے نکال دیا جائے گا۔"

يَا غَرْ اَغَرْ غَر غَر غَغَر رَغَا غَيَا غَغَرَا غَرَيَا غَغَرَا يَا غَرْيَا يَا غَرغَرْ غَرَا غَرْ.

صاحب مجمع الاعمال لکھتا ہے کہ اسماء کی مندرجہ بالا صورت در حقیقت اس عمل کی مختصر لغات پر مشتمل ہے مختصر لغات پر مشتمل یہ عمل اگرچہ مندرجہ مقصد کے لئے موثر بیان کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس عمل کی ایک چلہ میں سوا لاکھ کی تعداد کے مطابق زکوٰۃ کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ عمل کی تفصیلی شکل کو ادائے زکوٰۃ کے بغیر ہی موثر و مفید تحریر کیا گیا ہے۔ جس کی صورت درج ذیل ہے :۔

يَاغَرْ ا غَيَا نِيْلُ غَرْ غَرْ غَرَ الْقِيْلُ يَا غَغَرِ رَغَا غِيْلُ غَيَا غَرَا غَرَ انِيْلُ غَرَيَا غَغَرَانَا غَرَيَانِيْلُ غَرَيَا يَا غَرْ غَرْ غَرَ انِيْلُ غَرَاغَرِ غَرَا قِيْلُ.

سات روز کے بعد ساحر اس گربہ کو اپنے سائل کے حوالے کر دیتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے کہ وہ اس سحری جانور کو اپنے مطلوبہ دشمن کے کاروباری مکان میں چھوڑ آئے۔ عمل تمام ہوا۔ حکیم لکھتا ہے کہ جوں ہی وہ شخص اس گربہ کو اپنے دشمن کے کاروباری ٹھکانہ پر چھوڑ آتا ہے تو یہ جانور اس سحری عمل کے زیر اثر اس شخص کی کاروباری جگہ پر صبح و شام آنا جانا شروع کر دیتا ہے اور اس جگہ پر کچھ دیر کے لئے بیٹھ کر روتا ہوتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے۔

یہ جانور مسلسل سات روز تک اس دشمن کے ہاں اسی ترکیب کے ساتھ آتا جاتا رہتا ہے جس کے نتیجہ میں اس شخص کا کاروبار دیکھتے ہی دیکھتے تباہی و بربادی کی نذر ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نحوستیں اس قدر غالب آجاتی ہیں کہ وہ کاروباری جگہ ویران ہو کر رہ جاتی ہے۔ ہر شخص کا دل اس جگہ سے اکتا جاتا ہے۔ بے سکونی بے برکتی بے چینی اور خوف و ہراس وہاں اپنا ڈیرہ جما لیتا ہے۔ حکیم اس عمل کو تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ یہ ایک ایسا سحری اور جادوئی عمل ہے کہ اگر اس عمل کو ایک پوری انسانی بستی کے لئے بھی کیا جائے تو یقینی طور پر وہ انسانی بستی تباہ و برباد ہو کر کھنڈرات کی شکل اختیار کر جائے۔ حکیم فرماتے ہیں کہ سحر و جادو کی خصوصی قسم کا یہ مثالی عمل انتہائی خطرناک اور تباہ کن اثرات کا حامل ہے اس لئے اس عمل کو بجا لانا سوائے خصوصی ضرورت کے کسی طور پر بھی جائز و مباح نہیں ہے۔

حکیم لکھتا ہے کہ اس عمل کو بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ کسی عمل کی تشخیص کرتے وقت عمل کی حقیقت کا پتہ چل جائے کہ وہ عمل کس قسم کا ہے۔ چونکہ سحر و جادو کی خصوصی قسم کی تعریف بیان کرتے ہوئے اس عمل کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس خطرناک قسم کے سفلی عمل کا روحانی علاج بھی اس جگہ پر ہی تحریر کر دیا جائے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صاحب مجمع الاعمال نے بھی بحوالہ قصائد اہالیوسس مندرجہ بالا مثالی عمل کو نقل کرنے کے بعد اس عمل کے اثرات کو باطل کر دینے والے حقائق پر مشتمل ایک عجیب و غریب عمل کو جس کی نسبت حکیم اہالیوسس کی طرف بیان کی جاتی ہے اس طرح پر نقل کیا ہے :۔

اگر عامل یہ تشخیص کرے کہ اس کے زیر علاج سحور شخص کے کاروباری نقصان کا سبب مذکورہ بالا عمل ہے تو اس کے علاج کے لئے عامل قمر زائد النور کے دنوں میں بندریا کے بچے کو حاصل کر کے ذیل کے عمل کو جو مذکورہ بالا عمل کا معکوس عمل ہے۔ بھوج پتر پر تحریر کر کے کسی بن بیاہی لڑکی کے دوپٹہ میں لپیٹ کر بندریا کے بچے کے گلے میں باندھے اور اسے مقررہ مکان میں چھوڑ دے اس عمل کے نتیجے میں ایک چلہ کامل کے بعد چل کر مذکورہ سحر و جادو کا اثر باطل ہو سکے گا اور اس جگہ سے نحوست و بے برکتی کا پہرہ ختم ہو جائے گا۔ خوف و ہراس کی کیفیت جاتی رہے گی اور اس طرح بندریا کے بچے کے ذریعے کئے جانے والے اس عمل کی مدد سے وہاں کا بستہ کاروبار دوبارہ کشادہ ہو جائے گا۔

اردس بیلی کہتا ہے کہ مذکورہ بالا سحری اثرات کے مکمل خاتمہ تک بندریا کے بچے کا وہاں رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اردس بیلی کا خیال ہے کہ اگرچہ متذکرۃالصدر سحری اثرات سے تباہ و برباد ہو چکی ہو وہاں پر بندریا کے بچے کا سالہا سال تک رکھنا ضروری ہو جاتا ہے تاکہ پہلے سے کئے ہوئے اثرات بھی دور ہو سکیں اور آئندہ کے لئے بھی کوئی اثر وغیرہ نہ ہو سکے۔ عمل کی عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

اَمَا یَاھَرَاھَیَا نِیْلٌ غَیَا اَغَاغَرٌ ھَرِ ھَرَاقِیْلٌ سَوَاھَا اَسنَوْیَا غَفُو رَغَا ھِیْلٌ غَیَاھَا اَھَا غَیَا غَفُواً ھَغَزَاقِیْلٌ ھَسنَا یَاھَرَیَا ھَیَرَاھَا ھَرَیَاتِیْلٌ سَوَاھَا اَلْاَغَرَیَا یَا غَرَغَرٌ ھَرَاقِیْلٌ ھَسنَا یَا ھَرَاھَرٌ ھَرَا ھِیْلٌ قَسنَا۔

محولہ بالا کاروباری تباہی و بربادی کے اثرات کا حامل عمل اور اس جیسے دوسرے عمل و سحر و جادو کی خصوصی قسم کے عملیات کا موضوع ہیں۔

سحر و آسیب کی تشخیص کے عجیب و غریب طلسماتی عملیات

طلسمات کے باب میں آسیب و جنات اور سحر و جادو کی تشخیص کے سلسلہ کے جو طریقے زمانۂ قدیم سے آج تک استعمال میں لائے جا رہے ہیں اور اپنے حقائق کے اعتبار سے کامیاب و بے خطا چلے آ رہے ہیں ان میں سے تشخیص کے چند ایک صدری طریقے جو میرے پاس صدیوں سے میرے خاندان کے اکابر بزرگوں کے موروثی عملیات کے طور پر موجود و محفوظ ہیں اور جو میرے روزانہ کے معمولات و تجربات کے طور پر کام میں لائے جا رہے ہیں، قارئین طلسمات کے لئے ضبط تحریر میں لائے جا رہے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ شائقین حضرات ان اعمال کے عامل بن کر اپنی پسند کے عملیات میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

عمل نمبر ۱۔ تشخیص آسیب و جن کا معجزاتی عمل

یہ جاننے کے لئے کہ عامل کے زیر علاج مریض آسیبی و جناتی اثرات کے زیر اثر ہے یا قدرتی و جسمانی طور پر متاثر ہے۔ مریض کو عامل ننگے سر اور پاؤں سورج کی طرف منہ کر کے چمکتے ہوئے سورج کے ہالہ میں دیکھنے کا حکم دے اور خود اس کے پس پشت کھڑے ہو کر ذیل کے کلمات و حروف کو پڑھے۔ مریض آسیبی و جناتی خلل کے زیر اثر ہو گا تو اسی لمحہ ہی چکرا کر منہ کے بل زمین پر گر پڑیگا اس طرح پر کہ اسے اپنی اور اپنے ماحول کی چند اں خبر تک نہ رہے گی۔ اور وہ مکمل طور پر بے سدھ ہو جائے گا اور اگر اس کے مرض کا سبب قدرتی و جسمانی یا خلل دماغی ہو گا۔ تو اس صورت میں وہ بالکل سکون و سکوت کے ساتھ سورج کی ٹکیہ کی طرف دیکھتا رہے گا۔ عبارت عمل ملاحظہ ہو۔

عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ مَلَا ئِكَۃُ الْجِنِّ وَالشَّيَاطِيْنِ اَحْضَرُوْفِی هٰذِهِ السَّاعَۃِ عَلیٰ هٰذَا الْاَیْمِرِ اِنْ کُنْتُمْ بِالْمِسَائِرِ الْاَحْوَالِ یَااَیُّهَاالْغَابِرُوْنَ بِحَقِّ عَلُوْشِ دَغُوْشِ هَرَّ هَرَّ طَلُوْشِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ یَااَیُّهَا الْغَابِرُوْنَ الَّذِیْنَ سَلِطْتُ عَلَى الْعَبْدِ وَادْفَعُوْا عَنْهُ فِی هٰذِهِ السَّاعَۃِ بِحَقِّ مَا طَلَبْتُ لَکُمْ مِنْ اَسْمَآءِ الْکَرِیْمَۃِ وَبِحَقِّ صَاحِبِ السَّيْفِ وَالْاَمْرِ وَلِیِّنَا وَوَلِیِّکُمْ حَضْرَتِ مُحَمَّدُ الْمَهْدِیِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ یَاجَمِیْعُ الْجِنَّاتِ وَالشُّرُوْرِ بِحَقِّ هُوَ مَا جَلَدِ طَوْلَ قَلْبِ بُوهَلْ هَادٍ بِالذُّنُوْبِ یَا اَیُّهَا الْمُذْنِبُوْنَ اَنْتُمْ وَ حَرِیْمُکُمْ اَلْوَحَا اَلْعَجَلُ السَّاعَۃِ۔

یاد رہے کہ اس عمل کو ابر آلودگی کے اوقات میں بجالانے کی ممانعت ہے۔ چونکہ اس عمل میں مریض کا سورج کی ٹکیہ کی طرف دیکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اس لئے اس عمل کا بہترین وقت چاشت کا وقت ہے عمل کے لئے عامل اور مریض دونوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ عمل بجالانے سے قبل غسل کر کے پاکیزہ لباس پہنا جائے اور عمل کو کسی کھلی اور کشادہ پر سکون جگہ پر بجالایا جائے۔ شرائط عمل کے مطابق تشخیص کے اس عمل کی مدد سے یہ جان لینے کے بعد کہ مریض کے مرض کا سبب غیر قدرتی یعنی آسیبی و جناتی ہے۔ جب مریض عمل کے زیر اثر سورج کی طرف دیکھتے ہوئے گر پڑے تو عامل زمین پر پہلے سے بچھائے ہوئے فرش پر دو زانو ہو کر تشہد کی حالت میں بیٹھے اور اسمائے عمل کو بلا تعین تعداد تلاوت کرتا رہے اور مریض کچھ ہی دیر کے بعد خود بخود پر سکون ہو کر ہوش میں آجائے گا۔ عامل اس عمل کو عمل کی حقیقت کے مشاہدہ کے لئے ایک ہی نشست میں جتنی مرتبہ چاہے بجالا سکتا ہے۔

مسودۂ اوراق ارباب علم و فن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہے کہ تشخیص کا یہ عمل درحقیقت جناتی و آسیبی مریض کے لئے حاضراتی عمل کے طور پر کام میں لایا جاتا ہے۔ اس عمل میں جونہی مریض سورج کی ٹکیہ کی طرف بغور ٹکٹکی لگائے ہوئے دیکھتا ہے تو اسے سورج کے ہالہ کے آئینہ میں اپنے جسم پر باطنی حیثیت سے مسلط ہونے والے آسیب و جن کی شکل و صورت دکھائی دیتی ہے۔ مریض مسلسل اس عجیب و غریب مشاہدہ کا نظارہ کرتا رہتا ہے اور عامل عمل کی تلاوت کرتا رہتا ہے جس کے نتیجہ میں کچھ ہی دیر بعد مریض کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے سورج کے ہالہ میں نظر آنے والی اشکال و ہیات مجیبہ اس کے دائرہ سے نکل کر بڑی تیزی کے ساتھ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اس پر جھپٹ پڑنے کو ہوا [illegible] جس پر وہ خوفزدہ ہو کر

چیخ اٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو کر چکرا کر گرتا ہے۔

عمل کی تفصیل

تشخیص کے اس عمل کو علمائے طلسمات نے تشخیص کے اسراری عملیات میں شمار کیا ہے۔ اس عمل کی صداقت کے لئے اسی قدر ہی کافی ہے کہ علمائے فن نے اس عمل کو اپنی اپنی تصانیف میں بڑی تعریف کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور طلسمات کا عامل بننے کے لئے تشخیص کے متعلقہ اس جیسے عملیات میں مہارت تامہ حاصل کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ قاضی ساعد صاحب نیابۃ الطلسمات کے نزدیک تشخیص کا یہ عمل ایک طلسماتی معجزہ ہے جس کے متعلق موصوف رقمطراز ہیں کہ یہ عمل میرے معمولات و تجربات میں سب سے بڑھ کر مفید اور ایک عجیب چیز ہے۔ عمل کی تسخیر کی تفصیل کے سلسلہ میں نیابۃ الطلسمات میں مسطور و مذکور ہے کہ جو شخص اس عمل سے استفادہ کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے لئے سب سے پہلے عمل کی تسخیر کا ارادہ کرے جس کی مختصر تفصیل یوں ہے کہ عمل کو ترک حیوانات جلالی جمالی کی پابندیوں کے ساتھ ایک چلہ میں ستر ہزار (۷۰,۰۰۰) کی مقررہ و معینہ تعداد کے مطابق پڑھ کر سدھ کرے۔ عمل قابو میں آجائے گا اور عامل اس سے حسب ضرورت و حالات جب چاہے استفادہ کر سکے گا۔

عمل کی تسخیر کے بعد بھی عمل کے اسماء و کلمات کو مداومت کے طور پر عامل جس قدر چاہے ایک تعداد مقرر کر کے روزانہ پڑھتا رہے۔ مداومت کے عمل سے عمل کی قوت تاثیر نہ صرف برقرار رہتی ہے بلکہ اس میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ خود اس عمل کا عامل ہوں۔ میری طرف سے شائقین حضرات کے لئے اجازت عام ہے کہ وہ جب چاہیں عمل کو تسخیر کر کے طلسمات کے حقائق کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

عمل نمبر ۲۔ سحر و جادو کی تشخیص کا عجیب و غریب طلسماتی عمل

تشخیص کا یہ عمل جو میرا ذاتی طور پر آزمودہ اور مجرب و بے خطا ہے سحر و جادو کی تشخیص کے حقائق کا ایک ایسا عمل ہے جو زمانۂ قدیم کے علماء کا بیان کردہ عمل ہے اور اس وقت سے لے کر آج تک کامل عمل اور اپنے موضوع کے اعتبار سے مفید و مؤثر ہوتا چلا آرہا ہے۔ سحر و جادو کی تشخیص کے اس عمل کا ذکر کرتے ہوئے حکیم اپالیوسس اپنے افادات میں تحریر کرتا ہے کہ سحر و جادو کی تشخیص کا ایک عمومی طریقہ یہ ہے کہ مریض کی آنکھوں میں غور سے جھانک کر دیکھا جائے تو سحور کی آنکھیں پھٹی پھٹی خمار سے بھری ہوئی اور خوف کے زیر اثر وحشت ناک دکھائی دیتی ہیں سحر و جادو کے متاثرہ مریض کی تشخیص کی ایک دوسری عمومی علامت یہ بھی ہے کہ ایسا مریض ہر وقت اداس، پریشان، تھکا ماندہ، مضطرب و بے چین، وہمی، شکی المزاج اور چڑچڑی طبیعت کا مالک بن جاتا ہے۔

تشخیص کی تیسری عمومی صورت کے متعلق حکیم کا تجربہ ہے کہ سحر زدہ مریض کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق بڑی تشویش رکھتا ہے۔ اسے ہر وقت یہ سوچ رہتی ہے کہ کہیں اس کے کھانے پینے کی چیزوں میں اس کی ہلاکت کے لئے کوئی زہر وغیرہ تو نہیں ملا دیا گیا۔ حکیم فرماتے ہیں کہ ہر سحر زدہ مریض کو مذکورہ بالا علامات کے اعتبار سے شناخت کیا جا سکتا ہے۔ ایک کامل اور ماہر عامل کسی قسم کا کوئی عمل بجالائے بغیر ہی غور و فکر اور تجربہ کی بنیاد پر تشخیص کی ان علامتوں کو محسوس کر کے سحر زدگی کے متعلق حتمی فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود کہ علامات مذکورہ بالا سے سحر زدہ مریض کے سحر و جادو کی تشخیص کی جا سکتی ہے۔ اگر عامل سحر زدگی کی خصوصی تشخیص کرنا چاہے تو اس کے لئے ذیل کے کلمات کو سات مرتبہ پڑھ کر پھونکے اور جس مریض کی تشخیص کرنا ہو اسے پلائے۔ سحر زدہ ہونے کی صورت میں وہ پانی سخت قسم کا کڑوا ہو جائے گا جس کے پینے سے سحر زدہ مریض انکار کر دے گا۔ جبکہ یہی پانی عام لوگوں کے لئے کسی قسم کی بو اور ذائقہ کے بغیر عام پانی کی طرح ہو گا۔ کلمات عمل یوں ہیں۔

نَهُوَاً تَهُوَاً يَهُوَاً قَهُوَاً حَنَاجَرْهَوْ تَيَا خَرَ بِاالسِّحْرِ وَالْوَسْوَاسِ مَهَا طَوْتُ قَهَاقُوْتُ قَرْهَرْ تَرُوْکَا اَنَا جَنُوْدِ الْجِنِّ وَالشَّيَاطِيْنِ هَرِيْزَا قَرِيْزَا سَرِيْزَا۔

عمل نمبر ۳۔ سحر و آسیب کی تشخیص کے لئے

قاضی ریحان الیانوی کتاب الآیات کے حوالے سے اپنی تصنیف جلیلہ المہیۃ الاسرار میں سحر و آسیب کی مشترکہ تشخیص کے حقائق کا حامل ایک سہل الحصول قسم کا عمل تحریر کرتے ہوئے اس کی تفصیل میں رقمطراز ہیں کہ عامل جس مریض کے متعلق تشخیص کرنا چاہے کہ اس کے مرض کا سبب سحر و جادو ہے یا اس پر آسیب و جنات کا تسلط ہے۔ اس کے لئے مطلوبہ مریض کو اپنے سامنے بٹھا کر ذیل کے کلمات کو اکیس اکیس مرتبہ تلاوت کر کے اس کے دونوں کانوں میں دائیں سے بائیں بالترتیب پھونکے۔ مریض کے سحری اور جادوئی اثرات کے زیر اثر ہونے کی صورت میں مریض پر عمل کے وقت عارضی و وقتی غنودگی طاری ہونے لگے گی اور اس کی آنکھیں خود بخود بند ہونے لگیں گی۔ یہ اس وقت تک اثر باقی رہے گا۔ جب تک عامل تشخیص کے عمل کو جاری رکھے گا۔ اگر اس عمل کے نتیجہ میں مریض خاموشی کے ساتھ پر

سکون میسر ہے اور ظاہر ہو جائے کہ اس پر کسی قسم کا کوئی سحر و جادو وغیرہ نہیں ہے تو اس کے لئے کہ کیا اس پر آسیبی اثر ہے تو عامل کلمات عمل کو کسی سفید کاغذ پر تحریر کرے اور تعویذ کی صورت میں لپیٹ کر مریض کو دے کہ وہ اس تعویذ کو اپنی دائیں بائیں کے نیچے رکھ کر دبائے۔ جونہی مریض ایسا کرے گا تو اس پر آسیب و جناتی خلل ہونے کی صورت میں اس کا ایذا دہندہ جسم آسیب و جن میں سے جو بھی ہوگا فوری طور پر اس پر آحاضر ہوگا۔

یاد رہے سحر و آسیب کی تشخیص کا یہ عمل سحر و جادو کی تشخیص اور سحر و جادو کے ذریعے مسلط کردہ آسیب و جن کی تشخیص کے لئے ہی ہے۔ قدرتی و حادثاتی طور پر مسلط آسیب و جن کی تشخیص کے لئے یہ عمل کارآمد نہیں ہے۔ اگر قدرتی و حادثاتی آسیب و جن کی تشخیص کرنی ہو تو اس کے لئے ہم پچھلے اوراق میں ایک عمل تحریر کر چکے ہیں جس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ کلمات عمل کو ضبط تحریر میں لانے سے پہلے ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ کے لئے یہ عرض کر دیا جائے کہ آسیب و جن کے کسی شخص پر مسلط ہو جانے کی جو وجوہات بیان کی گئی ہیں ان میں سے دو ایک کثیر الوقوع وجوہات ہیں۔ جن میں سے پہلی وجہ کسی پر آسیب و جن کا قدرتی و حادثاتی طور مسلط ہو جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ کوئی شخص غلطی سے آسیبی و جناتی ماحول میں گرفتار ہو جائے۔ دوسری صورت اس طرح پر ہے کہ دشمن کے سحر و جادو کے کلمات کے متعلقہ مؤکلات و جنات کسی پر مسلط کردئے جائیں۔ چونکہ دونوں صورتوں میں ایک واضح فرق موجود ہے۔ اس لئے تشخیص کرتے وقت بھی نوعیت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف طریقہ جات کو بروئے عمل لایا جاتا ہے۔

طلسمات میں اس سلسلہ کا ایک عظیم ذخیرہ ملتا ہے۔ چنانچہ اگر تشخیص پر مبنی عملیات و اوراد کو ہی یکجا کر دیا جائے تو اس کے لئے بھی ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ تشخیص کے سلسلے کے متذکرۃ الصدر عملیات کو درج کرنے کے بعد ہم محسوس کرتے ہیں کہ تشخیص امور کے لئے اس قدر عملیات ہی کافی ہیں۔ مذکورہ بالا عمل کے کلمات درج ذیل ہیں۔

صنہا صنا قہا صنا منہا صنا

یہ عمل بھی میرا آزمودہ و مجرب المجرب ہے۔ میرے عملیاتی ذخیرہ میں تشخیص کے لئے اس سے زیادہ کوئی دوسرا سہل الحصول عمل موجود نہیں ہے۔

عمل کی تفصیل

التحیۃ الاسرار میں مندرجہ مذکورہ بالا عمل کی تفصیل بیان کرتے ہوئے الیافوتی تحریر کرتے ہیں کہ عمل کے کلمات جو سحر و آسیب کی مشترکہ تشخیص کے لئے مؤثر و مجرب تسلیم کئے جاتے ہیں در حقیقت قوم جنات کے تین عظیم المرتبت فرمانرواؤں کے نام ہیں۔ جب کہ اس کے علاوہ یہ تینوں نام ملائکہ رحمت کے اسمائے کریمہ اور شریفہ ہیں۔ صنہا صنا ملک ابر و سحاب کا نام ہے، عبرانی کلمہ ہے۔ عربی میں اس کے لئے اسٹیل آتا ہے۔ قہاصنا دریاؤں و سمندروں پر مقرر ملک مقرب کا نام ہے، عربی زبان میں اس کا ترجمہ کیا جائے تو مسرفطائیل آتا ہے تیسرا اسم منہا صنا ہے۔ عبرانی کے اس کلمہ کے مطابق عربی میں سنوطائیل ہے۔ یہ ملک مقرب کھیت و کھلیان اور ریاض و گلستان پر مقرر ہے۔ چونکہ قوم جنات کے سرداران کے اسماء مذکورہ بالا ملائکہ کے اسمائے موسوم ہیں۔ شاید اسی اعتبار سے جنات کے ان سرداروں کو ابر و باد، پانی اور باغات وغیرہ کے مقامات و اوقات کے سلسلہ کے جنات کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔

الیافوتی فرماتے ہیں کہ تشخیص کے اس عمل سے کام لینا ہو تو اس سلسلہ کی ترتیب کردہ اسمائے ملائکہ و جنات کی عبارت یوں بنتی ہے۔

أَدْصنہا صنائیلُ وَالمنیع بِذاتی أیا قہا صنائیلُ وَانْصُرْلِزجانی یامنہاصنائیلُ وَالشعب لِذاتی وَعَلَیْکُمْ تَحِیَّۃٌ وَسَلاَمٌ بَارَکَ اللّٰہُ فِیکُمْ وَعَلَیْکُمْ یَامَلاَئِکَۃَ المُقَرَّبُوْنَ بِنُصْرَۃِ اللّٰہِ العَزِیْزِ الحَمِیدِیا أیا أیا هیا هوهیا۔

جہاں تک اس عمل کی تسخیر کا تعلق ہے بحیۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ یہ عمل اپنی اثر آفرینی کے سبب بغیر کسی چلہ و وظیفہ کے ہی مؤثر ثابت ہوتا ہے میرے نزدیک یہ بات کسی عمل کی داتفاتی و کراماتی حیثیت کو تو واضح کرتی ہے لیکن میں اپنے طور پر سمجھتا ہوں کہ ہر وہ عمل جو ادائے زکوٰۃ کے بغیر ہی پر اثر تسلیم کیا جاتا ہے اس کے لئے بھی کچھ پابندیاں بہر حال موجود ہیں۔ چنانچہ عامل کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاک باطن ہو۔ شریعت مقدسہ و مطہرہ کا عامل ہو۔ تقویٰ و طہارت کا پابند ہو اور عملیاتی شرائط میں سے کم از کم ترک حیوانات کا خیال رکھتا ہو۔ مذکورہ خصوصیات کا حامل عامل ہی اس قسم کے عملیات سے استفادہ کر سکتا ہے۔ بہر حال کس و ناکس کے لئے ان عملیات سے مستفید و مستفیض ہونا ممکنات میں سے نہیں ہے۔

میرے معزز قارئین کرام میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عملیات خواہ چلہ کشی پر مشتمل ہوں یا چلہ کشی کی شرائط بغیر ہوں عامل کے لئے بہر حال عملیاتی اوصاف کا مالک ہونا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ جب تک کوئی عامل خود اپنی ذات میں عمل و کردار کے اعتبار سے مثالی نہ بن سکے گا کسی بھی عمل سے کما حقہ استفادہ نہیں کر سکے گا۔ جس طرح کچھ عملیاتی اصول و قواعد ہیں بلکہ اسی طرح

عامل بننے کے لئے بھی اوصاف و کمالات کا ایک باب تجویز کیا گیا ہے۔ جب تک عامل اپنے میں وہ اوصاف و کمالات پیدا نہیں کر لیتا نہ وہ عامل بن سکتا ہے اور نہ ہی اسے عامل کہلوانے کا کوئی حق پہنچتا ہے۔ تشخیص کے مذکورہ بالا عمل کو تحریر کرنے کے بعد اب ہم بغرض طلسمات کے دوسرے باب کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ باب بھی عملیاتی حقائق کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آئے گا جس کو ہم نے کوزہ کی حدود کے اندر اندر رکھنے کا اہتمام کر دیا ہے۔

عمل نمبر ۴۔

سحر و جادو کے ذریعے کاروبار کو باندھ دینے کا عمل سفلی اور سحری عاملین کے یہاں عام اور خصوصی عمل کے طور پر مشہور و مروج ہے۔ اس عمل میں مالی اور معاشی پریشانیاں پیدا کر کے جس شخص کو سحر و جادو کا نشانہ بنایا جاتا ہے اسے تباہ و برباد کر کے، ذلیل و رسوا کر کے معاشی طور پر اس حد تک مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ بھیک مانگنے پر اتر آتا ہے۔ رزق کے سارے دروازے اس پر بند کر دئے جاتے ہیں کہ کہیں سے بھی اس کو سہارا نہیں مل سکتا اور اس طرح وہ شخص مالی پریشانیوں کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر بھی مفلوج و ناکارہ بن جاتا ہے۔ ایسے ہی اثرات کے حامل عملیات و اوراد سحر و جادو کا موضوع ہیں۔ چونکہ اس قسم کے عملیات کثیر الوقوع ہیں جو حسد و بغض کی بنیاد پر عمل میں لائے جاتے ہیں۔ ایسے عملیات کے عواقب و نتائج پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو یہ دیکھ کر روح انسانی تڑپ اٹھتی ہے کہ محض چھوٹی چھوٹی دشمنیوں کے نتیجہ میں ایک انسان اپنے ہی ایک دوسرے بھائی بند کو کس قدر ذلیل و رسوا کرنے پر اتر آتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ ظالم سفاک قسم کے عاملین و ماہرین حضرات بھی قابل مذمت ہیں۔ انسانیت کے مجرم ہیں جو محض معمولی سی اجرت کے لالچ میں کسی ایک کے کہنے پر دوسرے شخص کا مالی و معاشی طور پر بیڑہ غرق کر دینے کے لئے ایسے برے عملیات بجالانے کے لئے ہمہ مستعد اور تیار رہتے ہیں۔

ہم پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں کہ عقلی علوم و فنون میں سے کسی بھی علم و فن کا موضوع کسی بھی شخص کو ناجائز طور پر تنگ کرنا اور نقصان پہنچانا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ سحر و جادو جیسے علم و فن کا موضوع بھی محض حسد و انتقام کی بنیاد پر کسی کو نقصان پہنچانا نہیں ہے۔ بلکہ یہ علم و فن بھی ایسے موضوعات سے بحث کرتا ہے جس میں صرف دشمن کو جوابی طور پر اس کے ظلم و جبر کے مقابلہ اور بدلہ میں نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ تاہم یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ عقلی علوم و فنون کو علمائے علم و فن نے ضبط تحریر میں لاتے ہوئے صرف رمز و کنایہ کی زبان میں ہی لکھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرن اول کے علماء کی مرموز و جناتی عبارتوں پر مشتمل عملیاتی ذخیروں سے ان کے بعد آنے والی نسلیں، دلچسپی رکھنے والے حضرات اور ارباب علم و فن بالکل نابلد رہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرن ثانی کے علمائے علم و فن نے اپنے طور پر عقلی علوم و فنون کی ترتیب و تدوین کرتے ہوئے خیر و شر کے عملیات میں کوئی ترتیب نہ رکھی بلکہ رطب و یابس کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا۔

چنانچہ قرن ثانی کے عہد کے علمی و فنی ذخیرہ جات و مخطوطات کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں جو سحری و عقلی علوم و فنون پر مشتمل عملیات و اوراد ترتیب دینے والے جو ماہرین فن تھے ان میں سے زیادہ تر کا تعلق یہود و ہنود سے رہا ہے۔ ان ماہرین حضرات نے اس علم و فن کو بطور خیر امھائی کے نہیں شر و عناد کے طور پر لکھا اور متعارف کرایا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔ لیکن گردش روزگار کہئے کہ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ علم و فن کی شناخت محض تباہی و بربادی اور شر و عناد کے طور پر ہی ہونے لگی اور غالباً اس کا اثر آج تک باقی ہے کہ ہر شخص سحر و طلسمات کا نام سن کر اپنے ذہن میں جو پہلا تصور قائم کر لیتا ہے وہ صرف اور صرف یہی ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ تخریبی صورت ہے۔ جس سے بچنے اور محفوظ رہنے کی ضرورت ہے۔

قارئین کرام اس سلسلہ کی ہم زیادہ تفصیل نہیں بیان کرنا چاہتے بلکہ صرف یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کسی طور پر بھی کسی غیر مجرم شخص کو کسی قسم کی کوئی اذیت پہنچانا چاہے بیمار کر دینا یا معاشی طور پر تباہ حال کرنا مستحسن نہیں ہے۔ کیونکہ کسی بھی علم و فن کا موضوع ظلم و استحصال نہیں ہے۔ ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ سحر و جادو کے باب میں کسی شخص کے مال و متاع کو تباہ برباد کر کے معاشی وسائل کو ختم کرنے اور اسے اقتصادی طور پر تباہ حال کر کے بھوک و افلاس کے اتھاہ سمندروں میں گرا دینے والے منحوس اور ذلیل کن عملیات و وظائف کا ایک بہت بڑا مجموعہ آج بھی موجود ہے۔ اس مجموعہ کے وارث و امین وہ ظالم و ناعاقبت اندیش لوگ بنے بیٹھے ہیں جنہیں صرف بنیادی جاہ و حشم سے غرض ہے۔ آخرت ان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہی لوگ معاشرہ کی تباہ حالی اور پریشانیوں کے زیادہ تر ذمہ دار ہیں۔

ارباب علم و فن کی خدمت میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے عملیات جن کا موضوع محض تباہی و نقصان ہی ہے ایک کثیر تعداد میں ہونے کے ساتھ ساتھ سہل الحصول اور کثیر الاثر بھی ہیں۔ چنانچہ احباب کی دلچسپی اور ان کی علمی و فنی معلومات میں اضافہ کے لئے ایک عمل کو بطور مثال ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ یہ عمل و اسحٰق ابن عطاء بغدادی کے مصحف سے نقل

کیا جارہا ہے۔ عمل کا موضوع ہے دشمن کو مالی و معاشی طور پر تباہ کر دینا۔ ترکیب عمل کے سلسلے میں تحریر کیا گیا ہے کہ قمر یا شمس النور کے ایام میں مریخ یا زحل کی کسی منحوس ساعت کے وقت اگر ذیل کے کلمات کو سیسہ کی تختی پر تحریر کرکے اس کے نیچے مطلوبہ شخص کا اور اس کی ماں کا نام لکھا جائے۔ پھر اس تختی کو سیاہ رنگ کے کچے سوت کے دھاگے سے لپیٹ دیا جائے اور پھر جب بھی موقع ملے اس لوح کو اس شخص کے مکان، رہائش کی کسی جگہ یا کاروباری دوکان میں دبا دیا جائے۔ اس کے نتیجہ میں ایک چلہ کے اندر اندر ہی اس شخص کا کاروبار تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔ مالی و معاشی پریشانیاں اس پر غالب آجائیں گی۔ حصول رزق کے تمام راستے اس کے بند ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی اس کی عقل و خرد جاتی رہے گی۔ وہ ہزار کوششیں کرے گا۔ نت نئے جتن اور ہر قسم کے وسائل کے استعمال کے باوجود اس کے ہاتھ کچھ بھی نہ آسکے گا۔ یہاں تک کہ اسے کوئی شخص بھیک دینے پر بھی تیار نہ ہوگا۔ معاشی طور پر ہلاکت کے گھاٹ اتر جائے گا۔ اس کے اپنے بیگانے بن جائیں گے شناسا اجنبی ہو جائیں گے۔ دوست و مددگار دشمن بننے لگیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی کوئی اچھی کہی ہوئی بات بھی دوسروں کو اچھی نہیں لگے گی۔ ہر شخص اس سے خدا واسطے کی دشمنی رکھنے لگے گا۔ نتیجہ کے طور وہ مالی و معاشی طور پر تباہ حال شخص دوسروں کی نظر میں ذلیل اور تماشہ بن کر رہ جائے گا۔ عمل کے کلمات ملاحظہ فرمائیں۔

آجائۤ سنمٓ دھاۤؤرنقاۤؤ داۤؤیلمٓ ھرقدھطمٓ صنوزالا ھدیثا بلاۤ ھنوراصنا طادوٓ جوٓ طاطا ماوٓج عوٓوج طوالموٓقا رطا کندا قندخایا خاب ھطوشنوٓ ملاۤ ملاۤمٓ ملاۤمٓ شنوٓ

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ کسی کو مالی و معاشی طور پر تباہ و برباد کر دینے کے سلسلے کا یہ عمل کس قدر آسان، مختصر اور نتائج کے اعتبار سے کس قدر ہولناک عمل ہے۔ اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی آپ کے سامنے واضح ہوئی ہوگی کہ اس عمل کے لئے جلالی و جمالی قسم کی شرائط وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سحر و جادو کے تخریبی اعمال نہایت ہی آسان ترین مگر مہلک اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس تعمیری قسم کے عملیات، اعمال جلالی و جمالی شرائط کی پابندیوں کے ساتھ پابند کرکے تحریر کئے گئے ہیں۔ ایسے عملیات موثر ضرور ہیں مگر ان کے بجالانے کے لئے عامل کو مختلف شرائط کا پابند بنانا پڑتا ہے۔ تقویٰ و طہارت اختیار کرنا اس کے لئے لازم و ملزوم قرار دیا جاتا ہے اور اس طرح کے بہت سے دوسرے اصول و قواعد اور بھی نظر آتے ہیں جن کا پابند بننے کے بعد ہی تعمیری قسم کے عملیات کے بجالانے کی اجازت ہوتی ہے۔

جیسا کہ تحریر کیا جاچکا ہے کہ مالی و معاشی طور پر تباہی و بربادی پھیلانے والے عملیات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ آج بھی موجود و محفوظ ہے اور اس سے بڑی کثرت کے ساتھ تباہی و بربادی پھیل رہی ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرلینا بھی کسی طور پر صحیح و درست نہیں ہے کہ تخریبی اعمال کے مقابلہ میں تعمیری اعمال کا ذخیرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ تخریبی اعمال کے مقابلہ میں تعمیری اعمال کا ذخیرہ اگرچہ کم ہی ہے۔ لیکن مختصر ہونے کے باوجود تعمیری عملیات کے ذخیرہ میں ایسے ایسے مفید و موثر اور لاجواب و باکمال نسخہ جات موجود ہیں کہ جن میں سے ہر ایک نسخہ اپنے فوائد و نتائج کے اعتبار سے سینکڑوں قسم کے تخریبی عملیات کا اچھے طور پر ہی موثر جواب اور مکمل حل ہے۔

منذکرۃ الصدور عمل جسے ہم ایک نمونہ کے عمل کے طور پر تحریر کرچکے ہیں اور اس عمل سے جس قدر تباہی و بربادی عمل میں آتی ہے اس کی تفصیل بھی بیان کرچکے ہیں۔ اس تخریبی عمل کی تباہ کن نحوستوں سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے اگرچہ اس کے مقابلہ کا کوئی آسان ترین عمل تعمیری قسم کے عملیات کے باب میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس عمل کی نحوستوں سے محفوظ نہیں رہا جاسکتا اور یہ کہ اس رد و ابطال کے حقائق پر مشتمل کوئی تعمیری عمل موجود نہیں ہے۔ اس اور اس جیسے سینکڑوں تخریبی عملیات و اوراد کے مقابلہ میں اور ان سے محفوظ و مامون رہنے کے لئے علمائے فن نے جو عملیات ترتیب دیئے ہیں وہ اپنے شرائط کے ساتھ اس قدر موثر ہیں کہ ان کے سامنے اس جیسے اعمال کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ان اعمال کا بجالانا نحوستوں اور پریشانیوں کو دور کرکے تخریبی شر کو دفع کر دیتا ہے اور جلد سے جلد تر شیطانی پنجے میں جکڑے ہوئے مظلوم و مجبور شخص کو نحوستوں کے تسلط سے آزاد کرکے رکھ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ دنوں میں ہی اس کی مالی و معاشی صعوبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور بھوک و افلاس کا مارا ہوا شخص دوبارہ خوشحال زندگی کا راز پالیتا ہے، اس کی سلب شدہ عقل و خرد واپس آجاتی ہے، دشمن دوست بننے لگتے ہیں، اپنے اور بیگانے معاون بن جاتے ہیں اور اس طرح معاشی تنگدستی کا دور ختم ہو کر مال و منال کی کثرت اور رزق میں خیر و برکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے کے تعمیری عملیات کو ضبط تحریر میں لانے سے پہلے ہم یہ ضروری خیال کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا عمل جسے معکوس کرکے تخریب کی بجائے تعمیر کے ایک موثر عمل کے طور پر بھی ترتیب دیا گیا ہے اسے سب سے پہلے بیان کیا جائے تاکہ عملیاتی حقائق کا یہ معجزاتی پہلو بھی سامنے آجائے کہ کیسے اور کس طرح ایک ہی عمل تخریب و نحوست کا مخزن ہے اور وہی عمل معکوس ہو کر تعمیر و بہتری کا جامع بن جاتا

ہے۔ چنانچہ مصحف بغدادی کے مصنف کی تحقیقات کے مطابق اکابر علمائے فن نے تخریب کے مذکورہ بالا عمل کو موکلات کے اسماء کے اضافہ کے ساتھ تعمیری عمل کے طور پر جس طرح ترتیب دیا ہے اس کی مندرجہ صورت حسب ذیل ہے۔

اناآجاۤؤ سنمنا ئیلٓ اناذھاۤؤ رذئیلٓ اناقاۤؤ داۤؤیلمئیلٓ انا ھرٓ قدٓ ھطمئیلٓ انا صنوزاناثیلٓ اناھدیثا ئیلٓ انابلاۤھنوراصنائیلٓ اناطادوٓئیلٓ اناجوٓطاطائیلٓ اناماوٓجئیلٓ اناعوٓوجئیلٓ اناطوالموٓقارٓ طائیلٓ انا کندا ئیلٓ اناقندخایائیلٓ اناخابئیلٓ اناھطوٓئیلٓ شنوٓملاۤملاۤمٓ ملاۤشنوٓ

مصحف بغدادی کے مطابق اس عمل سے کام لینے کا طریقہ یہ ہے کہ عامل عروج ماہ کے کسی نوچندے دن سونے یا سرخ تانبے کی ایک اس قدر لوح تیار کرے کہ جس پر عمل کی معکوس عبارت کے کلمات و حروف آسانی کے ساتھ لکھے جاسکیں۔ یاد رہے کہ لوح کو شمس کی ساعت میں ہی تیار کیا جائے اور اسے سوہن سے صاف کرکے اس مذکورہ ساعت کے دوران ہی عمل مذکورہ بالا کو فولادی قلم کے ساتھ تحریر کرلیا جائے۔ اس عمل کو بجالاتے وقت عامل کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس عمل کو طہارت ظاہری و باطنی کی پابندی کے ساتھ بجالائے۔ عمل بجالاتے وقت عمل کے مکان میں خوشبویات و بخورات کا سلگانا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

بغدادی فرماتے ہیں کہ اس عمل کے عامل کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس عمل کو تیار کرتے وقت سب سے پہلے غسل کرکے پاک و پاکیزہ لباس پہنے، جسم و لباس کو خوشبویات سے معطر کرے۔ اس کے بعد عمل کی تیاری کی طرف متوجہ ہونے سے قبل اپنا حصار باندھے تاکہ ہر قسم کی بلاؤں سے امن میں رہے۔ حصار کے اختیار کرنے کی شرط کے ضمن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ یہ عمل معکوس ایک زبردست قسم کے تخریبی عمل کا تعمیری جواب ہے۔ جس کی بنیاد پر یہ ممکن خیال کیا گیا ہے کہ کہیں کسی کو تاثی کی وجہ سے اس کا عامل کسی رجعت کا شکار نہ ہو جائے۔ حصار کا اختیار کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ پیش آئندہ مشکلات و حوادثات سے محفوظ رہا جاسکے۔

مصحف بغدادی میں مندرجہ تفصیل کی ترکیب کے مطابق مذکورہ شرائط کی پابندی کے ساتھ عمل کی لوح کو تیار کرکے عامل جس قدر اس کی استطاعت میں ہو صدقہ و خیرات کرے۔ نحوستوں سے محفوظ رہنے کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہو۔ اس عمل کے بعد اس لوح پر تیرہ (۱۳) یوم تک عمل کی ورد کر تا رہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ عامل اس لوح کو تانبے یا سونے کے کسی برتن میں ڈال کر اس برتن کو سرخ رنگ کے پانی سے لبالب بھرے اور روزانہ سورج نکلنے کے بعد شمس کی ساعت میں اس برتن کو سورج کی کرنوں کے سامنے رکھے خود دوزانو ہو کر پیالے کے سامنے بیٹھے اور خشوع و خضوع قلب کے ساتھ اس عمل کے کلمات کو تین سو تیرہ (۳۱۳) مرتبہ کی متعینہ تعداد کے مطابق پڑھے۔

عمل پڑھنے کے بعد لوح کو پیالہ میں سے نکال کر کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ سنبھال کر رکھ دیا کرے۔ عمل کے تیرہ یوم پورے ہو جانے کے بعد عامل لوح کو چندن سرخ کے بخور کے ساتھ دھوپ دے اور کسی سنہرے کاغذ میں لپیٹ کر جس بھی مالی و معاشی طور پر سحر و جادو کے ستائے ہوئے شخص کو دیگا تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس پر موجود جادوئی اثرات کا قلع قمع ہو جائے گا۔ نحوستوں کے بادل چھٹ جائیں گے۔ اور وہ ہر طرح سے پہلی حالت کی طرف پلٹ آئے گا۔ اس کی پریشانیوں کے دن ختم ہو جائیں گے اور اس کے آئندہ آنے والے دن اسے سکون و آسائش اور مال و دولت کی کثرت کی نوید سنائیں گے۔

ارباب علم و فن جہاں تک میری ذاتی رائے کا تعلق ہے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ انسان گردش ایام کا شکار بھی ہو جاتا ہے جس سے وہ آسائش و آرام سے نکل کر غربت و افلاس کی جھونپڑیوں کا مکین بن جاتا ہے۔ گردش ایام اپنی جگہ پر بجا لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ غربت و افلاس کا دور دورہ ہو۔ مالی و معاشی پریشانیاں مسلط ہو چکی ہوں، تنگدستی نے پہرے ڈال دیے ہوں تو اس کو محض فلکیاتی و قدرتی گردش کا نام دے کر خاموش اور راضی برضا ہو جانا میرے نزدیک کوئی احسن نہیں ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جسے آپ قدرتی گردش سمجھ رہے ہوں وہ قدرتی گردش نہ ہو۔ سحری و جادوئی حملہ ہو تو ایسی شکل میں سحری اثرات کے حملہ کی فکر نہ کرنا اور حقیقت اپنے حالات کو گردش کا نتیجہ قرار دے کر پریشانی کی مدت کو لمبا کرنا ہے اور اس طرح ایک مدت کے بعد چل کر جب تہی دستی کا زمانہ آجائے تو پھر اس طرف متوجہ ہونا کہ یہ شاید سحر و جادو کا اثر ہے، اپنے آپ کو فریب دینا اور مشکلات کو خود زیادہ کرنے کے مترادف ہے۔ عقلمندی اسی کا نام ہے کہ جس پریشانی کا تدارک سالہا سال بعد چل کر کرنا ہے اسے ابتداء میں ہی سمجھ لیا جائے اور اس پر عمل کرکے جلد سے جلد تر گلو خلاصی کرالی جائے۔

جہاں تک منذکرۃ الصدور عمل کا تعلق ہے اس صحت و سند کے لئے واصق ابن عطاء بغدادی جیسے متبحر عامل و عالم طلسمات کا نام ہی کافی ہے۔ مصحف بغدادی کے علاوہ منذکرۃ الصدور عمل کا ذکر فلکیاتی سلسلے کی مستند ترین کتابوں میں کثرت کے ساتھ ملتا ہے۔ چنانچہ رسائل ہلالیہ میں تو اس عمل کو

محض لوح پر کندہ کر کے ہی بڑی تعریف کے ساتھ پر اثر عمل کے طور پر تحریر کیا گیا ہے۔ رسائل بلالیہ کے مطابق اس عمل کے لئے عمل تنجیم کوئی ضروری عمل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دوسری شرائط کو بھی شرائط ضروریہ کے طور پر تحریر نہیں کیا گیا ہے بلکہ صرف اس قدر لکھا گیا ہے کہ مذکورہ عمل کی معکوس عبارت کو شمس کی ساعت میں لوح مسی پر نقش کر کے اپنے پاس رکھ لیں تو ہر اعتبار سے اثر آفریں ثابت ہوگا۔

قارئین کرام رسائل بلالیہ میں مندرجہ ترکیب پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے بلا شبہ یہ ترکیب بھی اپنے طور پر مؤثر ہی ہوگی کہ جیسے رسائل بلالیہ جیسی عظیم کتاب میں تحریر کیا گیا ہے۔ تاہم مجھے اس سلسلے میں اس ترکیب کو کام میں لانے کا کوئی موقع نہیں ملا ہے اس لئے میں کوئی حتمی رائے نہیں دے سکتا۔ البتہ اس عمل معکوس کی پہلی ترکیب کے مطابق جو باشرائط بیان کی گئی ہے میں اب تک بیسیوں بار اس عمل کو آزما چکا ہوں۔ چنانچہ میرے اخذ کردہ نتائج کے اعتبار سے یہ عمل سحری و جادوئی اثرات کے سبب پیدا ہونے والی پریشانی کو بھی دور کر دینے کے لئے ایک مفید ترین روحانی و طلسماتی عمل ہے وہاں قدرتی و فلکیاتی طور پر بھی پیدا ہو جانے والی معاشی پریشانیوں کے تدارک کے لئے یہ عمل اپنی مثال آپ ہوا ہے۔

اس عمل کی ایک دوسری ترکیب جسے صاحب رسائل سر مکتوم و شاملین نے بڑی تعریف کے ساتھ بیان کیا ہے وہ اس طرح پر ہے کہ معکوس عمل کی عبارت کو طلوع و غروب آفتاب کے اوقات میں آب باراں یا آب چشماں پر پڑھ کر سحری طور پر متاثرہ شخص صبح و شام پیتا رہے اور اپنی رہائش گاہ و دوکان میں چھڑکتا رہے تو سحر و جادو کا اثر زائل ہو جائے گا۔ راقم السطور عرض کرنا چاہتا ہے کہ اس عمل سے کام لینے کی مختلف قسم کی جن تراکیب کا ذکر ملتا ہے وہ اپنے طور پر سب مؤثر اور مفید ہیں۔ اس لئے ایک عامل و ماہر اپنے طور پر بھی اس بات کی اجازت رکھتا ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق جس ترکیب کو اپنے لئے آسان سمجھتا ہو اسے عمل میں لا سکتا ہے۔

یقین کامل ہے کہ عاملین حضرات اپنی ذوق طبع کے مطابق جو بھی طریقہ پسند کر کے اس پر عمل پیرا ہوں گے اس سے ہی مستفید و مستفیض ہو سکیں گے۔ خود مجھے ذاتی طور پر بھی اس عمل کی مختلف تراکیب کو مختلف مواقع پر آزمانے کا موقع ملا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے کامیابی ہی ملی ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ میں نے ہر ترکیب کو آزماتے ہوئے شرائط سے بھی پہلو تہی نہیں کی ہے اور یہی بات میں آپ کے لئے بھی تجویز کرتا ہوں کہ آپ جس بھی عمل کو آزمانا چاہیں اسے اس کی متعلقہ شرائط کی پابندیوں کے ساتھ بجالائیں۔ یاد رکھیں کہ کوئی عمل بھی بلا شرائط مؤثر نہیں ہوتا۔ ایسے عاملین حضرات جو اصول و قواعد کی پابندیوں سے بے نیاز ہو کر عملیات سے بہتر نتائج کی توقع رکھتے ہیں وہ ہمیشہ ناکام و نامراد رہتے ہیں اور انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ جہاں گوہر مقصود کے حصول میں ناکام رہتے ہیں وہاں روحانی و فلکیاتی علوم کی بدنامی و رسوائی کا سبب بھی بنتے رہتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ باشرائط عمل کو بجالائیں گے تو یقینی طور پر اس کے فوائد سے متمتع ہو سکیں گے۔ اگر اس عمل کا بجالانا آپ کے لئے مشکل امر ہو تو اس کے لئے یہ احقر اس عمل کا عامل ہونے کے اعتبار سے آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔

علم سحر اور علم نجوم وغیرہ کی قدیم تاریخ پر ایک نظر

از مولانا حفظ الرحمن صدیقی قاسمی

قوموں کے عروج و زوال اور ان کے علوم و فنون کے متعلق تاریخ مکمل طور پر ہماری رہنمائی نہیں کرتی۔ جن ادوار کی رہنمائی کرتی ہے ان کی مدت زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار سال ہے اس سے پہلے روئے زمین پر آباد لوگ کیا کرتے رہے۔ ان کے فکری، عملی، تمدنی، اخلاقی اور سماجی حالات کیا تھے۔ اور انہوں نے ارتقاء کی کتنی منزلیں طے کر لی تھیں۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا، تاریخ خاموش ہے۔ مذہبی کتابوں میں بھی کہیں کہیں صرف اشارات ملتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اب اگر ہم ما قبل تاریخ کے حالات معلوم کرنا چاہیں تو ہمارے پاس اس کا کوئی حتمی ذریعہ نہیں ہے۔ سائنسی کھوج کے نتیجہ میں جو چیزیں سامنے آرہی ہیں مثلاً ہڑپا، موہن جوڈرو، بیحلہ، بیناتی وغیرہ۔ یہ وہ قدیم شہر ہیں جو مٹی کے تودوں میں دبے ہوئے تھے اور جنہیں کھود کر نکالا گیا ہے۔ لیکن ان تباہ حال شہروں سے جو دستاویزات تختیوں اور چٹروں پر کتبوں کی شکل میں دستیاب ہوئی ہیں۔ ان سے بھی ما قبل تاریخ کے حالات و واقعات کی طرف نشاندہی نہیں ہوتی ان کا زمانہ بھی تین چار ہزار سال سے زیادہ کا نہیں ہے۔ اسی طرح بعض پہاڑوں کی کھوؤں سے یا ان کی چوٹیوں پر سے جو عجیب و غریب مردہ جانور یا ان کے ڈھانچے ملے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ کہنا تو درست ہو سکتا ہے کہ اب ان کی نسل کا کوئی جانور زمین پر موجود نہیں۔ مگر یہ کہنا کہ یہ جانور آٹھ ہزار سال یا پندرہ ہزار سال پہلے کے ہیں۔ قیاس آرائی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

اب ہمارے پاس ما قبل تاریخ کے سلسلے میں تھوڑی بہت معلومات حاصل کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ بھی کمزور سا، اور یہ ذریعہ وہ روایات ہیں جو کہانیوں کی صورت میں یکساں طور پر ساری دنیا میں مشہور ہیں اور متواتر سینہ بہ سینہ چلی آرہی ہیں۔ مثال کے طور پر دیوؤں کے قصے، جنات کے ہولناک قصے اور جادوگروں کی حیرت ناک سحر کاریوں کی عجیب عجیب باتیں۔ موجودہ دور کی ہمہ جہتی اور عظیم صنعتی ترقیات کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جنات اور جادوگروں کی محض کہانیاں نہیں ہیں بلکہ تاریخی دور سے پہلے لوگوں کے علمی و عملی اور صنعتی ارتقاء کی یادگار باتیں ہیں جو امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ کہانیاں بن کر رہ گئی ہیں۔

ہر کمال را زوال

واقعہ یہ ہے کہ انسانوں نے اپنی فطری صلاحیتوں کی بدولت ہر دور میں ترقی کی ہے۔ اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ لیکن جب وہ ارتقاء کی آخری منزلوں پر پہنچے اور انہوں نے انسانی حدوں کو پار کرنا چاہا۔ خدا کو بھلا کر خود خدا بن بیٹھے۔ ان کی سرکشی اور تمرد حد سے زیادہ بڑھ گیا تو قدرت نے انہیں ہلاک کر ڈالا۔ کہیں شدید آندھیوں کے ذریعہ کہیں خوفناک زلزلوں کے ذریعہ اور کہیں سمندروں کی مضطرب لہروں کے ذریعہ۔ وہ قومیں اپنی مسلسل سرکشیوں کے نتیجہ میں عموماً فنا ہو گئیں۔ ان کی تہذیب فنا ہو گئی۔ اور ان کے تمام ترقیاتی عوامل و مظاہر سمندر کھا گیا یا زمین نگل گئی۔ اور ان کے محیر العقول کمالات اور علوم و فنون صرف کہانیوں کی شکل میں باقی رہ گئے۔ قرآن حکیم نے ایسی قوموں کی تباہیوں کی طرف قُلْ سِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ، جیسی آیتوں میں اشارات کئے ہیں۔ آج ہمارے دور کا انسان بھی ترقی کی انتہائی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ اگر اس نے اپنے اور خدا کے مقام کو نہ پہچانا اور اس کے مطابق زندگی میں تبدیلیاں نہ پیدا کیں تو یہ بھی اپنی تمام تر ترقیات کے ساتھ فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں موجودہ ترقیاتی مظاہر کو اپنے بزرگوں سے سن کر کہانیوں کا ہی درجہ دے سکیں گی۔

قدیم زمانہ میں، رومی، پارسی اور یونانی اقوام، حکمت و فلسفہ، ریاضی اور طب وغیرہ علوم میں بہت آگے بڑھ گئی تھیں۔ انہوں نے مبادیات کے سلسلے میں جو نظریات قائم کئے اور جو اصول مرتب کئے ان میں بہت سے آج

بھی اپنے دائروں میں معیار قرار دئے جاتے ہیں۔ زمین اور چاند کا قطر، ان کا باہمی فاصلہ، ستاروں کی گردش اور ان کا آپسی تعلق اور جلا کے بارے میں ان لوگوں نے جو معلومات فراہم کی تھیں اور جن نتائج پر وہ پہونچے تھے، آج بھی انھیں تسلیم کیا جاتا ہے۔

زمانۂ قدیم میں علم نجوم وغیرہ

زمانۂ قدیم میں علم نجوم اور علم سحر کی طرف لوگوں کا عام رجحان رہا ہے وہ ان علوم کو دوسرے علوم پر ہمیشہ فوقیت دیتے تھے، تر جیحی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کلدانیوں، سریانیوں اور قبطیوں کو ان علوم میں نسبتاً زیادہ کمال حاصل تھا دراصل انہی قوموں سے یہ علوم وفنون یونانیوں اور پارسیوں وغیرہ نے حاصل کئے تھے۔ قرآن کریم میں بھی کچھ ایسے واقعات پر روشنی موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے زمانہ میں علم سحر کافی عروج پر تھا۔ بڑے بڑے ساحر جگہ جگہ موجود تھے جو اپنی فنکارانہ اور علمی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے لوگوں کو مبہوت کر ڈالتے تھے۔ بعض ممالک میں تو لوگ ان کی ہولناک حرکتوں سے اس قدر عاجز آگئے تھے کہ ان کے لئے سلامتی کے ساتھ زندہ رہنا مشکل ہو گیا تھا تنگ آمد بجنگ آمد، پھر یہ ہوا کہ پریشان حال لوگوں نے منصوبہ بند طریقوں سے ساحروں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ حکومتی سطح پر بھی ان کو سزائے موت دی گئی اور ان کے علمی ذخیروں کو دریا برد کر دیا گیا۔ تاہم کچھ نہ کچھ باقی رہ گیا، سب کا سب ضائع نہیں کیا جا سکا۔ عظیم مورخ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ

مسلمانوں کو فتوحات کے نتیجہ میں مختلف ممالک سے اہم نوادرات کے علاوہ فلسفہ وحکمت، ریاضی اور سحری علوم کا ذخیرہ ملا ہے۔ مگر چونکہ شریعت اسلامی نے خاص طور پر علم سحر کو حرام قرار دیدیا تھا اور ساحروں کے لئے سخت ترین عذاب کی بات کہی تھی۔ اس لئے مسلمانوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی بلکہ اس کو شدید نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور یونانی علوم کے تراجم کرتے وقت بالقصد اس علم کو نظر انداز کر دیا۔ اسی لئے وہ ذخیرہ بھی جو غیر مرتب صورت میں حاصل ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ ضائع ہو گیا یا ضائع کر دیا گیا۔ صرف مسلمانوں ہی نے نہیں، دوسرے لوگوں نے بھی سحری علوم کو ختم کر ڈالنے کی کوششیں کی۔ لیکن اس کے باوجود یہ علم کسی نہ کسی درجہ میں پھر بھی باقی رہ گیا۔ اور آج تک سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔

مسلمانوں نے سحر کو چھوڑ کر باقی بہت سے علوم وفنون پر لکھی گئی کتابوں کے تراجم کئے ہیں۔ جیسے مصاحف کواکب سبعہ اور طلسم بندی وغیرہ۔ علم نجوم علم ریاضی اور حروف واعداد پر مشتمل کتابوں کے تراجم تو کافی اہتمام سے کئے گئے ہیں۔

مسلمانوں نے صرف کتابوں کے تراجم پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان پر غور وفکر بھی کیا ہے اور حد جواز کی پوری رعایت کے ساتھ مستقل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ جابر ابن حیان نے حروف واعداد پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ مسلمہ ابن احمد المجریطی نے جو اپنے دور میں علم ریاضی کا ماہر تھا۔ ریاضی سے متعلق اہم مسائل کا خلاصہ کیا اور غایت الحکیم کتاب لکھی۔ جس کی افادیت کو ہر دور میں محسوس کیا گیا امام فخرالدین رازی کی اس سلسلے میں "سر مکتوم" نامی کتاب موجود ہے۔ فلاحۃ النبطیہ۔ یہ علم نباتات کی ایک ضخیم اور اہم کتاب تھی۔ اس میں جہاں نباتات کی روئیدگی، نشو نما، ان کی بیماریوں کے علاج اور بیجوں کے سلسلے میں مفید ترین بحثیں تھیں۔ وہیں سحر سے متعلق چند ابواب بھی تھے، کہتے ہیں کہ ان ابواب میں سحر کرنے کے طریقے، اوقات اور اس کو زیادہ سے زیادہ زود اثر بنانے کی تراکیب درج تھیں۔ مسلم علماء نے ان ابواب کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ چھوڑ دیا۔

خرق عادت قوتیں اور حضرات صوفیاء

حضرات صوفیاء کا دور شروع ہوا تو انھوں نے حصول معرفت اور خرق عادت قوتیں حاصل کرنے کی کوششیں کیں۔ اس مقصد کے لئے سخت ترین ریاضتیں کی گئیں۔ نفسانی خواہشات کو ترک کر کے روحانی کمالات حاصل کئے۔ اور شعور وحواس کے حجابات سے ماوراء ہو کر عجیب وغریب اور سریع الاثر طاقتیں حاصل کیں۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ حضرات حروف واعداد کے اسرار ورموز سے آگاہ ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن علی بونی (وفات ٦٢٢ھ) کی اس فن میں تقریباً پچاس کتابیں ہیں۔ شمس المعارف اور لطائف الاشارات وغیرہ

بہر کیف حروف کے اسرار ورموز دریافت کرنے کی جو کوششیں کی گئی ہیں۔ ان کا ماحصل یہ ہے کہ ارواح فلکی اور طبائع کونی مظاہر قدرت ہیں۔ جن کے پیچھے خداوند قدوس کی عظیم حکمتیں کارفرما ہیں۔ اسرار حروف تمام اسمائے الٰہی اور کلمات الٰہیہ کے ذریعہ جن میں پر اسرار حروف مقطعات بھی شامل ہیں۔ عالم طبیعت میں تصرف کرنے میں کمال حاصل کیا۔ اور اپنی روحانی قوتوں سے کام لے کر حروف کی ان پوشیدہ طاقتوں کا سراغ لگالا جو دراصل حروف کے باہمی امتزاج، عناصر اور اثرات فلکی سے مل کر عالم ارضی میں انفعالی اور انفصالی تصرف پیدا کرتی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ یہ تصرف محض حروف کی طبائع کے مرہون منت ہے یا اس کا سبب کچھ اور ہے؟ اس سلسلہ میں ایک قول تو یہ ہے کہ حروف اپنی عنصری طبائع کے ذریعہ ہی کام کرتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حروف جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ نسبت عددی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اس قول کے مطابق نسبت عددی مؤثر ومتصرف ہے۔

حقیقت حال جو بھی ہو بہر حال حروف واعداد کا باہمی ایک زبردست تعلق ہے۔ بالکل ایسا ہی تعلق جیسا جسم وروح میں پایا جاتا ہے۔

اسی لئے حروف کی قوتیں اور ان کے اثرات معلوم کرنے کی کوششیں کی گئی اور پھر ان کو زیادہ سریع بنانے کے لئے اعداد کی طرف توجہ مبذول کی گئی۔ چنانچہ ابجد کے اصول کو سامنے رکھ کر حیرت انگیز طور پر کام لئے گئے۔ اور اعداد کی مناسبت سے ان کی باہمی نسبت وتالیف کا پتہ لگایا گیا۔ یہی بنیادیں ہیں جن پر علم جفر اور تعویذات کا سلسلہ قائم ہے۔

حقیقت سحر اور اس کے اقسام

حکیم حافظ جمیل احمد صاحب

سحر کے معنی لغت میں امر مخفی و پوشیدہ چیز کے ہیں اور علمی اصطلاح میں ایسے عجیب و غریب امور کا نام ہے جن کے وجود میں آنے کے اسباب و علل نظر سے پوشیدہ ہوں۔

امام رازی صاحبؒ کے بقول لفظ سحر اصطلاح شریعت میں ایسے امر کے لئے مخصوص ہے جس کا سبب مخفی ہو اور وہ اصل حقیقت کے خلاف نظر و خیال میں آتے ہیں۔ علماء اہل سنت کی رائے میں سحر واقعی حقیقت ہے اور مضرت رساں بھی ہے۔ حق تعالیٰ نے حکمت اور مصلحت کاملہ کے پیش نظر اس میں اس طرح مضر اثرات پیدا کر دیئے ہیں جیسے دوسری چیزیں مثلاً زہر اور نقصان رساں ادویات میں موجود ہیں۔

یہ بات نہیں کہ سحر جادو بذات خود قدرت الٰہی سے بے نیاز ہو کر موثر بالذات ہے۔ سحر کو متاثر بالذات سمجھنا کفر خالص کفر ہے۔

علامہ عمادالدین ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فقہائے اسلام نے سحر کے متعلق تصریح کی ہے کہ جن اعمال میں شیاطین اور ارواح خبیثہ اور غیر اللہ سے استعانت طلب کی جائے اور انکو حاجت روا قرار دیکر منتروں کے ذریعہ ان کی تسخیر کی جائے اور ان سے کام لیا جائے تو شرک کے مترادف ہے اور اس کا عامل کافر ہے اور جب اعمال میں ان کے علاوہ دوسرے طریقے استعمال کریں اور ان سے مخلوق خدا کو نقصان پہنچایا جاوے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں ڈالا جاوے اس قسم کے امور کا مرتکب حرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔

اور جناب آقائے نامدار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اجتنبوا الموبقات الشرک باللہ و السحر" (بخاری شریف) ترجمہ مہلک باتوں سے بچو یعنی شرک اور جادو سے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ عمل سحر حرام ہے اور بالاجماع گناہ کبیرہ ہے۔ آقائے نامدار سیدنا ابرار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحر کو سات مہلک چیزوں میں شمار کیا ہے۔

سحر بعض صورتوں میں کفر ہے اور بعض صورتوں میں حرام اور بعض صورتوں میں گناہ کبیرہ ہے۔ بہر حال سحر کا سیکھنا سکھانا کفر و حرام ہے اللھم حفظنا بہت سے جہلاء سحر کو مانند معجزہ سمجھتے ہیں مگر علماء و صلحائے کرام و بزرگان دین نے اس خیال باطل کو رد کیا اور سحر اور معجزہ کے فرق کو صاف صاف بیان کیا ہے فقہا نے اس کی تصریح کی ہے کہ معجزہ براہ راست خداوند تعالیٰ کا فعل ہے جو بغیر اسباب کے ایک صادق نبی کی صداقت کے لئے عالم وجود میں آتا ہے اور اس کا کوئی اصول اور قاعدہ و قانون نہیں ہوتا بلکہ جب خدا چاہتا ہے یا اس کا نبی بارگاہ خدا میں رجوع کرتا ہے تب معجزہ کا ظہور ہوتا ہے۔

سحر اور جادو ایک فن ہے جسکو اس کے مقررہ اصول اور قوانین کی پابندی کے ساتھ استاد فن ساحر اپنے فن کا ہر وقت مظاہرہ کر سکتا ہے گو کہ اس کے اسباب نظروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں لیکن اس فن کے واقف کار اس سے واقف ہوتے ہیں۔

اور حقیقت سحر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے توسل کو چھوڑ کر خفیہ اسباب و علل کے ذریعہ خلاف عادت افعال عجیبہ پر قدرت کا نام سحر ہے۔ دنیا میں مختلف الانواع و اقسام کے مروجہ لاتعداد طریقے ہیں "خفیہ اسباب" کہ جن کے ذریعہ امور خرق عادت ظہور میں آتے ہیں۔ کچھ "روحانیات" سے متعلق ہیں۔ جیسے روحانیات کواکب، افلاک اور عناصر کی روحانیات جزئیہ ہیں۔ مثال کے طور پر روحانیات امراض یا جنات و شیاطین، یا وہ ارواح جو جسم سے الگ ہو چکی ہیں اور ان کو مسخر و تسخیر کر کے ان کو مختلف کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یا تاثیرات جسمانیہ ہیں جو اپنی مخصوص تراکیب یا مختلف کیفیات کے اجتماع یا صورت نوعیہ کے خواص کی بناء پر عمل میں آتی ہیں۔

روحانیت سے مناسبت یا تعلق پیدا کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ کبھی ان کا نام لیکر مقررہ طریقے سے التجاء و فریاد کی جاتی ہے یا نام مخصوص صورتیں ترتیب دیکر مخصوص کلام پڑھا جاتا ہے۔ دو طریقوں پر سحر پایا جاتا ہے اوّل طریقہ کلدانیوں کا ہے دوسرا طریقہ اہل بابل کا ہے۔ دوسرے طریقہ

کا آغاز ہاروت ماروت سے ہوا ہے۔

معتبر تاریخوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کلدانی، سحر کے بڑے ماہر ہوتے تھے اور نمرود کے زمانہ میں علمائے بابل نے چھ طلسم ایسے تیار کئے تھے جو کہ عقل و فہم سے باہر تھے۔

۱:- کلدانیوں نے تانبے کی "بط" بنائی تھی اس کی خصوصیت یہ تھی کہ جب کوئی چور یا جاسوس شہر کی چار دیواری میں داخل ہوتا تھا تو یہ بط خود بولنے لگتی تھی تو لوگ سمجھ جاتے تھے کہ شہر میں کوئی جاسوس یا چور داخل ہوا ہے اور لوگ اس کی تلاش میں لگ جاتے تھے اور اس کو گرفتار کر لیا جاتا تھا۔

۲:- ایک عجیب نقارہ تیار کیا تھا اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اگر کسی شخص کا مال و زر قم یا اور کوئی شے گم ہو جاتی تھی تو وہ شخص نقارہ بجاتا تھا تو اس سے آواز آتی تھی کہ تمہاری گمشدہ شے فلاں جگہ یا فلاں کے پاس ہے۔

۳:- ایک ایسا حوض ترتیب دیا تھا کہ کسی جشن کے موقعہ پر لوگ اس کے کنارے جمع ہو جاتے تھے اور مختلف قسم کے شربت اس میں ڈال دیتے تھے اور جس وقت ان کو ضرورت ہوتی وہی ان کا مطلوبہ شربت اس شخص کو مل جاتا تھا۔

۴:- ایک ایسا آئینہ تیار کیا تھا جو غائب کا حال بتاتا تھا کہ فلاں شخص کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔

۵:- ایک ایسا تالاب بنایا تھا کہ جس سے مختلف قسم کے مسائل حل کئے جاتے تھے مثلاً کسی ایک چیز کے دو شخص دعویدار ہیں کہ میری ہے دوسرا کہتا ہے میری ہے تو ان دونوں کو تالاب میں اتارا جاتا تھا۔ جو حق ہوتا تھا تو تالاب کا پانی ناف تک آتا تھا اور جو غلط ہوتا تھا تو وہ شخص اس تالاب میں غرق ہو جاتا تھا۔

۶:- ایک ایسا درخت نمرود کے محل کے دروازہ کے سامنے لگایا تھا جس کا سایہ آدمیوں کی تعداد کے مطابق گھٹتا اور بڑھتا تھا یہ سب طلسمات نمرود کے دارالسلطنت شہر بابل میں موجود تھے۔

فن سحر کے ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ سحر کلدانی بہت ہی مشکل ہے اس کے حاصل کرنے میں سخت سے سخت محنت و مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ اس علم کا عامل اپنے علمی کمالات سے وہ وہ کمالات اور امور خوارق و عادات لوگوں کو دکھاتا ہے جن کو عقل و فہم بھی سمجھنے سے قاصر ہیں اس جادو میں تمام ارواح کی تسخیر ہوتی ہے۔ جس مریض کو طبیب مہینوں کے علاج سے صحت یاب نہیں کر پاتا اس جادو کا جاننے والا لمحوں میں تندرست کر سکتا ہے اس قسم کا سحر بلاشبہ کفر ہے۔

اس سحر کی پندرہ شرطیں ہیں جن میں چند شرطیں یہ ہیں۔

ارواح کو دلوں کے حالات پر مطلع ہونے کا یقین۔ ارواح کے خلاف ذرا بھی بد عقیدگی پیدا ہو گئی تو سارا کام بنا بنایا بگڑ گیا۔

روحانیات کواکب کی تسخیر میں سب سے پہلا طریقہ و عمل تسخیر قمر کا ہے اور تسخیر قمر کی دعوت میں جو کلام پڑھا جاتا ہے وہ کفریہ ہے اس لئے اس کا تحریر کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اصول اسلام کے خلاف اور توحید کے منافی ہے۔

اہل بابل ہاروت و ماروت کی تعلیم کے مطابق تسخیر روحانیات علویہ سفلیہ و جسمانیہ وغیرہ کرتے تھے اور اہل یونان تسخیر روحانیات علویہ پر اکتفا کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ روحانیات علویہ کی تسخیر کے بعد روحانیات سفلیہ کی تسخیر کی ضرورت نہیں ہے۔ زمانہ قدیم میں ہندوستان میں بھی سحر اہل بابل کا رواج تھا حتیٰ کہ ہندوستانی روحانیات پر زور دیا کرتے تھے۔

سحر کی دوسری قسم جن و شیاطین کو تسخیر کرنے کی ہے یہ پہلی قسم سے سہل اور آسان ہے ہندوستان میں سحر کی یہ دوسری قسم بکثرت رائج ہے۔ اس دوسری قسم کے سحر میں بھوانی، ہنومان، کالی، بھیروں، لونا چماری اور مختلف دیوی، دیوتاؤں کی دہائیاں دیکر ان کے جائے وقوعہ پر خوشبو جلا کر، دھونی دیکر، بھینٹ چڑھا کر کام لیا جاتا رہا اور لیا جا رہا ہے یہ دوسری قسم سحر بھی حرام و کفر ہے۔

تیسری قسم سحر کی تسخیر ارواح خبیثہ ہے اس میں کسی قوی ہیکل قوی الجثہ شخص کی روح کو کلام شیاطین پڑھ کر تسخیر کرتے ہیں اور اپنے تابع کر لیتے ہیں اور ان سے مثل نوکر کے کام لیتے ہیں اس قسم کے سحر میں اکثر عام طور سے ارواح خبیثہ سے ہی کام لیا جاتا ہے اس لئے شرعاً یہ بھی ممنوع و حرام ہے۔

چوتھی قسم سحر کی یہ ہے کہ اس قسم میں معمول کی قوت واہمہ کو بعض ارواح خبیثہ یا جنات کے ذریعہ خراب کر دی جاتی ہے یعنی معمول کو سامنے کی چیز نظر نہیں آتی، اگر نظر آتی ہے تو ہولناک صورت میں دکھائی دیتی ہے۔

فرعون کے جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اسی قسم کے سحر سے بنائے ہوئے سانپ چھوڑے تھے اسی قسم کے جادو کو سامری جادو بھی کہا جاتا ہے جو کہ فرعون کا سب سے بڑا جادوگر تھا۔ اس قسم میں ارواح خبیثہ سے مدد لی جاتی ہے اور شیطان کے ناموں کی دہائی دی جاتی ہے اور حد سے زیادہ ان کی تعظیم کی جاتی ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔

پانچویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس میں عجیب غریب نظارے لوگوں کو دکھائے جاتے ہیں۔

یوں تو اگر سحر کی قسموں کو بیان کیا جائے تو ایک عظیم کتاب درکار ہے۔ بس اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں شائقین عاملین کی معلومات میں اضافہ کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ اب آگے وہ مضرات بیان کرتا ہوں جو سحر سے پیدا ہو

تے ہیں۔ ان مضرات کو پڑھئے۔

مضرات سحر

مضرات سحر و علامات سحر کی پہچان کے قواعد و طرائق پہلا حصہ " آفتاب عملیات" بطریق ابجد اعدادی میں بیان ہو چکا ہے۔ حصہ اول دیکھیں۔ دوسرے شائقین مریض کے بیان میں حصہ دوم آفتاب عملیات "" میں مفصل ذکر گذر چکا ہے۔ حصہ دوم دیکھیں پھر بھی مختصر پہچان سحر کی بیان کرتا ہوں تا کہ شائقین عملیات کو بجائے دشواری کے آسانی ہووے۔

اوّل علامت سحر یہ ہے کہ دو میاں بیوی آپس میں محبت و اُلفت سے زندگی گذار رہے ہیں۔ یکایک مرد و عورت میں تنازعہ کی شکل کھڑی ہو جائے اور ایک دوسرے کی شکل سے بھی بیزار ہو جائے۔

دوسری علامت یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کی محبت میں فریفتہ ہو اور سحر کر کے اس کو برگشتہ کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ شوہر کی شکل دیکھ کر آگ بگولہ ہو جاتی ہے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کے اوصاف بیان کرتے کرتے نہیں تھکتی بلکہ رات دن شوہر کی محبت کا دم بھرتی ہے مگر سفلی سحر کے ذریعہ اس کو بد ظن، متنفر کر دیا جاتا ہے اور اس کو شوہر کی شکل مثل کتے اور خنزیر کے نظر آنے لگتی ہے۔

چوتھی علامت یہ ہے کہ کسی بھی نوجوان حسین خوبصورت لڑکی ہونے کے باوجود رشتہ والے لڑکی والے دیکھ کر اچاٹ ہو جاتے ہیں اور رشتہ سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس طرح عرصہ دراز گذر جاتا ہے۔

پانچویں علامت یہ ہے کہ لڑکیوں کے رشتہ آنے بند ہو جاتے ہیں یعنی بغیر دیکھے ہی لوگ بد ظن ہو جاتے ہیں اس کے ذکر سے نفرت اور اچاٹ پن دلوں میں ہونے لگتا ہے۔

چھٹی علامت یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی بچوں پر محبت میں جان دیتا ہے مگر سحر زدہ ہونے کے بعد نفرت و بغض کرنے لگتا ہے اور سمجھانے والا بھی دشمن لگتا ہے۔

ساتویں علامت یہ ہے۔ یہ بھیڑ، بکریوں، گایوں، اور بھینسوں پر یعنی دودھ دینے والے جانوروں پر کیا جاتا ہے۔ اس کے راستہ میں ڈالدیتے ہیں ان جانوروں کا دودھ سوکھ جاتا ہے بچہ مر جاتا ہے دودھ پینے والے بیمار ہو جاتے ہیں۔

آٹھویں قسم سحر کی یہ ہے جو کہ چوپایوں کیلئے مخصوص ہے اس سحر کے کرنے سے جانوروں کے جوڑوں میں درد ہو جاتا ہے اور وہ جانور گھاس کھانا چھوڑ دیتے ہیں اگر بروقت علاج نہ ہو تو مر جاتے ہیں۔

نویں قسم سحر کی یہ ہے یہ سحر دودھ دینے والے جانوروں اور بچہ جننے والی ماؤں پر کیا جاتا ہے، خواہ جانور ہوں یا عورتیں ماس کے کرنے کے بعد بچہ پیٹ سے بے وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

دسویں قسم سحر کی یہ ہے سحر کے ذریعہ خاص کر اولاد کو نشانہ بنایا جاتا ہے یعنی نومولود اور شیر خوار بچوں پر یہ سحر کیا جاتا ہے اور بچے سوکھ کر مر جاتے ہیں۔

گیارھویں قسم سحر کی یہ ہے طالع سنبلہ میں بروز منگل یا جمعہ کو ایک پتلہ وطارد کا بنا کر راستے میں ڈالدیتے ہیں وہ پتلا جس عورت کے پیروں میں آجائیگا۔ اس عورت کے یہاں لڑکیاں ہی پیدا ہوں گی، لڑکا نہ ہوگا۔

بارھویں قسم سحر کی یہ ہے کے مرد کو بستہ کر دیا جاتا ہے یعنی وہ مرد ہمبستری کے قابل نہیں رہتا۔

تیرھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ دلہن کو اپنے شوہر سے یا جس سے بستہ کیا ہے اس کے ساتھ ہمبستری سے نفرت ہو جاتی ہے۔

چودھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ مرد کے مفاصل (جوڑوں) میں درد پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اور مرد بیکار ہو جاتا ہے۔

پندرھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ عورت کے پیٹ میں اور سر میں پانی پیدا ہو جاتا ہے۔

سولھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ سحر زدہ ہونے کے بعد عورت رنگ بدلنے لگتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد تبدیلی رونما ہوتی ہے اور شکل و صورت بھیانک ہو جاتی ہے۔

سترھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ عورت کو باندھ دیا جاتا ہے اور عورت عقیمہ (بانجھ) ہو جاتی ہے ماہواری بھی ہوتی رہتی ہے مگر استقرار حمل نہیں ہوتا ہے۔

اٹھارھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ کسی بھی شخص کا روزگار باندھ دیا جاتا ہے۔ اور سحر زدہ کا مال و اسباب تلف ہو جاتا ہے مویشی مر جاتے ہیں آئے دن نقصان کا سامنا رہتا ہے۔

انیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس قسم کے ذریعہ رشتہ ازدواجی منقطع کر دیا جاتا ہے اور مرد عورت جدا جدا ہو جاتے ہیں۔

بیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس قسم کے ذریعہ سے کسی گھر کو ویران و برباد کر دیا جاتا ہے اس گھر کی خیر و برکت اڑ جاتی ہے۔ محبت و الفت جاتی رہتی ہے ایک دوسرے کو دشمن سمجھتا ہے رات دن جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔

اکیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ اپنے مطلوبہ شخص کو خواہ مرد ہو یا عورت شدید بیماری میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور کسی صورت صحتیاب نہیں ہو پاتے۔

بائیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ کسی بھی شخص کو مرد یا عورت کو ذلیل کر دیا جاتا ہے ہر کوئی ان سے بلا وجہ نفرت کرنے لگتا ہے۔ کوئی اعتبار نہیں کرتا ہے۔

تیئیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ کسی افسر یا حاکم یا ملازم کو نوکری سے، یا افسر کو عہدہ سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ سحر زدہ ہونے پر نوکری و عہدہ سے معطل ہو جاتا ہے۔

چوبیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ امیر کو، رئیس کو، تجار کو، وزیر کو عہدہ سے گرا دیا جاتا ہے اور فقیر و کنگال بنا دیا جاتا ہے

پچیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر سے عورتوں کو اجاڑ کر دیا جاتا ہے یعنی طلاق دلادی جاتی ہے جب تک اس سحر کا دفعیہ نہ ہوگا تو کتنے ہی نکاح کر لئے جائیں سب منقطع ہوتے رہتے ہیں۔

چھبیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ حاکم کو تبادلہ پر پہنچا دیا جاتا ہے اور شہر سے دور کر دیا جاتا ہے۔

ستائیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ خوبصورت حسین عورت کے حسن و جمال کو خراب کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے پرایوں کی نظر میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔

اٹھائیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہر ترقی کو مسدود کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ تعمیر شدہ مکان کو اجاڑ دیا جاتا ہے اس گھر میں کوئی آباد نہیں ہو پاتا ہے بلکہ ویران رہتا ہے جو بھی مکان میں آتا ہے جلد ہی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

سحر کی اور بھی بہت سی قسمیں ہیں بس اتنی ہی علامتوں پر اکتفاء کرتا ہوں تاکہ مضمون طویل نہ ہو جائے۔

اور قسم راز کو پردہ راز میں اس لئے رکھا ہے تاکہ عوام الناس اور خاص کر شائقین عاملین کے سامنے آنے پر کسی بھی روز کسی طریقہ قسم سحر کے اخذ کر کے کوئی عمل کر لیا تو ایمان کا ہذیان ہے اس لئے ان سفلی سحر کو تحریر نہیں کیا کہ عاملین مضرت رسائی سے، کمزوری ایمانی سے محفوظ رہیں اور گناہ کبیرہ کے مرتکب نہ ہونے پائیں"۔

عاملین جہان مخلوق کی حفاظت اور بہتری و فلاح و بہبود کیلئے کوشش کرتا ہے اوّل اپنی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے یعنی اکل حلال، صدق مقال اور پابندی شریعت و پابندی، صوم و صلوٰۃ کا اہتمام رکھنا ازحد ضروری ہے تبھی مخلوق خدا کی صحیح معنوں میں خدمت انجام دے سکتا ہے اور ثواب دارین حاصل کر سکتا ہے وہمات اور لغویات سے، کذب، دروغ گوئی سے اور خرافات واہیات سے دور رہنا چاہئے۔ امراض کا علاج اور عقائد کی اصلاح کرنی چاہیے تا کہ اپنا بھی اور دوسروں کا بھی ایمان محفوظ و سلامت رہے۔

مولانا محمد طاہر قاسمی
برادر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

ترجمہ تو کہہ پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے معبود کی، بدی سے اس کی جو پھسلا دے اور چھپ جاوے، وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں جنوں میں اور یہ آدمیوں میں۔

سورہ فلق میں انسان کو ان چار آفتوں اور شیطانی مضرتوں سے پناہ رب میں لیا گیا تھا جو عالم اجسام میں انسان کے لئے ضرر رساں تھیں اور جو ظلمت و شیطنت انسان کو عالم اجسام میں مطمئن نہ رہنے دیتی تھی۔ چنانچہ ناظرین کرام پڑھ چکے ہیں کہ ظلمت و شر کا ظہور عالم اجسام میں کبھی "ما خلق" کی صورت میں ہوا ہے اور کبھی "غاسق اذا وقب" کی ہیئت میں کبھی شر شیطان "النفٰثٰت فی العقد" کی شکل میں اثر انداز ہوتا ہے اور کبھی "حاسد اذا حسد" کے لباس میں۔ الغرض عالم اجسام میں شیطان کی ایذا رسانی اصولاً انہی چار شکلوں سے ہوتی ہے۔ اب سورۂ ناس میں پروردگار عالم نے شیطان کے اس ضرر شدید اور شر عظیم سے انسان کو خبردار کر کے اپنی پناہ میں لیا ہے جو عالم ارواح میں براہ راست اس کے جوہر انسانیت پر شیطان کی طرف سے اثر انداز ہوتا تھا اور اس کی ملکیت کو جلاو تاراج کرنے کی سعی کرتا تھا اور تدبیر جسم میں فساد ڈال کر شیطان ہر دو عالموں میں روح انسانی کے لئے خسران و ناکامی کے اسباب مہیا کرتا تھا۔

ہر دشمن کے موافق اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے

یہ ایک اقتضائے فطرت ہے کہ جس قدر بڑا دشمن ہوتا ہے اسی قدر اس کے مقابلہ میں تیاری کی جاتی ہے۔ سانپ اور بچھو انسان کے دشمن ہیں تو ان کے مارنے کے لئے لاٹھی اور جوتا کافی ہوتا ہے لیکن اگر کوئی دشمن تیر و تفنگ سے مقابلہ میں آئے تو اسکا مقابلہ توپ اور ہوائی جہاز سے کیا جاتا ہے۔ اسی لئے عالم اجسام میں جب شیطان انسان کے مقابلہ میں حیوانوں اور انسانوں کا بھیس بھر کر آیا تو اس کے پچھاڑنے کے لئے انسان کے پرورش کرنے والے خدا نے صرف رب الفلق کا نورانی ہتھیار مرحمت فرمایا یعنی شیطان کو انسان نے اس کا الٹی میٹم دیدیا کہ اگر تو نے اسکے بعد اپنے شر در و مکائد سے مجھ پر حملہ کیا تو یاد رکھ میرا خداوہ ہے جو رات کی تاریکیوں سے صبح کا نور ظاہر کرنے والا اور شرور کائنات کی اندھیریوں میں سے حق و رسالت کا آفتاب و مہتاب چمکانے والا ہے اور شیطنت کے راستوں کو مسدود فرما کر انقلاب ماہیت کر دینے والا ہے

عالم ارواح میں شیطان کا حملہ اور اس کا تدارک

اور جب شیطان عالم ارواح میں براہ راست انسان کے جوہر ملکیت و انسانیت کو معدوم کرنے کے لئے اس پر حملہ آور ہوا اور بمصداق حدیث ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم۔ جب کہ وہ جسم انسانی میں داخل ہو کر اس کے رگ و پے میں خون کی طرح دوڑنے لگا تو اس پروردگار عالم نے جس نے انسان کو کرامتِ عقل کا تاج پہنا کر اور خلاصہ کائنات بنا کر خلیفۃ الارض بنایا ہے اپنی ربوبیت و ملکیت و الوہیت کی تجلیات ثلثہ کا کبھی غروب نہ ہونے والا آفتاب و مہتاب، ارواح انسانی پر طلوع فرمایا اور اپنی صفات نورانیہ میں سے انسان کو ایسے تین نور مرحمت فرمائے جن کے توسل اور توسط کے بعد شیطنت کا یہ مخفی اور کاری حملہ انسان کے لئے مضرت رساں نہ ہو۔

آفتاب عالم اجسام و آفتاب عالم ارواح

کائنات عالم کو منور کرنے والے آفتاب کی ضیاء پاشی تو اس طرح ہے کہ وہ طلوع ہو کر بڑھتا اور نصف النہار پر آکر زوال پذیر بھی ہو جاتا ہے اور مغرب کے وقت تک ہماری نظروں سے غائب ہو کر جو اپنی نورانیت لاتا ہے وہ اپنے ہی ساتھ لے جاتا ہے لیکن عالم ارواح میں ان تجلیات ثلثہ کا آفتاب ضیاء پاش اور اس کے انوار و برکات تو کسی وقت اور کسی آن بھی غروب نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر آن نئی شان اور نئی دھج سے انسان کی تربیت و حفاظت، ہلاو ارتقاء میں سرگرم عمل رہتے ہیں اور شیطنت کی تاریکیوں سے انسان کو ہٹا کر صراط نور پر چلانے کے لئے ہر دم مستعد ہیں اور قلب انسانی میں ان تجلیات ثلثہ کی جلوہ پاشی جہت و مکان سے منزہ ہونے کے باوجود بعینہ وہی شکل رکھتی ہے جیسے آفتاب کا نور تمام عالم کو محیط ہونے کے باوجود جو آئینہ میں آجاتا ہے آفتاب عالمتاب اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا مگر آئینہ میں جلوہ افروز ہو جاتا ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ آفتاب آئینہ میں نہ سما سکنے کے باوجود آئینہ میں ہے ایسے ہی ان صفات ثلثہ کی جلوہ افروزی باوجود جہت و مکان سے منزہ ہونے کے قلب انسانی میں قرار پکڑ لیتی ہے یہیں سے خداوند عالم کا شہ رگ سے بھی زیادہ ہم سے قریب ہونا بھی بالبداہت روشن ہو گیا کیوں کہ جس طرح انسان مطلق ہر انسان مقید میں پایا جاتا ہے یہی حال موجود اصلی کا موجودات عالم کے ساتھ ہے لیکن اس قربت و جلوہ افروزی کے ساتھ بھی اگر کوئی اندھی روح اپنے ارادہ و اختیار سے ان تجلیات ثلثہ کے فیوض و برکات سے مستفید نہ ہونا چاہے اور شیطنت کے جال سے نکلنے کی آرزو ہی نہ کرے بلکہ اس کے دام تزویر میں پھنس جانے ہی کو اپنی کامیابی اور ترقی سمجھے تو اس میں ان تجلیات ربانیہ کا کیا قصور ہو سکتا ہے۔ جیسے آفتاب عالمتاب، اس عالم میں روزانہ تجلی ریز ہوتا ہے اور اکتساب فیض کے لئے ہر ایک کو صلائے عام دیتا ہے مگر اس پر بھی جو اس کے انوار و تجلیات سے متمتع و مستفید نہ ہو اور تاریکی ہی میں رہنا پسند کرے تو آفتاب کا اس میں کچھ قصور نہیں بلکہ اسی کوتاہ نظر کا قصور ہے اسی طرح جو کوتاہ عقل ربوبیت "ملکیت و الوہیت" کے انوار و تجلیات سے اکتساب نور ہی نہ کرے تو اس میں ان کا کوئی قصور نہ ہوگا بلکہ عقل انسان کے مختار و مجاز ہونے کی وجہ سے سراسر قصور اسی کا سمجھا جاویگا اور یہی انوار و تجلیات و صفات ربانی یوم حساب میں اس پر حجت کر دی جاویگی۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

آئینۂ قلب میں جلوۂ خداوندی کب ضیاء ریز ہوتا ہے

جس طرح آئینہ کا رخ جب آفتاب عالمتاب کے ٹھیک مقابلہ پر آجاتا ہے تو آئینہ میں پورا عکس آفتاب منعکس ہو جاتا ہے اور چاہے انسان کتنی ہی اس کی کوشش کیوں نہ کرے کہ عکس آفتاب آئینہ میں نہ آئے یا تھوڑی بہت جھجکی کو آئینہ قبول کرے مگر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح انسان جب اپنے آئینۂ قلب کو خدا کی طرف کرے گا اور اپنی روحانیت کا ملکوتی رخ تجلیات الٰہیہ کی طرف کر کے جہت عبدیت کو معبود حقیقی کے ساتھ صحیح کرے گا تو نا ممکن ہے کہ اس کے آئینہ میں شیطنت کی تاریکی دخل پا سکے اور تواضع و بندگی کے قالب میں رفعت و کرامت کا آفتاب جلوہ گر نہ ہو کما قال الرسول علیہ السلام من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ (الحدیث) اسی مضمون کی طرف قرآن عزیز میں یوں اشارہ فرمایا گیا ہے انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انامن المشرکین

میں نے متوجہ کر لیا اپنے چہرہ کو اسی کی طرف جسنے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے فاقم وجھک للدین حنیفا فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق اللّٰہ ذلک الدین القیم

تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو

سعی شیطان

شیطان کی سعی ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ انسان کے اس ملکوتی جہت کو جسکو خداوند عالم نے اپنی صفات ثلثہ کی طرف رجوع کرنا سکھلایا ہے ان تجلیات ثلثہ کے انوار سے مکتسب نہ ہونے دے بلکہ انسان کے علم و ارادہ، افعال و اعمال کا رخ مسبب حقیقی سے ہٹا کر عالم اسباب کی طرف مائل کر دے تاکہ بہیمیت کا غلبہ ہو کر ملکیت فنا ہو جائے اور ان اسباب کے چکروں میں پھنس کر مسبب عالم سے انسان غافل ہو جائے جس طرح وہ کاشتکار اور کسان جو گنگا کی نہر سے سیکڑوں میل کے فاصلہ پر رہنے کے باوجود اپنی کھیتی باڑی کو سر سبز و شاداب کرنے کی آرزو رکھتا ہے تو اسکے لئے یہی صورت ہے کہ وہ اپنی بستی کے آس پاس گنگا کی شاخ سے ایک چھوٹی سی نالی کاٹ کر اپنے کھیت میں ملا دے تو سیکڑوں میل کی بعد مسافت، اکتساب فیض و بہرہ یابی کے لئے ہرگز مانع نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے حاسد و دشمن، چاہے کتنی ہی سعی اس کی کیوں نہ کریں کہ اس کسان کے کھیت میں خشکی سے ویرانی آجائے مگر نہیں آسکتی۔ اسی طرح جو عباد مخلصین، چشمہ ہائے علوم نبوت و الوہیت، سے اپنے چمنستان قلبی میں، کسب و اکتساب کی نالیاں کاٹ کر لائے ہیں اور جنھوں نے اپنے دلوں کی زمین کو مقدس حوض کوثر سے سینچ لیا ہے ان کے قلوب میں بھی شیطنت کی ویرانی اور جہالت و ظلمت کی خشکی ہرگز دخل نہیں پا سکتی البتہ بندہ کا کام یہ ضرور ہے کہ عمل صالح و کسب محمود کو ہاتھ سے نہ چھوڑے اور جو انسان اپنے قوائے ملکیہ و بہیمیہ سے کام ہی نہ لے اسکی مثال اور حالت تو بعینہ اس کاشتکار کی سی ہے جس

کے گھر میں غلہ بونیکا سامان بھی رکھا ہوا ہے اور قدرت کی فیاضیوں سے پانی اور زمین بھی اس کے پاس موجود ہے مگر نہ وہ زمین کو جوتتا ہے نہ اسے پانی دیتا ہے نہ دانہ زمین میں ڈالتا ہے ہاں مگر قدرت سے امیدوار اس کا ہے کہ میرا دامن مراد بھی انہیں کاشتکاروں کی طرح بھر جائے جنہوں نے سخت سے سخت لوہ کے اندر تپتی ہوئی زمینوں میں قدرت کی فیاضیوں پر اعتماد کرتے ہوئے دانہ کو سپردِ خاک کیا تھا اور ہر قسم کے تعب ومشقت سے جان نہ چرائی تھی تو یہ اعتماد اس کسان کے لئے موجبِ نقصان ہے اور سراسر نادانی ہے اور ناممکن ہے کہ قدرت کی فیاضی اس کے گھر میں غلہ کا ڈھیر لگائے اسی طرح جو انسان اپنی قوتِ ملکیہ کو اوجِ ترقی پر پہونچاکر کمالِ انسانیت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضرورت ہے کہ تعلیماتِ ربانی وہدایاتِ آسمانی کے مطابق اولاً اپنے دل کی زمین میں کلمہ طیبہ کا تخم سعید ڈالیں اور پھر زندگی کی اس کھیتی کو توحید ورسالت کی امانت سے آلائشاتِ شیطانی سے پاک وصاف بنائیں اور مجوزہ اعمالِ حسنہ کی مشقت اور مواظبت ومداومت سے شجرِ ایمان کو بڑھائیں اور پھیلائیں اور دل کی زمین کی پیداوار کو رحمتِ حق کی بارش سے اگائیں اور پکائیں

قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوٰتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معرضون والذین هم للزکوٰة فاعلون والذین هم لفروجهم حافظون.

کام نکال لیا ایمان والوں نے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں اور جو نکمی بات سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامنے والے ہیں

الغرض اس کی ضرورت تھی کہ جس طرح عالمِ اجسام میں شیطان کے راستے مسدود کئے گئے تھے اسی طرح جب وہ مجاری دم میں گھسے اور عالمِ ارواح میں قلبِ انسانی پر اس کا گذر ہو تو اس کے لئے بھی حق تعالیٰ کی طرف کوئی بندش بتلائی جائے۔

شیطان وملک کا گذر قلبِ انسانی پر اور اسکا اثباتِ عقلی

بظاہر حدیث ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم کا یہ مضمون کہ "شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے" خلافِ فطرت معلوم ہوتا ہے لیکن عقلِ سلیم اس پر شاہد ہے کہ روحِ انسانی کا مادی لباس جس طرح کثیف اور وزنی ہے اسی طرح شیطان وملک کا مادہ خلقی لطیف اور سریع النفوذ بھی ہے اور وہ ہر شکل وصورت کے قبول کرنے کی اہلیت وصلاحیت رکھتے ہیں کون نہیں جانتا کہ نور ونار دونوں مادے جسمانی شکل وصورت سے بے نیاز ہیں نور آفتاب کو نور آفتاب تو ہم کہتے ہیں لیکن نہیں بتا سکتے کہ اس کی شکل وصورت کیا ہے اسی طرح نار کو ہم نار کہتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اسکی صورت کیا ہے۔ جس طرح نورِ آفتاب کو اسکی انتہائی لطافت کی وجہ سے زمین قبول کرنے پر مجبور ہے اور اپنی کثافت وتنگیِ ذاتی کی بناپر فیضِ آفتاب ومہتاب کو خواہی نخواہی لینے پر مجبور ومجبول ہے۔ اسی طرح چونکہ شیطان وملک کا مادۂ خلقت بھی زمین سے لطیف ہے اس لئے ان کا اجسامِ انسانی میں داخل ہونا اور انسان کا شیطان وملک کو اپنے جسم میں داخل ہونے سے نہ روک سکنا بھی بالبداہۃ ظاہر ہے۔ رہا شیطان وملک کے وجود کا مسئلہ سو یہ ایک کھلی ہوئی چیز ہے جس طرح مدبر الامر کے حکمِ محکم کا تعلق جب عنصرِ خاکی سے ہوا تو اس سے حیوان وانسان شجر وحجر وغیرہ پیدا ہوئے اسی طرح جب اس کے امر کا تعلق نور ونار سے ہوا تو ان سے شیطان وملک پیدا ہوئے لیکن اگر وہ غیر مرئی ہیں تو اس سے انکارِ وجود لازم نہیں آتا ورنہ تو پھر روح کے وجود سے بھی انکار کرنا پڑیگا اور یہ ہمارا استدلال عقلی بحمد اللہ اختراع محض ہی نہیں ہے بلکہ احادیثِ گلہ وتفاسیرِ معتبرہ میں اسکی اصل بھی موجود ہے چنانچہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے ان الشیطان لمة الخ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ابن آدم کے دل پر شیطان کا بھی گذر ہوتا ہے اور ملک کا بھی۔ شیطان کے گذرنے سے شر پر آمادگی ہوتی ہے اور انسان حق کی تکذیب کرتا ہے اور فرشتوں کے گذرنے سے انسان کو نیک کام کی توفیق ہوتی ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے لہٰذا جس کو نیکی کی توفیق میسر آوے اس کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور جس کے دل میں شیطان کی طرف سے بدی کی تحریک ہو اسکو خدا سے پناہ مانگنی چاہئے۔ الغرض فرشتے اور شیاطین جسم غیر محسوس رکھتے ہیں اس لئے ان کا مجاری دم میں مداخلت کرنا کچھ مشکل نہیں یہی وجہ ہے کہ انسان کے دل پر دریا کی طرح خیر وشر کی موجیں اٹھا کرتی ہیں اور اسکی بعینہ ایسی ہی صورت ہوتی ہے جیسے کسی تالاب میں کوئی پتھر یا ڈھیلا پھینک دیا جائے تو پانی لہریں لینے لگتا ہے اور موجیں سطحِ آب پر ہر مرتبہ ایک نیا لباس پہن لیتی ہیں اسی طرح جب انسان کے دریائے قلب میں فرشتے اور شیطان غوطہ زن ہوتے ہیں تو اسکے قوائے ملکی وبہیمی میں بھی ایک قسم کا تموج پیدا ہو جاتا ہے۔ اور خیر وشر کی یہ لہریں انسان کے اعمال وافعال میں دکھائی دینے لگتی ہیں۔

شیطان کا وجود اور اسکا اثباتِ عقلی

جیسے دریا میں حرکت خود بخود پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی محرک اسمیں تموج نہ پیدا کرے اور دریا کی سطح پر لہریں اس وقت تک نمودار نہیں ہو سکتیں جب تک دریا کی تہ میں کوئی غوطہ نہ لگائے اسی لئے موتی بھی باہر جب ہی آتا ہے جب کہ ماہیانِ دریائی دریا میں اچھال پیدا کرتی ہیں اور کبھی

بھی وہ رحم سے جب ہی باہر آتا ہے جب اس کے پیدا کرنے والے کی طرف سے اس کے لئے حکمِ اخراج صادر ہو جاتا ہے۔ غرض ہر مخفی وجود جب ہی مرئی ہو سکتا ہے جب کہ حضرت ظاہر جل مجدہ کا حکمِ ظہور اس سے متصل ہو جائے اسی طرح انسان کے قوائے ملکیہ وبہیمیہ میں بھی تلاطم وتموج اسی وقت تسلیم کیا جا سکتا ہے جب کہ ایک ایسی مخلوق کا وجود مانا جائے جو غیر مرئی وغیر محسوس ہو اور قلبِ انسانی اسکی تائید وتحریک کی اہلیت رکھتا ہو چنانچہ ایسے ہی غیر مرئی وغیر محسوس ناری مخلوق کو شریعتِ اسلامی جن وشیطان کہتی ہے اور نوری مخلوق کو ملک سے تعبیر فرماتی ہے۔ جس طرح کارخانۂ وجود کا موجود ہو جانا بدون کسی قادرِ مطلق کے تسلیم کے ممکن نہیں اور عناصرِ اربعہ کی قوتوں کا خود بخود ہر شکل وصورت کو قبول کر لینا اور اسکو تسلیم کر لینا صرف انہی کا کام ہے جنکی عقلیں مسخ ہو چکی ہیں۔ اسی طرح شیاطین اور ملائکہ کے وجود سے بھی انکار کرنا اور صرف نفسانی قوت کو شیطان سے تعبیر کر دینا انہی کو نیچری فکروں اور نیچریت کی بیماری میں گرفتار ہونے والوں کا کام ہو سکتا ہے جنکی نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلامِ بلاغت نظام تک نہیں پہونچی اور مخبرِ صادق کے مشاہداتِ غیب کا جنہیں اقرار نہیں ہے

منکرینِ وجودِ شیطانی اور ان کی غلط فہمی

گو جناب سرسید اور ان کے ہم نوا باوجود براہینِ ساطعہ ودلائلِ واضحہ کے پھر بھی اس کے قائل ہیں کہ شیطان وملک کا وجود مستقل شکل وصورت میں نہیں بلکہ صرف نفس کی قوت کا نام شیطان ہے اور ان کے دلائل کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز آنکھ سے دکھائی نہ دے اور کان سے سنائی نہ دے اور زبان سے چکھی نہ جائے ناک سے سونگھی نہ جائے ہاتھوں سے چھوئی نہ جائے اس کا وجود ہو ہی نہیں سکتا لیکن کوئی ان مادہ پرستی میں سرشار ہونے والوں سے پوچھے کہ آخر پھر تم اپنی روح کے کس طرح قائل ہو چاہئے کہ اپنے وجود اور اپنی روح سے بھی انکار کر دو کیوں کہ آج تک حواسِ خمسہ ظاہری نے کسی انسان کی روح کو بھی نہیں دیکھا اور نہ دیکھنے کے باوجود کسی نے انکار کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حواسِ خمسہ ظاہری صرف انہی اشیاء کو محسوس وادراک کر سکتے ہیں جو ذی جسم ہوں اور مادہ وروح دونوں سے مرکب ہوں تمہاری روح کو یہ حواسِ خمسہ ظاہری ہرگز ادراک نہیں کر سکتے وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ حواسِ ظاہری فی الحقیقت دیکھنے والے اور سننے والے، چکھنے والے اور سونگھنے والے نہیں بلکہ وہ قلب مدرک ہے جو ان حواسِ خمسہ سے سب عالم کی اشیاء کو دیکھتا اور سنتا ہے اگر اس کی حس جاتی رہے یا انسان کا دل مر جائے تو پھر یہ حواسِ خمسہ کوئی فعل بھی صحیح طور پر بجا نہیں لا سکتے اور روح بھی بدون حواسِ خمسہ کے اس عالم میں نہیں رہ سکتی۔ غرض یہ ہے کہ حواسِ خمسہ، مجردات کا تنہا ادراک نہیں کر سکتے جب بھی ادراک کرتے ہیں تو مرکب وجود ہی کا ادراک کر سکتے ہیں لیکن جیسے ہر مرکب اپنے وجود سے مفرد کا پتہ دیتا ہے اور ہر مجموعہ اپنے وجود سے اپنے اجزاء پر شاہد ہے اور نسلِ بنی آدم میں دو سے تیسرے کی پیدائش بتلا رہی ہے کہ یہ تیسرا جب ہی معرضِ وجود میں آیا جب کہ ایک مخلوق کی پشت میں رہا اور ایک کے بطن میں۔ اسی طرح خیر وشر کا یہ مجموعہ اور خیر وشر کی یہ نوعِ مرکب بھی بتلا رہی ہے کہ انسان کی نوع اگر فرشتوں کی مخلوق سے نکلی ہے تو اسنے شیطان وجن کی جبلت میں بھی جنم لیا ہے اور دونوں ملکی وبہیمی مخلوقات کا جدا جدا وجود یقینی اور ضروری ہے۔ جس طرح ایک تخت اپنے مجموعہ سے اس پر شاہد ہے کہ اس میں لکڑی بھی ہے اور لوہا بھی اور ان کے جدا جدا ذخیرے اور کانیں عالم میں بالیقین موجود ہیں یہ ناممکن ہے کہ تخت بدون لکڑی اور لوہے کے ذخیرہ کے معرضِ وجود میں آجائے۔ اسی طرح خیر وشر سے مرکب یہ انسانی مخلوق بتلا رہی ہے کہ جداجدا دو قسم کی ناری ونوری مخلوق بھی عالم میں پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ وہ ہم کو مثلِ خدا اور عالم کے دکھلائی نہ دیں یا جیسے ہر بیٹے کا باپ اور اسکی ماں مر جانے کے بعد لوگوں کو نظر نہ آئیں۔

ارواحِ اجل یافتہ بھی انسان کے خیر وشر میں ممد ومعاون ہوتی ہیں

علاوہ ازیں جو ارواح جن وانس اجلِ مقررہ پر پہونچکر موت کا ذائقہ چکھ چکی ہیں اور اپنا لباس خلقی عطاکنندۂ اصلی کو واپس دے چکی ہیں اور اعمالِ خیر واشر کا رنگ ان پر ایسی ہی طرح چڑھ چکا ہے۔ جیسے ایک کپڑے پر ایک رنگ پختہ طور پر دے دیا جائے تو بھی حق تعالیٰ ایسی ارواحِ سعیدہ وخبیثہ کو عالم کی تدبیر کے لئے یا انکو عالمِ سفلی میں محبوس ومعذب فرمانے کے لئے عالمِ سفلی میں رکھتے ہیں جو اپنے اثراتِ ناری ونوری سے انسان پر مسلط ہو کر ایسی ہی طرح انسان کے قوائے ملکیہ وبہیمیہ میں تلاطم وتموج پیدا کر دیتی ہیں جیسے قدرتی بجلی مصنوعی بجلی پر گر کر اس میں ایک غیر معمولی تیزی وقوت اور چمک پیدا کر دیتی ہے۔ بہر حال یہ امر محقق ومنقح ہو چکا ہے کہ شیطان وملک کا وجود ہے اور وہ جسمِ انسانی میں داخل ہو کر روح پر اپنے اثرات ایسی ہی طرح طاری کر دیتے ہیں جیسے ایک مقرر اپنے کلام کے اثرات سے قلبِ انسانی کو متاثر کرتا رہتا ہے اور شیطان انسان کے علم وارادہ وافعال واعمال، کا رخ عالمِ لاہوت سے عالمِ ناسوت کی طرف پھیرتا رہتا ہے اور اکتسابِ تجلیاتِ متنہ خداوندی کی نعماتِ ابدی سے انسان کو محروم کر دیتا ہے اور انسان از خود ان کے روکنے کی

طاقت وقدرت بھی نہیں رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا مقابلہ وہی کر سکیگا جو اس سے بھی بڑھ کر لطیف اور قوی ہو۔

نار کا مقابلہ نور ہی کر سکتا ہے

سو ہر ایک کو معلوم ہے کہ نار کا مقابلہ اگر کوئی چیز کر سکتی ہے تو نور ہی کر سکتا ہے ایک بلب کتنی ہی تیز روشنی والا کیوں نہ ہو جہاں شب کو اس کی روشنی کی ہر شخص آرزو کرتا ہے اور اسکی ضرورت ہر فرد بشر کو محسوس ہے وہیں اس چمکنے والے بلب کا نور آفتاب میں بیکار ہو جاتا بھی ہر ایک پر بخوبی عیاں اور روشن ہے اور آفتاب عالمتاب کے نور کو کم کرنے کے لئے لاکھوں اور کروڑوں بلب بھی کیوں نہ روشن کر دئے جائیں یا دن میں بجلی کی روشنی کتنی ہی زبردست مقدار میں کیوں نہ استعمال کی جائے مگر ناممکن ہے کہ نار نور پر غالب آسکے۔ ٹھیک اسی طرح سمجھ لو کہ شیطان کسی قدر بھی انسان پر قبضہ کیوں نہ جمائے مگر ناممکن ہے کہ جب اللہ ورسول اور اسکی نورانی مخلوق کے انوار وتجلیات کا انسان پر ورود ہو اور بندہ عاصی اکتساب نور کا ارادہ کرے تو شیطان کا کوئی داؤ پیچ چل سکے۔

شیطان کی جبلت ہی میں فساد نظم رکھا ہوا ہے

چونکہ شیطان کی جبلت وفطرت میں فساد نظم کا تقاضہ صانع بیچون وبے چگون نے رکھ دیا ہے اور اس کی خلقت اور ساخت نار سے ہوئی ہے اس لئے اس کا یہ ناری بھی اکثر عالم کے کاروبار میں فساد کا سبب ہوتا ہے دیکھئے ایک عمارت اینٹ پتھر لکڑی چونہ لوہے مٹی وغیرہ کے مجموعہ سے لاکھوں روپیہ میں برسوں کی محنت وکاوش سے تیار کی جاتی ہے اور طرح طرح کی صعوبتوں اور مشقتوں سے اس کو مکمل کیا جاتا ہے مگر جب آگ کا قابو اس پر چل جاتا ہے تو ایک پیسہ کی دیا سلائی سے یہ برسوں کی محنت ایک دم میں غارت ہو جاتی ہے اسی طرح شیطان کا قابو بھی جب انسان پر چل جاتا ہے اور شیطنت کا شرارہ جب بھی کسی کے خرمنِ دین وایمان پر کاری ہو جاتا ہے تو برسوں کے حسنات وبرکات دم کے دم میں اکارت ہو جاتے ہیں اور انسان ذلت وخسران کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔

شیطنت کی سزا ناری ہونی چاہئے

غالبا یہی سبب ہے کہ شیطان کے دامِ تزویر میں پھنس جانے والوں کی سزا بھی نار اسی لئے تجویز کی گئی ہے کہ جس چیز سے انہوں نے دنیا میں لگاؤ پیدا کیا تھا آخرت میں بھی وہی اسی قسم کی جزائے مماثل ان کے سامنے آجائے گی کما قال تعالٰی جزاء سيئة سيئة مثلها ۔ لیکن اسی مادۂ ناری پر جب انسان دسترس اور قابو پالیتا ہے تو پھر اس کے لئے اس سے بڑھ کر مفید شے بھی کوئی نہیں ہے۔

قوتِ نفسانیہ پر قابو پانے ہی سے انسان کامل ہو سکتا ہے

چنانچہ وہ آگ جو کروڑوں روپیہ کی عمارتوں کو ایک منٹ میں خاک کا ایک ڈھیر بنا دیتی ہے جب اس آگ کو انسان اپنے قابو میں کر لیتا ہے تو دیکھ لیجئے کہ ایک اسٹیمر ہزاروں ٹن وزن دم کے دم میں مشرق سے مغرب میں اور مغرب سے مشرق میں پہونچا دیتا ہے۔ یہی حال شیطان اور نفسانی قوت کا بھی ہے کہ وہ جس قدر انسان کے حق میں مضر ہے اسی قدر مفید بھی ہے، وہ شیطان جو انسان کی بھی تاریکی میں اضافہ کر کے اسے اپنا جیسا کر لیتا ہے اور اسفل السافلین کی گہرائیوں میں اتار دیتا ہے جب انسان اس پر قابو اور غلبہ پالیتا ہے تو ملک السموات والارض کے اسرار وعجائب دیکھ لیتا ہے اور اسرار تکوینی وآثار ملکوتی اس پر منکشف ہو جاتے ہیں کما اشار بہ تعالٰی شانہ وكذالك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض وليكونن من الموقنين ٥

تسخیر عناصر اربعہ اور اسکے نتائج

جیسے بجلی کی طاقت پر قابو پالینے سے انسان نے پانی اور ہوا کو مسخر کر لیا ہے اب نہ سمندر کی طوفان خیز موجوں سے انسان ڈرتا ہے نہ ہوا کے جھکڑاسے کوئی گزند پہونچا سکتے ہیں اسی طرح نفسانی قوت پر جن اعلٰی ملکی طاقت رکھنے والے اور ملاء اعلٰی تک پرواز کرنے والے مقدس انبیاء نے قبضہ پالیا ہے اور اس ناری کیفیت کو اپنی ملکیتِ اعلٰی کا خادم بنا کر حضرت احدیت کے چشمۂ قدرت وکمال، جلال وجمال سے توسل کر لیا ہے۔

اثباتِ معراجِ نبوی ورفع مسیح ناصری بجسد عنصری

ان میں برقی قوت سے زیادہ وہ نورانی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ باذن اللہ ان کے لئے آسمان وزمین کی سیر اسی جسدِ عنصری کے ساتھ آسان ہو جاتی ہے اور آسمانوں کی سیر میں یہ ارواح طیبہ اپنے جسدِ عنصری کو ساتھ رکھنے میں کوئی تعب اور دقت محسوس نہیں کرتیں اور قوتِ ناری اور قوتِ نوری اور ملکۂ خیر وشر کا یہی وہ کمال واعتدال اور توازن اصلی ہے کہ جن کے باہم ممزوج ہو جانے کے بعد لباسِ خاکی افاضۂ تجلیاتِ ربانی کے لئے مزاحم ومقابل نہیں رہتا اور نور ملکیت، غالب ومستولی ہو کر اس طرح ان کے قبضہ میں آجاتا ہے جس طرح بجلی پر انسان قبضہ پالینے سے بٹن کے دباتے ہی بجلی سے چاہیں تو پروازی کی کیفیت حاصل کر لیتے ہیں اور جب چاہیں عالم کے کاروبار میں مدد لیتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام جب چاہتے ہیں تو صفاتِ الٰہیہ کی غیر محدود شانوں میں مستغرق ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں ملاء اعلٰی کی سیر کر لیتے ہیں جب بعض اشیاء وادویات کے باہم مل جانے کا یہ اثر ہے کہ ان سب سے مہیب آوازیں پیدا ہو جائیں۔ بم کے گولے ہزاروں جانیں تلف کر دیں تانبے پر یا کسی اور کم بہائی دھات پر کیمیائی دوائیں استعمال کر دی جائیں تو تانبا خالص سونا بن جائے اور کارخانہ عالم میں اس کی قدر وقیمت بڑھ جائے۔ اور کوئی شخص یہ تمیز نہ کر سکے کہ خالص اور قدرتی سونے میں اور اس مصنوعی میں کیا فرق ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ جن اجزاء کو ملا کر قدرت نے سونا بنایا تھا انسان نے بھی خدا تعالٰی کی بتلائی ہوئی الہامی ترکیب کے موافق ویسا ہی سونا بنا دیا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام نے بھی مدبر الامر کی بتلائی ہوئی ترکیب کے موافق نفسانی قوت پر ملکیت کو غالب وحاوی کر کے کچھ اس طرح اس سے کام لیا ہے کہ وہ نفسانیت وبہیمیت، نہ رہی بلکہ مثل تانبے کے ملکیت ہی ضم ہو کر اس کی کمالِ قوت کا سبب بن گئی یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں جو خیر ونور ہے وہ ملائکہ کے خیر ونور سے کہیں بڑھ کر ہے کیوں کہ ملائکہ کے خیر میں ترقی واضافہ کی کوئی شکل نہیں وہ جتنے پیمانہ پر ہے بس اتنے ہی پیمانہ پر رہے گی۔ لا يعصون الله ماامرهم ويفعلون مايؤمرون اور انبیاء علیہم السلام کی ملکیت وخیر وہیں اضافہ وارتقاء ہے کیوں کہ جس طرح انجن میں آگ پانی کو ملا کر اسٹیم پیدا کرتی ہے اور یہ آگ نہ صرف انجن کے حق میں رحمت ہے بلکہ تمام مسافروں کے حق میں یہی باعثِ برکت ہے اور چولہے کی آگ اس قدر قوی نہیں ہوتی بس وہ ایک خاص صورت میں جلتی رہتی ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے لئے باذن اللہ کرۂ ارض سے کرۂ سماوی پر جانا اور وہاں قیام کر جانا ایسا ہی سہل ہو گیا تھا جیسا کہ برقی طاقت پر تھوڑا سا قابو حاصل ہو جانے سے ہمیں اور تمہیں ہوائی جہاز کے ذریعہ سے ہوا میں اڑنا اور تیرنا آسان ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں اگر غذائے جسمانی کی طاقت سے ہمیں اور تمہیں زینہ پر چڑھ جانا آسان ہے اور قوتِ بہیمیہ نے بآسانی ہمیں بڑے سے بڑے پہاڑ اور زینہ پر لے جا کر سطح زمین دکھلا دی ہے یہ طاقت نہ ہو تو ایک سیڑھی پر بھی قدم نہ رکھا جائے ایسے ہی انبیاء علیہم السلام کی قوتِ ملکیہ کو کلام وامر خداوندی کی روحانی طاقت وتقویہ نے اس درجہ پر پہونچا دیا تھا کہ وہ باذن اللہ کرۂ سماوی پر چڑھ جائیں اور اکی قوتِ بشریہ مانع رفع الی السماء نہ ہو۔

ان اشارہ سے گمانِ غالب یہ ہے کہ ناظرین کرام کو مسئلہ رفع مسیح جسدِ عنصری اور معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں انشاء اللہ تردد وکھٹک باقی نہ رہے گا۔

شیطان کا تمثل جسمانی وروحانی

الغرض شیطان ہر شکل وصورت سے بدن انسانی میں داخل ہوتا ہے اور عالم اجسام سے عالم ارواح میں اور عالم ارواح سے عالم اجسام میں جب چاہے جس قالب اور جس صورت سے چاہے انسان کو گھیر کر اپنی ذات سے ملکیتہ انسانی کو تیرہ وتاریک اور عیب دار بنا دیتا ہے۔ لوح محفوظ عرش وکرسی اور علیین سے جو تعلقات ارواح انسانی کے قائم ووابستہ ہیں شیطان کے درمیان میں حائل ہو جانے سے وہ تعلق بعید ایسی ہی طرح منقطع ہو جاتا ہے جیسے آفتاب ومہتاب پر ابر آجائے بس انہی تعلقات کے انقطاع کا نام ضلالت وگمراہی ہے اور بندہ اور خدا کے درمیان شیطان کے حائل ہو جانیکا نام ہی شرک ہے کیوں کہ جب شیطنت انسانیت پر چھا جاتی ہے تو اسکی تمامتر توجہ عالمِ اجسام ہی میں مصروف ہو جاتی ہے

شیطان کی دھوکہ دہی کی ایک مثال

جس طرح وہ انجن جو کلکتہ کی طرف اپنی بیسیوں گاڑیوں کے مسافروں کو فراٹے بھرتا ہوا لے جا رہا تھا لیکن ایک معمولی سے کانٹا بدلنے والے نوکر کی شرارت سے انجن کی لائن کا رخ بدل گیا اور بجائے کلکتہ پہونچنے کے وہ انجن مسافروں کو لیکر لاہور پہونچ گیا تو جو کچھ شرارت وغفلت پاور کی جائے گی وہ ذرا تیور اور کانٹے والے ہی کی کہا سکتی ہے لائن کا کچھ قصور نہ ہوگا اسی طرح شیطان انسان کی عمر عزیز کی جملہ ترقیات کی لائن کا رخ عالم بالا سے پھیر کر عالم فانی کی طرف کر دیتا ہے اور اسی طرح اسکو فنا کر دیتا ہے بس یہی روح کی موت کہلاتی ہے۔ کیوں کہ جب اس کا تعلق اسکے اصل مرکز سے منقطع ہو جائیگا تو ناممکن ہے کہ اسکی حیات باقی رہ سکے جیسے وہ درخت جس کی جڑ پر کلہاڑا چلا یا جائے اور اس کا تعلق زمین سے منقطع کر دیا جائے تو درخت کے حق میں یہ موت ہے اور زمین کی جملہ قوتیں باوجود اس درخت کے متصل ہونے کے محض اس قطع رشتہ کی وجہ سے کوئی نفع اسکو نہیں پہونچا سکتیں اور اس کلہاڑا لگنے کے تھوڑی دیر بعد یہ نظر آنے لگتا ہے کہ درخت کی وہ سرسبز وشاداب ڈالیاں جو ابھی ابھی ہوا کے جھونکوں میں جھوم جھوم کر نظروں کو اپنی طرف جھکائے دے رہی تھیں اور وہ آفتاب کی نورانی شعاعیں جو اس کلہاڑا لگنے سے پیشتر اس پر جگمگا رہی تھیں اس انقطاع تعلق کے بعد درخت کے جملہ برگ وبار کملا جاتے ہیں اور وہ درخت جو سیکڑوں آدمیوں کو ابھی اپنے سایہ میں سلائے ہوئے تھا یکایک سوکھ کر زمین پر گر پڑتا ہے اسی طرح وہ انسان جنکی ارواح سعیدہ تدبیر جسم میں مصروف تھیں اور فیضان تجلیات ربانی سے فرحاں وشاداں ترقی ملکیت میں مصروف تھیں کہ یکایک شیطان کی تاریکیوں نے چاروں طرف سے آن گھیرا اور ان کے تعلقات خدا اور رسول میں رخنہ ڈال کر یہ انقطاع ان کے حق میں باعث پژمردگی ہوگا اور اگر روح انسانی اپنے خالق ومولی

کی طرف انابت و تضرع نہ اختیار کریگی تو جنگلی کی موت اس پر آجائے گی۔ خداوندِ عالم نے انسان کے لئے توبہ و استغفار اس لئے رکھا ہے کہ جب اس کا رشتہ اپنے مالک و مولیٰ سے کمزور پڑنے لگے اور شیطان کے غلبہ و تسلط سے انسان کی حیاتِ ابدی خطرہ میں آجائے تو بندہ اپنی طلسماتی شرارتوں پر دل سے نادم ہوکر اپنا علاقہ درست کرلے۔

مسلم عاصی اور کافرو مشرک کے معاصی کا فرق

یہی فرق مسلم عاصی اور کافر و مشرک کے گناہوں میں ہے کہ شیطان تو ہر ایک کے خانہ دل کو ٹٹولتا ہے وساوس و خطرات سے ہر ایک کے قلب کو سیاہ کرتا ہے مگر جنکی روح عالم اجسام کی آلائشوں سے بالکلیہ ملوث نہیں ہوئی اور توحید و رسالت کا کوئی نقطہ نورانی بھی ان میں موجود ہے گناہ و اثم کی مزاولت اور ممارست سے جن کے دل پورے سیاہ نہیں ہو چکے ہیں جب بھی رحمتِ حق کی بارش کا کوئی چھینٹا ان پر پڑ جاتا ہے اور جب بھی کسی سعید روح کا گذر ان کے قلب پر ہو جاتا ہے تو وہ پکار اٹھتے ہیں کہ اے لعین و بدکار دشمن پروردگار یہ تیرا حملہ شر گویا بر بنے آن و بان، قوت و شوکت کے ساتھ ہے اور تیرے یہ باطلانہ اقدامات گو بڑے استحکامات کر کے آئے ہیں مگر یاد رکھ کہ حول و قوت جو کچھ بھی ہے وہ اللہ جل شانہ و عزمکانہ ہی کے لئے ہے اور باگ ڈور صرف اسی کے ہاتھ میں ہے جتنے ہدایات و سعادت کی منادی عالم میں کرائی ہے اور باطل کو حق سے مغلوب ہونے ہی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

اما الزبد فيذهب جفاء او اما ما ينفع الناس فيمكث فى الارض، جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا. لاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم. بس اتنا کہتے ہی انسان پر سے تمام تاریکیوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور شیطنت کے تمام منصوبے بکھر جاتے ہیں۔

انسان اگر اس مفسد نظم عالم کے مکائد و دسائس سے بچنا چاہتا ہے اور اس دشمن انسانیت کے داخلہ کو عالم ارواح میں بند کرانا چاہتا ہے تو اس کی صورت صرف یہی ہے کہ وہ کارساز عالم کی پناہ لے اور اسکی بجز رہ صفات ربوبیت و ملکیت و الوہیت کی پناہ لیکر شیطان کو مقہور و مغلوب کرے۔

شیطان کس حالت میں انسان پر حملہ کرتا ہے

یہ قاعدہ ہے کہ چور اور ڈاکو ہمیشہ اس حالت میں نقب لگاتے ہیں کہ جب انسان غافل ہوتا ہے یا اندھیری ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ دن میں چوریاں کم ہوتی ہیں اسی طرح شیطان بھی جب یہ دیکھتا ہے کہ انسان کی بہیمیت کی راہیں کھل گئی ہیں اور اسکا تعلق اپنے مالک حقیقی سے کمزور ہو گیا ہے تو جھٹ سے حملہ کر دیتا ہے لیکن جب دیکھتا ہے کہ ازلی و ابدی سرکار کی فوج اور حفاظتی دستے مدد کو آپہنچے ہیں اور انسان نے سرکار احدیت میں ہاتھ جوڑ کر اقرار کر لیا ہے کہ حول و قوت جس قدر بھی ہے وہ صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور وہی سب کا ملجا و ماوا ہے تو یہ روحانی لٹیرے یہ دیکھ کر کہ رب الناس کی محبت کے پیاسے آپہونچے۔ ملک الناس کے نورانی لشکر اور ان کے پرے آموجود ہوئے آلہ الناس کے رسولِ کریم اور روح الامین نمودار ہو گئے تو یہ شیطانی اثرات پراگندہ و منتشر ہبا منثورا ہو جاتے ہیں اور دل کی زمین خدائی لشکر کے لئے خالی رہ جاتی ہے۔

شیطان کے داخلۂ قلب کے تین دروازے

الغرض قلبِ انسانی میں شیطان کے داخلہ کی تین ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ (۱) کبھی وہ شہوت کی راہ سے دخل پاتا ہے (۲) اور کبھی قہر و غضب کی راہ سے۔ (۳) کبھی شرک و ہوا، حرص و طمع کی راہ سے انسان کے قلب کو مسخر کرتا ہے۔ خداوندِ عالم نے ان تینوں راستوں کو شیطان پر بند کر کے انسان کو راہِ مستقیم دکھلائی۔

رَبُّ النّاس

اور ربُّ النّاس سے اشارہ فرمایا کہ شیطان جب شہوت کی راہ سے قلب میں دخل پائے تو انسان اس کی پناہ لے جو تمام انسانوں کی قوتوں کی نگرانی و حفاظت کرنے والا اور سب کا پالنے والا اور اس کی قوتِ بہیمہ کو جادۂ اعتدال پر لگانے والا ہے یوں تو خداوندِ عالم تمام مخلوقات ہی کا پالنے والا ہے اور اسکی پرورش تمام عالمین کو محیط ہے لیکن جو تربیت کاملہ انسان پر فائز ہے وہ کسی دوسری مخلوق پر نہیں ہے، وجہ اسکی یہ ہے کہ اس حقیقتِ جامعہ سے بڑھ کر کوئی حقیقت بھی نہیں ہے۔ دیکھئے نطفۂ انسانی بظاہر ایک گھی سی شے ہے مگر خالقِ کائنات نے عقل و کرامت، ولایت و شرافت، کے لئے کیسے لعل و جواہر اس میں لگائے اور مرد و عورت کے جوڑے بنا کر کس طرح ایک کو دوسرے کے لئے کار آمد بنایا اور توالد و تناسل کے بادلوں سے مادر رحم میں کس طرح انسانیت کے موتی برسائے اور کیسی لطیف و محکم تدبیر سے انکی نسلوں کو پھیلایا اور بڑھایا اور ایک دوسرے کے دل میں ایک دوسرے کی محبت و خواہش پیدا کردی اور ایک ایسا مادہ پیدا فرمایا جو عمر کے وسط میں جوش کھا کر اپنے ابنائے جنس کے بڑھانے کی آرزو کرتا ہے۔

نظم توالد و تناسل کی پرامن راہ اور شیطان کی دراندازی

سو جوانی کے اس مادۂ شہوت کے غلط استعمال سے شیطان کا مقصد یہ

ہوتا ہے کہ انسان کے نظم توالد و تناسل کو برباد کر دیا جائے اور جو پرامن راہ توالد و تناسل کی حق تعالیٰ نے مرد و عورت کے درمیان بذریعہ رسول و انبیاء قائم فرمائی ہے یہ باقی نہ رہے اور قوتِ بہیمی کے صرف کرنے میں انسان مطلق العنان ہو جائے لیکن خداوندِ عالم ہی چونکہ اس بہار شباب کا لانے والا ہے اور وہی لطیف غذائیں بخش کر اس مادہ کا پیدا کرنے والا ہے اور بندہ اس کے آمد و صرف میں خدا کے تئیں جوابدہ ہے اس لئے عقلاً یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا اور نظم ربوبیتِ پروردگار کے سراسر خلاف تھا کہ بندہ اس جوانی کی بہار کو (جسے قدرت نے ماں باپ کے دل میں جوش محبت ڈال کر پرورش کرایا ہے اور اپنی سالہا سال کی نگہداشت اور نیرنگیوں سے انسان پر جو بہار شباب قدرت لائی ہے) جسکے ہاتھ چاہے فروخت کر دے اور مالک کو یا اس کے پیغامبروں کو خبر بھی نہ کرے ظاہر ہے کہ وہ غلام کسی طرح بھی امانتدار کہلانے کا مستحق نہیں جو مالک کے بدون اجازت و اذن کے اسکے مال و دولت، عزت و آبرو، کو جہاں چاہے صرف کرڈالے بلاشبہ بندہ کی عقل پر چونکہ شیطان کا قابو چل جاتا ہے اور وہ دن رات انسان کو برے سے برا مشورہ اور کھوٹی سے کھوٹی صلاح دیتا رہتا ہے اس لئے قوی اندیشہ تھا کہ جب انسان کے رشتہ خدا سے کمزور پڑجائے تو شیطان قوتِ بہیمیہ کا غلط استعمال کرادے اور انسان کو جانوروں کی مشابہ کر دے اسلئے شفقت و ربوبیت کا اقتضاء یہ ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ انسان جوانی کے ہاتھوں لاچار ہے اور لڑکپن کی شرارتوں سے دل اسکا کھل گیا ہے اور انسان اپنے ظاہری و باطنی نظم میں فساد ڈالنے پر تلا ہوا ہے اور بہائم کی مشابہت اختیار کر لینے پر شیطان نے اسے بہکا پھسلا کر راضی کر لیا ہے، بندہ اپنی قوتِ بہیمیہ کو محفوظ رکھنے کے لئے ربُّ النّاس کی پناہ ڈھونڈے اور اس کی طرف رجوع کرے جس نے برسوں تک اسکی حفاظت کرا کر یہ مرتبہ شباب اسکو مرحمت فرمایا ہے اور تجلی ربوبیت سے تعوذ کرکے انسان اپنے لباسِ تقویٰ پر شیطنت کے داغ نہ لگائے اور رک کر اور جھک کر بہائم سے ممتاز ہو جائے اور سوچے کہ ایک وقت خزاں کا مجھ پر ایسا بھی آنے والا ہے جبکہ میں کہنہ درخت کی طرح سوکھ کر زمین پر جا گروں گا اور لوگ مجھے اٹھا کر سپرد خاک کر دینگے اور میرے جسم کے ریزے زمین پر ہواہیں اڑینگے۔ اسی خواہش و میلانِ طبعی میں انسان کو مطلق العنان نہ بننے کے لئے ارشاد ہوا واللّٰه يريد ان يتوب عليكم ويريد الذين يتبعون الشهوات ان تميلوا ميلا عظيما يريد الله ان يخفف عنكم وخلق الانسان ضعيفا.

قوتِ بہیمیہ کا استعمال معتدل

البتہ بایں ہمہ حق تعالیٰ نے انسان کے اس اقتضاء طبعی کی رعایت فرماتے ہوئے نہ تو بالکل ہی اس مادہ کو محبوس فرمایا اور نہ نفسانی لذتوں میں منہمک ہو جانے کی ہی انسان کو اجازت دی کیونکہ اگر بہار شباب کو بالکل ہی محبوس رکھا جاتا ہے تو تب بھی انسان، انسان رہتا نہ وہ اپنی نسل اور اپنے قائم مقام سطح زمین پر لا سکتا اور اگر ہر جگہ اور ہر حالت میں اجازت دیدی جاتی تو انسان بہائم کی طرح پر ہو جاتا۔ بہرحال جو اس بہار کو انسان پر لاتا ہے اسی کو یہ حق حاصل ہے۔

نکاح و زنا کا باہمی فرق

کہ جن حالات و محلات میں اس مادہ سے انسان کی بہتری اور بھلائی ہو وہ بھی اسکی طرف سے بتلا دیئے جائیں اور جن حالات و محلات میں اس مادہ کا صرف انسانیت کو بٹہ لگانے والا ہو اور وہ بھی اسکی طرف سے واضح کر دیئے جائیں تاکہ اسکی قدرتِ کاملہ سے نہ انسان بہائم کی طرح پر ہو اور نہ انسانیت کا دائرہ اس پر تنگ ہو اسی لئے قرآن حکیم میں جن حالات و محلات میں اس مادہ کے صرف کی اجازت دی گئی ہے اسکو شریعت اسلامی کی اصطلاح میں نکاح کہتے ہیں اور جن حالات و محلات میں بندہ خود یا اجازت خداوندی اس بہار انسانیت کو صرف کرڈالے اسکو زنا کہتے ہیں۔

مادۂ شہوانی کا پیدا کرنے والا ہی اسکے آمد و صرف کا نگراں ہوسکتا ہے

جیسے ایک حکیم یا ڈاکٹر اگر دواؤں اور غذاؤں سے کوئی مادہ انسان میں پیدا کرتے ہیں یا منضج دیکر کسی مادہ کو اکھاڑتے ہیں تو ہر شخص جانتا ہے کہ ان کے علاج میں کسی ناواقف شخص کو نہ دخل دینے کا حق حاصل ہے نہ مریض کو خلاف ورزی کرکے پرہیز توڑنے کا اختیار ہے اور اگر ایسا ہو تو مریض کی حالت بگڑ جاتی ہے اور انجام کار اس عالم سے کوچ کر جاتا ہے۔ اسی طرح بدنِ انسانی میں ملکیت و بہیمیت و سبعیت کے باہمی امتزاج سے خداوندِ عالم نے جو یہ خواہش پیدا کی ہے اور جو اس مادۂ شباب اور بہار انسانیت کو جسم پر نمودار فرمانے والا ہے وہی اس کے آمد و صرف کا اندازہ اپنے یہاں رکھتا ہے اور وہی اسکی بہار شباب کا مجاز و مختار بھی ہے جیسے کسی مخلوق کی جان غیر اللہ کے نام پر لی جائے اور انسانوں پر اس کا گوشت اس لئے حرام ہے کہ جان اسی کو لینے کا حق ہے جو جان ڈالنے والا ہے دوسروں کو ہرگز اسکا حق نہیں۔ اسی طرح پروردگار عالم مادۂ شباب اور بہیمیت انسانی کے کمالات کی جو بہار انسان پر لایا ہے وہی اسکا بھی مالک ہوگا اور بلا اجازت خداوندی ایسے مواقع میں صرف کا بندہ کو ہرگز حق حاصل

نہ ہوگا جہاں انس مکانڈ بکم الامم کی تمنا پوری نہ ہوتی ہو غرض ہر کس وناکس کے ہاتھ بندہ کو ہمارا انسانیت کی فرد تنگی کا حق حاصل نہ ہوگا ورنہ بندہ خائن اور نافرمان کہلائیگا۔ اسی خواہش پر کیا موقوف ہے کھانا اور پینا، اٹھنا بیٹھنا اوڑھنا اور پہننا، غرض جو کچھ بھی ضروریات انسانی ہیں اس سب میں انسان خدا کی تعلیم ورضا کا پابند ہے جس سے دائرہ انسانیت قائم رہے اور ان سب کا لب لباب یہی ہے کہ شیطان انسان کو آدمیت سے خارج نہ کر سکے۔

ملک الناس

اور جب شیطان غضب اور قہر کی راہ سے قلب میں داخل ہو تو روح انسانی ملک الناس کی پناہ لے کیونکہ روح انسانی جسم میں اگرچہ ایک حکمراں کی حیثیت رکھتی ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ حکمرانی اسی کے بل بوتے پر ہے اور یہ نخوت وغرور اسی کے پیدا کردہ قوی پر ہے جس نے انسان میں زور اور گھمنڈ کی طاقت رکھی ہے چنانچہ ملک الناس سے اشارہ یہ ہے کہ اے روح شہنشاہ مطلق ہم ہیں یہ قوی ہمارے ہی دئے ہوئے ہیں ہم جب چاہیں اپنی دی ہوئی قوتوں کو واپس لے لیں اور ضعیف وکمزور انسانوں سے بڑے سے بڑے بہادروں کے زور و نخوت کو پامال کرادیں۔ چنانچہ انسانوں کو اس کے پروردگار نے جہاں اپنے عقل وفہم سے معلوم کرنے کا ملکہ عنایت فرمایا ہے وہیں مقاومت ومدافعت کے لئے اور زمین پر قبضہ اور تسلط حاصل کرنے کیلئے قوت شاہیہ اور طاقت غضبیہ بھی بخشی ہے جسکی وجہ سے وہ اپنے مخالفین سے نبرد آزما ہوتا ہے اور خدا کی زمین کو خون سے رنگین بنادیتا ہے۔

قوتِ سبعیہ کا غلط استعمال

لیکن قہر وغضب فساد ومنازعت کی حالت میں چونکہ شیطان اس قوتِ سبعی وقہری کا رخ اور قوتِ سبعیہ کی جہت اعداء اللہ سے پھیر کر اپنے بھائی بندوں کی طرف کردیتا ہے اور عقل کی مغلوبیت کی وجہ سے انسان دوسرے کے زور اور گھمنڈ پر بھروسہ کرکے شیطان کے بہکانے سے انا ولا غیری کا علم بلند کرکے مطلق العنان ہو جاتا ہے اس لئے ملک الناس سے اشارہ یہ ہے کہ روح اگر ملک الجسم ہے تو اس کا تربیت کرنے والا اور اسکی جملہ قوتوں کو حد بلوغ پر پہونچانے والا ملک الناس ہے جس کے قہر وسیاست، قوت وشوکت کی کوئی تاب نہیں لاسکتا۔ اسی کے ہاتھ میں انسان کے دل کی کلیں ہیں وہ جس طرف کو چاہے دم کے دم میں پلٹ کر رکھدے چاہے تو انسان کی جملہ قوتوں کو اسکے حق میں مفید بنادے اور چاہے تو اسی کا زور اور گھمنڈ اسی کے حق میں مضر بنادے پھر اس کی شوکت وجلال کا یہ عالم ہے کہ ہر آن اور ہر ساعت ہر ایک جگہ اپنی غیر محدود شانوں کے ساتھ موجود ہے اور اسکی شہنشاہیت بلا امانت وشرکت غیرے ہر موجود پر، کل مخلوق پر، وقاہرہ مستقیم ہے۔

بادشاہانِ دنیا اور ملک الناس کی کومت کا فرق

پھر بادشاہانِ دنیا کی حکومت تو صرف اعضاء وجوارح ہی پر ہے اور وہ بھی بدلتی سدلتی رہتی ہے۔ آج کوئی برسر اقتدار ہے تو کل دوسرا سریر آرائے سلطنت ہے اور پھر تمام روئے زمین اور دنیا کے کل تختوں پر تو آج تک نہیں سنا گیا کہ کسی ایک انسان کی حکومت قائم رہی ہو بلکہ شکل یہ ہے کہ زمین کے تختوں پر مختلف سلطنتیں قائم ہیں جو آئے دن ایک دوسرے سے برسر پیکار رہتی ہیں مگر ملک الناس کی حکومت نہ صرف اعضاء وجوارح انسانی ہی پر ہے بلکہ حواس خمسہ، عقل ودانش، دل ودماغ، اور کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے سب اسی کے زیر اقتدار وتابع فرمان ہیں۔

استبداد کے ساتھ رضائے قلب کہاں جمع ہوتی ہے

پھر حکومتِ انسانی میں تو زیادہ تر جبر واستبداد کو دخل ہوتا ہے سب کے دلوں کی رضا حاصل کرلینا اور تمام دلوں کو موہ لینا باوجود دنیا کے ہر قسم کے سازوسامان موجود ہونے کے انسان کے بس سے باہر ہے لیکن خداوند عالم کی حکومتِ ابدی، محبت کاملہ کے ساتھ ہے اور ہر قلب میں فطری طور پر اسکے دیدار کا تخم شوق بکھرا ہوا ہے۔

بادشاہانِ دنیا اپنے نظم میں دوسروں کے محتاج ہیں

علاوہ ازیں بادشاہانِ دنیا تو اپنے قلمرو میں خود ہر جگہ ہر وقت موجود نہیں رہ سکتے اسی لئے وہ جو بھی انتظام قائم کرتے ہیں دوسروں کی مدد سے کرتے ہیں اور متضاد احوال اور پیچیدہ اہمات کو تنہا اپنی قوت فکریہ سے سر نہیں کرسکتے اسی لئے صلاح ومشورہ کے لئے وزراء کی جماعتیں بناتے ہیں گرانقدر مشاہرات دیکر دن رات انکے ناز ونخرے سہتے ہیں اگر وہ کسی کی سفارش کرتے ہیں تو بادشاہ اسکو رد نہیں کرتے کہ مبادا دل گرفتگی پیش آجائے اور نظم سلطنت میں فتور پڑجائے۔ پھر ذمہ دارانِ حکومت سے تو دماغ سوزی ودیدہ ریزی کے باوجود بسا اوقات دہمات سلطنت میں غلطی واقع ہوجاتی ہے اسی لئے جو کبھی منہ چڑھے مقرب ہوتے ہیں وہ کبھی معتوب اور راندۂ درگاہ ہوجاتے ہیں غرض بادشاہانِ دنیا باوجود خدم وحشم کے مالک ہونے کے عمل اور عقل دونوں میں عاجز ہوتے ہیں لیکن ملک الناس کی حکومت ہر آن سب پر شامل ہے نہ وہاں صلاح کی ضرورت ہے نہ مشورہ کی حاجت نہ وہاں مجبوری کا گذر ہے نہ نقصان کا دخل جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ہر جگہ حاضر وناظر ہے ہر ایک کے دل کے مخفی بھیدوں پر مطلع ہے غرض اپنے ملک کے انتظام میں نہ وہ کسی کا پابند ہے نہ محتاج ہے۔

خدا کی ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کی تمثیل

جب اسکی مخلوقات میں سے بعض علوی مخلوق مثل چاند سورج کواکب وسیارات کا یہ حال ہے کہ ہزاروں لاکھوں میل سے وہ اپنی روشنی اس یکسانی کے ساتھ پھینکتے ہیں کہ ایک انچ ایک سوت کا فرق وتفاوت نہیں ہوسکتا ہے اور ہر جگہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنی تمام آب وتاب کیساتھ یہ اسی مقام کے لئے طلوع کئے گئے ہیں تو خداوند عالم کے ہر جگہ اور ہر جہت پر حاضر وناظر ہونے میں کیا کسی سمجھدار کو انکار کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ بلکہ یہ جماعت سے اور یہ نظام موجودات خود اسکے حاضر وناظر ہونے پر شاہد عدل ہیں ازل سے اسکی حکومتِ کاملہ قائم ہے اسکے نظم کی استواری وبرقراری کا یہ حال ہے کہ کبھی کسی نے نہ سنا نہ دیکھا کہ اسکی کسی چیز میں ایک منٹ یا ایک پل کا فرق بھی آیا ہے۔ چاند ہے کہ پہلی تاریخ سے بڑھ بڑھ کر چودھویں شب تک کامل ہوتا ہے اور پھر گھٹ گھٹ کر آخر ماہ تک غائب ہوجاتا ہے۔ سورج ہے کہ اپنی نورانیت سے اس عالم تیرہ کو وقت مقررہ پر آکر روشن کردیتا ہے مگر کبھی ایسا نہ ہوا کہ ایک سکنڈ بھی دیر سے آیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اسکی حکومت مطلقہ جامع ومحیط حکومت ہے، جو محبت کاملہ اور اطاعت مطلقہ، دونوں پر مشتمل ہے اور بندہ کی حکومت فانیہ میں یہ دونوں چیزیں مکمل نہیں پائی جاتیں۔ بادشاہ عمل، اور عقل دونوں میں خدا کے محتاج ہوتے ہیں مگر خدا کی حکومت ہر دو اعتبار سے مکمل ہے۔

انبیاء علیہم السلام منصبِ نبوت سے معزول نہیں ہوسکتے

اسی لئے جو اسکے مقرب وپیغامبر ہوتے ہیں وہ کبھی معتوب نہیں ہوتے اور خاصانِ خدا، خدا سے جدا نہیں ہوتے کیونکہ ان کو دنیا کی پیچیدہ ومتضاد اسباب کی گتھیوں میں ایک ایسا نور خدا کی طرف سے عطا کردیا جاتا ہے جسکے بعد وہ جملہ پوشیدہ حقائق کی اصل پر مطلع ہوجاتے ہیں اور اسکی ازلی وابدی حکومت کا نقشہ سمجھ کر پھر شیطان کے دھوکہ وفریب میں نہیں آتے۔ اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله یہی وجہ ہے کہ بدون نور فراست کے انسان امید ایک نابینا کی طرح حقائق واشیاء عالم کی کنہ میں سرمارتا رہتا ہے اور کچھ بھی اسے حقیقت کا سراغ نہیں ملتا۔

استبداد بندہ کے لئے شایاں نہیں

بہرحال بادشاہ چونکہ علم وعقل عمل ومشورہ میں اپنے ہم جنسوں کا محتاج ہے اسلئے شیطان، قوتِ ملکیہ پر قوتِ قہریہ کو غالب کرکے اس میں انانیت پیدا کردیتا ہے جسکی وجہ سے وہ اپنی ناقص رائے ہی کو مدار کار سمجھنے لگتا ہے اور اپنی عقل کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتا ہے اور مستبد ہوکر عملاً وہ خدا کی ہمسری کرنے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ مخلوق ایسے شخص کی جان کی دشمن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایک شخص کتنا ہی مدبر وزیرک کیوں نہ ہو لیکن جب انسان اپنے ابنائے جنس سے بے نیاز ہونے لگتا ہے اور مستبد ہوکر انانیت سے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے تو مخلوق میں اس انانیت سے عام نفرت پھیل جاتی ہے۔ ملک الناس سے اشارہ یہ ہے کہ روح انسانی پر جب کہ اصلی حکمراں خداوند عالم ہے اور اسکی سیاست وبادشاہی تمام عالم پر مستعمر ہے تو پھر ملک الناس کے پاس جلال وجبروت انسان کا دعوائے انا ولا غیری کیسا؟ اور انسان کا بحالت بادشاہی یا بیں عجز وقصور مطلق العنان اور مستبد ہوجانے کے کیا معنے؟

قوتِ سبعیہ کا مصرف اصلی

خلاصہ یہ ہے کہ اگر قوتِ قہریہ سبعیہ کا استعمال حق تعالیٰ کے بتلائے ہوئے مصرف میں کیا جائے گا تو یہ عین طاعت ہوگا اور اگر شیطان کے بہکانے پر انسان اس قوت کا استعمال کرے گا تو یہی گناہ واثم ہوگا کما اشارہ تعالیٰ محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم الآیة۔ اسی قوتِ غضبیہ کے متعلق دوسری آیت میں اسی طرح ارشاد ہے والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا هم یغفرون. قوت غضبیہ کا مصرف اصلی آیۂ سابقہ سے معلوم ہوگیا کہ کفار ہیں اور رحم وشفقت کا مصرف اصلی مسلمان ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ محبت بھی اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئے اور عداوت بھی اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئے تاکہ محبت وعداوت دونوں میں دوام وبقا آسکے اور اگر یہ دونوں کیفیتیں اللہ کے لئے نہ ہوں گی بلکہ شیطان کے بہکانے سے کی جائیں گی تو دوام نہ ہوگا کما قال تعالیٰ. الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین . صحابۂ کرام نے اسی قوتِ سبعیہ کو دنیا کی بھلائی امن کے لئے استعمال فرماکر جو جماعتی نظام قائم کیا تھا اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ تھا کہ ظالم کو اسکے ظلم سے روکا جاتا تھا اور مظلوم کی مدد کی جاتی تھی اب بھی اگر مسلمان اپنی اس قوت کی تربیت وحفاظت ملک الناس کے بتلائے ہوئے اصول پر کرلیں اور جو جنگ وجدال وہ آپس میں کرتی رہتی ہیں اگر وہ اس کا صحیح مصرف کفار کو سمجھ کر اپنی تمامتر توجہ مرکز اعداء اللہ کو بنالیں اسکا استعمال بجائے اپنے بھائی بندوں پر کرنے کے اغیار پر کریں تو آج وہ دنیا پر بھاری بن جائیں۔ صحابۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی تو کمال تھا کہ جس کی وجہ سے ایک قلیل جماعت تمام دنیا پر بھاری ہوگئی تھی۔ اور

ہماری پستی کا اصلی سبب بھی تو یہی ہے کہ ہماری جملہ قوتیں غلط طور پر صرف ہوتی ہیں۔

الٰہ الناس

اور جب شیطان عقائد باطلہ وخیالات فاسدہ اور حرص وہوا کی راہ سے قلب انسانی میں دخل پائے حسن ودولت کے راستہ سے دل پر قبضہ جمائے اور اسکی قوت ملکیہ پر قوت بہیمیہ غالب آکر انسان کو خدا کی چوکھٹ پر سر بسجود ہونے کے بجائے مخلوق کے آگے سر نگوں کردے۔ تو خداوند عالم اور معبود ومسجود انسان نے الٰہ الناس کی تجلی سے انسان پر واضح کیا۔

آدمیوں کا معبود آدمی نہیں ہوسکتا

کہ آدمیوں کے معبود آدمی نہیں ہوسکتے بلکہ لوگوں کا معبود وہی ہوسکتا ہے جسکا جلال وجمال اور جملہ کمالات وخوبیاں ذاتی ہوں کسی کی دی ہوئی نہ ہوں اور مخلوق کے ہر قسم کے نفع وضرر کی باگ ڈور جسکے ہاتھ ہو اور تمام خوبیاں اور بھلائیاں اس سے ایسی ہی طرح وابستہ ہوں جیسے آفتاب کی نورانی شعاعیں اسکی ذات سے لازم وملزوم ہوتی ہیں جبکہ ہر قسم کی ظاہری وباطنی تربیت کا آخری سرا اسی ذات وحدہٗ لاشریک پر جاکر ختم ہوتا ہے اور ہر قسم کی شان وشوکت قوت وسطوت اسی کا فیض وعطا ہیں اور قلب انسانی میں اسکی یاد کا فطری جذبہ اور سچی تڑپ موجود ہے اور جبکہ سلسلۂ نظم اسباب میں غریب امیروں کے محتاج ہیں تو امیر بادشاہوں کے پابند اور بادشاہ اپنے تصور عقل اور قصور علم وعمل کی وجہ سے خدا کے محتاج ہیں تو پھر مالک نفع وضرر بندہ کو بجھ جانا اور حرص وہوا کے چکر میں پھنس جانا اور دنیا کے چند روزہ قوت وشوکت پر اکڑ بیٹھنا حد درجہ غفلت اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے خدا کی کبریائی وبرتری میں عیب داروں کو شریک ذات وصفات بنالینا اپنی بزرگ پیشانیوں کو غیر اللہ کے آگے نگوں کردینا اپنی حقی طاقت پر کبھی تاریکی کو حاوی کردینا جہالت نہیں تو اور کیا ہے بقول حضرت مجدد حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحبؒ انسان اگر کسی کے آگے جھکتا ہے یا اسکی اطاعت کرتا ہے تو وہ تین ہی چیزوں کی وجہ سے کرتا ہے۔

مالکِ نفع وضرر خداوندِ عالم ہی ہے بندہ نہیں

یا نفع وراحت کی توقع اور امید پر سر نیاز جھکاتا ہے یا اندیشۂ مضرت ونقصان پر سر اطاعت خم کرتا ہے یا غلبۂ محبت میں دیوانہ وعاشق بنکر اپنے محبوب کے اشاروں پر چلتا ہے اور اسکی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اسکے دوستوں پر جان ومال فدا کرتا ہے تو اسکے دشمنوں کی پامالی وتحقیر میں مصروف رہتا ہے۔ لیکن بندہ کے نفع وضرر رسانی کا تو یہ عالم ہے کہ ایک وقت میں اگر کوئی کسی کو نفع وضرر پہونچانے کے قابل ہے تو دوسرے وقت میں وہی بے دست وپا نظر آتا ہے ایک وقت میں اگر کوئی کسی کے قدموں میں سر دیئے ہوئے اپنی فدائیت ومحبت کا اظہار کرتا ہے اور اسکے لئے جان ومال سب کچھ نثار کردیتا ہے تو دوسرے وقت میں وہی اسکا دشمن جانی نظر آتا ہے ایک وقت میں اگر کوئی خوبصورتی ورعنائی کسی میں دیکھی جاتی ہے تو دوسرے وقت میں اسکے بہار حسن پر خزاں مسلط نظر آتی ہے۔ لیکن الٰہ الناس کے تینوں کمالات ازلی وابدی اور قطعی وذاتی ہیں اس لئے مستحق عبادات اور ہر قسم کی اطاعت کے لائق وہی ذات جامع الکمالات ہوسکتی ہے جسکے حق میں یہ تینوں خوبیاں دائمی اور ذاتی ہوں اس لئے رب الناس ملک الناس الٰہ الناس سے اشارہ یہ ہے کہ بندہ کی محبت کا محور ومرکز اگر کوئی ذات ہے تو وہ جو سب کا پرورش کرنیوالا ہے اور جس سے لو لگا لینے میں کسی کا کوئی کھٹکا نہیں اور جس کا کوئی رقیب نہیں اور اطاعت وخوف کے لائق اگر کوئی ذات ہے تو وہ جسکے ہاتھ میں تمام عالم کے نفع وضرر کی باگ ہے چاہے تو دم کے دم میں سارے نظام عالم کو تہ وبالا کردے اور عبادت کے لائق ہے تو وہ ذات ہے جسکا جمال وکمال ازلی اور ابدی ہے۔ اور عالم میں جہاں کہیں بھی کوئی خوبی یا بھلائی پائی جاتی ہے تو اسی کا عکس اور اسی کا فیض ہے اور عالم کے نفع وضرر، بھلائی برائی، کھرے اور کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے جو قوت عقل ہمیں مرحمت فرمایا گیا ہے:۔

نورِ عقل خدا کی وحدانیت اور کائنات کے راز سمجھنے کے لئے دیا گیا ہے

اس کا اگر کوئی اصلی کام ہے تو یہ ہے کہ کن چیزوں میں ذات مقدس جامع الکمالات کی رضا حاصل ہوتی ہے اور کن اُمور سے اندیشۂ محرومی سعادت ہے۔ جس طرح ایک تلوار کو چاہے دشمن کے گلے پر چلادیا جائے چاہے دوست کی گردن پر اس کا کام ہر صورت میں کاٹ کر رکھدینا ہی ہے اسی طرح انسان کے آلۂ عقل کا کام بھی یہی ہے کہ جس سلسلہ میں بھی انسان اس کو مصروف کردیتا ہے وہ اسی سلسلہ کی تمام چیزوں کو انسان کے سامنے لاکر حاضر کردیتا ہے شیطان انسان کے اسی آلۂ عقل کو بجائے تمیز حق وباطل میں صرف کرنے کے اور خدا کی خوشنودی اور ناراضی کے اسباب دریافت کرنے میں مشغول کرنے کے دنیا کے ناپاک قصوں میں مصروف کرادیتا ہے۔

عقل کو غلط مصرف میں صرف کرنے والے ظالم ہیں

اس لئے آسمانوں میں فرشتوں کی زبان پر اس قوت ملکیہ اور نور عقل کے غلط استعمال کرنے والے کا نام بجائے مؤمن قانت، مخلص للدین، مسلم حنیف، کے ظالم پکارا جانے لگتا ہے۔ اور قلوب انسانی میں اسکی طرف سے کپٹ ڈالدی جاتی ہے۔ ویوم یعض الظالم علی یدیہ۔

الغرض عبادت کے لائق اگر کوئی ذات ہے تو وہ ہے جسکے حکم کے آگے سب کی گردنیں پست ہیں اور جسکی حکومت مطلقہ، محبت کاملہ، پر مبنی ہے اور بلاشبہ خداوند، سرد فتر موجودات، کہلانے کا سزاوار وہی ہے جسکی حکومت سے بڑھ کر کسی کی حکومت نہیں۔ اور جس سے اوپر کوئی بڑا نہیں۔ اور فی الحقیقت فخر وکبریائی بھی اسی کو جچتی ہے جس کے جمال وکمال کے کوئی مقابل نہیں اور جس کے کسی فعل پر کوئی اعتراض نہیں۔

عبادت خداوندی کی تشریح

خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے محتاج وپابند ہونے کی وجہ سے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی ہستی کو صفحۂ دہر پر قائم رکھنے کے لئے اپنی قوت ملکیہ کو خدا کی طرف لگائے اور نور عقل کی مدد سے اسی کی کبریائی کا اعتراف واقرار زندگی بھر کرے جو اس کا رزاق بھی ہے اور بادشاہ بھی۔ معبود بھی ہے اور مسجود بھی۔ اور اپنے ہم جنسوں کے ساتھ بھی اس طرح پیش آئے جس سے دوسروں کو تکلیف وایذا نہ پہونچے کیونکہ جس طرح خالق کے ستانے کی ایک شکل یہ ہے کہ کھائے تو اسکا اور گائے دوسرے کا۔ اسی طرح اسکی ناراضی کی یہ بھی شکل ہے کہ اسکی زہر حقارت مخلوق کو بری نگاہ سے دیکھے اور دلوں کو آزار دے۔ اور مردم آزاری اور خدا کی ناراضی یہ سب امور اسی وقت ہوتے ہیں جبکہ انسان اپنی قوت ملکیہ سے کام لینا چھوڑدے۔ یعنی نہ انسانوں سے محبت وشفقت کرے اور نہ خدا کی تعظیم وبندگی بجالائے بلکہ دن رات لہو ولعب عزت وشہرت حرص وہوا حسن ودولت غرور ونخوت کے چکروں میں پھنس کر اپنے اس لطیف جوہر کو کھو بیٹھے۔ اور بہیمیت کی سیاہی سے اپنے دل کی زمین کو داغدار بنائے اور اپنے دل وزبان اور تمام اعضاء کو شیطانی حکومت کے تابع بنادے غرض قوت ملکی کا مصرف اصلی عبادت وانقیاد ہے اسمیں جتنا انہماک ہوگا اسی قدر بارگاہ الوہیت سے نزدیک ہوتا جائیگا۔ اور جتنا بُعد ہوگا اسی قدر شیطان کے قریب پہونچتا چلا جائے گا۔

نتیجہ تقریرہائے صفاتِ ثلاثہ بشکل مثلث

شرک وہوا — تجلی الٰہ الناس

غضب — قلب شیطانی — شہوت — تجلی ملک الناس — قلب ایمانی — رب الناس — تجلی

تجلیاتِ ثلاثہ کی تربیت قوائے ثلاثہ کے لئے

نتیجہ تقریرہائے صفات ثلاثہ کا یہ ہے کہ قلب انسانی چونکہ اپنے اندر تین زاویے رکھتا ہے اور اسکی شکل مثلث ومخروطی ہے اسلئے شیطان کے داخلۂ قلب کی بھی تین ہی صورتیں ہیں یعنی کبھی وہ شہوت کی راہ سے دخل پاتا ہے اور کبھی قہر وغضب کی راہ سے اور کبھی شرک وہوا، حرص وطمع، کی راہ سے اور شیطان الشر درکائنات کو انہی تین سمتوں سے قلب انسانی میں گھستا ہے اس لئے حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی صفات ثلاثہ یعنی رب الناس، ملک الناس، الٰہ الناس، کی انوار ربوبیت وملکیت والوہیت سے برسہ قوائے ثلاثہ ملکیت وسبعیت وبہیمیت کی تربیت فرماتے ہوئے شیطنت کے تینوں راستے انسان کو بند کرنا سکھلادئے اور تین قسم کے نور قلب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تینوں سمتوں میں ایسے ہی مضبوط آہنی دیوار کی طرح برپا کردئے جیسے ہم اور آپ اپنے مکانات میں چور اور لٹیروں کی بندش کے لئے ہر دروازے پر سنتری مقرر کردیتے ہیں اور انسان کو آگاہ فرمادیا کہ جب کسی راستہ سے بھی شیطان دولت ایمان پر حملہ آور ہو تو ان تین انوار سے تعوذ واستمداد کرکے اس کے داخلۂ قلب کو روک دیا جائے۔

ہدایت وضلالت کی اشکالِ ثلاثہ اور قلبِ انسانی کی تین حالتیں

چونکہ قلب انسانی کی فطری ساخت اور نقطہائے خیر وشر کا قدرتی اعتدال وتوازن تو اسی کو مقتضی ہے کہ انسان کی ملکیت وروحانیت، بہیمیت وسبعیت، پر غالب رہے اور قوت ملکیہ کے زیر فرمان ہی سبعیت وبہیمیت تربیت پائیں اور یہ دونوں قوتیں زاویۂ توحیدی پر نہ جانے پائیں بلکہ قوت ملکیہ ان دونوں قوتوں پر ایسی ہی طرح غالب وحاوی رہے جیسا کہ ایک باپ اپنے دونوں بیٹوں پر غالب رہا کرتا ہے کہ وہ بلا اسکے اشارہ کے کوئی کام نہیں کرسکتے اور اگر باہم دونوں لڑکوں میں لڑائی ہوجائے تو باپ ہی فیصلہ کرادیتا ہے لیکن شیطان کو چونکہ اسکا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اراده وقدرت عطا فرماکر عالم

میں اس کے لئے بھلی اور بری راہیں کھول دی ہیں اور تخم سعادت و شقاوت زمین قلب میں پیوست فرما کر اعمال خیر و شر سے اسکی فرمانبرداری و نافرمانی کا امتحان لینا چاہا ہے۔

زاویۂ توحیدی پر ہمیشہ ملکیت ہی رہنی چاہئے

اس لئے بربنائے جہالت اصلیہ شیطان دل میں بری باتوں کا القا کر کے اسکی سعی کیا کرتا ہے کہ اولاد آدم زاویۂ توحیدی پر اپنی ملکیت کو باقی نہ رکھ سکے بلکہ یا تو ملکیت کو بہیمیت کے تحت میں لیجائے اور یا سبعیت کے نیچے کر دے ظاہر ہے کہ جب انسان اپنی ملکیت کو بہیمیت و سبعیت کے ماتحت کریگا اور اثرات شیطنت اسپر مسلط اور حاوی ہو جاوینگے تو ملکیت کے نشو و نما کی پھر کوئی صورت نہ رہے گی بلکہ رفتہ رفتہ وہ اسی طرح ختم ہو جاویگی جیسے ایک چراغ اور دیا تیل کے ختم ہو جانے پر ٹمٹما کر گل ہو جاتا ہے یا ایک خوشبودار درخت پانی نہ ملنے کی صورت میں کملا کر فنا ہو جاتا ہے اور اسکی جگہ پھراز خود خار دار درخت پیدا ہو جاتے ہیں یا خورشید و مہتاب ابر کے حائل ہو جانے سے چھپ جایا کرتے ہیں۔ بہر حال جبکہ بہیمیت زاویۂ توحیدی پر آجاتی ہے تو انسان بتوں کو پوجنے لگتا ہے اور بہائم کی طرح ہر وقت کھانے پینے میں منہمک اور لذائذ و شہوت میں گھر جاتا ہے اور اسکے مقاصد و نصب العین کی سطح صرف فنا ہو جانے والی راحتیں اور لذتیں بن جاتی ہیں اور حسب سبعیت زاویۂ توحیدی پر فریب شیطانی کی وجہ سے آجاتی ہے تو انسان میں درندگی و بربریت نمودار ہو جاتی ہے جس کا آخری نتیجہ دونوں کیفیتوں میں یہی ہوتا ہے کہ انسان نفع عاجل کے لئے نفع آجل کو ترک کر دیتا ہے۔

قوائے ثلاثہ کی کیفیاتِ ثلاثہ

الغرض ان ہر سہ متضاد قواء کے غلبہ و مغلوبیت کے اعتبار سے قلبِ انسانی کی تین ہی کیفیتیں ہوں گی۔

(۱) (کیفیت اول) یا انسان کی بہیمیت، ملکیت و سبعیت، پر غالب ہوگی اور جملہ افعال و اعمال میں بہیمیت ہی کا رنگ غالب ہوگا یعنی انہماک فی الاکل والشرب وحب الشہوات و حصول اللذہب والفضۃ اسکی زندگی سے واضح ہونگے۔

(۲) (کیفیت دوم) یا اسکے آئینۂ افعال و اعمال میں درندگی و تند خوئی، کشت و خون، لوٹ مار قتل و غارت، نظر آئیگی اور قوتِ سبعیہ بقیہ قواء پر غالب ہوگی۔

(۳) (کیفیت سوم) یا انسان کی عملی زندگی میں خدا پرستی اور مخلوق ترسی کا غلبہ ہوگا۔

مقصدِ تعلیم و تعوذِ الٰہی

سو تعلیم الٰہی و تعوذ ربانی کا مقصد یہ ہے کہ بہیمیت بھی ہو تو نور ربوبیت کے ماتحت ہو اور سبعیت بھی ہو تو نور ملکیت کے ساتھ ہو اور قوت ملکیہ بھی ہو تو نور الوہیت کے ساتھ ہو اور ان میں بھی قوتِ ملکیہ بقیہ قوتیٰ پر اسی طرح غالب و حاوی رہے جیسے قلب اپنے اعضاء و جوارح پر غالب ہوا کرتا ہے کیوں کہ جب تک توسط و تعوذ الٰہی انسان کو حاصل نہ ہوگا اس وقت تک انسان حیاتِ ابدی و نجات سرمدی حاصل نہیں کر سکتا ہے پس شکل لے ونگ ہرگز انسان کو اوج کمال پر نہیں پہنچا سکتیں۔

مواسم جسمانی و روحانی

جس طرح عالم اجسام میں گرمی و برسات و جاڑہ کے تین موسم ہوتے ہیں اور ہر ایک موسم علی العموم دوسرے موسم کے آنے کا باعث ہے مثلاً موسم برسات کے آنے کا نتیجہ یہ ہے کہ جاڑے کا موسم آئے اور جاڑے کا موسم گرمی کا موسم لاتا ہے اور یہی چکر ہے جس میں زمانہ و زمانیات مقید نظر آتے ہیں اسی طرح عالم ارواح میں بھی باعتبار خیر و شر کے تین ہی موسم ہیں کبھی بہیمیت کا غلبہ قلوب انسانی پر ہوتا ہے تو کبھی بہیمیت و سبعیت کا چنانچہ جب بربریت، ظلم و عدوان حد سے بڑھ جاتے ہیں تو پھر رحمت الٰہی جوش میں آکر دور ملکیت لاتی ہے اور ارواح نورانیہ کا نزول اجلال ہوتا ہے جس طرح ہر سہ مواسم جسمانی میں فصل زمستان پر سکون کہلاتی ہے اور دیگر مواسم اس سے کمتر شمار ہوتے ہیں اسی طرح مواسم روحانی میں بھی ہدایت و ملکیت کا دور بہترین دور کہلاتا ہے اور بہیمیت و سبعیت کے ادوار ضلالت ناپسندیدہ شمار کئے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دور ملکیت میں تو ذرا سا عمل خیر بھی جلد ہی بار آور ہو جاتا ہے اور دور بہیمیت و سبعیت میں جب ہی تخم سعادت بار آور ہوتا ہے جبکہ بہت پوری توجہ سے اسکی پرورش کا خیال کیا جائے اور ہر قسم کی آفتوں اور مضرتوں سے اسکو محفوظ رکھا جائے۔

مرکز احساسات کی تربیت صفات ثلثہ سے

پھر اگر بالفرض بعض حکماء دور حاضرہ کی تحقیقات کے مطابق قلب انسانی اور بادشاہ جسم بھی نہ مانا جائے بلکہ دماغ ہی کو تمام احساسات و ادراکات کا منبع و مرکز اور تمام قوتوں کا سرچشمہ مان لیا جائے جو گو ہمارے نزدیک تو مسلم نہیں تو تب بھی ہماری یہ تقریر چسپاں ہو سکتی ہے اسلئے کہ قلب کی طرح دماغ کے بھی تین ہی حصے قدرت نے فرمائے ہیں پہلا حصہ پیشانی کا ہے جس میں کاتبِ تقدیر نے اس کی قسمت کا فیصلہ لکھدیا ہے تو دوسرا حصہ وسطانی ہے جو کل اعصاب کا منبع و مرکز ہے۔ اور جس میں بحالت شباب رعانیت کے خمار اور کبر و نخوت کے سودے پیدا ہوتے رہتے ہیں تیسرا حصہ وہ ہے جو پشت کی جانب سے ملا ہوا ہے اور ریڑھ کی ہڈی کو اپنے اندر اٹکائے ہوئے ہے سو جانب ملکی

کی تربیت کے لئے رب الناس کو مرحمت فرمائی اور رب النور نے اسکی تمہ اشت کی تو دماغ کے درمیانی حصہ کے لئے ملک الناس کی تجلی شاہانہ نے اپنا پرتو ڈالا اور پیشانی کے حصہ کی حفاظت کے لئے وہ غیر اللہ کے آگے نہ جھکے انسان کو الٰہ الناس کا نور بخشا گیا اور ان انوار ثلاثہ سے مرکز ادراکات و احساسات کو گھیر کر ان تینوں حصوں میں توحید باری کا عقلی اثبات کیا گیا۔

نور توحید کتاب بشریت سے بھی ہویدا ہے

یہی نور توحید انسان کے چہرہ مہرہ اور اس کے بدن کی کتاب بشریت کے بر جوڑ بند سے بھی ہویدا ہے۔ چنانچہ دیکھئے ایک آنکھ سے اگر ربوبیت پروردگار مثل آفتاب نمایاں ہے یعنی جیسے آفتاب، کافر کے گھر بھی جاتا ہے اور مسلمان کے گھر بھی اسی طرح یہ آنکھ بھلے کو بھی دیکھتی ہے اور برے کو بھی تو دوسری آنکھ ملک الناس کی نورانیت کے لئے مثل مہتاب شاہد عدل ہے اور ان دونوں آنکھوں کے درمیان میں ایک تیسرا اور معنوی نور توحید ہے جو پیشانی کے حصہ میں چمک رہا ہے اور ایسی ہی طرح درخشاں و تاباں ہے جیسے خداوند عالم کا نور ہر ہر چیز میں ظاہر ہونے کے باوجود ان آنکھوں میں نہیں سما سکتا اور دیکھنے کے باوجود دیکھا نہیں جا سکتا۔

اوراق کتاب بشریت اور کرشمہ ہائے خداوندی

پیشانی سے نیچے اتر کر چہرہ مہرہ اور اس کتاب بشریت کے اوراق پر نظر ڈالئے تو یہاں بھی ان انوار ثلاثہ و نور توحید کا وہی تماشہ نظر آتا ہے چنانچہ کتاب بشریت اور بشرۂ انسانی کی داہنی جانب کا ایک سیاہ و سپید، سرخ و زرد ورق اگر رب الناس کی اس تربیت کا پتہ و نشان دے رہا ہے جو بدن انسانی کے مطبخ یعنی (جگر) میں کار فرما ہے اور تمام اعضاء کے لئے قوت لا یموت تیار کرنے میں مشغول اور ساعی ہے تو چہرہ کی بائیں جانب کتاب بشریت کا دوسرا صفحہ بتلا رہا ہے کہ رب الناس کی وہ تربیت جس نے جگر میں غذا کو خون بنا کر فضلہ کو اسفل کی طرف پھینک دیا ہے اور خون کو قلب کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ جب یہ تربیت و ربوبیت خون کو لیکر قلب انسانی میں پہونچی تو اس نے قوت و تدبیر و حکمرانی کا درجہ پایا اور قلب میں ایسا پاور آگیا کہ وہ اپنے مددگار و خلفاء اربعہ میں سے اگر پیروں کو منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے اشارہ کرے تو میلوں رواں ہو جائیں اور اگر ہاتھوں کو کسی وزنی سے وزنی چیز کے اٹھانے کا حکم کرے تو وہ اپنی قوت قابضہ و باسطہ سے آناً فاناً اس کو اٹھا کر پھینکیں غرض اس نور ربوبیت نے قلب میں پہونچ کر ایسی ہی طرح نور ملکیت کی شکل اختیار کر لی جیسے غذا نے جگر میں پہونچ کر خون کا رنگ اختیار کر لیا تھا اور قلب کی اس قوت شاہی نے انسان کو یہ باور کرا دیا کہ وہ سینہ میں مخفی رہکر اپنے مددگار و خلفائے اربعہ سے اگر بیسیوں من عناصر اربعہ کا وزن اٹھوا سکتا ہے تو بدرجہ اولیٰ وہی کلام رب العالمین کا وزن بھی اٹھانے کی اہلیت رکھتا ہے۔

یک بینی و دو گوش اور مسئلہ توحید

اور جب آپ کتاب بشریت اور بشرۂ انسانی کے ان دونوں صفحات کے مطالعہ سے فارغ ہو کر اس ابھرے ہوئے درمیانی حصہ پر یک بینی و دو گوش نظر ڈالیں گے جو ان دونوں کی یکتائی پر واحد و شاہد ہے اور جس کو معبود و مسجود کے آگے ہی رگڑنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو آپ کو اس کتاب بشریت کے مرتب کرنے والے کا کمال صناعی نظر آویگا اور نور توحید بالکل محسوس و ممتاز ہو کر دکھائی دیگا۔ جوہر آن خدا کی خدائی اور اس کی یکتائی و کبریائی پر ہر ایک منکر سے اقرار توحید لے رہا ہے اور آلہ الناس کی وحدانیت پر ایک زبردست حجۃ قائمہ ہے جو منکرین توحید و مشرکین ذات و صفات سے بزبان حال کہہ رہی ہے کہ جس طرح چہرہ کی زیب و زینت یک بینی و دو گوش پر مبنی ہے دو بینی و یک گوش پر نہیں ہے۔ اسی طرح عالم کی زیب و زینت بھی توحید سے ہی ہے تثلیث سے نہیں ہے۔

لمس و تقبیل کی حدود و قیود اور انکی حکمت

اسی لئے اس کتاب بشریت کو چھونا یا بوسہ دینا یا اس کا تماشہ دیکھنا جس میں ذات و صفات اور نبوت و رسالات کے دلائل و شواہد و اشارات موجود ہیں جب ہی درست ہوگا جبکہ شیطان کا دخل اور اسکا واسطہ درمیان میں نہ ہو کیوں کہ شیطان ہرگز اس کا اہل نہیں کہ وہ معتوب سرکار احدیت ہو کر ان مظاہر قدرت کا تماشہ دیکھے یا انسان کی بہیمیت کے پس پردہ انہیں ہاتھ بھی لگائے یہی وجہ ہے کہ جب خلاف حکم ماانزل اللہ شیطان کے بہکانے سے اور نفسانیت کے لگاؤ سے انسان ان مظاہر قدرت و کتاب بشریت کو بری نگاہ سے دیکھتا یا چھونے لگتا ہے تو انوار ثلاثہ کا فیضان دیر تو بند ہو جاتا ہے اور تجلیات ثلاثہ اپنی تدبیر و فیضان چھوڑ دیتی ہیں۔ اور بندہ کے اور خدا کے درمیان میں شیطان کے حائل ہو جانے سے روح و جسم کے درمیان فساد شروع ہو جاتا ہے اور اس کے کاروبار میں سے مدد خداوندی اسی طرح نکل جاتی ہے۔ جیسے کسی پھول دار درخت سے پھول توڑ لینے پر اسکی خوشبو اور مہک جاتی رہتی ہے۔

بلا وضوئے باطنی کتاب بشریت کا چھونا جائز نہیں

جیسے بلا وضو آپ کتاب اللہ کا چھونا اور اس کو ہاتھ لگانا جائز نہیں اسی

طرح بلا وضوئے نفس و بلا طہارت قلب و بلا اجازت باغبان عالم غنچہ کتاب بشریت کا چھونا اور دیکھنا بھی روا نہیں اسی لئے فرمایا گیا قل للمومنین یغضوا من ابصارھم الیٰ آب لا یمسہ الا المطہرون کا مضمون بھی بحمد اللہ خوب ہی ہوطا اپنے عموم آیت کے لحاظ سے یہاں چسپاں ہو جاتا ہے۔

قوتِ ملکیہ اور قوتِ بہیمیہ کی تربیت کیلئے چار چار کتابیں

شاید یہی وجہ ہے کہ قوت ملکیہ کی تربیت کے لئے چار کتابیں عرش سے آئیں تو بہیمیت کی تربیت کے لئے بھی چار ہی بشریت کی کتابیں (چرہ) بواسطہ رسول بصورت نکاح جائز کی گئیں۔ اور کیا عجب ہے کہ جس طرح تحریف و تغیر کی وجہ سے ہر چہار کتب سماویہ کی تسلیم کی اب یقینی اور واحد صورت یہی ہے کہ کتب سماویہ و صحف انبیاء کے مجموعہ و فقص قرآن حکیم پر ایمان لایا جائے۔ اسی طرح بخوف عدم عدل، اندلاد اگر چار نکاح کے بجائے ایک نکاح ہی بہتر و اولیٰ قرار دیا گیا ہو۔

قوت یقین اور قوت عملیہ دونوں کیلئے چار چار ائمہ

اور جبکہ قوت یقین کی تربیت کے لئے چار کتابیں عرش سے اتریں تو قوت عملیہ و قوت اجتہادی کے لئے بھی عقلاً چار ہی سر خیل و ائمہ اربعہ برحق ہونے چاہئیں اور چار ہی مسلک (حنفیت و شافعیت، حنبلیت و مالکیت) نظر تاو عقلاً صائب ہونے چاہئیں۔ چنانچہ تعدد حق کے اسی لئے اہل سنت قائل ہیں لیکن اولیٰ و بہتر یہی ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے جو ایک مسلک کسی کو پسند ہو اس کو اختیار کرلے تاکہ قوت یقین کی راہ مستقیم اور اعتقادی وحدت کو انسان امور اجتہادی و دنیاوی میں بھی نہ چھوڑنے پائے اور جب کہ شریعت حقہ و قوت عملیہ کی نگہبانی کے لئے بھی حق تعالیٰ کی طرف سے امت محمدیہ میں چار ہی خلیفہ راشد اور چار ہی اصابت رائے کے مظاہر ائمہ اربعہ پیدا کئے گئے تو عقل سلیم اس نقل صحیح کی بھی تصدیق کرتی ہے۔

کارخانہ یقین و ایمان کے حاملان بھی چار فرشتے ہیں

کہ اس کارخانہ ایمان و یقین کو مضبوط و استوار رکھنے کے لئے چار ہی فرشتے جبرئیل میکائیل عزرائیل و اسرافیل علیہم السلام بھی بارگاہ صمدیت سے مقرر ہونے چاہئیں تھے اور عناصر اربعہ و اخلاط اربعہ کے انتظامات انہی کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں تھے۔ غرض یہ چار کا عدد یہاں پر پر لطف اسرار منکشف کرتا چلا آرہا ہے جن سب کے بیان کا یہ موقعہ نہیں۔ بہر حال ربط

کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے چونکہ اپنے انوار ثلاثہ کا مظہر دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے اور آپ ہی کا نور سب سے پہلے حق تعالیٰ نے پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث اول ما خلق اللہ نوری سے واضح ہے اور نور خداوندی کے ساتھ آپ کے نور کی مشابہت بعیدہ ایسی ہی ہے جیسے نور آفتاب اور نور آئینہ اور آپ کا نور انسانیت اور نور عقل تمام انوار خلق میں اعلیٰ و ارفع ہے اور آپ کے ماسوا جس قدر بھی نور مصدر نور سے مخلوق و مشتق ہوئے وہ سب بعد کی ہیں اس بنا پر رب الناس ملک الناس، آلہ الناس میں ناس سے انسانیت کا وہی فرد کامل مراد لیا جاسکتا ہے جس کے ذریعہ سے نور خداوندی بشکل ربوبیت ملکیت و الوہیت عالم میں تجلی ریز ہوتا ہے اور رب الناس۔ ملک الناس۔ آلہ الناس۔ میں ناس کی طرف جو نسبت الٰہی فرمائی گئی ہے اس سے اشارہ یہ ہے کہ نور خداوندی جب بھی عالم میں تجلی ریز ہوتا ہے حضور ہی کے واسطہ سے ہوتا ہے۔ کما قال تعالیٰ وما ارسلنک الا رحمة للعالمین۔

امامتِ سیدّ المرسلین کا اثبات عقلی و نقلی

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین اور جملہ انبیاء علیہم السلام کے سردار و امام ہیں۔ اور جیسے بدن کی پانچ انگلیوں میں وسطی انگلی امام ہوتی ہے اسی طرح حضور کی ذات منبع البرکات بھی تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام امم سابقہ میں امام کی حیثیت رکھتی ہے اسی لئے آپکو دین قیم عطا فرمایا گیا اس میں پانچ ہی رکن تجویز فرمائے گئے اور حضور کو چار مخصوص اصحاب ایمان باللہ و عمل صالح و تواصی بالحق و تواصی بالصبر کے مظہر حضرت باری تعالیٰ نے اپنے چار مقربین جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل کی طرح عطا فرما کر پنجتن سے دنیا پر یہ واضح فرمایا کہ جس طرح دنیا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایک ہاتھ اور اس کی پانچ انگلیاں کافی نہیں ہوتیں بلکہ دوسرا ہاتھ اور اسکی پانچ انگلیاں اسکی مدد کے واسطے درکار ہوتی ہیں اسی طرح ان پنجتن ہی سے پانچ ارکان اسلامی کا عملی نقشہ دنیا میں فروغ پائیگا اور جیسے انبیاء مرسلین میں حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰة والسلام آسمان نبوت کے پانچ درخشاں کواکب و سیارات ہیں اسی طرح یہ پنجتن بھی کیفیات رسالت و نور نبوت محمدی میں وہی مثال اور مشابہت رکھتے ہیں۔ الغرض آپ ہی کے نور ارفع و اقدس سے تمام انبیاء علیہم السلام عالم ارواح میں مستفید اور خوشہ چین ہوئے اور امم سابقہ و لاحقہ کو جو بھی نور عقل و نور انسانیت ملا ان سب کا سرچشمہ حضور ہی تھے اور اولین و آخرین کو واسطہ و بلا واسطہ علم میں جس قدر بھی انوار الٰہی مبدأ فیاض سے تقسیم ہوئے اس میں بھی واسطہ حضور ہی تھے اس لئے آپکی نوع تمام انواع پر آپکی امت تمام امتوں

پر، آپکی قوم تمام اقوام پر، آپکا موطن تمام مواطن پر افضل و اشرف ہے۔

انوارِ خداوندی کے ساتھ نور محمدی کا تعلق اور رابطہ

جس طرح شب کی تاریکیوں میں آفتاب عالمتاب کا نور مہتاب ہی میں سے ہو کر زمین پر پھیلتا ہے دوسری کوئی صورت شب میں فیضِ آفتاب سے استفادہ کی نہیں ہوتی اسی طرح نور خداوندی بھی ہر دور ضلالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے تمام عالم پر محیط ہوا ہے اور اسی نور نبوت محمدی نے نور آفتاب و مہتاب کی طرح تدریجی طور پر بڑھنے اور عالم کی استعداد کے موافق پھیلنے کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں بذ تولد و تناسل جنم لیا تھا آخر یہ نور نبوت محمدی حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ وغیرہم میں منتقل ہوتے ہوتے :۔

آفتابِ رسالت کا طلوع عالم اجسام میں

فاران کی چوٹیوں پر سے بلا واسطہ آفتاب کی طرح افقِ رسالت سے طلوع ہو گیا اور چالیس برس میں یہ بدر کامل چودھویں رات کا چاند بنکر آخر تمام رحمة للعالمین کے درجہ پر پہونچ گیا لیکن نور نبوت محمدی کا اس طرح منتقل ہو جانا امر نظم ربوبیت پروردگار کے موافق تھا۔ کیوں کہ جس طرح بادشاہان دنیا جو پاور اور جو اختیار بھی اپنے قلمرو میں کسی کو عنایت کرتے ہیں جنکے بعد وہ تمام انسانوں پر حکمرانی کرتا ہے تو اول اپنے وزراء و امین سلطنت سے اسے منواتے ہیں اور اسکے بعد قلمرو میں درجہ بدرجہ سب اسکے اختیار کو تسلیم کرکے اطاعت و انقیاد سے اسکو حاکم و با اختیار تسلیم کرلیتے ہیں اور اسکے حکم کو بادشاہ کا حکم مانتے ہیں۔

نور محمدی نے انوارِ خداوندی کا حامل مخلوق کو بنایا

اسی طرح حق تعالیٰ شانہ نے بھی یہ نور نبوت محمدی کل انبیاء علیہم السلام کو انکے مراتب و استعداد کے موافق عنایت فرمایا اور تمام انبیاء نے عالم ارواح میں حضور کی نبوت کی تصدیق کی اور جب یہ نور محمدی مکمل و مختتم ہو کر دنیا میں پھیلایا گیا تو حق تعالیٰ شانہ نے اپنی کل صفات علی الخصوص تجلیات ثلاثہ کی جملہ غیر محدود و غیر متناہی طاقتیں تمام امت محمدیہ کو انسانیت کے مظہر اتم اور مجد و شرف کے نمونہ اعظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بخشیں اور عالم ارواح کے اس مہتاب رسالت نے آفتاب جلال و کمال احدیت سے اکتساب نور فرماتے ہوئے تمام مخلوق کو انوار خداوندی کے قبول کے قابل بنادیا اور آفتاب نور احدیت کے فیض سے تمام مخلوق کو

فیضیاب کرنے کے لئے مثل مہتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ الخلق ہوئے۔

معجزۂ شق القمر کا تعلق ختمِ نبوت سے

غالباً یہی سبب ہے کہ ملاء اعلیٰ اور عالم ارواح کے اس مہتاب رسالت نے جب عالم شہادت کے مہتاب سے آنکھ ملائی تو وہ تاب نظارہ نہ لاسکا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہتابی کرۂ نور کے دو ٹکڑے کردیئے اور کیا عجب ہے کہ حضرت مہتاب رسالت نے چاند کے دو ٹکڑے فرماتے وقت جہاں مشرکین عرب کو اعجاز نبوت دکھلایا وہیں اس انشقاق قمر سے منکرین نبوت کے لئے اس دائمی اعجاز کی طرف بھی اشارہ غیب فرمانا مقصود ہو کہ جس طرح چاند جیسے عظیم الشان کرۂ نوری کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں میرے وصال الی اللہ کے بعد میرے نور کے بھی دو حصے ہوں گے۔ ایک کتاب اللہ دوسری عترت اور جس طرح چاند کا نور تا قیامِ قیامت دنیا میں چمکتا رہیگا اسی طرح کتاب اللہ کے اور انوار تجلیات بھی تا قیامِ قیامت دنیا میں باقی رہیں گے اور اسکے حاملان یا متا بھی ہمیشہ لا یضرھم من خالفھم کی بشارت کے موافق دنیا میں نوبت بہ نوبت پیدا ہو کر اس نور محمدی کا اعادہ اور تعمیر و توضیح فرماتے رہیں گے اور نور محمدی برابر ان کے ذریعہ ضیاء ریز رہیگا۔ لہٰذا نہ کسی نبی کی ضرورت باقی رہے گی اور نہ کوئی نبی آئیگا بلکہ میرا وجود اور قیامت کا وجود ایسا ہی قریب قریب ہوگا جیسا کہ دو انگلیاں باوجود الگ الگ ہونے کے ایک دوسرے سے جڑی رہتی ہیں یا مثلاً چاند کے جیسے دو ٹکڑے ایک ہی کرہ کے دو حصے ہوتے ہیں اب حدیث بعثت انا والساعة کہا تین کا اثبات بھی بحمد اللہ خوب ہی چسپاں ہو گیا

خاتم نبوت سے خاتم شیطنت کا رابطہ

اور ختم نبوت پر بھی کافی اشارہ ہو گیا۔ البتہ حضرت خاتم النبیین کے دور نبوت میں گو بلا وقوع قیامت بیشک اسکی ضرورت عقل سلیم محسوس کرتی ہے کہ خاتم شیطنت کا ظہور بھی عالم اجسام میں ہونا چاہئے اور یہ خاتم شیطنت دنیا کو بھی نبوت کا دھوکہ دیکر راہ حق سے پھیرے اور بھی سحر و تسخیر کائنات کے حربہ سے دجال اکبر کی صورت میں نمودار ہو غرض جس طرح نور نبوت محمدی تدریجاً مختلف دہور میں مکمل ہوا اسی طرح شیطنت کی تکمیل بھی آپ ہی کے دور رسالت و نبوت میں ہو کر مغلوب ہونی چاہئے اور خاتم الشیاطین بھی عالم اجسام میں حضور ہی کے زمانہ نبوت میں ظاہر ہونا چاہئے چونکہ ہم حصہ اوّل میں دکھلا چکے ہیں کہ عالم باطن میں شجر نبوت و شجر شیطنت کا تخم سعادت

وشقاوت طلاق بیچ ان دقاکون نے بو دیا ہے اور عالم اجسام میں جس قدر بھی انسان پیدا ہوتے ہیں کوئی ان میں شجر شیطنت کا پھل ہوتا اور کوئی شجر نبوت کا ثمر شریں۔ اس لئے جبکہ شجر نبوت کی تکمیل بامو ہی اکبر اور حضرت خاتم الانبیاء سے ہو چکی ہے اور شجر بہت حد کمال وشباب پر پہونچ گیا تو اسی قاعدہ کے موافق شجر شیطنت کا بھی اختتام اسی دور خاتم الانبیاء میں خاتم الدجالین سے ہونا چاہئے چنانچہ احادیث مکہ میں ہے کہ دجال اکبر کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا۔ اور وہ سحر و تسخیر کا نہات کا غیر معمولی حربہ شیطنت لیکر ظاہر ہوگا جسکی وجہ سے اکثروں کو ایمان میں فتور آجائیگا اور وہ دجال اکبر کے شعبدہ ہائے سحر وشیطنت کے جال میں پھنس کر اپنا ایمان کھو بیٹھیں گے لیکن حضرت عیسٰی علیہ السلام جو حکمت خداوندی و مصلحت محمدی عالم بالا میں فرشتوں کی طرح اپنی مدت معینہ کو گذار رہے ہیں جب دجال اکبر آکر اپنی شیطنت کو مکمل کریگا تو اسوقت جرنیل سرکار محمدی یعنی حضرت عیسٰی روح اللہ آسمان سے نازل ہو کر اس دجال لعین کے لئے شہاب ثاقب بن کر اسکو قتل کریگے اور ایک دفعہ پھر نور نبوت محمدی تمام عالم میں چھا جائیگا اور خدا کی حجت تمام کردی جائیگی۔

درازیِ عمرِ شیطان وحضرت مسیح کا راز

یہیں سے شیطان کی عمر کی طوالت کے راز پر بھی روشنی پڑجاتی ہے کہ اسکو ابتداء آفرینش و آغاز نور محمدی سے مردود فرمانے کے باوجود اسکی دعا پر اختتام دور نبوت محمدی تک کس لئے حیات طویل دی گئی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مقابلہ شیطان کی وجہ سے انہیں بھی کیلئے حیات طویل عطاء فرمائی گی۔ اور یہ بھی کہ استجابت دعا کے لئے مقبول من اللہ ہونے کی بھی شرط نہیں ہے بلکہ رحمت ربوبیت کا فرد مشرک فاسق وفاجر سب ہی کے لئے عام ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضور کی نبوت، خاتمہ کے بعد کوئی دجال اصغر ذریت شیطان سے پیدا ہو کر آپکی نبوت کی خاتمیت کو توڑنا چاہے تو در حقیقت آپ کی مہر نبوت کو تو وہ کسیطرح بھی نہیں توڑ سکتا البتہ شیطنت کا مظہر اور اسکا حامل ضرور بن سکتا ہے۔

مہتاب عالم ارواح ومہتاب عالم اجسام میں کون افضل ہے

بہر حال جبکہ مہتاب جسمانی کے دو ٹکڑے حضرت مہتاب عالم ارواح نے فرمادئے اور چاند جیسے عظیم الشان کرۂ نوری کا انشقاق و تغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے بطور خرق عادت واعجاز حق تعالی نے کرادیا (ادہر خود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ بھی عالم اجسام میں ایک وقت معینہ اور غرض مخصوص کے لئے تھی جب وہ غرض اکمال دین واتمام نور رسالت پوری ہو گئی تو آپ بھی راہی ملک بقا ہو کر اسی ذات صمدیت سے راجع ہو گئے جو حیی وقیوم ہے اور آپ کے بعد انوار بھی دو حصوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری عترت جن میں ایک نور معنوی ہے جو برابر آفتاب کی طرح اپنے فیوض، عالم میں لٹا رہا ہے گمراہوں کو راہ حق دکھلا رہا ہے اور دوسرا انور عترت کا ہے جس میں فناو بقا حسی طور پر جاری وساری ہے اور اسکی صورت بعینہ ایسی ہے جیسے چاند ہر مہینہ آفتاب سے اکتساب نور کرتے ہوئے ہلال سے بدر کامل بنکر حد کمال پر پہونچتا ہے اور پھر زوال پذیر ہو جاتا ہے پھر نئے سرے سے طلوع ہوتا ہے اور اپنی نورانیت سے انسانوں کے غنچہ ہائے قلوب کو کھلا دیتا ہے مگر پھر گھٹ گھٹ کر آخر ایک دن نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اسی طرح آسمان رسالت کے درخشاں کواکب یعنی عباد مخلصین ومجددین امت محمدیہ بھی ہر صدی کے دور ہدایت میں چاند کی طرح طلوع ہوتے ہیں اور آفتاب نبوت کے غروب ہو جانے کے بعد مہتاب کی طرح مجددین امت محمدیہ کا طلوع و غروب ہونا اور کمال نبوت کے بعد زوال دنیا کے لئے قیامت کا انکے ساتھ لازم و توام ہونا بعینہ وہی مشابہت رکھتا ہے جسکی طرف حضور نے اپنی حدیث "بعثت انا والساعة کہاتین" میں اشارہ بلیغ فرمایا ہے۔

انوارِ مہتابِ جسمانی ومہتابِ روحانی کے دو دو حصے

اور چاند کے دو ٹکڑے فرما کر حساً وعملاً بھی بتلادیا کہ جس طرح اس کرۂ نوری کے دو ٹکڑے اس بات پر گواہ ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی کرہ کے حصے تھے اسی طرح میرا وجود اور قیامت کا وجود بھی اسی قادر مطلق کی نشانیوں کا ایک جڑا ہوا سلسلہ ہے جو تکوینیات میں یوں ظاہر ہوا بہر حال مضمون حدیث "بعثت انا والساعة کہاتین" کے اشارہ کو عملی صورت میں یوں دکھلایا گیا۔ "اقتربت الساعة وانشق القمر" یعنی قریب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔

قربِ قیامت اور انشقاقِ قمر

ورنہ بظاہر قرب قیامت کو انشقاق قمر سے کوئی ربط نہیں ہے غرض جبکہ نظم کائنات میں بہت بڑا کرہ چاند کا ہے جو کرۂ ارضی سے بہت بڑا ہے اگر بقول حکمائے حاضرہ تسلیم کر لیا جائے کہ اسمیں عظیم الشان مخلوق آباد ہے اور حضور نے اس نوری مخلوق کو دو حصوں میں منقسم فرمادیا تو اسکا مطلب بظاہر یہی ہوگا کہ علویات میں قیامت کی ابتدا شروع ہو گئی ہے۔

علویات میں آغاز قیامت اور سفلیات کی متابعت

کیونکہ قیامت سلسلہ اسباب ونظم کے درہم برہم ہونے ہی کو کہتے ہیں جب علویات میں قیامت کی سلسلہ جنبانی شروع ہو گئی اور سفلیات اپنے انفعال وتاثرات کی وجہ سے علویات کے تابع ہیں تو اسکے یہی معنی ہوں گے کہ عالم شہادت میں بھی حضور کے سامنے قیامت کی ابتدا ہو گی۔

عالم جسمانی میں بڑھاپے کے آثار

غالباً یہی وجہ ہے کہ اب حوادث عالم کی رفتار بعینہ اس بوڑھے قوی کی طرح پر ہوتی جارہی ہے جسکی تمام کیفیات میں ایک قسم کی بے ترتیبی سی پیدا ہو جاتی ہے مثلاً کبھی پیاس کا غلبہ ہے تو اسقدر کہ پانی ہی پئے چلا جاتا ہے اور کبھی بھوک بند ہوتی ہے تو اس طرح کہ بہت سے وقت صاف گذر جاتے ہیں۔ اسی طرح آسمان سے اکثر بارش برستی ہے تو اسقدر کہ لوگ الامان الحفیظ پکار اٹھتے ہیں اور بندش ہوتی ہے تو ایسی کہ لوگ الغیاث الغیاث چلانے لگتے ہیں غرض جہاں گرمی ہوتی تھی اب وہاں سردی ہوتی ہے جہاں سردی ہوتی تھی اب وہاں لو چلتی ہے۔ لہذا جیسے یہ ممکن نہیں کہ بڑھاپے کے بعد پھر کسی پر جوانی آئے اور حد کمال پر پہونچ کر کوئی مخلوق زوال پذیر نہ ہو اسی طرح یہ کب ممکن ہے کہ علویات میں قیامت کی سلسلہ جنبانی کے بعد کوئی نبی آئے اور عالم کے بڑھاپے میں نبی آخر الزماں کے بعد کوئی نبی برپا کیا جائے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ

حضرت عیسٰی کے نزول کی حکمت

اسی لئے حضرت عیسٰی روح اللہ ونبی اللہ کا نزول بھی قیامت کے قریب آسمان سے ہوگا تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بنکر ہی دنیا میں تشریف لاوینگے جس طرح ایک سابق حاکم اپنے سابقہ دار الخلافہ میں تدبیر ملک کے لئے آجاتا ہے تو وہ موجودہ حاکم ہی کا مہمان وتابع فرمان ہوتا ہے خود اسے سلطنت میں حکمرانی کا کوئی ادنی اختیار بھی نہیں ہوتا یہی صورت زمانہ رسالت محمدی میں حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مہدی معہود وغیرہم کی ہوگی لہذا ایسی کاذب مدعی نبوت قادیان کا دعوی نبوت تشریعی اور عوام کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈالنے کے لئے دعوی مہدویت نبوت ظلی وبروزی درحقیقت نبوت معجزات محمدی کا انکار نہیں تو اور کیا ہے اور اکمال نبوت سے بیشتر قیامت کا حضور کے ساتھ توام جاننا خلاف عقل وحکمت نہیں تو اور کیا ہے۔

صفات خداوندی کے مکتب بالذات آنحضرت ہی ہیں

حاصل یہ ہے کہ انسانیت کے فرد اکمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفات ملائمہ ربوبیت وملکیت والوہیت کے انتساب مخصوص کی وجہ سے مکتب بالذات ہیں اور جسقدر بھی عالم ارواح کے کواکب درخشاں انبیاء علیہم السلام ہیں وہ سب مکتب بالعرض ہیں۔

آفتاب جسمانی وآفتاب روحانی کا خط استوا

جیسے آفتاب عالمتاب تدریجی طور پر بڑھتا ہے یہاں تک کہ خط استواء پر جب پہونچتا ہے تو کمال نورانیت کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے اور کوئی نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا مگر یہ سراج منیر قدرت کی نورانیت سے شرما کر فوراً ہی ڈھلنے لگتا ہے اسی طرح نور نبوت محمدی حضرت آدم بڑھتے بڑھتے جب حضرت عیسٰی پر پہونچ گیا جن کو حضرت آدم سے توالد وتناسل میں اسی قسم کی نسبت ہے جو حضرت حوا آدم سے رکھتی ہیں تو آخر آفتاب رسالت آسمان نبوت سے طلوع ہو کر خط استواء پر پہونچ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اعلان فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ اور اسی کے کچھ عرصہ بعد یہ حکم ربانی آن پہونچا اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ۔

تکمیل نبوت کے بعد نبی نہیں آسکتا

اور ظاہر بھی تو یہی ہے کہ تکمیل دین وتکمیل نور نبوت کے بعد کوئی نبی نہ آئے جیسا کہ آفتاب کے عروج نصف النہار کے بعد کسی دوسرے آفتاب کی روشنی کی عالم کو ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور حضور کے بعد نبی آ کیسے سکتا ہے جیسا صفات خداوندی میں جو سب سے اعلیٰ وارفع صفات ثلاثہ ربوبیت وملکیت والوہیت ہیں بحیثیت مجموعی امت محمدیہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے عام ہو چکی ہیں اور قرآن کا نور دنیا میں شیطنت سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ بس ختم نبوت کی مثال تم ایسی ہی سمجھ لو کہ۔

اثبات ختم نبوت پر ایک تمثیل

جس طرح مرد وعورت کے درمیان نکاح ہو جانے کے بعد ان کو نکاح کی فی نفسہ ضرورت باقی نہیں رہتی اور دونوں کے رشتہ وامتزاج باہمی کی وجہ سے ایک تیسرا فرد معلوم وجود یا مرا اللہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے جو در حقیقت مرد وعورت کے ملنے کی اصلی غرض وغایت ہے اور آدم کی نسل پر اس معنے کر کبھی بڑھاپا اور خزاں نہیں آئی کہ اگر آدم کے بیٹے پر بڑھاپے کی خزاں مسلط ہو جاتی ہے تو اس کا پوتا جوان ہو جاتا ہے اور پوتے پر بڑھاپا آتا ہے تو اس کا بیٹا جوان ہو جاتا ہے۔

قیامت جوانوں پر ہی آئے گی

غرض سلسلہ من خلف یوم حساب تک یہی صورت جاری ہے اور اس

سلسلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت بوڑھوں پر نہیں آئیگی بلکہ مالک الملک کی تجلی قہری کا ظہور جس کو شریعت اسلامی قیامت کہتی ہے جوانوں پر ہی قائم ہوگی۔ جس کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ شباب کی تربیت کرنے والی صفت ملک الناس ہے جو رب الناس و آلہ الناس کے درمیان میں ہے۔

قلب نبوی پر جملہ تجلیاتِ الٰہی کا درود ہوا

اسی طرح صفات ثلثہ ربوبیت و ملکیت والوہیت جب بیک وقت آئینہ قلب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ افگن ہو گئیں اور جو کیفیت جمالی (ربوبیت) حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر طاری ہوئی تھی اور جو کیفیت جلالی (ملکیت) حضرت موسیٰ پر وارد ہوئی تھی اسی طرح کیفیت الوہیت کا جو پرتو حضرت عیسیٰ روح اللہ پر ہوا تھا جس سے نصرانی ناوانوں نے الوہیت کو ان کے حق میں ذاتی سمجھ کر ان کو خدا یا خدا کا بیٹا مان لیا تھا جب یہ تینوں کیفیتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر بیک وقت وارد ہو گئیں تو ظاہر ہے کہ ادیان و نبوات سابقہ کی تکمیل و ختم ہو گئی۔ اور دین محمدی ہی تمام ادیان و نبوات کا مکمل بن گیا۔

ختم نبوت کے بعد مجدد دین اسی امت میں پیدا ہوسکتے ہیں

اور مرد و عورت کے ملنے سے جس طرح نسل آدم کا بڑھنا اور پھیلنا صادق آتا ہے اسی طرح ان کیفیات و تجلیات ثلاثہ کے تداخل وادغام سے جامعیت و تکمیل دین فطرت اور اختتام نبوت و ظہور مجددین لازم ہو گیا۔ اور آثار نبوت محمدی کا قیامت تک نسل بنی آدم کی طرح قائم و باقی رہنا ضروری قرار پا گیا۔

جس طرح جرائی اور عالیا عکری حکومت کی صورت اور اس کا نقشہ پیدا کرتے ہیں اور تاقیامت تختۂ زمین پر کوئی نہ کوئی سلطنت ضرور قائم رہے گی اور دنیا کے ختم پر صرف مالک الملک کی ہی بادشاہت رہ جائی گی اسی طرح تجلی ربوبیت کا تعلق جب تجلی الوہیت سے ہوا تو اس سے تجلی ملکیت کا ظہور خود بخود ہو گیا۔

تجلیات ثلاثہ کا ظہور نوع انسانی میں

جس طرح سے جب انسان جوانی پکڑتا ہے اور جوانی کے میدان کو طے کر کے درجہ بدرجہ بڑھاپے میں قدم رکھتا ہے تو انسان کعبۂ عقل و قبلۂ حاجات بنتا ہے اسی طرح رب الناس کی تجلیات ربوبیت جب کسی نوع یا کسی فرد میں مکمل ہو لیتی ہیں تو ملک الناس کی تجلیات ملکوتی شروع ہو جاتی ہیں اور جب

ان کا ظہور پایہ تکمیل کو پہونچ لیتا ہے تو تجلیات الوہیت سے انسان سرفراز ہونے لگتا ہے۔ غرض ایک وقت میں کسی نفس پر قیامت آتی ہے تو کسی نفس پر آغاز وجود ہوتا ہے کسی پر جوانی کی بادشاہت شروع ہوتی ہے اور کوئی نوشاہ بنا ہے تو کسی پر فقیری کے آثار وارد ہوتے ہیں اور کوئی توکل و قناعت کا لباس پہنکر تازیست مہمان رب العالمین ہوتا ہے غرض نوع انسانی و افراد انسانی میں ہر سہ تجلیات ربانی بیک وقت کار فرما و مصروف تدبیر رہتی ہیں اور انسان کی ہر ہر قدم پر اس کے لئے رونما ہیں تو انصاف سے خدارا تم ہی بتلاؤ کہ ان تجلیات ربانی کے افاضہ کے بعد اور نبی آخر الزماں کے نور رسالت کی تکمیل کے بعد نبوت کے سلسلہ میں کسی کو مستقلاً یا غیر مستقلاً ظلاً و بروزاً قدم رکھنے کی گنجائش کب ہے؟

الغرض اعوذ بالله من الشيطان الرجيم. وقل رب اعوذبك من همزات الشياطين واعوذ برب الناس ملك الناس اله الناس من شر الوسواس الخناس سے انسان کو مطلع کر دیا گیا کہ مظہر تاریکی و غفلت شیطان الرجیم و ہمزات الشیاطین خناس لعین سے بچنے کے لئے اس پروردگار صمد و نور مطلق رحمن و رحیم سے تعوذ کرو۔

تربیت نور محمدی کے طفیل میں تربیت نوع انسانی

جو تربیت کرنے والا ہے مظہر نور انسانیت کا اور ان کے طفیل میں تمام عالمین کا اور محافظ و بادشاہ مطلق ہے مجموعۂ انسانیت و عقل کا اور ان کے طفیل میں تمام کائنات کا اور معبود ہے خلاصۂ کائنات اور ان کے طفیل میں شجر و حجر اور تمام جانداروں کا بلا شبہ وہی ذات اقدس و یکتا و بے ہمتا ہے۔

تجلی الٰہی جس قوت پر بھی متوجہ ہوتی ہے تو وہ قوت عالم کے لئے رحمت ہوتی ہے

جس کے نور ربوبیت کی روشنی اور چمک جب اگر انسان کی قوت بہیمیہ پر پڑ جاتی ہے تو انسان شفقت علی الخلق کے مرتبہ عالی پر فائز ہو کر بے سہاروں کا سہارا اور بے وسیلوں کا ملجا و ماوا بنجاتا ہے۔ اور اگر اسکی تجلی شاہانہ مردان باصفا کی قوت سبعیہ کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے تو پھر اعدائے دین کے ظالمانہ اقدامات کو خاک و خون میں ملا دینے کے لئے حضرت علی و عمر و خالد و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم جیسے ملکی طاقت رکھنے والے بہادر فدائیان اسلام پیدا ہو جاتے ہیں اور دنیا کی کوئی مادی طاقت بھی ان کے تہور و دبدبہ و شجاعت و جلال کے آگے دم نہیں مار سکتی اور اگر تجلی الوہیت کسی انسان کی قوت ملکیہ کی طرف

متوجہ ہو جاتی ہے تو تمام عالم اسکی نظر میں ہیچ ہو جاتا ہے اور آنکھ کی پتلی کے نور کی طرح انسان اس نور کے ماسوا سب کو تاریک یقین کر لیتا ہے اور کیفیات بردہ سے حمد رب، تسبیح، وتقدیس، تحمید، وتمجید، میں منہمک ہو کر فنائے ابدی کی سرحد میں پہونچ جاتا ہے اور مراتب قرب الوہیت میں اس مقام تک پہونچ جاتا ہے جہاں کہ فرشتوں کی بھی رسائی نہیں ہوتی عسىٰ ان يبعثك ربك مقاماً محموداً۔

قربتِ الٰہی بہیمیت کے آثار کو معدوم کر دیتی ہے

اسی بنا پر ان کیفیات نورانیہ میں نہ اسے کھانے کی ضرورت رہتی ہے نہ پینے کی، چنانچہ بزرگان دین کے احوال کو اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ بعض حضرات کی قوت ملکیہ اور ان کے تغذیۂ روحانی نے انہیں بارہ بارہ برس تک کس طرح بہیمیت کے مقتضیات اور کھانے پینے سے بے نیاز کئے رکھا اور قوت ملکیہ اسقدر چہ بڑھ گئی اور بہیمیت اسقدر چہ گھٹ گئی کہ ان کو کھانے اور پینے کی تکلیف و ضرورت ہی باقی نہ رہی اور اگر رہی بھی تو اس طرح کہ وہ توکل و قناعت کی چادر لپیٹ کر اس عالم فانی سے بے خبر ہو جائیں اور ہمیشہ کے لئے مہمان رب العالمین بن جائیں۔

اختیاری فقر و فاقہ ترقی ملکیت کا ذریعہ ہے

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار وارادہ سے فقر و فاقہ کو محبوب رکھا اور کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھالینے کو پسند نہیں فرمایا۔ کیونکہ شکم پری مانع ترقی ملکیت ہے اور یہ تو ہم جیسے کور باطنوں کا بھی تجربہ ہے کہ جب قوت ملکیہ کی لذت انسان پالیتا ہے تو پھر اس کی تمام تر توجہ لذائذ دنیویہ سے ہٹ جاتی ہی اور دنیا کا کوئی کیف و سرور اس کے دل کو لبھالینے پر قادر نہیں ہوتا جس قدر کہ یہ ملکی لذت و حلاوت نور انسان کو محو تماشائے عالم بنائے رہتی ہی اور اسی کا انتہائی مرتبہ وہ ہے کہ جس کے بعد انسان کی بہیمیت کی تربیت بجائے انسانوں کے خدا خود فرماتا ہے اور جو اسباب تربیت و وسائل معاشرت بھی انسان سے وابستہ ہوتے ہیں وہ سب الگ کرلئے جاتے ہیں یعنی اس کا خدا ہی اس کو کھلاتا ہے اور وہی اس کو پلاتا ہے وہی اس کو پالتا ہے اور مرض کی حالت پیش آئے تو خدا ہی اس کا معالج ہوتا ہے اور وہی اس کو شفا دیتا ہے۔ يطعمني و يسقيني واذا مرضت فهو يشفين.

کیفیات انبیاء اور کیفیات اولیاء کا باہمی فرق

بس نبی کی اور ولی کی کیفیات میں یہی فرق ہے کہ نبی کی تو تمام شانیں مکمل ہوتی ہیں اور وہ تجلیات ربانی نوع انسانی کے مرتبہ اعلیٰ سے حاصل کرتے

ہیں اس لئے نبی کی انسانیت عام انسانوں اور جملہ اولیاء کی انسانیت سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے چنانچہ عام انسانوں کو اگر چار نکاح کی اجازت ہے تو انبیاء بہیمیت اعلیٰ پر کامل قابو پالینے کی وجہ سے زیادہ کے مجاز و مختار ہیں اور ولی کی تمام شانیں مکمل نہیں ہوتیں بلکہ نبی کی مختلف شانوں میں سے کوئی شان کسی میں جھلکتی ہے اور کوئی کسی میں اسی اسلوب فطرت کی وجہ ہے کہ حضور کے خلفائے اربعہ میں علی الترتیب آپکی چار شانوں کا ظہور ہوا مثلاً کیفیت ایمانیہ میں آپ سے جو مشابہت اور قرب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تھا اس میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ اسی بنا پر آپ کو تصدیق رسالت واقرار معجزات اور اعتراف مغیبات میں کبھی ادنیٰ سا بھی شک یا تامل نہ ہوا۔ چنانچہ معراج کی تصدیق سب سے اول حضرت صدیق اکبر نے ہی فرمائی ہیں پر بارگاہ رسالت سے "صدیق" کا خطاب عطا ہوا اور یہی وہ کیفیت ایمانیہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوش محبت میں بھرے ہوئے تلوار کھینچے ہوئے یہ فرمارہے تھے کہ "حضور کی وفات نہیں ہوئی ہی بلکہ آپ زندہ ہیں اگر کسی نے یہ کہا کہ آپ کی وفات ہو گئی ہے تو میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ تو حضرت صدیق اکبر اس سانحہ عظیمہ کے وقت بھی اپنی اسی قوت ایمان و یقین کی وجہ سے پکار اٹھے "من يعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت" یعنی جو محمد کی عبادت کرتا تھا اسے اطلاع ہو کہ ان کی وفات ہو چکی ہے لیکن جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ وہ تمام عالم کو زندگی بخشنے والا ہے اور کبھی نہیں مرنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ پر اگر عالم غیب کی کیفیات طاری ہوئیں اور انہوں نے حضور کا فیضان اسی طرح دیکھا جیسا کہ عالم شہادت میں پہلے تھا اس لئے وہ کہنے لگے کہ حضور کی وفات نہیں ہوئی بلکہ آپ کی روح علی کا رفیق اعلیٰ سے وصال ہوا ہے تو حضرت صدیق اکبر پر عالم شہادت کی کیفیات طاری تھیں اور وہ دیکھ رہے تھے کہ اب حضور کا فیض ایسی ہی طرح دنیا میں باقی رہیگا جیسے پھولوں میں سے خوشبو کی مہک پوشیدہ ہو کر ظاہر ہوتی ہے اور آپ کی بہیمیت مبارکہ قل انما انا بشر مثلكم کے اسلوب پر زمین ہی میں مستور کی جائیگی اس لئے انہوں نے یہ خطبہ پڑھا اسی طرح مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے کے متعلق جب حضرت صدیق اکبرؓ نے اکابر و اعیان صحابہ سے رائے لی اور ان کی رائے یہی تھی کہ حضور کی تازہ تازہ وفات ہوئی ہے اس وقت میں خاموشی اختیار کرنا ہی مناسب ہے، تو حضرت صاحب الغار ثانی اثنین کو چونکہ حضور کی معیت و صحبت مبارک کی وجہ سے ایمان و یقین کا بہت ہی اونچا مرتبہ حاصل تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں امر الٰہی کو قائم کرنے میں ذرا بھی سستی و غفلت کو کام میں لاؤں البتہ اگر تم میں سے کوئی بھی

جہاد نہ کریگا تو میں تن تنہا جہاد کرونگا اور ایک تسمہ کے نہ دینے پر بھی جہاد کرونگا۔ علی ہذا اتصلب فی الدین اور شدت علی الکفار اور عملی کیفیت میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرب و مشابہت حضرت عمرؓ کو حاصل تھی اس میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہ تھا۔ اگر الا الذین آمنو اور رحماء بینھم کے مظہر اول حضرت صدیق اکبر تھے تو اشداء علی الکفار اور عملوا الصالحات کے مصداق اول حضرت فاروق اعظم تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی خداداد فراست ایمانی اور اپنی خداداد قوت و شوکت و ہیبت سے جس قدر حلقہ اسلام کو وسیع فرمایا اس سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ اور آج بھی اہل کفر کے قلوب اس سے مرعوب نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اہل کفر کا یہ ایک عام مقولہ ہے کہ اسلام میں ایک عمر اگر اور پیدا ہو جاتا تو پھر سوائے اسلام کے دنیا میں کوئی اور مذہب ہی باقی نہ رہتا علی ہذا تواصی بالحق اور حیاء و عفت میں حضرت عثمان ذی النورین کو جو مرتبہ کرامت اور حضور سے مشابہت حاصل ہوئی اس کا اندازہ خود حضور علیہ السلام کی اس حیاء سے ظاہر ہے کہ جو حضرت عثمان کے ساتھ حضور کو تھی۔

اسی کیفیت نبوت (تواصی بالحق) کا نتیجہ تھا کہ آپ کے عہدِ مبارک میں مسلمانوں کے دین کی اساس یعنی کلام پاک کی جمع و ترتیب کی خدمتِ عظیمہ بایہ تکمیل و تحفظ کو پہونچی اور آپ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کی بشارت اور وعدہ کے مصداق ہو کر حافظوں میں داخل ہوئے گویا حفاظتہ خداوندی کا جو وعدہ انسانوں سے کیا گیا تھا آپ اس کے مظہر و مصداق بنے آپ نے ان انوار الٰہی کو جو عالم الفاظ و حروف میں سماء دنیا سے قلوب مؤمنین میں وارد و نازل ہوئے تھے صفحۂ قرطاس پر لا کر انہیں محفوظ کیا۔ تاکہ صحف سماویہ و کتب سابقہ میں جس طرح تحریف و تغیر ہوا ہے قرآن کریم اس سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائے اور یقینا ایسا کرنے سے ہی سابقہ کتب سماویہ کے اوپر ایمان لانے کی صورت بھی باقی رہی۔

• علی ہذا تواصی بالصبر اور استقامت علی الحق و شجاعت دینی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو قرب اور مشابہت حضور سے حاصل تھی اس میں انکا کوئی شریک و سہیم نہ تھا نیز رسول خدا کے رسول خاص ہونے کی جو حیثیت حضرت علی کو حاصل ہوئی اسمیں کوئی بھی انکا شریک و سہیم نہ تھا چنانچہ سورہ براءت کا اعلان کرنے کے لئے آپ کا انتخاب ہمارے دعوے کی دلیل ہے۔ آپکی جوانمردی اور شجاعت کا اندازہ صرف اسی واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ قلعہ قموص کا جب لشکر اسلام نے محاصرہ کیا تو وہ کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا چنانچہ ایک روز حضرت صدیق اکبر تشریف لے گئے اور بڑی کوشش کی مگر فتح نہ ہوا۔ دوسرے روز حضرت عمر گئے اور بڑی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ایسے شخص کو علم دیا جاویگا ایسا شخص علم لیگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسکو "دوست" رکھتے ہیں اسی کے ہاتھ پر اللہ اس قلعہ کی فتح نصیب کریگا سب صحابہ رات کے وقت میں آپس میں تذکرہ کرتے تھے کہ دیکھئے کل کس کو علم نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ جب صبح کیوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا "علی کہاں ہیں" صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انکی آنکھوں میں درد ہے وہ آنے کے قابل نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ انکو بلاؤ حسب ارشاد حضرت علی تشریف لائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا اور خدا سے دعاء کی تو انکی آنکھیں ایسی ہی طرح اچھی ہو گئیں جیسے کچھ تھا ہی نہیں پھر حضور نے فرمایا کہ جاؤ پہلے اسلام کی دعوت دو اور خدا کے حقوق سمجھاؤ اے علی اگر تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کی بھی ہدایت ہو گئی تو یہ تمہارے لئے سب سے بڑی نعمت ہوگی۔ چنانچہ آپ قلعہ کے قریب تشریف لے گئے تو ایک یہودی نے قلعہ سے سر نکالکر پوچھا تم کون ہو۔ فرمایا کہ "میں علی بن ابی طالب ہوں اس نے کہا قسم ہے تورات کی تم ضرور غالب ہوگے۔ اس قلعہ پر تقریبا بیس روز محاصرہ رہا یہ سب سے زیادہ مستحکم قلعہ تھا اس لئے اسکے بعد فتح ہو سکا۔

مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضرت علی کی سپر گر گئی اسکو یہود لے بھاگے تو حضرت علی نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر اسکو سپر بنالیا جنگ کے بعد آپ نے اس دروازہ کو پھینک دیا تو سات قوی آدمی اسکو پلٹ نہیں سکتے تھے۔ اور چالیس آدمیوں نے ملکر اٹھانا چاہا لیکن نہ اٹھا سکے۔

معارج سے نقل کیا گیا ہے کہ اسکا وزن آٹھ سو من تھا۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ جس دروازہ کو حضرت علیؓ نے تنہا اٹھا کر پھینکا تھا اسکو ستر آدمیوں نے ملکر چاہا کہ اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھدیں تو نہیں رکھ سکے۔ بہر حال ان روایات میں اگر کچھ مبالغہ بھی ہو تو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضور کی کیفیتِ شجاعت کے آپ مظہر تام اور مصداق اول تھے۔ اور زادہ بسطۃ فی العلم والجسم کے صحیح نمونہ تھے۔ آپکی استقامت علی الحق کا موازنہ و اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ حضرت معاویہ کی فوجوں نے جب قرآن پاک نیزوں پر رکھ کر امان طلب کی اور مسلمانوں کو شکست اور دھوکہ دینے کے لئے امان چاہی اور کلام پاک سے ناجائز اور فاسد ارادہ کیا اور آپکی جماعت کے اکثر افراد امان دینے پر مصر ہو گئے اور اس دھوکے میں آگئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے للکار کر فرمایا کہ اے لوگو یہ قرآن صامت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں تم میری طرف آؤ مگر ظاہر بینوں نے ایک نہ سنی اور حضرت کے حکم کو نہ مانا لیکن حضرت علی آخر دم تک حق ہی پر قائم و مستقیم رہے۔

غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی دو چار شانیں ایمان باللہ۔ عمل صالح۔ تواصی بالحق۔ و تواصی بالصبر کی تھیں جنکے مصداق و مظہر خلفائے راشدین تھے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو لوگ خلیفۂ اول تسلیم کراتے ہیں، غلو کر کے شیخین پر تبرا کرتے ہیں اور سب و شتم صحابہ سے اپنی زبان کو گندہ کرتے ہیں وہ دنیا اور آخرت کا ہی نقصان اپنے سر پر لیتے ہیں اسی لئے فرق مراتب کی قوت حق تعالیٰ ان سے سلب کر کے انہیں زندیق شمار فرماتے ہیں کیونکہ وہ فطری و الہامی اور قرآنی ترتیب کے غلط ہو جانے کا عملاً دعویٰ کرتے ہیں۔

یہ تو بدا اچیز ہے کہ جماعتِ صحابہ میں سے حضور کی کوئی شان کسی میں بڑھی ہوئی تھی اور کوئی کسی میں لیکن ترتیبِ خلافتِ راشدہ کو غلط سمجھنا یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو سب پر فائق کر دینا یہ یقینا عقیدۂ اہل سنت والجماعت کے سراسر خلاف ہے کیوں کہ اگر ایک جزو میں انکو دیگر اصحاب راشدین پر فوقیت حاصل تھی تو اکثر امور میں دوسرے حضرات کو ان پر کرامت تھی اور ہم نے جو اشارہ ترتیبِ خلافتِ راشدہ میں کیا ہے اسکے بعد تو اسکی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ اس اولیت اور آخریت میں نزاع کیا جاوے کیوں کہ اولیت و آخریت یقینا ایک درجہ میں سببِ کرامت ہے لیکن نوعیت فضیلت ہمارے خیال میں سب کی جدا جدا ہے اور جو ترتیب واقع ہوئی وہ من امر اللہ ہی تھی اور یقینا خلفاء اربعہ میں سے شیخین رضی اللہ عنہما کو بقیہ پر کھلی کرامت و اولیت حاصل تھی۔ جس طرح ایمان و عمل صالح کو فطری طور پر تواصی بالحق اور تواصی بالصبر پر اولیت ہوا کرتی ہے۔

نورِ مہتاب کی طرح کواکب و سیارات کا نور نہیں

الغرض جس طرح آفتاب و مہتاب کا نور تمام ستاروں پر حاوی و جامع ہے تمام ستاروں کا نور ویسا جامع نہیں ہے۔ اور جسقدر بھی کواکب ہیں وہ سب آفتاب و مہتاب ہی کو خوشہ چین ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح کے مہتاب اور آسمانِ نبوت کے آفتاب ہیں اور اولیاء الرحمٰن عالم ارواح اور آسمانِ نبوت کے ستارے ہیں۔ جسطرح کواکب و سیارات کی تاثیر جڑی بوٹیوں میں ہوتی ہے اسی طرح تمام اہل اللہ اپنی اپنی استعداد کے موافق قلوبِ انسانی کو منور کر کے جگمگاتے ہیں۔ پس جیسے آفتاب سے جسقدر کوئی قریب ہوتا ہے اسی قدر نور آفتاب اس سے متصل ہوتا ہے اور اخذِ نور میں اسی قدر جودت آجاتی ہے، اسی طرح آفتابِ نبوت سے جو جتنا کماحقہٗ قریب ہے اسی قدر اس کا مرتبہ بلند ہے۔ اسی لئے علماء اہل سنت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ ایک ادنیٰ صحابی تمام اولیاء و اقطابِ امت پر اپنی نسبت باطنی و ظاہری کی وجہ سے بدرجہا فائق ہے وجہ اسکی بجز اسکے کیا ہے کہ انکی قوتِ مقابلہ کو براہ راست آفتابِ رسالت و مہتابِ نبوت سے ہر قسم کے اخذِ فیض کا موقع نصیب ہوا ہے۔

قرآن محمدی کی افضلیت

اسی لئے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم کی شہادت سے جہاں صحابہؓ کی فضیلت نکلتی ہے وہیں اس سے یہ بھی مستخرج و مستنبط ہے کہ عالم اجسام میں ظہور نور محمدی سے قبل جو نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسقدر قریب ہوگا اسی قدر انبیاء علیہم السلام میں اسکا درجۂ نبوت بڑھا ہوا ہوگا۔ یہی سبب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام انبیاء میں ایک کرامتِ خصوصی حاصل ہے چنانچہ آیۂ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض میں تائید روح القدس کا حضرت عیسیٰ کے نام کے ساتھ ذکر کیا جانا ممکن ثبوت ہے۔

تشریح مطالب وسواس الخناس

صفاتِ ثلثہ الٰہی کی تفصیل و توضیح سے فارغ ہونے کے بعد اب "شر الوسواس الخناس" کی تشریح رہجاتی ہے سو اسکے متعلق بھی جو کچھ اپنے اکابر کا علم ہمارے پاس ہے وہ پیشِ خدمت ہے۔

جناب من وسوسہ کا تقابل ایمان کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسے رات کا مقابلہ دن کے ساتھ ہوتا ہے کیوں کہ ایمان انقیاد و تسلیم کو کہتے ہیں تو اسکی ضد کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔ پس جسطرح وساوس کا مبداء شیطان ہی ہے اور اس کیفیت کا جو بھی فروغ ہے وہ اپنے مبداء منشاء ہی سے ہے اسی طرح ایمان کا مبداء و منشاء بھی صفاتِ ثلثہ یعنی ربوبیت و ملکیت و الوہیت ہیں جن میں ایمان کا نشو و استحکام اور وساوس کا قلع قمع وابستہ ہے اور جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ وسوسہ کا تقابل ایمان کے ساتھ ایسا ہے تو دفعِ وساوس و شیطنت کے لئے بھی انہی صفاتِ ثلثہ سے بالترتیب تمسک و تعوذ کی ضرورت ہوگی جو ایمان کے لئے بمنزلہ مبادی مناشی کی جاتی ہیں۔

عالم ارواح کے لیل و نہار

چنانچہ صفاتِ ثلثہ الٰہیہ رب الناس ملک الناس الٰہ الناس میں اور صفاتِ شیطانیہ الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس میں بعینہٖ وہی نسبت ہے جو دن کو رات کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ صفاتِ شیطان انسان کے لئے بمنزلہ شب دیجور کے ہیں تو صفاتِ خداوندی بمنزلہ یوم منور کے ہیں۔ پھر عجب مطابقت عالم اجسام و عالم ارواح

کے ان ظاہری و معنوی شب و روز میں یہ ہے کہ

عالمِ اجسام اور عالمِ ارواح کے لیل و نہار میں مشابہت

جس طرح عالمِ اجسام کے شب و روز کے تین تین حصے قدرت نے فرمائے ہیں یعنی دن کا پہلا حصہ عروجِ آفتاب کا ہے جسمیں دنیا کے کاروبار شروع ہوتے ہیں اور دوسرا حصہ زوالِ آفتاب سے عصر تک کا ہے جسمیں عالم کے جملہ کاروبار قرار پکڑتے ہیں اور تیسرا حصہ عصر سے مغرب تک کا ہے جس میں جملہ کیفیات نہار پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہیں۔ علیٰ ہذا عالمِ اجسام کی رات کے بھی تین ہی حصے قدرت نے فرمائے ہیں یعنی پہلا حصہ وہ ہے جسمیں اندھیری شروع ہوتی ہے دوسرا حصہ وہ ہے جسمیں اندھیری قرار پکڑتی ہے۔ تیسرا حصہ ثلث اللیل کہلاتا ہے جسمیں ظلمت کی جملہ کیفیات سمٹ سمٹ کر پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہیں اور ختم ہونا شروع ہو جاتیں ہیں اسی طرح انسان کی روح پر عالمِ ارواح میں بھی جب شبِ وسواس اپنی ظلمات بعضہا فوق بعض لاتی ہے تو اسکے بھی تین حصے ہوتے ہیں۔ چنانچہ پہلا حصہ معنوی تاریکی اور شبِ وسواس کا مرتبہ اور صفتِ وسواس ہے جسمیں شیطان اس صفت سے متصف ہو کر قلبِ انسانی میں داخل ہوتا ہے گویا یہ شیطان کا داخلہ انسان کے نظمِ ظاہری و باطنی میں فساد ڈالنے کا پیش خیمہ ہے۔ دوسرا مرتبہ صفتِ خناس کا ہے جس میں اس خناس نے چوروں کی طرح قلبِ انسانی میں گھس کر نقب زنی شروع کی۔ تیسرا مرتبہ اس معنوی تاریکی کی تثلیث کا یوسوس فی صدور الناس ہے یعنی جس مرتبہ میں اسنے قلبِ انسانی کے پردہ بہیمیت کو مضبوط کرتے ہوئے روح و جسم کے کاروبار میں خطرات و وساوس ڈال ڈال کر خلل اور فتور برپا کر دیا۔ علیٰ ہذا شبِ وسواس کی ان تینوں معنوی ورحانی تاریکیوں سے بندہ کو نجات دلانے کے لئے ارواحِ انسانی پر صفاتِ ثلثہ کا جو آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اسکے انوار کے بھی تین ہی درجے اور مرتبے ہیں۔ چنانچہ پہلا درجہ نورِ رب الناس ہے جس نے یوسوس فی صدور الناس کی کیفیتِ مظلمہ کو زائل اور پس پا کیا دوسرا مرتبہ نورِ ملک الناس ہے جس نے اپنی قوتِ شاہانہ و تدبر حاکمانہ سے خناس کو گرفتار کر کے انسان کو اس کے پنجہ سے چھڑایا۔ تیسرا مرتبہ الٰہ الناس ہے جسکے اوپر کوئی صفتِ نورانی نہیں اس نے قلبِ انسانی میں جلاء و صیقل کا کام کیا۔ یعنی وسواس کو انسان کے دل پر سے بالکلیہ ہٹا دیا اور اب ان انوارِ ثلثہ کے ازالۂ ظلمت کی بعینہٖ وہی صورت ہو گئی جو ایک زنگ آلود برتن کے صاف کرنے میں ہوا کرتی ہے کہ پہلے برتن کو بھٹی میں رکھ کر آگ میں تپاتے ہیں پھر مانجھتے ہیں۔ تیسری بار صیقل اور قلعی سے برتن کو جلاء دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس کو بغیر واؤ عاطفہ کے ذکر کیا گیا۔

جس میں اشارہ یہ ہے کہ جس طرح عالمِ شہادت میں اگر کوئی شخص بوقتِ شب یہ تمنا اور آرزو کرے کہ اسے کل عصر کا نورانی وقت دیکھنا نصیب ہو جائے تو اسکی واحد صورت یہی ہو گی کہ منتہی کو منازل فجر و ظہر اور درمیانی ساعات کا طے کرنا ضروری ہو گا یہ ممکن نہیں کہ اندھیرے سے اجالے میں آتے ہی حتمی بدون لحاظِ عروج و زوال کو طے کئے وقتِ عصر کو پالے اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ عالمِ ارواح کی شبِ وسواس سے جو شخص تجلیاتِ ثلثہ کی روشنی میں آنا چاہتا ہے وہ بدون ایمان کے مناشی ثلاثہ یعنی رب الناس ملک الناس الٰہ الناس کے مراتبِ ثلاثہ طے کئے ہوئے مقصود و مرادِ قلبی پالے جیسے دن اور رات کے تمام حصص بلا فصل ہوتے ہیں اسی طرح ان انوارات ثلاثہ و ظلماتِ شیطانیہ کے حصص بھی بلا فصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص جو رات کی تاریکیوں سے گھبرا کر روزِ کامل کی نورانی کیفیت حاصل کرنا چاہتا ہے اسکے لئے اسکی لازماً ضرورت ہے کہ وہ شب کے ابتدائی و انتہائی مراحل طے کرے۔ ایسے ہی جو بندہ شبِ وسواس کی تاریکیوں سے تنگ آکر نورِ ایمان کا اجالا چاہتا ہے اسکے لئے بھی یہی صورت ہے کہ وہ اپنی ایمان کی مربی صفاتِ ثلاثہ سے درجہ بدرجہ تمسک و تعوذ کر کے نورِ ایمان سے اپنی روح کو بینا کرلے۔

مراتبِ ایمان و یقین

کیوں کہ ایمان کا نشو و ارتقاء اس عالم میں ابتداءً جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ رب الناس کی تربیتِ کاملہ و انعاماتِ نازلہ کو دیکھ کر ہی ہوتا ہے اور اسی کے بعد انسان پر یہ واضح ہوتا ہے کہ بیشک جو پروردگار ہر قسم کی ضروریاتِ زندگی مہیا فرمانے والا ہے وہی ہر قسم کے نفع و ضرر کا بھی مالک ہے اور اسی کے حکم کے آگے سب سرِ نیاز خم کئے سر بسجود ہیں۔ اور اسی کے بعد انسان پر یہ مرتبہ یقین و حق الیقین واضح ہوتا ہے کہ بیشک جسکے آگے سب کی گردنیں پست ہیں اور نفع و ضرر کی باگ ڈور جسکے ہاتھ ہے ایسی ہی ذات جامع الکمالات معبود و مسجود خلائق ہو سکتی ہے اور بلا شبہ ایسی ہی ذات جامع الاوصاف کی حکومت کاملہ محبت مطلقہ پر مبنی ہو سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ نتیجۂ یقین انسان کو جب ہی حاصل ہوا جب اسنے صفاتِ ثلاثہ کے انوار و حقائق کو سر کیا اگر صفتِ ربوبیت و ملکیت سے تمسک نہ کرتا تو ہرگز الوہیت کو نہ پہچان سکتا۔ غرض جیسے اس عالم میں رات کے بعد دن آتا ہے اور دن کے بعد رات آتی ہے اور ہمیشہ اسی چکر میں زمانہ و زمانیات پھنسے رہتے ہیں یہی صورت عالمِ باطن کے لیل و نہار کی بھی ہے یعنی کبھی انبساط و نور سے دل پر روز معنوی طلوع ہوتا ہے تو کبھی تکدر و غفلت، انقباض و قساوت کی کالی گھٹائیں دل پر مسلط ہوتی ہیں۔ وغیرہ کبھی عسر ہوتا ہے

تو کبھی یسر۔ کبھی غم آتا ہے تو کبھی مسرت کما قال تعالیٰ ان مع العسر یسرا۔

انبیاء علیہم السلام کی نورانیت پر شبِ وسواس نہیں آتی

ہاں مگر حضرات انبیاء علیہم السلام کی مثال بعد حصولِ نورِ نبوت اس بارہ میں ان ممالک کی سی ہے جنمیں دن ہی دن رہتا ہے اور رات آتی ہی نہیں۔ یا آتی ہے تو برائے نام ہی آتی ہے اور اس بارہ میں انکی اور ہماری حالت بعینہٖ ایسی ہی ہوتی ہے جیسے ہم اور آپ شب کے وقت اپنے مکانوں میں بجلی کے سو سو کنڈل پاور کے قمقمے روشن کر کے رات کو دن بنا لیا کرتے ہیں۔ بہر حال جبکہ عالمِ ارواح کے لیل و نہار کی بعینہٖ وہی صورت ہے جو عالمِ فانی کی لیل و نہار کی ہے فرق ہے تو یہ ہے کہ یہاں چوبیس گھنٹہ میں رات دن کا چکر پورا ہو جاتا ہے اور وہاں عمر بھر میں۔

نماز اور اسکے اوقات اور ہر ایک کی حکمت

تو یہیں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضۂ نماز اور اسکی حکمت پر غور فرمایئے۔ نیز اسکے سری و جہری ہونے کے نزر پر بھی غور و تدبر کیجئے سوچوں ہی دریائے فکر میں مستغرق ہو جیئے تو واضح ہوتا ہے کہ رات اور دن کے چونکہ تین تین حصے ہیں اور کل قطعاتِ لیل و نہار چھ حصوں پر مشتمل ہیں اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ شبِ وسواس کو نورِ ایمان کے ساتھ وہی نسبت ہے جو رات کو دن کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ اسلئے دن اور رات کے ہر ایک حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بوجہ حضور کے اکمل الخلق اور افضل البشر ہونے کے اور آپ کی امت پر بوجہ سید الامم ہونے کے ایک ایک نماز فرض و واجب کی گئی یعنی تین نمازیں تو دن میں اس طور پر مقرر کی گئیں جو دنیا کے کاروبار میں انسان کو خدا سے الگ نہ ہونے دیں اور تین نمازیں شب کے ہر ایک حصہ میں ایسی مقرر فرمائی گئیں جو از دیاد نور کا باعث ہوں اور دافع وساوس شیطانیہ ہوں تاکہ شب کی کیفیات تفریحِ دن میں کام آویں تو دن کی کیفیات ابلیت شب کے لئے معین ہوں۔ اور اسطرح دن رات شجرِ ایمان پر آبیاریٔ نور سے جلد ہی دنیا میں ثمراتِ ایمانیہ برآمد ہو جائیں۔

مغرب کی رکعاتِ ثلاثہ اور انکا سِر

چنانچہ شب کا پہلا حصہ مغرب کا وقت ہے جبکہ آفتاب عالمتاب ہماری نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اس حصہ میں مغرب کی نماز قائم کی گئی جو شب کی تمام نمازوں میں اول ہے اور اسکی رکعاتِ ثلاثہ کے نور نے ایسی ہی طرح بندۂ مومن کے قلب پر طلوع کیا ہے جیسے آسمانِ دنیا پر شب کو مثلث شکل کا ستارہ طلوع ہوتا ہے اور اسکو دیکھ کر اسکی مخلوق، مثلاً اسکی حمد و ثنا کرتی ہے اور اسکی رکعاتِ ثلاثہ شب کے تینوں حصوں کو شیطان کی زد سے بچانے کے لئے ایسی ہی طرح احاطہ کر رہی ہیں جیسے قلبِ مومن کو تینوں سمتوں سے تجلیاتِ صفاتِ ثلاثہ نے گھیر لیا ہے یا اس مثلث ستارہ نے جیسے اپنی نورانیت اور ایکدوسرے کے جذب انجذاب سے آسمان کا احاطہ کر رکھا ہے۔ مغرب کی نماز اگر ایک طرف شیطان کے مرحلہ تثلیث یوسوس فی صدور الناس کے لئے دافع و مزیل ہے تو اپنی رکعاتِ ثلاثہ سے دوسری طرف رب الناس کے کمالِ ربوبیت اور ملک الناس کے کمالِ ملکیت اور الٰہ الناس کے کمالِ الوہیت پر بھی درجہ بدرجہ شاہد ہے۔

نمازِ عشاء اور نمازِ وتر اور رکعاتِ سبعہ کی حکمت و مشابہت

علیٰ ہذا عشاء کی نماز اور اسکی رکعاتِ اربعہ شب کے دوسرے حصہ کے لئے برائے ازالۂ شرور اربعہ خناس لعین و گرفتاری شیطان عدو مبین اور پر تو صفتِ ملک الناس ہے۔

صلوٰۃ الوتر اور صلوٰۃ اللیل

تو صلوٰۃ الوتر عوام الناس کے لئے انکی سہولت کی خاطر ثلث اللیل کے حصہ میں قائم مقام ہے اور صلوٰۃ تہجد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آخر لیل میں فرض کی گئی ہے دافعِ وساوس و قاطع ماہیت شیطان اور پرتوۂ صفتِ الٰہ الناس ہے اور صلوٰۃ وتر اور صلوٰۃ عشاء کی رکعاتِ سبعہ ایسی ہی طرح قلبِ انسانی کی اصلاح و تدبر کرتی ہیں جیساکہ سبع سیارات اپنے محور و مرکز پر چکر لگا کر اور گھوم کر اپنے خالق کے مقدرہ نظامِ قدرت میں تاثیر کر کے اہلِ بصیرت کو اپنا گرویدہ و شیدا بناتے ہیں اور ان رکعاتِ سبعہ کے یہ انوارِ سبعہ بعینہٖ انسان ایسی ہی طرح اپنے قلب میں پیدا کر کے اپنی روح و جسم میں تدبیر و تاثیر لطیف پیدا کرتا ہے جیسے یہ مدرّات سبعہ حسب تحقیق عرفاء اشیاءِ عالم میں تاثیرات باذن اللہ پیدا کیا کرتے ہیں۔

غرض شب کی یہ تینوں نمازیں تو شب کے بحفاظت تمام گذرنے اور بندہ کو اپنے رب سے قریب تر بنانے کے لئے تھیں چنانچہ ان اوقاتِ سکون میں جو نمازیں بھی بندۂ عاجز نے ادا کی ان میں مناجاتِ رب کا رنگ غالب تھا۔

فجر کی نماز وقتِ جمال میں

اب دن کے تینوں حصوں کی نمازوں کو لیجئے تو اس میں سب سے پہلی

نماز فجر کی نماز ہے اور یہ گویا اس وقت استارہ قلیل اور زمانہ خاص میں ہے جسکو نہ پورا دن کہہ سکتے ہیں اور نہ پوری رات کہہ سکتے ہیں۔ نہ اسکی چمکتی ہوئی چاندنی چاند کی شرمندۂ احسان ہے نہ اسکے نور میں نور آفتاب کی صورت ہویدا ہے۔ بلکہ جنت کے اوقات کی یہ ایک تھوڑی سی جھلک ہے جس پر غنچۂ دل کی کلیاں کھل جاتی ہیں۔

غرض اس سہانے اور جنت کے مشابہ وقت میں سب سے پہلی نماز فجر کی نماز ہے جو سوتوں کو بیدار کررہی ہے۔ اور اہل بصیرت کے لئے اچھے سہانے وقت سے بادشاہ عالم امکان یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تجلی ریز ساعات مبارکہ کا نقشہ قیام دنیا ہی کے وقت سے برابر دنیا میں پیش کررہی ہے اور یہ نماز اپنی دونوں رکعتوں سے رات دن کو ملانے کے لئے آفتاب و مہتاب کی طرح اس پر شاہد ہے کہ بندہ نے اظہار ضروریات نماز وتشکر انوار شب میں دل بھر کر جی کھول کر جو کچھ بھی رب الناس ورب الجلیل سے عرض معروض کرنا تھا سب ہی اس وقت جمال میں اپنے منفصل کرکے سن لیا ہے کیونکہ اسکے بعد اسے زوال آفتاب تک دنیا کی ہر قسم کی محنت ومشقت میں لگنا ہے اور جسطرح رہبان باللیل بنکر شب کو بندگان خاص نے عالم ارواح میں اپنا نمایاں اثر قائم کیا ہے اسی طرح فرسان بالنہار بنکر اب انہیں عالم اجسام میں ہی لعل ربی حلاش کرنے میں محنت وکاوش کرنا ہے اور عالم اجسام میں باعزت وغیرت زندگی بسر کرنے کے لئے اپنے پیروں پر کھڑے ہونیکی استعداد رب الناس کی مدد ورحمت سے پیدا کرنی چاہیئے۔ اور اپنے غریب ومعذور بھائیوں کے لئے ابر رحمت بننا ہے اور جو کیفیت انابت وانابت، تقویٰ وطہارت کی تعب میں شب بھر پیدا کی تھی اب اسکے ظہور وآزمائش کا وقت آیا ہے لہذا شیطان تو اس تگ ودو میں ہے کہ جو رات بھر کا سرمایہ اور بندۂ مخلص نے حاصل کیا ہے دنیا کے چکروں میں پھانس کر اسکو کورا کردیا جائے اور جو کچھ عبادات اور ریاضت کا اسکی پیشانی پر چڑ گیا ہے معاملات کی دلفریب پیچیدگیوں اور دل آرائیوں میں لاکر اسے خدا سے غافل بنانے ہوئے اسے نقش بے معنی کردیا جائے اور بندۂ مخلص کمربستہ ہوکر دنیا کے جال سے صحیح وسالم نکلنے کے لئے چلا ہے رات بھر بندۂ خالق نے عقائد وافکار میں شیطان سے جنگ کی ہے تو اب دن میں دائرہ اعمال ومعاملات سے صحیح وسالم نکلنے کے لئے بندۂ مخلص کو ہر ساعت میں اس سے جہاد کرنا ہے۔

حیہ۔ جیسے انسان پر تین حالتیں مقتضائے فطرت آتی ہیں۔ ایک وقت عروج وارتقاء کا آتا ہے جسمیں وہ بڑھتا اور نشوونمود حاصل کرتا ہے۔ دوسرا وقت شباب ہے جسمیں اس پر بہار آتی ہے تیسرا وقت کمال ہے جبکہ اسکی عمر وعقل پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہے اسی طرح دن پر بھی ایک وقت تو عروج کا آتا ہے جس میں وہ بڑھتا ہے اور دوسرا وقت شباب کا ہے جس میں آفتاب عالمتاب نقطۂ استواء پر پہونچتا ہے اور عالم عالم تجرکا اشتا ہے یعنی کوئی روح نظر بھر کر بھی اسے نہیں دیکھ سکتی۔ تیسرا وقت کمال ہے جس میں جملہ کیفیات نہار پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہیں سو فجر سے زوال تک کا وقت جمال رب الناس کی ترتیب ہائے بے پایاں کا سمجھئے اور ظہر کا وقت ملک الناس کے جلال کا وقت سمجھئے اور وقت عصر کمال ہے جو آلہ الناس کے لئے صرف ہونیکا سزاوار ہے یہی وجہ ہے کہ جب دن میں کمال وعروج بڑھ جاتا ہے اسی کے بعد نمازیں ادا کی جاتی ہیں اس لئے فجر سے لیکر ظہر تک درمیان میں کوئی نماز نہیں۔ اور ظہر کے بعد سے جو سلسلہ شروع ہوا تو اتنے ہی وقت میں اوسط تین نمازوں کا ہو جاتا ہے۔

ظہر کی نماز وقتِ جلال میں

بہرحال فجر کی نماز کے بعد سے دنیا کے کاروبار علی العموم چونکہ شروع ہو جاتے ہیں جس میں کسی کو نفع ہوتا ہے اور کسی کو نقصان کسی پر کوئی ظلم کرتا ہے تو کوئی کسی کے ظلم کا شکار ہوتا ہے اس لئے اولاً ظہر کی نماز قائم کی گئی۔ تاکہ ملک الناس کی عدالتِ جلال میں جسکا جی چاہے مرافعہ کرے اور جس نے جسکا حق غصب کیا ہے یا جس نے کسی کو بلاوجہ ستایا ہے تو وہ اسکے برخلاف ملک الناس کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے اور ایک لوئی سے ادنیٰ مسلمان کو اس کا حق ہے کہ جی چاہے تو وہ بڑے سے بڑے بادشاہ کے مقابلہ میں مرافعہ کردے کیونکہ دربار خداوندی میں امیر وغریب بادشاہ وفقیر ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں ہاں مگر یہ وقت چونکہ جلال خداوندی کا وقت ہے اس لئے اس وقت جلال میں جو بھی عرض معروض ہو چپکے چپکے ہو اور جو حمد وثنا بھی کی جائے دلی زبان سے کی جائے نہ مقتدی ہی زور سے حمد وثنا کریں نہ امام ہی بجز اسکی کبریائی وبڑائی کے اظہار کے کوئی حرف زبان سے بآواز بلند نکالے۔ بلکہ ہر شخص ملک الناس کی ہیبت وجلال کے آگے دم بخود نظر آئے اور ہر ایک کے پیش نظر ہر ایک رکعت میں ملائکہ اربعہ جبرئیل، واسرافیل، میکائیل، وعزرائیل کا ادب ہو کہ جلال خداوندی سے کس طرح یہ چاروں فرشتے خاشع ومتضرع ساکت وصامت ہیں اور بندۂ مخلص کو تقرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے اسکی ضرورت ہے کہ ہر ایک رکعت میں اسکے نقش قدم پر چلکر ہر ایک مقرب کے خشوع وخضوع کا رنگ پیدا کرے۔

عصر کی نماز کا وقتِ کمال

اب وقت عصر کو لیجئے جس میں جملہ کیفیات نہار سمٹ سمٹ کر پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہیں اور لمحات نہار میں تخمیس وجامعیت پیدا ہوکر کمال حاصل ہونے لگتا ہے سو یہ وقت کمال بیشک اسکو مقتضی ہے کہ انسان اسی ذات جامع الکمالات فی الناس کے کمالات کا اعتراف کرے جسکی کرشمہ سازیاں اور یہ قدرت کی نیرنگیاں انسان کو ہر روز نیا سبق دیتی رہتی ہیں اسی لئے اس وقت کمال میں عصر کی نماز فرض کی گئی جس میں انسان ہاتھ باندھ کر اللہ کے کمالات خداوندی کا اعتراف شروع کرتا ہے اور اپنے عجز کو خاموشی سے ظاہر کرتا ہے۔ سو جونہی بندۂ معترف کمالات خداوندی کا اعتراف شروع کرتا ہے تو اس پر وہ محویت اور بے خودی کا عالم طاری ہوتا ہے کہ اس وقت میں شیطانی وسوسوں کا آنا تو کجا اور کہنا سننا تو کس کا بندۂ عاجز کو اپنی ہی خبر نہیں رہتی بلکہ اسکے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ اللہ اکبر وہ آفتاب عالمتاب جو صبح کو مشرق سے طلوع ہوکر اپنی باریک باریک اور لمبی لمبی کرنوں سے بڑھ بڑھ کر خط استواء پر پہونچا تھا اور معاذ اللہ قدرت کے کمال نورانیت سے شرما کر ڈھلنا شروع ہو گیا تھا اور اسکے بعد اپنی تاثیرات کو مکمل کرنے کے لئے گھٹ گھٹ کر زوال پذیر ہونا شروع ہو گیا تھا اسے آج جس قدر بھی تاثیرات عالم میں باذن اللہ کرنا تھیں وہ اس نے مکمل کردیں اب اسکے رخصت ہونے کا وقت قریب ہے دو چار گھڑی کا مہمان ہے دیکھئے کل اسکو دوبارہ اس کرۂ ارضی کو روشن کرنے کا حکم بھی بارگاہ احدیت سے ملتا ہے کہ نہیں۔ اسی طرح مصلی عصر کے پیش نظر یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ آفتاب نور محمدی جو حضرت آدمؑ کی پیشانی سے منتقل ہوتا ہوا اپنے مرکز اصلی پر آکر کامل ہوا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں آنے کے وقت اگر یہ نور محمدی مسجود ملائک ہوا تو عالم اجسام میں تجلی ریز ہونے کے وقت مبارک میں مقصود عالمین بنا۔ اور جسکی تکمیل بھی آفتاب ظاہری کے اسلوب پر ہوئی ہے۔ اسکا زمانۂ کمال بھی اسی قدر ہے جیسے عصر سے مغرب تک کا وقت ہوتا ہے اور حضور کے خلفائے رابعہ بھی تکمیل دین محمدی واعلان حجۃ الوداع کے بعد سے اسی لئے متفکر واشکبار تھے کہ دیکھئے اب آفتاب رسالت کب غروب ہوتا ہے اور قیامت کتنی سرعت سے عالم پر آتی ہے لہٰذا یہ وقت کمال جو آفتاب ظاہری ومعنوی کے کمال وغروب پر شاہد ہے اور قیامت کا لانے والا ہے، اپنی کیفیات کمالات کے لحاظ سے بیشک اسکو مقتضی ہے کہ اس وقت کی عبادت آلہ الناس کے لئے ہونی چاہئے جو حی لایموت ازل سے ابد تک ایک حال پر قائم ہے نہ فنا کا اس میں دخل ہے نہ زوال کے گذر کی اسمیں کوئی صورت ہے پس اس وقتِ کمال میں جو امت کے لئے نماز رکھی گئی ہے وہ بھی اسکی مقتضی ہے کہ جس طرح حضرات خلفائے رابعہ آفتاب رسالت کے غروب ہونے کے قریبی لمحات میں ساکت وصامت فکر فردا میں مستغرق تھے اور جس طرح آفتاب ظاہری کے غروب ہونے پر اہل بصیرت متفکر ہوتے ہیں کہ دیکھئے کل پھر یہ نعمت ہمیں میسر بھی آئے گی کہ نہیں معترف کمال مصلی عصر خلفائے اربعہ کے نقش قدم ساکت وصامت آلہ الناس کے اعتراف کمال میں مستغرق رہے اور ایک حرف بھی زبان سے نہ نکالے۔ بلکہ اپنے کو قدرت کی کرشمہ سازیوں کے لئے محو حیرت بنادے۔

صلوٰۃ اللیل اور صلوٰۃ العصر میں باہمی مناسبت

غالباً یہی سبب ہے کہ جس طرح شب کی تمام نمازوں میں اعلیٰ واشرف صلوٰۃ اللیل ہے اور جو مخصوص توحید کا رنگ لئے ہوئے ہے اسی طرح رات اور اسکی تمام نمازوں میں صلوٰۃ العصر اعلیٰ وافضل ہے اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے متعلق فرمایا کہ جس شخص نے عصر کی نماز فوت کردی اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کا گھر بار لٹ جائے اور دیوالیہ ہو جائے۔ کیونکہ وقتِ عصر در حقیقت تمام دن کا مغز وخلاصہ اور نچوڑ ہے جسنے اس وقت کمال میں بھی اپنی روح کو اوج کمال پر نہ پہونچایا اور یہ وقت عزیز بھی، شیطان ہی کی نذر کردیا تو اسنے در حقیقت تمام دن کے اوقات کو بربار کردئے اور جو کچھ بھی کمایا تھا سب ہی ضائع کردیا اسی لئے فرمایا گیا۔ حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ۔ نماز وسطیٰ کا تعلق دن اور رات دونوں کی نمازوں سے بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پانچ انگلیوں میں سے بیچ کی انگلی کا تعلق اپنی دونوں طرف کی انگلیوں سے ہوتا ہے پس جسطرح انسان کی پانچ انگلیوں میں سے وسطی انگلی جب ہی ممتاز حالت میں ٹھیک وسط میں دیکھی جاسکتی ہے جبکہ اس کے داہنے اور بائیں چار انگلیاں اور اس سے کمتر دیکھی جائیں اسی طرح صلوٰۃ العصر کو بقیہ چار نمازوں کے اوپر قیاس کیجئے اسی بناپر اس نماز کا تعلق دن کی ساعتوں سے بھی ہوتا ہے اور شب کی ساعتوں سے بھی اور اسی لئے اسکو صلوٰۃ وسطیٰ فرمایا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شب کے تین حصے تھے تین ہی نمازیں اسمیں فرض وواجب قرار دی گئیں اور دن کے بھی تین حصے تھے تین ہی نمازیں اسمیں نصب کی گئیں۔ پھر تین نمازیں تو بالکاسہ مزیل وودافع شیطنت ہیں اور تین نمازیں بالکاسہ نور ایمان کے بڑھانے اور انوار جنت کے پیدا کرنے میں طاق ہیں۔

جرعۂ آب کوثر اور اسکا اثر متواتر

الغرض جبکہ چوبیں گھنٹہ میں اوسطاً ہر چار گھنٹہ میں عبادات مفروضہ سے دنیا کے ہر قسم کے منکرات سے بچنے کے لئے اور رضائے مولیٰ حاصل کرنے کے لئے جنت کا یہ جرعۂ آب کوثر ہر روز بندہ کو اسکے مالک کی طرف سے پلایا جانا تجویز ہوا ہے بھرے بھی ہے پیمانہ بھی ہے صرف اس میکدہ میں اس مئے نشاط کے پینے ہی کی دیر ہے تو ہمیں انصاف سے بتلاؤ کہ

دنیا کی وہ کونسی زبردست سے زبردست مادی طاقت ہے جو خدا کے اس سچے پرستار اور قوتِ بہیمیہ کی تندرستی حاصل کرنے والے انسان سے آنکھ بھی ملا سکے یا ایسوں کی کثرت سے خدا کی زمین اور ایسے اقتدار والوں کے ہاتھ میں جا بھی سکیں۔ ہاں

ہم ہی اگر نہ چاہیں تو باتیں ہزار ہیں

صحتِ روحانی کا مرتبہ اعلیٰ

یہی صحتِ روحانی اور قوتِ ملکی کی یعنی اصلی کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جس پر ہمارے حضور آقائے نامدار فائز ہوئے اور اپنی اسی کیفیت کو حضورؐ نے ان لفظوں سے ظاہر فرمایا ان عینی تنامان ولاینام قلبی۔ یعنی میری آنکھیں (گو شب کی تاریکیوں میں) سو جاتی ہیں (اور میں گو شب کو اس ظاہری ظلمت کو زیادہ دیکھنا پسند نہیں کرتا) مگر میرا دل اس حالت میں بھی ذاکر رہتا ہے جیسا کہ دن میں آپؐ اور ہم بیدار رہا کرتے ہیں اور حق تعالیٰ نے انکے دشمنوں کی یہ شان فرمائی ان شانئك هو الابتر۔ یعنی تیرا دشمن ہی منقطع الخیر و مفقود الذکر ہے۔

جنکا حاصل یہ ہے کہ آپ کا جیتلا باطنی و ظاہری حواس خمسہ پر موقوف نہیں ہے اور مقصد یہ ہے کہ عالمِ ارواح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شب وسواس اپنی تیرگیاں نہیں لا سکتی۔ بلکہ تجلی حق کا لگاتار سلسلہ کچھ قلبِ مبارک کے ساتھ اس طرح قائم ہے کہ انقطاع پل بھر کو بھی نہیں ہے۔ پھر اوسطاً ہر چار گھنٹہ میں آپ کو ذکر کا ایک جز مدہ پی لیا جاتا ہے یعنی نمازیں دن رات کے ہر حصہ میں لوا کی جاتی ہیں جو نورِ باطنی میں دن رات اضافہ کرتی رہتی ہیں۔ تو مر قربعہ قربانی سے اجسامِ انسانی میں بھی اعتدال پیدا کیا گیا ہے اور حیوانوں کا بھی تزکیہ عمل میں لایا گیا ہے تو تیرگی آئے تو کدھر سے آئے۔ اور تجلی گاہ عالمِ باطن میں ماسوی اللہ کا گذر ہو تو کیونکر ہو۔ الغرض اول تو مومن قانت کے لئے دن رات کے ہر حصہ میں نمازیں ایسی ہی طرح قائم کردی گئیں ہیں جیسے آسمان میں ستارے نصب ہیں۔

مددِ خداوندی کس طرح سے انسان پر آتی ہے

لیکن اگر مقتضائے بشریت و غفلت شبِ وسواس کی تیرگیوں میں انسان گھر جائے تو مدد خداوندی اس شیطنت کے جال میں پھنس جانے والے کو ایسی ہی طرح بچانے والے کے لئے لپکتی ہے جیسے مرغی اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے دوڑا کرتی ہے اور مدد خداوندی بلسانِ حصر کہتی ہے کہ اے بندے ایک مرتبہ دل سے اور زبان سے کہہ لے کہ میں پناہ میں آیا اپنے پروردگار کی جو پالنے والا ہے تمام انسانوں کا اور قدر حاجت بڑھانے والا ہے نورِ عقل کا اور پناہ لیتا ہوں احکم الحاکمین ملک الناس مالک یوم الدین کی جو بچانے والا ہے خناس سے یعنی ظاہری و باطنی معترتوں سے اور خبطِ شباب پر پہنچانے والا ہے نورِ باطنی کا اور میں پناہ میں آیا معبود و مسجود انسان الٰہ الناس کی جو متمم ہے انکے انوارِ ظاہری و باطنی کا اور مانجنے والا ہے ہمارے دلوں کا پس جو لوگ اس اعتقادِ قلبی کے ساتھ اقرار باتصیر کر لیتے ہیں وہ نورِ تعوذ کی پناہ میں لے لئے جاتے ہیں۔ اور دولتِ ایمان انکی مکمل کردی جاتی ہے اور جو لوگ اسطرف توجہ نہیں کرتے وہ ہمیشہ شیطنت کے دامِ تزویر میں الجھے رہتے ہیں۔ اور انکو سعادت سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔

قوتِ ملکی کا ملجاء خداوندِ عالم ہے

غرض اور خلاصہ کلام ماسبق یہ ہے کہ قوتِ ملکی کا ملجاء اصلی خدا کی عبادت اور اسکا انقیاد ہے۔ اور انسان کو قدرت اور اختیار دیکر چونکہ اس دار العمل میں آزمایا گیا ہے اور بھلی اور بری راہیں اس پر منکشف کرتے ہوئے تو عقل مرحمت فرما کر قربِ حق و ناراضیِ حق کے منافع و مضار دونوں اسکو سمجھا دئے گئے ہیں مگر اسی کے ساتھ انکے ہر ایک کام کو اسباب کی زنجیروں میں بھی جکڑ دیا گیا ہے لہذا شیطان کی ہمیشہ یہ سعی ہوتی ہے کہ انسان اپنے جملہ اختیارات اور قوتوں کو غلط استعمال کرکے خداوند پاک کی نظرِ رحمت سے محروم اور اسی جیسا مرجوم اور رجیم بن جائے۔

اسی لئے شیطان اول تو انسان کو برے رستہ پر لگاتا ہے لیکن جس کی عقل کو تیز دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے آسانی سے معاملہ نہیں ہو سکتا تو کچھ عرصہ کے لئے اسی کے ساتھ ہو لیتا ہے اور اسکی ہاں میں ہاں ملا کر اسے پرچاتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ برے راستہ پر آدمی کا لگانا مشکل ہو گیا ہے :۔

عملِ خیر میں سے روحِ خیر شیطان سلب کیا کرتا ہے

تو پھر نیکی کی راہ پر لگا کر صورتِ عمل کو تو نیک رکھتا ہے مگر بدی کی طرف اس طرح لے آتا ہے کہ روحِ عمل میں فساد ڈال دیتا ہے اور طرح طرح کے خیالات و وساوس ڈال ڈال کر خراب کر دیتا ہے۔ اور خراب کرکے خود علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ معاشی کا یہ انتہائی مرتبہ اور بہت ہی خطرناک داؤ ہے کہ نقصان تو یہ پہنچاوے اور جب آگ لگ جائے تو خود کھسک جائے مثلاً ایک شخص خیرات کرتا ہے یا نماز پڑھتا ہے پہلے تو شیطان کی یہ سعی ہوتی ہے کہ اسکو نیک عمل ہی سے روکے لیکن اگر دیکھتا ہے کہ اسمیں کامیابی نہیں ہوگی تو پھر دوسرا حربہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ کسی کے آگے کسی انسانی قالب میں آکر

اسکے عمل کی بہت زور شور سے تعریف کرتا ہے کہ آپ ایسے ہیں اور آپ ویسے ہیں۔ اور آپ کا اپنے ابنائے جنس پر اتنا بڑا احسان ہے کہ کوئی اس سے سرتابی کر ہی نہیں سکتا ایک نمازی کو کہتا ہے کہ تو خوب نماز پڑھ تاکہ لوگ تجھے بڑا پکا نمازی اور پرہیزگار کہیں اور تیرے ہاتھوں پر بیعت کریں اور دنیا میں تیری سربلندی اور نیک نامی ہو اور تو مسندِ اقتدار پر پہنچے اور خوب شہرت و عزت اپنے ابنائے جنس میں ہو بس جہاں انکی چکنی چپڑی باتوں پر انسان نے کان لگایا اور دل میں ان خیالات کو جگہ ملی اور نفس پھولا تو ان سب اعمالِ حسنہ کی روح نکل جاتی ہے اور محض صورت ہی صورت رہ جاتی ہے۔

شیطان کی تجربہ کاری اور اسکا عالمِ شر ہونا

چونکہ شیطان ہزاروں برسوں کا تجربہ کار بڈھا فراٹ ہے اور تمام شرِ کائنات کا زبردست عالم ہے اسلئے کمبخت صوفیوں کو صوفیوں کے رنگ میں اور مولویوں کو مولویوں کے رنگ میں اور جاہلوں کو انکے طرز میں ایسا چکمہ دیتا ہے کہ باوجودیکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ برے عمل کا نتیجہ برا ہوتا ہے اور بھلے عمل کا نتیجہ بھلا ہوتا ہے اور شیطان بری باتوں کیطرف بلاتا ہے مگر پھر انکے بہکانے میں انسان آجاتا ہے بڑے بڑے عقلاء کو اپنے دامِ تزویر اور مکاری و فریب کے چکر میں پھانس کر عقلوں کو ماؤف کر دیتا ہے اور بھلے برے کی تمیز کی قوت نہیں چھوڑتا چنانچہ آج جو تفرقے مسلمانوں میں پیدا ہیں کفر و شرک بدعت وغیرہ کے جو مراکز جگہ جگہ قومی و مرکزی کارخانوں کی صورت میں عیسائیوں، آریوں، قادیانیوں، اور خود غرض غیر مرکزی کی نفوسِ اسلامی نے قائم کر رکھے ہیں اور جو زہریلے اور متعفن اثرات ان سے عالم میں پھیل رہے ہیں یہ سب انہی حضرت شیطان کی تو کارستانیاں ہیں بکیل کو بکیل کی لے میں لیجا کر بخیل دیتا ہے تو سخی کو سخی کے رنگ میں پٹ کرتا ہے۔

روحانی ضرر جسمانی ضرر سے بہت بڑھ کر ہے

قصہ مختصر یہ ہے کہ شیطان کا دینی و روحانی ضرر جسمانی و دنیوی مضار سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جسمانی مضرت سے تو ایک ہی شخص کو نقصان پہونچتا ہے اور روحانی ضرر وہ بری بلا ہے کہ اس سے قومیں کی قومیں اور ملک کے ملک جلد برباد ہو جاتے ہیں جس طرح طاعون جہاں خدانخواستہ آجاتا ہے تو گھر کے گھر صاف کر جاتا ہے اسی طرح جن انسانوں کی روح پر شیطنت کا رنگ چڑھ جاتا ہے تو اس سے بھی گھر کے گھر اور شہر کے شہر متاثر ہو جاتے ہیں ایک شخص کی جسمانی صحت بگڑ جائے تو اسکا ضرر دوسروں کے لئے اکثر متعدی نہیں ہوتا پھر مرض بھی ظاہر ہوتا ہے اور علاج بھی کچھ نہ کچھ انسان جانتے ہیں :۔

روحانی ضرر متعدی ہوتے ہیں

لیکن اگر ایک شخص کی روحانی صحت بگڑ جائے اور اسکے اخلاق و ملکات طیبہ پر شیطنت کا مرض لگ جائے تو یہ بیماری دق کی بیماری کی طرح نہ ابتداءً محسوس ہوتی ہے نہ اسکا علاج ہی ہر شخص جانتا ہے ظاہر ہے کہ اس بیماری کا ضرر نہ صرف اسی کو پہونچے گا جو جتلا ہے بلکہ جتنے لوگ بھی انکی صحبت میں رہیں گے انکے اخلاق و ملکات بھی بگڑتے چلے جائیں گے اور اس طرح یہ شیطنت وباءِ عام کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ چنانچہ افراد سے گذر کر اجتماعات میں اور رفتہ رفتہ قلوب میں راسخ ہو کر نسلوں اور نطفوں تک میں سرایت کر جاتی ہے۔

قبلِ بعثت عرب میں شیطنت کا شیوع

اور یہی تو وہ شیطنت کبریٰ تھی جو زمانہ جاہلیت عرب میں عرب پر انکی بداعمالیوں اور برے عقیدوں کی وجہ سے مسلط کردی گئی تھی چنانچہ اس ماؤف العقل محروم النور قوم کا یہ حال ہو چکا تھا کہ اگر ایک قبیلہ میں ازراہِ تذکرہ کسی کی کسی پر فضیلت و برتری ثابت ہو جاتی ہے اور معمولی سی نوک جھونک ہو جاتی تو ایک کو دوسرا نیچا دکھلانے کے لئے تلوار میان سے نکال لیتا ہے اور کشت و خون کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ پھر نہ صرف انہی دو شخصوں یا دو قبیلوں میں یہ جنگ محدود رہتی بلکہ ہر ایک قبیلہ کے حامی کھڑے ہو جاتے اور فرقہ بندی و پارٹی سازی کی لعنت سے یہ لوہار ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں اور دوسرے سے تیسرے میں جا پہونچتا اور معرکہ کارزار گرم ہو جاتا اور یہ بغض و عداوت، قتل و غارت، کی کیفیاتِ شیطنت، یہاں تک بڑھتیں کہ ایک قبیلہ اپنے پس ماندوں کو وصیت کرکے مرتا تھا کہ ہمارا بدلہ ہمارے قبیلہ مقابل کی اولاد در اولاد سے لیتے رہنا اور جب وہ جوان ہوتے تو اپنے آباؤ اجداد کی انہی انسانیت سوز سراپا شیطنت وصیتوں کو عملی جامہ پہناتے اور خدا کی زمین کو ناحق کے خون سے رنگین بناتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کیوں ہیں

اسی لعنت و شیطنت کبریٰ کو حضرت رحمۃ للعالمین نے آکر مٹایا اور اپنی پر رحمت و شفقت نصیحت و تبلیغ و دعوت انذار و تبشیر کی کیفیاتِ نورانیہ سے صدیوں کی اس بھڑکی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ اور لاکھوں انسانوں کی جانیں بچائیں۔ وما ارسلنك الا رحمة للعالمين.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عرب کی قوائے ثلاثہ کا غلط استعمال تھا اسے دور کیا

جاہل عربوں کی قوت جارحانہ و مدافعانہ اور قوت بہیمیہ و سبعیہ کا کئی تو دو صدیوں سے غلط استعمال شیطان نے کرا رکھا تھا جنکی بدولت انکی قوت ملکیہ تیرہ و تاریک اور فنا کے مرتبہ میں پہونچ چکی تھی اور اغراض، اور اہوا، و اعجاب رائے نے انکے دلوں کو زنگ آلود بنا دیا تھا اور شرور شیطان جس قدر بھی ممکن تھے سب ہی انکے خانہ دل میں موروثی ہو چکے تھے آخر رحمت باری سے منور قلوب انسانی معلم حکمت ربانی، نفوس انسانی، نے مبعوث ہو کر ان فریب خوردہ جاہلوں کو خبردار فرمایا کہ اے ملکیت کے پارہ پارہ کر دینے والے انسانوں تمہاری یہ قوت سبعی و بہیمی اور اسکا غلط استعمال تمہارے لئے ہی تباہ کن ہے اور جو فساد فی الارض سے خدا کی زمین کو تم نے ناپاک کر رکھا ہے یہ خود تمہارے لئے بربادی ہے ایک دشمن جلی ہے جسنے تمکو اس حال پر پہونچا دیا ہے۔ آؤ کہ میں تمہیں تمہاری قوتوں کا اصلی مصرف اور تمہارے مرض کا اصلی علاج بتلاؤں اور اس آنے والے عذاب سے ڈراؤں جو تمہاری اس بیجا جسارت و جرأت مطلق العنانی سے تم پر آنے والا ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اللہ کی حبل متین میں جڑ کر تم سب ایک ہو کر اپنے دلوں کو خدا کے نور کی لڑی میں پرو کر آپس میں بھائی چارہ کرو۔ اور خدا سے ذرخداؤں کی ایک نئی برادری قائم کرو جو خدا کی ان نعمتوں کو یاد کرے جو ہر دور ہدایت و انقیاد میں پروردگار کی طرف سے ان کے آباء پر نازل و مرسل فرمائی گئیں تھیں اور رحمت حق سے انکے مردہ دلوں کو زندہ کیا گیا تھا اور سوچو کہ وہ کون سا دشمن ہے جو تمہاری گھات میں لگا ہوا تمہاری جملہ طاقتوں کو منتشر کرتا ہے اور غلط راستہ پر لگا رہا ہے۔ واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بينكم وبين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوائے ثلاثہ کا رخ کیونکر پھیرا

چنانچہ جب حضرت معلم حکمت کے اس بتلائے ہوئے گُر کو اس وحشی قوم نے سمجھ لیا اور اپنے دلوں کو رسولؐ کے ارشادات کے لئے وقف کر دیا اپنی قوائے ملیہ وبہیمیہ وسبعیہ کو سپرد خدا کر دیا۔ قوت قہریہ کو اعداء اللہ وشیاطین الانس الجن کے مقابلہ پر لا ڈالا اور بے وحزک شیطنت کے مقابلہ پر آکر ڈٹ گئے تو دنیا نے دیکھ لیا کہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله کا وعدہ کس طرح بلا تخلف صحیح ثابت ہوا۔

فتح وظفر کثرت وقلت پر موقوف نہیں

اور کس طرح دنیا کو یہ سبق حضرت حق نے سکھلا دیا کہ غلبہ ونصرت کثرت وقلت پر موقوف نہیں ہے بلکہ غالب اور مغلوب فرمانے والا صرف کارساز عالم ہی ہے جو فتح ونصرت کی ہر کیفیت میں اپنی شان دکھلاتا ہے یہی وجہ تھی کہ کبھی تو مسلمانوں کو باوجود انکی کثرت کے مٹھی بھر انسان سے ہزیمت دلادی گی اور کبھی قلیل التعداد مسلمانوں سے کفار کے لشکر جرار کو زیر وزبر کرا دیا گیا۔ چنانچہ غزوات اسلامی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تین ہزار مسلمانوں نے تین لاکھ کافروں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور کبھی بیس ہزار نے پانچ لاکھ کے منہ پھیر دیئے۔ قوت سبعیہ کا یہی وہ محمود استعمال تھا جسکی وجہ سے مجاہدین اسلام کے انوار ملکیہ وبرکات قلبیہ میدان جہاد و معرکہ کارزار میں کچھ اس طرح درخشاں وتاباں ہوتے کہ کفار کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں اور ان کے دلوں پر رعب اسلامی چھا جاتا اور فرشتوں کی امداد غیبیہ انکو سراسیمہ بنا دیتی اور مجاہدین جانباز اپنی تلواروں کے سایہ میں دار النعیم کی ابدی راحتیں اور سرمدی مسرتیں دیکھ دیکھ کر بصد شوق ورغبت لقاء رب کی بچی تڑپ میں بلا کسی جبر واکراہ کے جام شہادت پی لیتے اور ان مکارم اخلاق سے اپنی روح کو مرصع ومزین کر کے راہی عالم آخرت ہوتے جنکی وجہ سے قربانی ابراہیم خلیل الہیٰ کا نظارہ سامنے آجاتا اور آنے والی نسلیں انکے نام بزرگ سے عزت وبرکت پاتیں اور عالم باقی میں فرشتے انکے پیروں کے نیچے اپنی آنکھیں بچھاتے اور بغیر حساب بلا روک ٹوک مالک انس وجان کی آغوش نور میں جا سوتے۔

دی کسی خوشی سے جان نہ تیغ داغ نے
لب پر تبسم اور نگہ یار کی طرف

غرض بیان یہ تھا کہ شیطان کی ابلہ فریبیاں بسا اوقات صدیوں کے امن وبرکت کو ملیامیٹ کر دیتی ہیں اور معمولی سی بات کو بسا اوقات ہولناک بنا دیتی ہیں پھر غضب اور ستم یہ ہے کہ یہ شیطنت کا رنگ بعد خاتمہ حیات مستعار وجسم ناپائدار بھی نہیں اترتا اور یہ بڑی رنگ ایسا پختہ ہے کہ اگر اس دار العمل میں اسکے ازالہ کی موثر تدبیر بعجلت ممکنہ نہ کی جائے تو کسی طرح بھی روح سے یہ رنگ شیطانی منفک نہیں ہوتا۔

مرکز خیر وشر یعنی جنت ودوزخ کی طرف کشش

اسی لئے یوم حساب میں ہر ایک روح ہر ایک نفس اپنے اپنے کسب وعمل کے مطابق جنت ودوزخ کے مراکز خیر وشر کی طرف کشش کرینگے۔ اور جنکے دلوں کے اندر رائی کے دانہ کے برابر بھی نور ایمان ہوگا انشاء اللہ بعد از مکافات عمل پھر جنت ہی کی طرف لوٹا دیئے جاوینگے اور جن کے دلوں میں ایمان کا کوئی شمہ نہ ہوگا وہ سزائے ابدی وعذاب دائمی میں گرفتار رہیں گے۔

وزن ایمان وزن عناصر سے بڑھ کر ہے

کیوں کہ نور ایمان کو حق تعالیٰ نے اعمال میں ویسا ہی وزن عطا فرمایا ہے جیسے پہاڑوں کو زمین پر حق تعالیٰ نے ثقل عطا فرمایا ہے جیسے یہاں پہاڑوں سے بڑھ کر کوئی وزنی چیز نہیں کہ جہاں انکو قدرت نے بٹھا دیا ہے وہیں بیٹھے ہیں اپنی جگہ سے ہلتے تک نہیں اسی طرح اعمال صالحہ کے وزن کا حامل بھی یہ ہے کہ صداقت وراستبازی اور دیگر اخلاق حسنہ کا ثقل اور وزن جو اپنے اندر رکھتا ہے اسی کو دنیا کو وقار بخشتی ہے اور وہ کسی کے ہلائے سے ہلتا نہیں اور نہ ایسے افراد کو ہمیشہ سونے اور چاندی میں تولا کرتا ہے غرض نور ایمان کو حق تعالیٰ نے ویسا ہی غلبہ اور وزن وقیمت عطا فرمائی ہے جیسے سونے اور چاندی کا وزن دیگر معدنیات پر فائق ہے اور انکی برتری تمام دھاتوں پر مسلم ہے مثلاً اگر ترازو میں ایک طرف ایلومونیم کی دھات کا ایک ٹکڑا رکھا جائے اور دوسری طرف سونے کی ایک سری رکھی جائے تو ظاہر ہے کہ وزنی جانب سونے ہی کی ہوگی ایسے ہی وزن ایمان کو سمجھئے وجہ بظاہر انکی یہ ہے کہ جو معدنی مادے جس قدر نورانیت آفتاب ومہتاب کواکب وسیارات کو جذب کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں وہ اسی قدر افضل وبرتر شمار ہوتے ہیں۔

سونے اور چاندی پر روح کیوں عاشق ہے

چونکہ سونے کی دھات نے نور آفتاب کو قبول کر کے اپنے اندر جذب کر لیا ہے اسلئے یہ دونوں دھاتیں قدر وقیمت میں بڑھی ہوئی ہیں یہی سبب سونے اور چاندی پر روح کے عاشق ہونے کا معلوم ہوتا ہے اور ہزاروں آدمی اسپر اپنی جانیں نثار کر رہے ہیں ورنہ ان پر روح کے اس بے طرح فریفتہ ہونے کی اور کوئی خاص وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

ہمنہ رائج الوقت میں گو اب کاغذی سکہ بھی چل گیا ہے اور لوگ انکی بھی اب حفاظت اسی طرح کرتے ہیں جیسا کہ سونے اور چاندی کی حفاظت کی جاتی ہے لیکن آج اگر تمام سلطنتیں ان کاغذی سکوں کو بے اعتبار ٹھیرا دیں۔ اور بھاڑ ہی میں ڈال کر چولہے کے حوالے کریں۔ بہر حال جہاں تک ہمارے فکر کی رسائی ہے ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ سونے اور چاندی کو ہم محض اس لئے عزیز رکھتے ہیں اور اپنے گھروں میں چھپاتے ہیں کہ روح اسپر عاشق ہے اور عشق کی وجہ انکے سوا کچھ نہیں کہ ان دونوں دھاتوں نے نورانیت آفتاب ومہتاب کو قبول کر کے ایک ایسی کشش اپنے اندر پیدا کر لی ہے کہ ہزاروں لڑائیاں اسی کے لئے لڑی جاتی ہیں اور جب نزاع کا خاتمہ ہوتا ہے تو یہی اکثر سونا و چاندی ہی باہمی اعتبار کو واپس لے آتے ہیں اور زخمی دلوں پر مرہم کا کام دیتے ہیں۔

مال ودولت کی محبت شرک خفی ہے

لیکن ہماری عقل کی مادہ پرستی اور شرک زدہ ہوا کا یہ کیسا شرمناک مرتبہ ہے کہ سونے اور چاندی کو تو ہم محض اس لئے عزیز رکھتے ہیں کہ انہوں نے نورانیت آفتاب ومہتاب کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے اور اس عالم کے جملہ کاروبار ان سے چلتے ہیں۔

معدنیات کی جذب نورانیت اور آنحضرت صلعم کا اکتساب نورانیت

لیکن اس سچے جاذب نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور انکا عشق اپنے قلب میں پیدا نہیں کرتے جنہوں نے بلا توسط مادہ کسب نور فرمایا اور براہ راست اس مرکز نور احدیت سے فیض حاصل کیا جو خود آفتاب ومہتاب کو نور عطا کرنے والا ہے اور جن کے توسل اور وساطت سے عالم آخرت کے جملہ کاروبار قائم ہیں اور جہاں اس مال کی کوئی بھی عزت و وقعت نہیں۔ کیونکہ جب ہر چیز میں نور ہی اصل ہے اور جسم وجسمانیات کا وہاں گذر ہی نہیں تو پھر جیسے اس جسم کی وہاں کوئی پوچھ نہ ہوگی باوجودیکہ ایک عرصہ دراز تک روح کا یہ مسکن رہا ہے تو وہاں سونے اور چاندی کی کیا پوچھ ہوگی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جتنے باخدا اینک گذرے ہیں انہوں نے مال ودولت سے محبت نہ کی کیوں کہ انکے نزدیک اس سے لگاؤ اور محبت ایسی ہی ہے جیسے ایک چشمہ صافی کے موجود ہوتے ہوئے کسی مکدر چشمہ سے اپنی پیاس کو بجھایا جائے ظاہر ہے کہ یہ غفلت وحماقت کا بہت ہی گھٹیا مرتبہ ہے اسی مرتبہ مال ودولت پر کٹ مرنا اور دن رات اسی کی طلب میں کھو دینا چاندی اور سونے کے پیچھے ایمان ودین کی دولت سے قطع نظر کر لینا اور آٹھ پہر جمع مال ہی کی فکر میں مستغرق رہنا بھی حد درجہ شرک ہے اسی لئے جو لوگ اسکو جتنا زیادہ عزیز رکھتے ہیں تو یہ مال اور جمع شدہ خزانہ انکا ہی خود انہیں ضرر پہونچاتا ہے اور انکی محبت سے جو شرک خفی پیدا ہو جاتا ہے اور صاحبان حاجت اسکو ہی اپنا قاضی الحاجات تصور کر لیتے ہیں۔

حب مال سے اخلاق باطنی متعفن ہو جاتے ہیں

تو اس سے خود انہی کے باطنی اخلاق واحوال بگڑ جاتے ہیں اور انکی

تعفن و گندگی سے عام طور پر قلوبِ انسانی میں ایک قسم کی نفرت و حقارت پیدا ہو جاتی ہے کما قال تعالیٰ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم. یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون.

مال و دولت کی پاکی اور اسلامی فریضۂ زکوٰۃ کی حکمت

اسی لئے جمع شدہ مال زائد از ضرورت سونے اور چاندی پر خداوندِ عالم نے زکوٰۃ مقرر فرمائی تاکہ یہ مال صاحبِ مال کو ضرر نہ پہونچائے اور اسکے دل کو ناپاک نہ ہونے دے۔ جذباتِ بخل، و طمع، حرص ہوا نہ پیدا ہوں اور جو نورانیتِ آفتاب و مہتاب، سونے اور چاندی میں جذب ہوئی تھی جو حقیقت میں فیضِ خداوندی ہے اور جسکو اس بندہ نے اپنے لئے خاص کر کے بڑی بڑی آہنی تجوریوں میں محفوظ کر دیا ہے۔ اسکا بڑا حصہ عام ہی رہے اور اپنے غریب ابنائے جنس ہی پر تقسیم ہو اور معینہ و مفروضہ مقدار زکوٰۃ سے دولت کی تقسیم غلط نہ ہونے پائے۔

سود کی حرمت اور اسکی حکمت

اور جبکہ دولت کی تقسیم کی صحت و سقم پر عالم کے کاروبار کی صحت و سقم موقوف ہوئی تو اس سود کے متعلق بھی متقاً ثابت ہو گیا کہ وہ عالم کے کاروبار کے لئے بے سودی نہیں بلکہ سخت مضرت رساں بھی ہے اسلئے کہ اس عالم کے جتنے بھی کاروبار اور جتنے بھی اسکے منافع ہیں سب کی اصل الاصل یہ ہے کہ لین دین میں مساوات ہو یعنی انصاف کا اقتضاء یہ ہے کہ اگر ایک انسان حق تعالیٰ کی پیدا کردہ کوئی چیز دوسرے انسان کو دے تو عرف و دستور کے موافق اسی قدر اسکا معاوضہ مشتری بائع کو ادا کرے یہ تو حق تعالیٰ ہی کی شان ہے کہ وہ انسان کو ہر قسم کی نعمتیں عطا فرما کر کچھ نہیں لیتا ہے اور اگر کسی وقت میں اسکی جان و مال انہی کے فائدہ کے لئے بیچ کرتا ہے تو جو چیز لیتا ہے اسکو ہزار گنا زائد فرما کر اسکی نسل کو منافع ابدی عطا فرماتا ہے۔

دولت کی غلط تقسیم اور اسکے مفاسد

لیکن سود میں چونکہ روپیہ سے روپیہ کمایا جاتا ہے کوئی چیز اسکے بدلہ میں نہیں دیجاتی بلکہ جس چیز کے ذریعہ سے نفع اٹھانا حق تعالیٰ نے بتلایا تھا خود اسی کو انسان نے نفع بنالیا اس لئے دولت کی تقسیم صحیح نہیں رہتی اور دلوں میں فساد شروع ہو جاتا ہے اسی لئے سرمایہ داری کا انجام آخر میں یہی ہوتا ہے کہ غریبوں کی جیب سے روپیہ نکالکر سرمایہ داروں کے گھر میں پہونچ جائے اور دنیا میں صرف دو طبقے رہ جائیں ایک امراء کا دوسرا غرباء کا اور ان میں باہم متضادانہ تعلقات قائم ہو جائیں اور یہ بندہ کو سزاوار نہیں لہٰذا سود کسی طرح بھی باعث برکت نہیں بن سکتا۔ غرض یہ ہے کہ سود کے حلال ہونے کے بعد متوسط طبقہ کسی طرح بھی فروغ نہیں پاسکتا۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ مرفہ الحالی دنیا میں جب ہی پیدا ہوتی ہے جبکہ متوسط طبقہ موجود ہو اور تجارت و صنعت و حرفت سے لین دین کی کثرت ہو اور اسکا حامل وہی متوسط طبقہ ہوتا ہے جو راعی اور رعایا کے درمیان واسطہ کا درجہ رکھتا ہے یہی طبقہ ادنیٰ کو اعلیٰ سے اور اعلیٰ کو ادنیٰ سے ملاتا رہتا ہے برخلاف زراعت اور سود خوار طبقہ کے کہ وہ اعلیٰ طبقہ حاصل کر کے ادنیٰ طبقہ کو اپنا پابند بنا دیتا ہے اور یہ اعلیٰ طبقہ اپنی حکومت کے نشہ میں ادنیٰ طبقہ کی ضروریات کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتا۔ اور حصولِ زر کے لئے ہر قسم کے جور و ستم ظلم و استبداد پر اتر آتا ہے اور دولت کو عوام الناس سے نکالکر طبقہ امراء میں پہونچا دیتا ہے جسکا نتیجہ فساد فی الارض ہوتا ہے جیساکہ ہندوستان و یورپ میں آج کل حالت رونما ہے۔

حکمتِ زکوٰۃ

الغرض حرمتِ سود اور علتِ زکوٰۃ کی حکمتِ اصلی یہ ہے کہ دولت کی تقسیم صحیح رہے یعنی امراء غرباء سب کے حوائج پورے ہوتے رہیں اور مال و دولت کے اس فیضِ خداوندی سے حسبِ مراتب واتسعد اوسب ہی متمتع ہوں۔

بخل کے نتائج اور اسکی مذمت

پس معلوم ہوا کہ جو لوگ بلا وجہ مال کو روکتے ہیں وہ در حقیقت مقصدِ خداوندی کے پورے ہونے میں حائل ہوتے ہیں اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص چلتے ہوئے دریا کو بند کر دے۔ ظاہر ہے کہ جہاں پانی کو روکا جائے گا وہیں پانی میں تعفن و بدبو آجائیگی اسی طرح جو لوگ مال و دولت کو بلا فائدہ روکتے ہیں اور خدا کے ان خزائن کو اپنی ملک سمجھتے ہیں اور مطمحِ نظر انکا اس سے یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں ہماری عزت و شہرت ہو وہ در حقیقت رفتار قدرت کے مقابل آتے ہیں جسکا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ انکا باطن سڑ جاتا ہے اور بخل و طمع کے گندے جذبات ان کے قلب میں پیدا ہو جاتے ہیں اور جہنم کی آگ میں اسی وقت سے سانپ اور بچھو اسکی دشمنی کے لئے پیدا ہونے لگتے ہیں۔

دنیوی واخروی حرمت و وجاہت نورِ ایمان کیساتھ ہے

یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ چاندی اور سونے کو جمع کر کے اسکی جمعیت سے عزت حاصل کرنا اور اپنے کو عزت دار سمجھ لینا بھی عین حماقت ہے کیوں کہ عزت و وجاہت توفیقِ خداوندی کے پھیلانے والوں کو حاصل ہوگی نہ اسکے روکنے والوں کو عزت و وجاہت اصلی تو ایمانِ محمدی کے نور کے ساتھ وابستہ ہے چاندی اور سونے کی نورانیت وکشش عالمِ بالا میں ظاہر ہے کہ اس وقت تک پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ ایمانِ محمدی کا نور اسکے ساتھ شامل نہ ہو اور جب مال و دولت ایمان کے ساتھ جمع ہو گا تو جمع مال بلا فائدہ ... دنیاوی و اخروی نمونے پائیگا الغرض اگر محض روپیہ پیسہ سے عزتیں قائم رہا کرتیں جنکا فوری اثر یہ ضرور ہے کہ انسان اپنے ہم جنس کو موہ لے اور جب تک روپیہ پیسہ کی مدد جاری رہے اس وقت تک اس سے لوگ راضی ہو جائیں۔

یورپ مال و دولت کی بلا میں گرفتار ہے

وہ قومیں ہمیشہ عزیز رہا کرتیں جو اربوں اور سنکھوں روپیہ کی مالک ہیں لیکن دیکھ لیجئے کہ اس شرک و حمق کی وجہ سے آئے دن کسطرح جلائے جا رہی ہیں اسکا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ میں مسلمانوں کو مفلس بنانے یا دنیا سے قطعاً بے تعلق ہونے کی تلقین کر رہا ہوں میرا یہ منشا ہرگز نہیں ... میں حصولِ رضائے الٰہی کے ساتھ حصولِ دولت کو بہت ضروری اور اچھا سمجھتا ہوں میرا مطلب صرف یہ ہے کہ جو چیز بھی ہو اللہ کے لئے ہونی چاہئے۔

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

بہر حال جس طرح مال و دولت سونے اور چاندی کو دیگر ساتھوں پر فضیلت و فوقیت ہے اسی طرف نورِ ایمان کو حق تعالیٰ نے مال و دولت پر فضیلت و کرامت عطا فرمائی ہے اسی لئے انسان کے ملکات و اخلاق کے اعتبار ... سے انکے کھرے اور کھوٹے ہونے کی تشبیہ حدیث میں سونے اور چاندی کی کان سے دی گئی ہے الناس کالمعادن الخ

آخرت میں زردار کون ہونگے

اسلئے جس قدر نورِ ایمان کسی کے دل میں ہو گا اسی قدر یومِ حساب میں ... وزن دار اور بھاری ہو گا اور جس قدر جس کے اعمال اخلاص و ایمان کی روح سے خالی ہوں گے اسی قدر وہ ہلکے ہوں گے۔ فاما من ثقلت موازینہ. الخ

اور جیسے جسکے اعمال ہوں گے ویسے ہی نتائج سامنے آجاویں گے دنیا میں ... برائی کی ہوگی تو بدی سامنے آجائیگی اور اگر بھلائی کی ہوگی تو نیکی سامنے ... فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ. الخ

شیطنت کی سزا نار کیوں ہے

غالباً یہی وجہ ہے کہ کافر چونکہ شیطنت کے مرض میں ہمیشہ گرفتار رہتے ہیں اور مال و دولت کے جمع کرنے میں بھی ہر تن مستغرق رہتے ہیں اس لئے انکی سزا بھی ناری تجویز کی گئی ہے۔ کیونکہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ شیطنت کا مادہ خلقی نار ہے اس لئے بعد از حسابِ اعمال دوزخ کے گڑھوں میں گر جانا اور غضبِ الٰہی کی دہکتی ہوئی آگ میں کافروں کو جلنا ضروری ہو گا کیونکہ نورِ توحید و رسالت کا کوئی ادنیٰ سا حصہ بھی ان میں نہ ہو گا۔

جس طرح وہ آگ بیحد مشتعل اور سوزاں کہلاتی ہے جو ہزاروں سال سے برابر آتش کدہ میں جل رہی ہو اور ایک منٹ کے لئے بھی خاموش نہ ہوئی ہو نہ اسپر پانی کا کوئی چھینٹا پڑا ہو اور وہ آگ کم سوزاں کہلاتی ہے جس پر پانی بھی ڈالا جائے اور اسے ٹھنڈا بھی کیا جائے

مسلم عاصی اور کافر مشرک کی سزا کا باہمی فرق

اسی طرح مسلم عاصی اور کافر مشرک کی نار میں بھی فرق ہو گا کیونکہ کوئی مسلم عاصی ایسا نہ ہو گا جسکے قلب میں کسی نہ کسی درجہ میں ایمان کا کوئی جزو اور شمہ نہیں اس لئے اسپر جہنم کی آگ اگر اثر بھی کریگی تو نور کی بدولت فی الجملہ اسکو زیادہ اشتعال میں نہ لائیگی اور کفار کے قلوب میں نار کے سوا کچھ بھی نہ ہو گا۔ لہٰذا ابد تک وہ اسی لئے عذاب میں پڑے رہیں گے۔

انجذابِ نور میں انسان کی مشابہت معدنیات سے

چونکہ مسلمانوں کے دل میں نورِ توحید و رسالت کے جذب ہونگی صورت بعینہ اسی طرح ہے جیسے سونا اور چاندی نورِ آفتاب و مہتاب کو جذب کرتے ہیں اور جب سونے اور چاندی میں ناقص دھاتوں کا ملاؤ زیادہ ہو جاتا ہے تو آگ میں تپا کر اسے خالص کیا کرتے ہیں اور آگ صرف کھوٹ ہی کو جلاتی ہے فی نفسہ سونے اور چاندی کو نہیں جلاتی اور آگ میں سونے چاندی کا ڈالنا ہی سراسر رحمت ہوتا ہے اسی لئے کوئی عقلمند سناروں کو بے عقل نہیں کہتا کہ وہ ایسے قیمتی دھات کو کس لئے نذرِ آتش کر رہے ہیں۔

مسلم عاصی کیلئے جہنم سراسر رحمت الٰہی ہے

اسی طرح مسلم عاصی کا نارِ جہنم میں ڈالنا بھی سراسر رحمتِ الٰہی ہے کیونکہ جنت میں وہی قلب داخل ہونے کے لائق ہے جو ہر قسم کے نفسانی میل کچیل اور آلائشاتِ شیطانی سے کھرا اور پاک ہو۔ اسی لئے جن لوگوں نے یہاں اپنے دل کو شیطنت کے کھوٹ سے پاک نہ کیا اور تزکیۂ نفس کر طرف

متوجہ نہ ہوئے انکو بعد کلفت و غم عالم آخرت میں مکافات عمل کی وجہ سے نار جہنم سے اپنے دل کا غیر اختیاری و اضطراری تزکیہ کرنا ہوگا اس لئے جتنا جس میں معصیت کا کھوٹ ہوگا اسی قدر نار جہنم اس قلب کو اپنے اندر رکھی گی

نار میں نور کب تک رہ سکتا ہے

اور جب قلب میں مثل خالص سونے کے نور ہی نور باقی رہ جائیگا تو پھر اس قلب اور نفس کو نار جہنم اپنے حلقہ سے نکال پھینکے گی اور وہ اعراف کی ہوائیں لیتا ہوا آخر اپنے مرتبہ و استعداد و عمل کے مطابق دار النعیم میں پہونچ جائیگا۔ اور جہنم میں پھر وہی سیاہ دل اور ہر قسم کی شیطنت والے رہ جائیں گے۔

جہنم کی اصلی غذا کفار ہیں

جن میں نور توحید و رسالت کا کوئی جوہر نہ ہوگا جیسے آم کے درخت پر آم ہی کا پھل آسکتا ہے کیکر کے درخت پر کانٹے ہی نمودار ہو سکتے ہیں زمین میں جیسا دانہ ڈالا جائے ویسا ہی درخت اگ سکتا ہے یہ ممکن نہیں کہ دانہ ڈالا جائے گیہوں کا اور اگ آئے درخت کسی اور چیز کا اسی طرح اسباب نظم عالم کا اقتضاء تو یہی ہے کہ اس دار العمل میں اگر عمل کیا جائے شیطنت کا تو اسکی سزا نار ہو اور اگر نیک عمل کیا جائے تو جزا اسکی نور ہو۔ جزاء سیئة سیئة مثلها

کفار کا ناری ہونا خود انکے عمل سے ثابت ہے

غالباً یہی سبب ہے کہ مشرکین و کفار اکثر اپنے مردوں کو پہلے ہی آگ میں جلا کر اپنے آپ ہی اپنے ناری ہونے پر گواہ بنتے ہیں اور مال و دولت کی محبت میں غرق ہو کر نار اللہ اور عذاب روحانی کی اپنے اندر اہلیت پیدا کرتے رہتے ہیں نار اللہ الموقدة التی تطلع علی الافئدة، نیز جس طرح بخار کی آگ اور غم کی لپٹ انسان کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے اور پہلے قلب کو پکڑتی ہے اور اسکے بعد جسم پر اسکا اثر ہوتا ہے اسی طرح جہنم کی آگ پہلے دل کو لپیٹے گی اور اسکے بعد جسم پر اثر کریگی پھر غم کی آگ اور بخار کی حرارت تو کسی وقت کم بھی ہو جاتی ہے مگر آتش قہر الٰہی تو ایک پل کے لئے بھی مہلت و چین نہ لینے دیگی بہر حال نظم عالم کا اقتضاء تو یہی ہے کہ عمل اگر کسی کا ناری ہے تو سزا بھی اسکی ناری ہونی چاہئے اور اگر نورانی عمل ہے تو جزا اسکی نورانی ہونی چاہئے لیکن خداوند عالم اور مسبب حقیقی چونکہ اسباب کا پابند نہیں ہے اور اگر اسباب کا وہ پابند ہو جائے تو خدا، خدا نہ رہے اس لئے اسنے معکسیات نظم کے خلاف بطور خرق و عادت کچھ امور ایسے بھی رکھدئے ہیں کہ اگر وہ ایک گنہگار سر تا پا معیوب کو چاہیگا تو بہشت میں داخل کردیگا اور نور بنادیگا اور خود ہی اپنی نظر رحمت سے اسکے دل کی برائیوں کے کھوٹ کو ایک دم سلب کر کے نورانی جنت کے قابل کر دیگا ورنہ جائیگا تو معاف نہ کریگا اگرچہ دنیا میں وہ کر کتنی ریاضت کیوں نہ کی ہو گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح کوئی انسان شیر اور بھیڑیے سے دوستی کر کے کبھی فلاح کو نہیں پہونچ سکتا ہے اسی طرح جو انسان اپنے آبائی و قومی دشمن حاسد شیطان کے پھندے میں پھنس جائیں وہ بھی کبھی فلاح کو نہیں پہونچ سکتے جس طرح روح کے وجود سے باوجود اس کو آنکھ سے نہ دیکھ سکنے کے حرکات و سکنات کی وجہ سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا ہے اسی طرح تخیلات و تلذذات اور غفلت کو گناہ کے بڑھتے گھٹتے رہنے اور اسکے مشاہدہ کی وجہ سے کوئی سمجھدار انسان بھی شیاطین و ملائکہ کے وجود سے انکار نہیں کر سکتا۔

جہاں نشیب ہو پانی وہیں مرتا ہے

یہ قاعدہ ہے کہ جہاں دولت ہو چور وہیں آکر نقب لگاتے ہیں مومن کے لئے ایمان سے بڑھکر کوئی دولت نہیں اور شیطان سے بڑھ کر دولت کا کوئی دشمن نہیں یہ تو جنت ہی کی خصوصیت ہے کہ وہاں جو بھی نعمت ہو گی وہ دائمی ہو گی اور ہر قسم کے نقصان سے پاک ہو گی نہ کوئی حاسد ہوگا نہ زوال کا کوئی خطرہ ہو گا لیکن :۔

حسد کے معنی اور اسکے نتائج بد

یہاں پر تو انسان کو اگر دولت ایمان ملتی ہے تو شیطان کا حسد اسکی ساتھ لگا ہے اس سے اگر بچتے ہیں یا بچائے ہیں تو وہ صرف انبیاء علیہم السلام ہی نہ تربیت خاصہ کی بنا پر بچتے ہیں۔

حسد کے معنی یہ ہیں کہ جس شخص پر جو نعمت قسام ازل کی طرف سے فائز ہوئی ہے اس نعمت کا حقدار حاسد اپنے کو سمجھے اور اس مستحق و اقعی سے اس نعمت کو چھین لئے جانے کی تمناء سعی کرے۔ سو در حقیقت حاسد حق تعالیٰ کی تقسیم نعمت کو غیر صحیح جانکر اسپر معترض ہوتا ہے اور دراصل اسکا مقابلہ قسام ازل ہی سے ہوتا ہے لیکن خداوند عالم کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتا اسلئے بندے کے دن رات پیچھے پڑا رہتا ہے اور طرح طرح سے اس کی نعمتوں کو چھیننے کی فکر میں مستغرق رہتا ہے۔

ایک خاص بات حسد میں یہ دیکھی جاتی ہے کہ حاسد اپنے فعل کو برا بھی نہیں سمجھتا بلکہ اسی فعل میں دوسروں کو شریک کرنے کی تدبیر بھی کرتا ہے اور یہ گناہ کا بہت ہی خطرناک مرتبہ ہے کہ انسان گناہ کو گناہ بھی نہ سمجھے

حسد جہنم کی آگ ہے

چونکہ اصل الاصل حسد کی شیطنت ہے اور یہ دوزخ کی آگ کا ایک پر تو ہے جو قلب حاسد کو ہر وقت جلائے رکھتا ہے اور اندر ہی اندر اسے گھلائے رہتا ہے۔

شیطان دوزخ کی آگ دل میں لگاتا ہے

اس لئے شیطان دن رات ایک انسان کو دوسرے انسان سے لڑا کر ایک کی نعمت کو دوسرے سے زائل کرا کر اپنا آگ کار بنا تا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس طرح میں حسد آدم کی وجہ سے مردود بارگاہ الٰہی ہوا، ہوں آدم کی اولاد کو بھی اپنے ہی جیسا بنا کر چھوڑوں جیسے خداوند عالم کی تربیت بچہ کے پیدا ہونے کے وقت ہی سے شروع ہو جاتی ہے اور مرتے دم تک خدا کی رہنمائی اور مدد کے شامل حال رہتی ہے۔

شیطان کی ایذا رسانی مدت العمر رہتی ہے

اسی طرح شیطان کی ایذا رسانی بھی پیدائش ہی کے وقت سے شروع ہو کر مرتے دم تک رہتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسکے چوکے لگاتا ہے اور جب اسکے کان میں اسلام کی آواز یعنی اذان دی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے۔ یہ تو بچپن کی حالت ہے جب انسان کے اس عالم سے کوچ کا وقت آتا ہے تو اسوقت بھی شیطان کی دشمنی کم نہیں ہوتی وہ سارا زور اپنا اسی وقت لگاتا ہے اور قبض روح اور حالت نزع میں اسکی انتھک کوشش کرتا ہے کسی طرح انسان کا خاتمہ ایمان و تعلق باللہ کے ساتھ نہ ہو اور اسکا نامہ اعمال (ریکارڈ) خراب ہو جائے اور ساری عمر کی محنت اکارت چلی جائے اور عالم آخرت میں اسے کوئی پروانہ ہدایت نہ مل سکے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کیا دشمنی انسان کے ساتھ ہو سکتی ہے کہ ایمان کا سرمایہ اسکا ضائع کرا دیا جائے اور عالم آخرت میں اسے مفلس کر کے یکہ و تنہا کھڑا کر دیا جائے۔ یوں تو تمام ہی دشمن برے ہوتے ہیں اور اللہ ہی کی پناہ سے انسان دشمنوں کے حملات سے بچ کر سالم نکلتا ہے۔

خوف کے لائق کونسا دشمن ہو سکتا ہے

لیکن دشمنوں میں سب سے زیادہ خوف کے لائق وہ دشمن سمجھا جاتا ہے جو نہ ہمیں نظر آئے نہ ہم اسکا کچھ بنا بگاڑ سکیں اور وہ نظروں سے اوجھل رہ کر ہر وقت انسان کی تاک میں لگا رہے۔

دوستی کی پیرایہ میں دشمنی

اور اسپر طرہ یہ کہ اس دشمن اعظم کا ضرر بھی بادی النظر میں ضرر نہ معلوم ہو بلکہ یہ دشمنی جو دوستی کے پیرایہ میں ہوتی ہے بہی خواہی نظر آئے حقیقت میں دشمنی کا یہ انتہائی خوفناک مرتبہ ہے شیطان بظاہر انسان کو تکلیف میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ مال و دولت زن و فرزند عیش و طرب کے گھنصوں میں پھانس کر ادھر میں دھکا دیتا ہے انسان اس دنیا تی اور فانی و مکدر عیش کے چکر میں بآسانی پھنس جاتا ہے اور اسکا فہم و ادراک معطل ہو جاتا ہے۔ نہیں سمجھتا کہ شیطان نے اسکو دائمی راحت اور ابدی مسرت سے کسطرح محروم کر دیا اور عمر عزیز جو سعادت کی گھریزی کے لئے فرصت قلیل اور اسکا بہترین موسم ہے اسکو کیسے خاردار گھموں کے بونے اور کاٹنے میں صرف کرا دیا۔
غرض شیطان کی دھوکہ بازی کو کما حقہ بیان کیجئے۔

شیطان کی دھوکہ بازی کی ایک مثال

بس اسکی حالت بعینہ ایسی ہی ہے جیسے بھلے مانس آدمی کو کوئی دھوکہ باز آدمی چاندی کا روپیہ دینے کے بجائے کانسی کا جعلی روپیہ دیدے ظاہر ہے کہ شکل و صورت تو ان دونوں سکوں اور روپیہ کی ایک ہی سی ہو گی لیکن جب آدمی بازار میں جعلی سکہ چلانے جائیگا تو ایک کوڑی میں بھی اسے کوئی لینا پسند نہ کریگا۔ بلکہ الٹا پولیس کے پھندے میں پھنس جائے تو تعجب نہیں۔ یہی صورت شیطان کی دھوکہ دہی کی ہے کہ مسلمانوں کو اسی طرح دنیائے فانی کی ان چندروزہ راحتوں اور مسرتوں میں پھانس کر ابدی راحت اور سرمدی مسرت سے محروم کر کے اپنا حسد نکالتا ہے۔

شیطان کا تمثل جسمانی و روحانی

قصہ مختصر یہ ہے کہ شیطان لباس انسانیت میں متمثل ہوتا ہے اور ناسوتی لباس میں انسان کو دھوکہ دیتا ہے اور کبھی متمثل نہیں ہوتا بلکہ برائیوں کا القاء دل میں کرتا رہتا ہے اور غفلت و قساوت کے پردے انسان کے دل پر یکے بعد دیگرے اسی طرح سے ڈالتا ہے کہ انسان جناب باری کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہ پائے اور پراگندگی قلب کی وجہ سے حیات دنیا پر مطمئن ہو جائے اور اسکے ذہن مصفا پر شیطان عداوت کا پردہ ایسا ڈالتا ہے کہ جسکی وجہ سے انسان آیات ربانی میں غور و فکر سے محروم ہو جاتا ہے اور اسکا نظام مدنیت برباد ہو جاتا ہے جیسے آدم کی اولاد میں جب کسی فرد کا اضافہ ہو جاتا ہے تو اسی وقت سے ماں باپ اسکی تربیت شروع کر دیتے ہیں اسی طرح شیطان بھی ہر

ایک انسان کے پیچھے اپنی اولاد کو مقرر کر دیتا ہے اور ہر انسان کے پیچھے ایک شیطان مسلط کر دیتا ہے کما اشارہ تعالیٰ۔ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غرورا۔ جیسے انسان بدامنی کی آفات سے بچنے اور امن و برکت کی دولت حاصل کرنے کے لئے کسی نہ کسی حکومت کے زیر فرمان زندگی گذارتا ہے،

جسمانی آفات میں بادشاہ کی ضرورت ہے تو روحانی آفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل ضروری ہے

اور مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے ایک انسان دوسرے انسان کی اعانت و مدد کا محتاج ہے اسی طرح باطنی آفات و مکر کائنات سے بچنے کے لئے بھی انسان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہے اور طمانیت قلب و فراخی صدر کی دولت انسان کو اسی وقت میسر آسکتی ہے جبکہ وہ ملک الناس کی حکومت کو قولاً و عملاً تسلیم کرلے اور باطنی احوال کو سپرد خدا اور رسول کردے۔ اور اپنے دل کے تزکیہ کے لئے پانچوں وقت ملک الناس کی عدالت اور الٰہ الناس کی جائے عبادت میں شیطان کی رپٹ لکھواتا رہے۔ اور اس قوت بہیمیہ کو جسکے بل پر وہ شیطان، انسان پر وار کرتا ہے روزہ سے گھٹاتا رہے اور مال و دولت سے جو جذبات شیطانیہ پیدا ہونے لگتے ہیں زکوٰۃ ادا کر کے اس حملہ شر کو بھی ناکام کردے اور قوت عشقیہ کے غلط استعمال سے بچنے کے لئے دیار حبیب کے گلی کوچوں میں چکر لگا کر محبوبان مجازی کے کوچوں میں در در پھرنے سے بچا رہے۔

عقل و جسم کے بلوغ اور انکے نتائج

جیسے انسان کے لئے ایک وقت بلوغ ایسا آتا ہے کہ اس حد پر پہونچ کر عقل اسکی حد کمال میں داخل ہو جاتی ہے اسی طرح عالم مثال میں بھی انسان کے لئے باعتبار اسکی سعادت و دنائت کے ایک وقت بلوغ مقرر ہے پس عالم مثال میں بھی بالغ وہ کہلاتا ہے جسکی عقل حسب بالغہ حاصل کرلے اور نابالغ وہ کہلاتا ہے جسکی عقل دنائت میں پڑی رہے اس لئے جسکی روح عالم مثال سے حسب فضائل کرتی رہتی ہے عالم اجسام میں وہ شخص اپنے ہمسروں میں فائق ہوتا ہے اور بھاری بھرکم کہلاتا ہے۔ اور جسکی روح حسب کمالات سے عاجز و عاری ہوتی ہے اور عالم مثال سے اسکا تعلق نہیں ہوتا وہ ردی اور خفیف الحرکات و نابالغ کہلاتا ہے۔ اسی لئے وہ روح عامیہ کے گڑھوں میں لگی رہتی ہے۔

انسان کو ہر دو عالموں میں نور الٰہی کے بدون چارہ نہیں

پس جب انسان کے لئے دو عالم ہوئے ایک اسکے جسم کا اور دوسرا اسکی روح کا تو جیسے جسم کے عالم میں وہ آفتاب و مہتاب کی ضرورت سمجھتا اور امن و برکت حاصل کرنے کے لئے سب کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی طرح روحی برکات حاصل کرنے کے لئے اسکو عالم ارواح کے آفتاب و مہتاب کی بھی ضرورت ہے اور جسم کی طرح اپنے قلب و روح کو بھی پاک صاف بنانے کے لئے چشمہائے علوم نبوت و الوہیت سے استفادہ کی لازماً حاجت ہے۔

انسان کی تینوں حالتوں میں اسکی اعانت پرودگار کی طرف سے

اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے سورہ ناس میں انسان کو اس دشمن بکبر اور مقوی بہیمیت و سبعیت سے بچانے کے لئے جو کبھی عالم اجسام میں انسان کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو کبھی عالم ارواح میں پہونچ کر اسکی روح کو تیرہ و تاریک کرتا ہے۔ اپنے تین اسمائے حسنہ سے تعوذ سکھلایا۔ اور اپنی صفات ثلاثہ کی ترشناسی طاقت شیطان کے مقابلہ کے لئے عطا کی یعنی ظاہری دشمنوں سے تو بچنے کے لئے تو سورہ فلق میں اسمائے حسنیٰ میں سے صرف ایک اسم رب الفلق سے تعوذ سکھلایا اور باطنی دشمن کے مقابلہ کے لئے اسمائے حسنیٰ میں سے اپنے تین اسموں یعنی رب الناس ملک الناس الٰہ الناس سے پناہ باری حاصل کرنا سکھلائی اور لڑکپن اور شباب و شیب تینوں حالتوں میں اسکی دستگیری فرمائی یعنی اگر شیطان لڑکپن سے ستائے تو رب الناس سے کنایہ فرمایا گیا تو اس پرودگار کی طرف رجوع کر جو تیرا اور تیرے ماں باپ اور تیرے جملہ آباؤ اجداد یہاں تک کہ آدم و حوا کا پالنے والا ہے اور اگر جوانی کے عالم میں شیطان تیرے مقابل پر آئے تو تو ملک الناس کی عدالت میں جا کھڑا ہو جسکی شہنشاہیت نہ صرف کواکب و سیارات ہی پر ہے بلکہ دنیا کی تمام سلطنتیں اور زمین و آسمان کا ہر محور جسکے زیر فرمان اور دل کی کلیں جسکے ہاتھ میں ہیں جس طرف کو چاہے پلٹ کر رکھدے۔ اور اگر بڑھاپے کی حالت میں شیطان پیچھا نہ چھوڑے تو اس سچے معبود کی طرف رجوع کر جسکے ہاتھ میں دنیائے فانی کا انجام و اتمام ہے اور جو ہر قسم کے نفع و ضرر کی باگ ڈور ہے۔

ملخص مضامین مفصل

آخری حاصل ان سب مضامین کا یہ ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ نے ہر انسان میں ملکیت و سبعیت و بہیمیت کی تین قوتیں ودیعت کی ہیں اور ہر ایک کے نشو و ارتقاء کے لئے ظاہری و باطنی سامان جدا جدا پیدا کئے ہیں مثلاً قوت بہیمیہ کی ظاہری پرورش کے لئے قسم قسم کے پھل اور پھول غذائیں اور دوائیں پیدا کیں اور قوت عشقیہ کو کارآمد بنانے کے لئے لوہے کو زمین پر نازل کر کے

امن اور جنگ کو اس میں مضمر فرمایا اور قوت ملکیہ کی تربیت کے لئے بذریعہ انبیاء علیہم السلام علم الٰہی کو قائم کیا تو ان ہر سہ قوتوں کی باطنی تربیت کے لئے خدا نے اپنی صفات ثلاثہ رب الناس ملک الناس الٰہ الناس کی تجلیات بھی حضرت انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عطا کیں تاکہ انسان خیر و شر کی ٹھوکر آزمائش میں تعوذ حق کی راہ سے کامیاب ہو کر دارین کی سرخروئی حاصل کرے وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین

العبد الضعیف محمد طاہر ابن احمد القاسمی کان اللہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ یوم عرفہ

سحر وآسیب کی تشخیص وعلاج کے طلسماتی عملیات

حضرت مولانا رفیق صاحب

۱۔ تشخیص آسیب وجن کے لئے

سحر اسود کی مشہور عالم کتاب عیون السحر کے باب تشخیص الامراض میں ابوالفضل احمد ابن حسین بدیع الزماں قبلی نے قاضی جرجان الیافوجی کا تشخیص آسیب وجن کے لئے ایک عجیب وغریب عمل بیان کیا ہے جو اس طرح پر ہے کہ ازراقی یعنی کچلہ کو جلا کر اس کی راکھ میں عرق گلاب شامل کر کے اس کی سیاہی تیار کریں اور ذیل کی طلسماتی عبارت کو اس سیاہی سے کسی صاف وسفید کاغذ پر تحریر کریں اس کے بعد اس کاغذ کو بطور تعویذ لپیٹ کر جس مریض کے مرض کی تشخیص کرنا ہو۔ اس کے سر سے پاؤں تک تمام جسم پر سے اتار کر اس کے ہاتھ میں دے دیں۔ اس عمل کے کچھ ہی وقفہ بعد جب تعویذ کو کھول کر دیکھیں گے تو مریض پر آسیبی وجناتی اثرات کا غلبہ ہونے کی صورت میں اس کی تحریر مٹ کر کاغذ پہلے کی طرح صاف وسفید ہو چکا ہوگا کہ جیسے اس پر کچھ تحریر ہوا ہی نہیں تھا تشخیص کے اس سریع التاثیر مجرب المجرب عمل میں بعض اوقات یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ عامل عبارت کو ابھی مکمل طور پر تحریر ہی نہیں کر پاتا کہ تحریر کردہ عبارت عمل خود بخود ختم ہوتی جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی پوشیدہ قوت نے زبان سے عبارت عمل کی سیاہی کو چاٹ کر رکھ دیا ہے۔ عامل جب تک اس عمل کو بجالاتا رہے گا یہی حیرت انگیز تماشہ دیکھنے میں آئے گا۔ عبارت طلسمات ملاحظہ ہو۔

تماویشا تماریوشا لوشہا لوشیوش ترشہا ترشیوش ملیوشا کلیوشا طلیتا ہیا اہمیا ہمیا اہمیا اہمیا کمتا کمتا کشوکشاقلیوشا اطرروا املیحا ملیحا ملیحا برمواجہاجہا الطا الطالوا ابرمشا برہیوہ غیاہیا

۲۔ تشخیص کا عمل عجیب

عیون السحر میں تشخیص آسیب وجن کے لئے متذکرہ بالا عمل کے اثرات کا عامل ایک دوسرا عمل جو میرا ذاتی طور پر آزمودہ مجرب ہے درج ذیل ہے۔ یہ عمل اگرچہ طریقہ تشخیص کے اعتبار سے پہلے عمل سے مختلف نہیں ہے لیکن نتائج کی نوعیت کے اعتبار سے بالکل جدا بلکہ طلسماتی اعمال کی حقیقت کے مشاہدہ کا ایک حیرت انگیز کرشمہ بھی ہے۔ ترکیب عمل میں حکیم قبلی تحریر کرتے ہیں کہ جب کسی مریض کے مرض کی تشخیص کرنا مطلوب ہو تو زعفران وعرق گلاب کی سیاہی سے ذیل کے طلسمات کو کاغذ پر تحریر کریں۔ اس کے بعد اس کاغذ کو تعویذ کی طرح پارچہ حریر یا کسی چمڑے کے ٹکڑے میں لپیٹ کر مضبوطی سے سی دیں اور رات کو سوتے وقت مریض کے گلے میں پہنا دیں یا اس کے بازوئے راست پر باندھ دیں۔ مریض کے جناتی وآسیبی اثرات کے زیر اثر ہونے کی صورت میں دوسرے روز جب وہ صبح کے وقت بیدار ہو کر دیکھے گا تو چمڑے کا ٹکڑا یا کپڑا تو اپنی اصلی حالت میں جوں کا توں ہی موجود ہوگا۔ لیکن اس میں باندھا ہوا تعویذ حیرت انگیز طور پر غائب ہو چکا ہوگا حسب ضرورت جتنی مرتبہ اور جس وقت بھی اس عمل کا آسیب زدہ مریض پر تجربہ کیا جائے گا۔ اسی عجیب وغریب کرشمے کا مشاہدہ عمل میں آئے گا۔ طلسمات کی عبارت یہ ہے۔

امنو ابحاھویتا جبا تعزطا توتیا دحا الکربدی زحاتوث ھوث یا ارواح اطلث طیراث ھیوثا امیوثا الا ان دحا احا من الارض ولا اسماء والبحر والبر والجن والانس جوحہاطا جحا مرحجا ٥

۳۔ تشخیص ومشاہدۂ امراض کا محیر العقول عمل

عیون السحر میں باب تشخیص الامراض کے عنوان سے جن عملیات کا ذکر ملتا ہے ان میں سے ذیل کا عمل جو تشخیص ومشاہدۂ آسیب وجنات کے حقائق کا حامل ہے نہایت معتبر ومجرب عمل کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ترکیب عمل میں درج ہے کہ ذیل کی طلسماتی لوح کو مشک وزعفران سے لکھیں

اور پانی میں ڈال کر خوب دھوئیں تاکہ لوح کے کلمات واشکال کے تمام حروف والفاظ مٹ کر پانی میں اچھی طرح حل ہو جائیں طلسماتی لوح یہ ہے۔

والجیس والفالت والقصد والکرامۃ والقباق والوسواس ولھواً

حلیما سوطلینا سوطیا اسلنواسا امالع حاساردبا

بحق علینا ملینا طلینا انت تعلم ما

احبادث آنچه در وجود
فلان ابن فلان
باشد حاضر شود

بحق علینا ملینا طلینا انت تعلم ما

نوشیطا قبا شرنا توادوا ماداس ما اله ما ساقطاربا

والنصر دولك بسوزد درین الخیرھبال الوما بمامر مصلطاً

عمل کے لئے اس پانی کو کسی سفید رنگ کے شیشے کے برتن یا شیشی میں ڈال دیں۔ اور جس مریض کے مرض کی تشخیص اور خود مریض کو اس کے مرض کا مشاہدہ کرانا مطلوب ہو برتن کو اس کے سامنے پاک وصاف فرش پر آراستہ پاکیزہ نشست پر رکھ دیں۔ عامل مریض کو برتن کے سامنے اس طرح پر بٹھائے کہ منہ اس کا شمال کی طرف ہو اور پشت جنوب کی طرف اور خود بھی اسی طرح مریض کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے۔ عمل کے وقت کوئی سا خوشبودار دخنہ جلائیں اور مریض کو حکم دیں کہ وہ اپنے مرض کی تشخیص و مشاہدہ کا اپنے دل میں پختہ تصور کرے اور اس طرح اپنے تصور میں اپنے ارادہ کا تسلسل قائم رکھتے ہوئے کامل یکسوئی تحب سے شیشے کے برتن کے پانی کے عین وسط میں ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہے اس کے بعد عامل درج ذیل کلمات عمل کو تلاوت کر کے مریض پر پھونکنا شروع کر دے کلمات یہ ہیں۔

غیاکا لما ھذا قلقا لقناقا بذوحا طنکا. طقنوشا وترجلاً کبذا بذوحا بحق العھد الماخوذ علیکم سبحانہ لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر الا مافعلتم وتذکرا ما اردت من امر بحق ھذہ العزیمۃ علیکم امسرا عوا فیما بہ بحق العزیز المعز فی عزہ واوفوا بالعھد الی تو کبذیھا یا قوم الجن والشیاطین ابدا ٥

اور اس کے ساتھ ساتھ مریض سے دریافت بھی کرتا رہے کہ اس کے سامنے برتن کے پانی میں اسے کچھ نظر آتا ہے یا نہیں عامل اس عمل کو مسلسل پڑھتا اور مریض سے برابر اس کے مرض کے اسے پانی میں دکھائی دینے کے بارے میں دریافت کرتا جائے۔ عمل کے چند ہی لمحے بعد مریض کو برتن کے مرکز میں عجیب وغریب نظارے روبرو ہوں گے جن کے دوران ایسا معلوم ہوگا کہ اس کے سامنے ایک بہت بڑا قلعہ نما دربار شاہی کا نظارہ موجود ہے جس میں حیرت انگیز مخلوق کا ایک جہان آباد ہے۔ اس دربار میں زر وجواہر سے مرصع ایک تخت آراستہ نظر آتا ہے جس پر ایک بارعب روحانی بزرگ موجود ہے۔ جب عامل کے دریافت کرنے پر مریض اس منظر کے دکھائی دینے کا ذکر کرے تو عامل اسے فوراً حکم دے کہ وہ اس تخت نشین بزرگ کو سلام وآداب بجالا کر اپنے مرض کی حقیقت کے بارے جو کچھ دریافت کرنا اور مشاہدہ کرنا ہو دریافت کرے۔ مریض کے دریافت کرنے پر اس حاضر روحانی ہستی کے حکم سے مریض پر وارد آسیب وجن یا ارواح خبیثہ میں سے جو کچھ بھی ہوگا اس کے سامنے حاضر ہو جائے گا اس وقت ضروری ہوتا ہے کہ مریض کسی بھی قسم کا کوئی خوف وخطرہ دل میں لائے بغیر مکمل معلومات حاصل کرے۔ اس عمل میں نہ صرف مریض ہی اپنے مرض کو مشاہدہ کر سکتا ہے بلکہ حاضرین مجلس میں سے بھی ہر شخص اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اس روحانی وطلسماتی علم کی مدد سے مریض کے مرض کی تشخیص ومشاہدہ کی صورت تو ممکن ہے لیکن مریض پر مسلط آسیب وجن کے قتل واثرات کا علاج کسی بھی صورت ممکن نہیں ہوتا اس لئے عامل کے لئے ضروری ہے کہ دوران عمل مریض کی حقیقت مرض اور مشاہدہ مرض کے حالات واسباب کے بارے سوالات کی دریافت تک ہی رہے علاج کی بابت کسی قسم کا کوئی سوال نہ کیا جائے۔ اس محیر العقول عمل کو عامل جب تک چاہے جاری رکھ سکتا ہے اور جب تمام تر معلومات اور جو کچھ مریض اور حاضرین مجلس کو دیکھنا یا دریافت کرنا مطلوب ہو اپنی آنکھوں سے معائنہ کر لیں اور اپنے کانوں بطور سن لیں تو عامل عمل کا جاپ کرنا ترک کر دے۔ مریض اور اہل مجلس کی نظروں سے منظر اسی وقت غائب ہو جائے گا۔ اس عمل کا میں نے بارہا تجربہ کیا ہے اور حرف بحرف درست پایا ہے۔ ایک مدت کے بعد برائے استفادہ شائقین علوم مخفیہ اس عمل کو سپرد قلم کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں خدا کرے اہل فن حضرات اس علم کی تسخیر کر کے اس عمل روحانی وطلسماتی کی برکات وکمالات سے مستفید ومستفیض ہو سکیں۔ ابوالفضل احمد ابن حسین بدیع الزماں قبلی صاحب عیون السحر اس عمل کی تسخیر کی ترکیب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ اس عمل کا عامل بننے کے لئے چالیس یوم تک ترک حیوانات جلالی وجمالی کے ساتھ عبارت متذکرہ بالا صدر کو ایک لاکھ پچیس ہزار کی تعداد کے مطابق پڑھنا شرط لازم ہے زکوٰۃ پوری ہو چکے تو بھی عمل کو قابو میں رکھنے کیلئے ہر روز ایک سو پچیس دفعہ بلاناغہ پڑھتے رہنا ضروری ہوتا ہے۔

۴۔ مریض کے حالات کی دریافت کے لئے

عیون السحر میں مریض کے حالات کی تشخیص کے متعلق حکیم قبلی کا

ایک مجرب عمل یوں لکھا ہے۔ تحریر ہے کہ جس مریض کے بابت یہ معلوم کرنا ہو کہ وہ جس مرض کا شکار ہے کیا اسے اس مرض سے چھٹکارا نصیب ہو سکے گا یا نہیں یا یہ کہ مرض طوالت پکڑے گا یا جلد اچھا ہو جائیگا۔ تو اس دریافت کے لئے ذیل کے طلسمات کو ایک بیضۂ مرغ پر لکھیں اور رات کو پوشیدہ طور پر مریض کے سرہانے رکھ دیں۔ صبح کے وقت نکال کر دیکھیں گے تو انڈے کا سیاہ رنگ پڑ چکا ہوگا یا سرخ یا پھر بالکل اصلی حالت در گت پر ہی ہوگا۔ انڈے کا سیاہ ہو جانا مریض کی ہلاکت کی علامت ہے۔ سرخ رنگ مرض کے طوالت کی دلیل ہے جبکہ کسی قسم کے تغیر کا رو نما نہ ہونا اس بات کی نشانی ہے کہ مریض انشاءاللہ جلد صحت یاب ہو جائے گا۔ طلسمات یہ ہیں۔

لراج ساطا سا مادا حمابا صدعارقاطا ارہابا احدہا سالالم لکادبا شما ٥

۵۔ تشخیص سحر و جادو کے لئے

ھا ما سھروس ھا حروس یمدوس ھا سرطوس دیوس مطروسا ھامطا ھوش رلقیطا ارکاص أصبابالرث کیلتا عزہا القاصف سحابا المقا سکسبک ترطشان طلوشاھذا الساعة المسحر موبا المجل للنبشی لمط بصا من ھیا مروح ھا ھمطا ھمطارتقوش نطاف طائف من ربک وھم نائمون ٥

ہرن یا سیاہ بلی کے دباغت شدہ چمڑے پر اسمائے متذکرہ لکھیں اور اس کے نیچے مریض اور اس کی ماں کا نام تحریر کریں۔ اس چمڑے کو مریض کے سر پر باندھ دیں تو وہ سحور ہونے کی صورت میں اپنے مرض کی تمام حقیقت خود بخود بیان کروائے گا اور ہوش میں ہوتے ہوئے بھی خود معلوم نہ کر سکے گا کہ وہ کیا بتا چکا ہے۔ صاحب میون السحر اس عمل کو مجرب المجرب لکھتے ہیں اور علامہ سباق صاحب المجتبیٰ والغرائب نے بھی بڑی تعریف کے ساتھ اس عمل کو علمائے طلسمات و روحانیات کے ایک مستند مجرب عمل کے طور پر بیان کیا ہے یہ عمل آزمودہ ہے۔

۶۔ تشخیص سحر کا طلسماتی عمل

اسمائے ذیل کو پانی پر پڑھ کر سحر زدہ مریض کو پلا کیں اس کے فوراً بعد ایک صاف اور عمدہ قسم کا آئینہ مریض کے سامنے کر دیں اور اسے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھنے کے لئے کہیں مریض پر سحر و جادو کا عمل ہونے کی صورت میں مریض کو آئینہ میں اپنا چہرہ ظاہری صورت کی بجائے حبشی انسان کے چہرہ کی طرح مسخ و کروح اور سیاہ رنگ کا خوفناک دکھائی دے گا جس سے مریض خوف کھائے گا اور ایک دفعہ آئینہ میں اپنی شکل و صورت کو اس طرح کریہہ المنظر دیکھ کر دوبارہ آئینہ میں نہیں دیکھ سکے گا بارہا اس عمل کا میں نے تجربہ کیا ہے۔ اسماء یہ ہیں۔

كَمَا صَتزمبا عَوْطَل طلا عطا هَنَطا صَنا طا طاغط علوكا حَزمنا مَكبا صيفرا هَيا مَرو إِلى رَبِّهَا نَا ظِرَةٌ تَفحوةٌ يَومئذٍ قَابِرَةٌ وَالرَّبِدُوا ثَامَةٌ حَصَا صَهحنا رَبا شبقا عقبا خَرجا ابلعطا تمليهعطا امَالهُ بِحَقِّ هَذا الاسمَاءِ مِنَ السِحرِ اَتَوكّلُ يَا عَبدَ النَارِ خرقَ وَخومكَ وَالنّوا صبكَ وَالاَقدام سُحَارِ ثَما صنطا صتوصرنا بنا صِنا حَوا طِبننا شنالها ٥

۷۔ سحر و جادو کی تشخیص

علمائے علوم روحانیات و مخفیات کے نزدیک ایسے پوشیدہ پیچیدہ خطرناک حالات مرض کا مریض جس کے مرض کی اس کے جسم میں ظاہری طور پر کچھ بھی علامات نظر نہ آتی ہوں اور علاج معالجہ کے باوجود مرض میں شدت پیدا ہوتی جاری ہو اور کسی بھی صورت نجات ممکن نظر نہ آتی ہو بلکہ انجام کار وہ مرض جان لیوا ثابت ہونے لگے تو پھر بلا شک و شبہ یہ جان لینا ضروری ہو جاتا ہے کہ اس مریض کے مرض کی درست تشخیص نہیں ہو سکی اور یہ کہ مریض کے مرض کا سبب قدرتی و جسمانی نہیں ہے بلکہ یقینی طور پر سحری و سفلی ہے ایسے مریض پر سحر و جادو کا اثر معلوم کرنے کا ایک کامیاب طریقۂ تشخیص ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ تشخیص کے اس عمل کے لئے عامل ذیل کے کلمات طلسمات کو ایک سو دس بار تلاوت کر کے مریض کو دم کرے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو پکڑ کر کاغذ پر لگائے اس کے بعد انگوٹھے کو اٹھا کر دیکھے۔ مریض پر سحر و جادو کے اثرات ہونے کی صورت میں بحکم خدا مریض کے انگوٹھے کے نشان پر تازہ اور سرخ رنگ کا انسانی خون کا دھبہ نمودار ہو جائیگا جبکہ انگوٹھے کی جلد بالکل صاف ہوگی۔ عامل جتنی بار اس عمل کو بجالائے گا۔ ہر بار انگوٹھے کے نشان پر خون کا دھبہ واضح طور پر ابھرا ہوا نظر آئے گا۔ یہ عمل نہایت مجرب ہے لیکن بطور تماشہ اس عمل کے بجالانے کی سخت ممانعت کی گئی ہے کیونکہ اس طرح عمل کی قوت و تاثیر ختم ہو جاتی ہے۔ کلمات طلسمات ملاحظہ ہوں۔

وَنَادَوْا يَا أَيُّهَا السِّرُّ السَاحِرَةُ مِنَ الدَّعَوَاتِ وَالنَّشْرَاتِ مَا كَكُونَ اِمكَكا يَا فرحَسُ وَيَا شَيهَت طلَنتُ حَامِلُ هَذَا الكِتَابِ مِنْ جَمِيعِ الأَحْوَالِ وَالعَقُوبَاتِ مَا تَرىَ لِهَيبَةِ الهَلاَءِ وَالوَبَاءِ عَلَى الخَلاَئِقِ أَجْمَعِينَ مَلعُونًا مَذْحُورًا يَا كَفنَا بَهلُ طَاهِرا وَيَا طَنا بَجل

تَعَرشَا مَا استَطَاعُوا لَهُ اِقسِ اَقسنا تَنسَا تَابِسَا وَيَاهِبَا شَوكا جَميعَ الأَرْوَاحِ المَتُوذِيَةِ وَالقُرآنِ السُوءِ وَجُنُودِ اِبلِيسَ كُلّهُم فِى النَّارِ اَبَدًا۔

۸۔ سحر و آسیب کی تشخیص کے لئے

تشخیص سحر و آسیب کے سلسلے کے عملیات میں سے صاحب میون السحر کا ایک مجرب المجرب عمل ملاحظہ ہو۔ ترکیب عمل میں تحریر ہے کہ عامل ذیل کے اسمائے طلسمات کو سات بار پڑھ کر مریض پر دم کرے اگر اس عمل کے نتیجہ میں عمل کے ایک ہفتہ کے دوران اس مریض کا مرض پہلے کی نسبت زیادہ شدت اختیار کر جائے تو یہ بات مریض پر آسیبی و جناتی اثرات کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر مرض میں کمی واقع ہو جائے تو جادو و سحر کے غلبہ کی علامت خیال کی جاتی ہے اور اگر بدستور مرض اپنی حالت پر برقرار رہے تو یہ مرض کے جسمانی و قدرتی ہونے کو واضح کرتا ہے۔ اسمائے طلسمات حسب ذیل ہیں۔

اَحزطا اَجهزطا اَحمزطا سَوطا هَيا مَوزها طِيا سَوطَلاً موطلاً عَسنقا طلستقا عَسَتما طلستما جابما جماعدا سقُوبي وَابِيا خانِطا مِنَ العَلقات وَالسَاحرةِ قَاهِرًا لاَ يُطاقا صتا صفا۔

۹۔ آسیب و جن کی حاضری بلانا

علوم خفیہ و روحانیہ کے عامل و کامل ماہرین حضرات سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ آسیب و جن اور ارواح خبیثہ کے اثرات کے زیر اثر مریض کی تشخیص تو ممکن ہی ہوتی ہے لیکن مریض کے روحانی علاج کے لئے مریض پر مسلط اس کے آسیب و جن کی حاضری بلانا سخت دشوار ہو جاتا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایسے مریض کے علاج معالجہ کے لئے جب بھی کسی عامل کو بلایا جاتا ہے تو اس پر وارد آسیب و جن عارضی طور پر مریض کا جسم چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور جب عامل ایسی حالت میں کہ اس کے لئے مریض کے آسیب و جن کی حاضری بلانا ناممکن ہو جاتا ہے مایوس ہو کر ناکام و نامراد واپس چلا جاتا ہے۔ تو مریض کا وقتی طور پر پیچھا چھوڑ کر چلے جانے والا آسیب و جن دوبارہ مریض پر وارد ہو جاتا ہے اور مریض کو اس کے علاج معالجہ کے جرم کی پاداش میں پہلے کی نسبت زیادہ تکلیف دیتا اور ہر وقت تنگ کرنا شروع کر دیتا ہے اس قسم کی خوفناک و کرب انگیز صورت حال کے شکار اکثر مریض چاروں طرف سے مایوس ہو کر اپنے آپ کو اپنی پہلے سے موجودہ تکلیف دہ حالت پر چھوڑ دینے کو اپنے لئے بہترین علاج خیال کرنے لگتے ہیں اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ایسے مریض پر مسلط ارواح خبیثہ جنات و شیاطین اکثر مریض پر حاضر ہو کر اس کے عزیز و اقارب سے مختلف قسم کی باتیں بھی کرتے رہتے ہیں جن میں زیادہ تر وہ مریض اور اس کے اہل خانہ کو مریض کے روحانی علاج سے باز رہنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں چنانچہ مریض کے ساتھ اس کے لواحقین بھی مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہ دیکھتے اور سمجھتے ہوئے حالات سے سمجھوتہ کر لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اس طرح کسی حقیقی ماہر و عامل و کامل کی طرف سے ایسے مریض کے کامیاب علاج کے نہ ہونے کے سبب مریض کے مرض میں دن بدن شدت پیدا ہوتی جاتی ہے اور انجام کار وہ مریض ایک دن ذہنی و جسمانی خلل و اثرات کے باعث لقمۂ اجل بن جاتا ہے۔ علمائے طلسمات و روحانیات کے نزدیک متذکرہ بالا صورت حال کے شکار آسیب زدہ مریض پر اس کے آسیب و جن کی حاضری بلانی مشکل تو ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے چنانچہ کتب عملیات میں اس قسم کے خبیث و شیطانی آسیب و جنات کی حاضری کے لئے بے شمار اعمال کا ایک عظیم ذخیرہ پایا جاتا ہے لیکن ان عملیات میں سے اکثر عملیات سماعت عظیم پر مشتمل ہیں جن پر عمل پیرا ہونا انتہائی مشکل ہے۔ وہ اعمال جو سہل الحصول اور کامیاب و بے خطا شمار کئے جاتے ہیں ان میں چند ایک کے متعلق میں نے خود تجربہ کیا ہے اور انہیں صحیح پایا ہے میرے نزدیک میرے تجربات اور مشاہدات کی بناء پر عمل مندرجہ ذیل انتہائی کامیاب و بے خطا اور تیر بہدف اثرات کا مالک ہے۔ عمل کے لئے کسی قسم کے چلہ یا وظیفہ کی بھی کوئی پابندی موجود نہیں ہے چنانچہ جب ایسے مریض پر وارد آسیب و جن کے علاج کی غرض سے ایسے مریض کے جسم پر حاضری بلانا مقصود ہو تو عامل بول شتر اعرابی پر ذیل کے کلمات طلسمات و روحانیات ایک سو ایک بار پڑھ کر دم کرے اور مریض کو پلا دے۔ بول کے مریض کے حلق سے نیچے اترتے ہی اس پر مسلط آسیب و جن یا ارواح خبیثہ میں سے جو کچھ بھی ہوگا فوراً مریض کے جسم پر حاضر ہو جائے گا۔ کلمات طلسمات یہ ہیں۔

عَزَمتُ عَلَيكُم يَا اَيُّهَا الأَرْوَاحُ الغَالِبَاتُ الطَّاهِرَاتُ الزَّاكِيَاتُ وَيَا مَلاَئِكَةُ رَبِّ العِزَّتِ الَّذِى لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ المُتَقَلِّبُ القُلُوبِ وَالاَبصَارِ اَقسَمتُ عَلَيكُم يَا تَلستَمبَيلُ وَ تَمنَتَنَيلُ وَيَا حَمَتَمَشبيلُ وَيَا حَمحَجابيلُ بِاللهِ وَبِاسمِ اللهِ المَذكُورِ المَذكُورِ فِى اللَّوحِ المَسطُورِ اَن تَامُرُوا الجَمِيعَ خَدَامِكُم وَاَتبَاعِهِم وَاَعوَانِكُم۔ وَهُم جَنهَلَجَهُوش وَمَهنَسَنَهُوش وَعُوشَنهُوش وَصَنَشتَهُوش بِالطَّاعَتِى وَاَنجَاحِ حَاجَتِى يَا اَيُّهَا المَلاَئِكَةُ اَقسَمتُ عَلَيكُم وَبِحَقِّ اللهِ الرَّنوزُ المُتَبَسُ المُطَهَّرُ الطَّهُورِ القُدُّوسِ وَ بِحَقِّ بِعَلِهِ الاِسمِ الاَعظَمِ يَا تَلستَقبِلُ وَيَا

تَشْتَبِلُ وَيَا خَسْتَبِسَلُ وَيَا هَخهَخَالِيلُ سَبَعًا مَطْوِعًا مَعَ الاعْوَانِ وَاِنْ لَمْ تُجِيْبُوانِي فَسَلِّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مَلَائِكَةً بِاَيْدِيْهِمْ شَوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَتَحْتَرِقُونَ وَجُوهَكُمْ وَاِنْ اَجِبْتُمْ لِي فَيَتْرُكَكُمُ اللّٰهُ يَوْمَ القِيَامَةِ الَّتِي تُوْعَدُوْنَ بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ بِحَقِّ هٰذِهِ الكَلَامِ يَوْمَ يُنَادِي المُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيْبٍ اَجِيْبُوانِي يَااَيُّهَا الاَرْوَاحُ العَالِيَاتُ الطَّاهِرَاتُ فِي الجَاحِ حَاجَتِي وَتَبْلِيغُ مُرَادِي مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ رَبُّ العَالَمِيْن.

مریض پر آسیب و جن کی حاضری کے وقت مریض کے جسم میں ایک لرزہ سا طاری ہو جائے گا پاؤں مڑ کر ٹیڑھے ہو جائیں گے منہ سے کف جاری ہو جائے گا۔ آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ اور سر سے پاؤں تک جسم کے تمام بال کانٹوں کی طرح سیدھے کھڑے ہو جائیں گے۔ ایسا آسیب زدہ مریض حاضری آسیب کے وقت پلک جھپکائے بغیر چاروں طرف دیکھتا رہتا ہے۔ عامل مریض پر اس کیفیت کے طاری ہونے اور حاضری آسیب و جن کے باوجود مریض کی طرف توجہ دئے بغیر کلمات طلسمات و روحانیات کا ورد کرتا رہے یہاں تک کہ جب مریض پر حاضر ہونے والا آسیب و جن خود چیخ پکار کر کے دریافت کرے کہ اسے بری طرح اور شدید عذاب میں گرفتار کر کے کیوں بلایا گیا ہے تو عامل عمل کا ورد جاری رکھتے ہوئے سایہ و آسیب کو ہمیشہ کے لئے مریض کا جسم چھوڑ دینے کا حکم کرے۔ بحکم خدا مریض کا آسیب و جن خواہ کس قدر طاقت ور کیوں نہ ہو فوراً اس کا جسم چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے دفع ہو جائے گا اور اگر عامل کا حکم بجالانے میں کسی قسم کی تاخیر سے کام لے گا تو چشم زدن میں عمل کی برکت و قوت سے جل کر بھسم ہو جائے گا۔

۱۰۔ آسیب و جن کی حاضرات کیلئے

کتب طلسمات و روحانیات میں علمائے فن نے آسیب و جن کی تشخیص اور اس کے علاج کے سلسلے کے تمام تر عملیات کو دو طرح کے اعمال میں تقسیم کر کے بیان کیا ہے پہلی قسم کے عملیات تشخیص و علاج کی تقسیم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف حقائق و نتائج کے حامل ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے اعمال تشخیص و علاج کے ہر دو مقاصد و مطالب کے لیے یکساں طور پر مفید ثابت ہوتے ہے ذیل میں تشخیص و علاج کے اسرار و رموز پر مشتمل ایک نہایت مجرب و آزمودہ عمل کو درج کیا جاتا ہے جس کی ترکیب کے مطابق عامل ذیل کی طلسماتی عبارت کو کاغذ پر لکھ کر کپاس کی نئی روئی میں لپیٹ کر اس کی بتی بنائے اور تانبے کے چراغ میں روغن بلا در وطلسان ڈال کر جس مریض کے مرض کی تشخیص اور اس کا علاج کرنا ہو اس کے سامنے روشن کرے عامل مریض کو چراغ کی لو میں دیکھنے کا حکم دے اور خود عزیمت عمل کو کامل انہماک اور یکسوئی کے ساتھ تلاوت کر کے پھونکتا جائے چند ہی لمحے بعد مریض پر آسیبی و جناتی اثرات کا غلبہ ہونے کی صورت میں مریض کو فتیلہ میں ایک وسیع و عریض قسم کا میدان سا نظر آنے لگتا ہے۔ جب میدان نظر آئے تو عامل کو حکم دے کہ وہ خاکروب کو طلب کرے عامل کے ایسا حکم کرنے پر مریض کو معلوم ہوگا کہ خاکروب میدان صاف کر رہا ہے اس کے بعد مریض کو میدان میں فرش آراستہ نظر آئے گا جب فرش پر تخت لگا دیا جائے تو عامل مریض کو کہے کہ وہ بادشاہ جنات کو حاضر ہونے کا حکم دے مریض کے حکم کرنے پر تخت پر ایک روحانی بزرگ جلوہ افروز ہو جاتے ہیں اس وقت ضروری ہوتا ہے کہ مریض اس حاضر بزرگ کو نہایت خلوص و محبت سے سلام و آداب پیش کرے اور اس کے بعد آسیبی و جناتی خلل و اثرات کے سبب پیدا ہونے والی اپنی تکلیف کا ذکر کرے جس پر بادشاہ جنات کے حکم کرنے پر میدان میں گھوڑ سواری کا ایک لشکر نمودار ہو جاتا ہے جو آن واحد میں مریض پر مسلط اس کے آسیب و جن کو پکڑ کر شاہ جنات کے روبرو حاضر کر دیتے ہیں۔ اس وقت مریض کو چراغ کے روشن فتیلہ میں آگ کا ایک الاؤ جلتا ہوا نظر آتا ہے اور اس کے ساتھ شاہ جنات کے حکم سے مریض پر وارد اس کے آسیب و جن کو جلا کر خاک کر دیا جاتا ہے وار اس کے ساتھ ہی چراغ کے فتیلہ سے نظر آنے والا یہ عجیب و غریب منظر مریض کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے عزیمت عمل یہ ہے۔

يَا سَنَا سَتَوْلًا صَنَالَوْسَنَا يَا هَوْ سَوْصَاً صَنَوْدَالِيَهَا عَلَيْهَا مَلِيْهَا طَلِيْهَا يَا صَوَادَوَامَوْسَاغَنَا اَلْوَاحَا يَدَيُوحَا يَدَحَوْحَا يَاهَيَوْحَا.

عمل متذکرہ بالا کو شرائط معینہ و مقررہ کے مطابق عروج ماہ سے شروع کر کے سوا لاکھ مرتبہ پڑھ کر سندھ کریں حاصل ہو جائیں گے۔

۱۱۔ انتقال آسیب کا عجیب و غریب طلسماتی عمل

انتقال آسیب کے عمل سے مراد ایسا عمل ہے جس میں آسیب زدہ مریض کے آسیب و جن کو کسی دوسرے تندرست شخص کی طرف منتقل کر کے مریض کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس طریق علاج کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب عامل کا واسطہ کسی ایسے سالہا سال کے لا علاج آسیب زدہ مریض سے پڑ جائے جس کے علاج کے لئے روحانی و سفلی کسی بھی قسم کا کوئی بھی عمل کارگر ثابت نہ ہوتا ہو بلکہ وہ مریض خطرناک اور مہلک قسم کے آسیبی و جناتی

اثرات کے ہاتھوں لاغر و کمزور ہو کر ہلاکت کے قریب پہنچ چکا ہو۔ اس قسم کے مریض پر مسلط آسیب و جن کو عمل کی قوت سے مریض پر حاضر کر کے اس کا علاج کرنا اکثر سخت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ ایسے مریض کا آسیب و جن مریض کو چھوڑ کر چلے جانے کی بجائے اپنی خباثت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مریض کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ عیون السحر میں انتقال آسیب کے جن اعمال کا ذکر تحریر ہے ان میں سے ذیل کے عمل کو حکیم قبلی نے بڑی تفصیل سے قلمبند کیا ہے۔ ترکیب اس عمل کی یہ ہے کہ مریض کا ایسا قریبی عزیز، رشتہ دار یا اعتمادی قسم کا دوست جو عارضی طور پر مریض کے آسیبی و جناتی اثرات کو اپنے جسم پر برداشت کر لینے کی ہمت و قوت کا مالک ہو اور اس سلسلے میں ہر قسم کی تکلیف کا بخوشی مقابلہ کرنے کا عزم رکھتا ہوئے مریض کی آمد پر رضامند ہو جائے تو عامل خدا کا نام لے کر عمل کا آغاز کر دے اور مریض کے جس اعتمادی شخص پر اس عمل کو بجالانا چاہے اس کا جسم اور کپڑے پاک و صاف اور خوشبو دار ہوں۔ عامل اس شخص کو حکم دے کہ وہ مریض کے مرض کو اپنی طرف منتقل کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے مریض کے چاروں طرف مسلسل سات چکر لگائے اس کے بعد مریض اپنی چارپائی پر دراز ہو جائے اور مریض بھی اس ارادہ سے کہ میں اپنا مرض اس مددگار شخص کے سپرد کرتا ہوں اس کی چارپائی کے چاروں طرف سات چکر لگائے۔ اس عمل کے بعد مریض کا مددگار شخص اپنے ارادہ کو برقرار رکھتے ہوئے مریض کے بستر پر آنکھیں بند کئے لیٹا رہے اور مریض اپنے ارادہ پر قائم اس کے سرہانے آنکھیں بند کئے کھڑا رہے اس وقت عامل کلمات ذیل کا ورد کرنا شروع کر دے۔ کلمات یہ ہیں۔

اَجِيْبُوا اَيُّهَا المَلَكَانِ المُوَكَّلَانِ بِيَمِيْنِ هٰذَا الشَّخْصِ وَشِمَالِهِ اَنْتُمَا اَعْلَمُ بِحَالِهِ اِنْ كَانَ طَاهِرًا اَوْ نَظِيْفًا اَزِمُوْهُ مِنْ غَيْرِ اَذِيَّةٍ وَلَا اَنْزِعَاجٍ بِحَقِّ اللّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ القَدِيْمِ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ الخَلِيْلِ وَمُوسَى الكَلِيْمِ وَمُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلِيٍّ سَيِّدٍ ؛ صِيَّنَ نَيِّتُوا طَهَارَتَهُ وَاَزِمُوْهُ بِحَقِّ اَنْتَ اَجِبْ اَيُّهَا الخَادِمُ وَاَزِمَّهُ مِنْ غَيْرِ اَذِيَّةٍ وَلَا اَنْزِعَاجٍ شَنْهُوبِ طَاطُوبِ الاَعْظَمِ سُلْطَانِ اللّٰهِ اَحْرَقَ مَنْ عَصَى اللّٰهَ وَتَجَرَّ عَلٰى اَمَتِهِ ؛ مَنْ لَا يُحِبُّ وَاَبَى اللّٰهُ عَجِّلْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ اَزِمَّهُ اِلٰى خَلْفِهِ بَلَشٍ بَرَشٍ تَرَشٍ شَلَمِيخَ اَبْلِيخَ اَبْلِيغَ هَيَا عَجِّلْ اَسْرَعْ وَاَزِمَّهُ اِلٰى خَلْفِهِ مِنْ غَيْرِ اَذِيَّةٍ وَلَا اَنْزِعَاجٍ اَلْوَحَا بِشَتَبِيقٍ تَلْ تَبِيلْ تَمْنِي الاَنْفُسِ اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِي مُسْلِمِيْنَ وَاَزِمَّهُ مِنْ غَيْرِ اَذِيَّةٍ وَلَا اَنْزِعَاجٍ السَّاعَةَ.

عامل کلمات عمل کا ورد کرتے ہوئے مریض اور اس کے مددگار شخص پر پھونکتا جائے عمل کی قوت سے مریض کا اعتمادی شخص اس کے بستر پر لیٹا ہوا اچانک خوفزدہ ہو کر خوفناک چیخ پکار کرتے ہوئے چارپائی سے نیچے کود جانے کی کوشش کرے گا لیکن اس کے لئے ایسا کرنا ناممکن ہی رہے گا کیونکہ اس وقت اس کی تمام جسمانی قوتیں معطل ہو جائیں گی اور وہ تھوڑی دیر تک چیختے چلانے کے بعد بے ہوش ہو جائے گا کہ اسے اپنے احوال کی کچھ خبر تک نہ رہے گی۔ جب مریض کے اعتمادی شخص پر یہ حالت طاری ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مریض کا آسیب و جن مریض کا جسم چھوڑ کر اس شخص پر مسلط ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس شخص کے سرہانے کھڑے ہوئے مریض کی خود بخود آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ اپنے آپ خود کو اس طرح پر معلوم کریگا کہ جیسے اس پر کبھی بھی کسی قسم کا کوئی اثر نہیں رہا تھا بلکہ وہ ہمیشہ سے تندرست تھا۔ اس عمل کے وقت موجود ہر شخص عمل کی واقعیت اور افادیت کا مظاہرہ دیکھ کر نہ صرف خوفزدہ ہو جائے گا بلکہ حیران بھی ہو جائے گا کہ کس طرح دیکھتے ہی دیکھتے مریض شاداب اور صحت مند مریض بن گیا ہے۔ عامل اس وقت کسی بھی قسم کا کوئی خوف و خطر دل میں نہ لائے بلکہ مریض کے مددگار شخص کا حصار باندھے اور اس پر مسلط ہونے والے آسیب و جن کو جلانے کے لئے یہ کلمات بلند آواز کے ساتھ پڑھنا شروع کر دے۔ آسیب و جن عامل سے بات چیت کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ کلمات یہ ہیں۔

وَتَكَلَّمَ بِالَّذِي اَنْطَقَ النَّمْلَةَ لِسُلَيْمَانَ اِبْنِ دَاؤُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَتْ يَااَيُّهَا النَّمْلُ الاَنْمُلُ مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُوْدُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اَنْطِقْ وَتَكَلَّمْ بِالَّذِي اَنْطَقَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فِي المَهْدِ صَبِيًّا اَنْطِقْ وَتَكَلَّمْ بِالشَّنَعِ شَنَاعٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ مَارِدٍ تَكَلَّمْ يَا مَيَاشُ مَيْشٍ مَيْطُوْا شَلْشٌ اَزْلُوشٍ شَلْشٌ شَنْلُهَا طَهْلَشْنَاهُ.

جس وقت آسیب و جن عامل سے مخاطب ہو تو عامل اسے حکم دے کہ جس طرح اس نے اپنے حقیقی مریض کا جسم چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح اس مریض کے مددگار شخص کے بھی جسم کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے چلا جائے۔ اگر آسیب و جن عامل کا حکم بجالانے کا وعدہ کرے تو بہتر ورنہ انکار کی صورت میں عامل متذکرۃ الصدر کلمات عمل کو کاغذ پر تحریر کر کے اس کی بتی بنائے اور آسیب زدہ مریض کی ناک میں اس کی دھونی دے۔ بفضلہ تعالیٰ دھونی کے دیتے ہی آسیب و جن پکار اٹھے گا کہ میں جل گیا بھسم ہو گیا خدا کے لئے مجھے چلے جانے کی اجازت دے دی جائے۔ میں حضرت سلیمان پیغمبر کی نبوت کی

عظمت کی قسم کھا کر اس بات کا پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ اب قیامت تک کے لئے بھی اس مریض کی طرف دوبارہ پلٹ کر نہیں آؤں گا۔ اس وقت عامل اپنے عمل کو ترک کر دے اور آسیب وجن سے اس کے چلے جانے کی نشانی طلب کرے۔ چنانچہ اس وقت عامل جو بھی نشانی طلب کرے گا۔ آسیب اس نشانی کے ظاہر کرنے کا پابند ہوگا۔ بہتر ہے کہ عامل مٹی کے ایک کورے چراغ میں سرسوں کا تیل ڈال کر بتی جلائے اور پھر اسے کچھ دیر جلنے کے بعد کسی بلند جگہ پر رکھ دے اور آسیب کو حکم دے کہ وہ مریض کا جسم چھوڑتے ہوئے روشن چراغ کو ایک مرتبہ گل کر کے دوبارہ روشن کرے اور اس کے بعد چلا جائے۔ اس وقت یہ عجیب تماشا دیکھنے میں آئے گا۔ عامل کا روشن کیا ہوا چراغ بجھ جائے گا اور پھر دوبارہ خود بخود ہی جل اٹھے گا آسیب جن عامل کا حکم بجالانے کے بعد مریض کے اختیاری شخص کا جسم چھوڑ کر جیسے ہی علیحدہ ہوتا ہے تو وہ شخص اسی وقت ہی چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور کچھ دیر پہلے جو شخص سخت قسم کا لاغر، کمزور اور خوفناک قسم کی صورت حال سے دوچار تھا بالکل ہشاش بشاش ہو جاتا ہے میرا ذاتی طور پر آزمودہ مجرب دلالائی ہے۔

۱۲۔ آسیب وجن کی تصویر اتارنا

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ اپریل ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے کہ سانده کلاں لاہور کے علاقہ سے ایک مریض تشخیص وعلاج کے لئے میرے پاس لایا گیا۔ ظاہری طور پر تو وہ مریض پاگل و مجنوں دکھائی دیتا تھا لیکن جب میں نے اپنے عمل روحانی کے ذریعہ پتہ چلایا تو معلوم ہوا کہ مریض کسی بھی قسم کے دماغی عارضہ کا شکار نہیں ہے بلکہ اس کے خلل دماغی اور جنون کا سبب آسیب وجنات کا تسلط ہے۔ مریض کے لواحقین نے میری تجویز کردہ تشخیص کی تصدیق کی اور اس کے ساتھ ہی مریض کے دماغ کی ایک ایکسرے فوٹو کاپی دکھائی جس میں بغور دیکھنے پر مریض کے سر یعنی دماغ کے خلیات میں ایک برہنہ جسم حبشی نما خوفناک بالوں والے سادھو کی تصویر بالکل واضح طور پر نظر آتی تھی۔ میرے علاوہ اس وقت میرے پاس موجود بہت سے دوسرے لوگوں نے بھی اس تصویر کو ملاحظہ کیا جس سے ہر شخص حیران وششدر ہو گیا۔ میرے دریافت کرنے پر مریض کے لواحقین نے یہ عجیب وغریب کہانی سنائی کہ ہمارا یہ مریض مدت العمر سے اس خوفناک آسیبی وجناتی اثرات کے زیر اثر ہے لیکن معمولی قسم کے علاج معالجہ سے افاقہ نہ ہونے کی بناء پر مریض کے معالجین نے مریض کو دماغی امراض کے ہسپتال میں باقاعدہ داخل کروانے اور اس کے مکمل علاج کے لئے کہا جس پر ابتدائی طور پر مریض کا ایکسرے لیا گیا لیکن جب ایکسرے رپورٹ آئی تو اس میں نتیجہ کے طور پر یہ درج تھا کہ

مریض کے دماغ کے اندر ایک عجیب وغریب صورت کے انسان کا ہیولیٰ نظر آتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی بھی اس قسم کا دماغی صدمہ یا عارضہ دکھائی نہیں دیتا۔ شروع میں ایکسرے تصویر میں آنے والی اس فوٹو کو ایکسرے مشین کی فنی خرابی یا پھر دماغی شریانوں کے غیر معمولی طور ایک دوسرے سے چپک جانے کی وجہ سے قدرتی طور پر ایک انسانی شکل کا خاکہ تیار ہو جانے کا نام دے کر اس پر غور نہ کیا گیا اور مریض کے دوبارہ ایکسرے کے لئے کہا گیا۔ دوسری بار بھی ایکسرے تصویر میں وہ پہلے والا ہیولیٰ سا موجود تھا بلکہ پہلے کی نسبت قدرے واضح نظر آنے لگا تھا اس پر مریض کا تیسری بار ایکسرے کیا گیا اور پھر اس کے بعد درجنوں ایکسرے فوٹو اتروائے گئے جس میں ہر ایکسرے تصویر میں انسانی شکل وشباہت کے ایک وحشی کی تصویر موجود تھی۔ اس انوکھی قسم کے انوکھے واقعہ کے بعد بھی ڈاکٹر حضرات نے مریض کو دماغی طور پر متاثر قرار دے کر مریض کا دماغی علاج معالجہ جاری رکھا لیکن جب سالہا سال کے علاج کے باوجود بھی مریض کو کچھ افاقہ نہ ہو سکا تو مریض کے جدید طریقۂ علاج کے معالجین کے بورڈ نے انجام کار ہمیں یہ مشورہ دیا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر آپ کسی روحانی عامل سے بھی مریض کے بارے میں مشورہ کر لیں جس پر ہم مریض کے روحانی علاج کے لئے مختلف عاملین حضرات سے علاج کرواتے ہوئے آپ کے پاس بھی حاضر ہوئے ہیں مریض کے لواحقین کی زبانی مریض کی کہانی اور پھر ایکسرے تصویر میں موجود آسیب وجن کی تصویر کا یہ واقعہ میرے لئے بھی بالکل نیا اور حیرت انگیز تھا۔ تاہم میں نے اپنے معمولات کے مطابق ذیل کے طلسماتی عمل کو روزانہ صبح وشام ایک سو ایک دفعہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے مریض کو پلانا شروع کر دیا تو خدائے بزرگ وبرتر کی مہربانی سے ایک چلہ کے دوران ہی مریض پر اس بدروح کا اثر جاتا رہا۔ عمل یہ ہے۔

جزماغیا حزغاجیا طوفارا والوطا باقوم الجن والشیاطین طلوطارا لزحما مزحما خاسیا جزا ماذاماما جفرا علما ملغا سرافا مزافا سلہا سرنغا۔

اور وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔ اس مریض کا صحت یابی کے بعد جب دوبارہ دماغی ایکسرے کروایا گیا تو اس ایکسرے تصویر میں سے وہ پہلے والی شکل وصورت غائب ہو چکی تھی اور ایکسرے رپورٹ کے مطابق دماغ بالکل درست اور صحیح حالت میں کام کر رہا تھا۔ تصویر میں کوئی معمولی سا بھی داغ یا دھبہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد تجرباتی طور پر جب بھی میں نے آسیبی وجناتی تسلط کے زیر اثر دوسرے مریضوں پر ان کے حلقہ جنات وآسیب کی حاضری کے وقت ایکسرے کی بجائے کیمرہ کی مدد سے ان کی تصویریں اتاریں تو ان میں سے ہر ایک مریض کی لی جانے والی تصویر میں اس پر مسلط اشیائے

خبیثہ وارواح شیاطین کی مختلف شکل وصورت کی بھیانک تصویر موجود ہوتی تھی اور جب مریض کا روحانی علاج کر کے ان ارواح بد کو دفع کر دیا جاتا۔ تو صحت یابی کے بعد مریض کی اتاری جانے والی تصویر بالکل واضح اور ہر قسم کی عجیب وغریب اشکال سے پاک ہوتی۔ متذکرہ بالا مریض کے علاج کے بعد جو حیرت انگیز معلومات اور انکشافات ہوئے ان کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اگر آسیب زدہ مریض پر غلبہ آسیب یا اس کے عمل کی مدد سے مریض پر بلائی جانے والی حاضری کے وقت تصویر لی جائے خواہ یہ کیمرے کی مدد سے اتاری جائے یا اس کے بدن کا ایکسرے فوٹو کیا جائے۔ دونوں صورتوں میں مریض کی تصویر کے ساتھ اس کے ایذاء دہندہ جسم کی بھی وہ جس بھی حالت میں ہو تصویر اتر جاتی ہے عامل حضرات اور اس فن کے شائقین کو آسیب زدہ مریض کے علاج کے وقت اس عجیب وغریب عمل کے مشاہدہ کے لئے مریض پر مسلط اس کے آسیب وجن کی تصویر حاصل کر لینا چاہئے تاکہ روحانی علوم وفنون کے منکرین کو اس فن کی حقانیت وصداقت کا عملی ثبوت پیش کیا جا سکے۔

۱۳۔ آسیب وجن حاضر کرنے کا عمل

ایسا شریر قسم کا بھوت، پلید یا آسیب وجن جو اپنے زیر اثر مریض پر اپنی مرضی سے تو ہر وقت مسلط رہتا ہو لیکن مریض کے روحانی علاج کے لئے اس کے جسم پر کسی بھی طریقے سے اور کسی بھی عامل کامل کے عمل سے حاضر نہ ہوتا ہو تو ایسے آسیب وجن کی حاضری بلانے کا ایک صدری طریقہ جو مجھے میرے مشفق ومربی والد جناب مرزا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز سے بطور وراثت کے پہنچا ہے اور جو اب میرے روزانہ کے معمولات میں سے ہے یہ ہے کہ عامل ایسے آسیب زدہ مریض کے پاس ہر وقت موجود رہے اور اس پر اس کے معمول کے مطابق آسیب وجن کے خود بخود حاضر ہو جانے کا انتظار کرے۔ چنانچہ جس وقت بھی اس پر دورہ عود کر آئے اور آسیب مریض پر سوار ہو تو عامل اسی وقت ہی ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر مریض کے سر کے بال اس کی چوٹی سے پکڑ کر کاٹ ڈالے اور اپنے پاس محفوظ رکھے۔ عامل جونہی ایسا کرے گا آسیب وجن اسی وقت ہی مریض کا جسم چھوڑ کر چلا جائے گا۔ تجربات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اکثر حالتوں میں اس عمل کے بعد آسیب وجن حیران وپریشان اور قدرتی طور پر خوفزدہ ہو کر مریض کا ہمیشہ کے لئے پیچھا چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اگر ایسا نہ ہو اور وہ شیطان صفت آسیب وجن پھر بھی مریض پر مسلط ہی رہے تو اس صورت میں بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس عمل کے نتیجہ میں مریض پر مسلط اس

کے آسیب وجن کو حاضر کرنا انتہائی آسان کام ہو جاتا ہے جس کا طریقہ یوں ہے کہ جب بھی عامل ضرورت علاج اور مختلف معلومات کے لئے مریض کے آسیب وجن کو حاضر کرنا چاہے تو اس کے لئے عامل ذیل کے کلمات کا سات بار ورد کر کے مریض کا حصار کرے اور اس کے دورہ کی حالت میں کاٹے جانے والے بالوں کو کوئلہ پر جلائے مریض پر عامل کی ہزار کوشش کے باوجود بھی حاضر نہ ہونے والا آسیب وجن چشم زدن میں اپنے زیر اثر مریض پر حاضر ہو جاتا ہے کلمات عمل یہ ہیں۔

عزیمة من الله تعالى الى كل جان وجنية وشيطان وشيطانة ومارد ومارده وجنود ابليس ... كم ... كم ... كم ... كم وانا ... كم ومن كان من كم ... ا الا ما اجبتم واسرعتم هذه الساعة ... على هذا الظالم المتمرد وعلى هذا ... وامرتي بحضره واسمه وشانه ... ومن اي الاجناس هو من الحاكم عليه منكم فان لنا ولكم في الحق سنة ... لاجل الحقيقة يا جميع امراء الجن وسلاتهم وجميع الشياطين والقبائل والملوك والسادات ... بارك الله فيكم ولا يعصى ... بعضنا وتنزل كل واحد منكم مكانه ومن نودي منكم باسمه فليحضر بنفسه وجنوده واعوانه اجيبوا بالذي انتم له عبدون كلكم تخافون العذاب الاليم فاذا ابيتم و عصيتم رجمتم شهاب ثاقب وشهاب مبين وشهاب واصدا ... قبل نزول الملائكة بالمطارق والمحرقات ... قبل ان يغضب الله عليكم اجيبوا بارك الله فيكم وعليكم واعوذ بي على هذه المتمرد على الله عزوجل اينما تكونوا يات بكم الله جميعا ان الله على كل شيء قدير وقفوهم انهم مسئولون۔

۱۴۔ آسیب وجن دور کرنے کا عمل

عامل مریض پر آسیب وجن کو حاضر نے کے بعد اسے حکم دے کہ وہ اس مریض کا پیچھا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے چلا جائے۔ اگر آسیب وجن عامل کا حکم بجالائے تو بہتر ورنہ عامل ذیل کا عمل بجالائے۔ یہ عمل جملہ قسم کے جنات وشیاطین اور آفات وبلیات کے دفع کرنے کے لئے انتہائی کامیاب ومجرب ثابت ہوتا ہے عمل کی ترکیب اس طرح پر ہے کہ عامل کسی کھلے منہ کے برتن میں پانی ڈال کر برتن کو آگ پر رکھے اور جب پانی خوب گرم ہو جائے تو بلا خوف وخطر دعوات حیدری کے کلمات تلاوت کرتا ہوا برتن کے کھولتے

ہوئے پانی سے ایک چلو بھر لے کر مریض کے منہ اور اس کے تمام جسم پر اس کے چھینٹے مارے۔ دعوات حیدری کے کلمات حسب ذیل ہیں۔

عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ یَا مَعْشَرَ الْاَرْوَاحِ الْمَعْلُوْمَاتِ وَاَصْحَابَ الصَّلَاحِ وَالرِّمَاحِ الْمَحْدُوْدَاتِ وَلِرِکَابِ الرِّیَاحِ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ وَاَصْحَابَ النَّزُوْقِ وَالْقُمُوْدِ وَاَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ بِالْاِسْمِ الْعَظِیْمِ وَالْکَلِمَةِ الْکَرِیْمِ مَوْلَانَا وَمَوْلَاکُمْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیّ اِبْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَفَارِسَ الْمُجَاهِدِیْنَ وَلَیْثَ الْمُوَحِّدِیْنَ وَقَاتِلَ الْمُشْرِکِیْنَ وَوَصِیِّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَزَمْتُ عَلَیْکَ یَا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ وَمَظْهَرَ الْغَرَائِبِ بِاسْمِ الْمَذْکُوْرِ الْمَذْکُوْرِ فِی اللَّوْحِ الْمَسْطُوْرِ وَهِیَ یَا وَلِیُّ یَا اِلٰهِنَاهٗ یَا عَلِیُّ اَغِثْنَا یَا مَوْلِیْنَا صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْکَ فِیْ قَضَاءِ حَاجَاتِنَا وَخَلِّصْنَا مِنْ جَمِیْعِ الْکُرُبَاتِ وَاَعْصِمْنَا مِنْ جَمِیْعِ الْاٰفَاتِ وَالْبَلِیَّاتِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ خَیْلِهِمْ وَاَتْبَاعِهِمْ وَاَعْوَانِهِمْ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَانْصُرْنَا یَا نَاصِرَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی تَبْلِیْغِ مُرَادِنَا وَسَخِّرْ لَنَا کُلَّ اَرْوَاحِ الْعَالِیَاتِ الطَّاهِرَاتِ اَلْوَحَا الْعَجَلِ بِحَقِّ حَقِّکَ وَبِحَقِّ نَبِیِّکَ وَبِحَقِّ رَبِّکَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

عامل کے اس عمل کو بجالاتے ہی آسیب و جن آہ و بکاء اور فریاد کرنے لگے گا کہ میں جلا میں خاک ہوا۔ مجھے معاف کردیا جائے۔ عامل آسیب وجن کی اس غوغا آرائی کی طرف کوئی توجہ نہ دے بلکہ اپنا عمل جاری رکھے۔ یہاں تک کہ جب آسیب وجن فریاد کرتا ہوا عامل کے قدموں میں آپڑے اور اس بات کا پختہ وعدہ کرے کہ وہ دوبارہ اب کبھی بھی مریض کے قریب تک نہیں پھٹکے گا تو عامل عمل کو ترک کردے اور مریض کو حصار سے باہر نکال لائے۔ مریض کے حصار سے باہر آتے ہی آسیب وجن اس کا جسم چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ چنانچہ آسیب کے جاتے ہی مریض غش کھاکر زمین پر گر پڑے گا اور اس کے کچھ دیر بعد اسے خود ہی غش سے افاقہ ہو جائے گا۔ آسیبی تسلط کے ختم ہوتے ہی مریض اپنے آپ کو صحت مند توانا اور تندرست محسوس کرنے لگے گا۔ اس جگہ احتیاط و انتباہ کے طور پر یہ بتادینا ضروری ہے کہ عمل کے لئے اور عمل کے وقت عامل کے علاوہ جو شخص بھی برتن کے کھولتے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈالے گا۔ اس کا ہاتھ جل اُٹھے گا لیکن عمل کی قوت و برکت سے عامل کو یہ کھولتا اور ابلتا ہوا پانی عام ٹھنڈے پانی کی طرح محسوس ہوگا۔ جبکہ عمل کے بعد عامل بھی اس پانی میں ہاتھ نہیں ڈال سکے گا کیونکہ عمل کی تاثیر کے ختم ہوتے ہی عامل لئے بھی دوسرے لوگوں کی طرح وہ پانی

گرم اور جلا دینے والی قوت کا حامل بن جاتا ہے اس لئے عامل بھی سوائے عمل کے ازراہ تماشہ کبھی بھی اس عمل کا مظاہرہ نہ کرے ورنہ نقصان اٹھائے گا اور گرم پانی سے بھی جلا ڈالے گا۔

۱۵۔ آسیب زدہ مریض کا علاج

حکیم تبلی عیون السحر میں عمل مندرجہ ذیل کو آسیب زدہ مریض کے کامیاب علاج کے لئے اپنا مجرب المجرب عمل بیان کرتے ہیں اس عمل کا دارومدار چند ایک عقاقیر یعنی بوٹیوں اور ادویات سے مرکب درج ذیل نسخہ پر ہے۔

میدہ سا کلہ ایک حصہ حلتیت یعنی ہینگ ایک حصہ اسپند یعنی حرمل دو حصہ سداب دو حصہ حنظل یعنی تماں دو حصہ پوست انار دو حصہ تمام ادویات و عقاقیر کو حاصل کرکے کوفتہ بختہ کرکے سرکہ انگوری میں خوب اچھی طرح گوندھیں اور کسی شیشی میں ڈال کر چالیس روز تک نمناک زمین میں دفن رکھیں پھر نکال کر اس مواد میں تھوم کا پانی شامل کریں اور سب کو یک جان کرکے خوب باریک پیسیں یہاں تک کہ تمام ادویات کا ایک سیال سا روغن تیار ہو جائے اس روغن کو محفوظ کرلیں۔ جب آسیب زدہ مریض کا علاج کرنا ہو تو اس روغن کے چند قطرے مریض کی ناک میں ٹپکادیں اور قدرے اس کے جسم پر مالش کریں۔ اس طرح تھوڑا سا روغن کاغذ پر مل کر مریض کی ناک میں اسکی دھونی دیں۔ طلسماتی روغن کی تاثیر یہ ہے کہ مریض پر اس روغن کے استعمال کو ایک پل بھی نہیں گزرتا کہ اس پر مسلط آسیب وجن اس کے جسم سے نکل جاتا ہے اور دوبارہ زندگی بھر اس کی طرف کبھی بھی آنے کی جرأت نہیں کرتا۔ آزمودہ ہے۔

۱۶۔ آسیب دفع کرنے کے لئے

میرا خاص خاندانی سینہ کا نسخہ جو کہ میں اصرار کرنے پر بھی کسی کو نہ بتلایا کرتا تھا پیش خدمت ہے۔ نسخہ کو معمولی سمجھ کر آزمانے سے گریز نہ فرمائیں مجرب المجرب ہے۔

سفید کبوتر کا خون، سیاہ بلی کا خون، سفید خرگوش کا خون، سیاہ چمگادڑ کا خون، سفید مرغ کا خون، سیاہ گدھے کا خون، ہر ایک مساوی الوزن لے کر ملائیں پھر زبدالبحر، کبریت، تخم سداب تخم بھنگ، تخم حرمل، تخم ہلسان تمام ادویہ کو ہم وزن لے کر پیس لیں۔ بعد ازاں ان سب کو ملا کر خوب کھرل کرکے تانبے کے برتن میں محفوظ کرلیں۔ طلسماتی نسخہ تیار ہے۔ بوقت ضرورت اس میں سے تھوڑا سا لے کر مریض کو اس کی دھونی دیں اور کچھ ناک میں ڈپکائیں۔ بفضلہ تعالیٰ تھوڑی دیر بعد، جن بھوت آسیب ارواح خبیثہ وشیاطین بیمار کا پیچھا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

۱۷۔ سحر وجادو کا حاضر کرنا

سحر وجادو کی حاضری بلانے کا جو عمل اس وقت سپرد قلم کررہا ہوں۔ عمل ہمارے مغلیہ خاندان کے اکابر بزرگوں کے سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہوا مجھ خاکسار تک بطور وراثت وامانت کے پہنچا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہوئے مجھے بیس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے عمل کیا ہے طلسماتی وروحانی قوتوں کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے فخر اور روحانی مسرت ہورہی ہے کہ پاک وہند میں کسی بھی عامل وکامل کے پاس ہمارے اس عمل جیسا معجزنما عمل موجود نہیں ہے اس سے قبل کہ ترکیب عمل اور اس کے فوائد کا ذکر کیا جائے۔ اس جگہ یہ وضاحت کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سحر وجادو کے اثرات کے اثر انداز ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت جو غیر مستقل اور خطرناک نہیں ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ سحر وجادو کا عامل اپنے سائل کے ارادہ کے مطابق اس کے مطلوبہ دشمن کو محض اپنے ارادہ عمل کی قوت سے ہی نقصان پہنچانے پر اکتفا کرتا ہے اور وہ متاثرہ شخص عامل کی طرف سے مقرر کردہ وقت ومدت کے بعد بغیر کسی روحانی علاج ومعالجہ کے ہی قدرتی طور پر سحر وجادو کے سبب پیدا ہونے والی پریشانیوں سے چھٹکارہ حاصل کرلیتا ہے۔ سحر وجادو کی اس صورت احوال سے متاثرہ شخص پر سحر وجادو کی حاضری ہونے پر سحر وجادو کی عملی صورت کے موجود اثر انداز نہ ہونے کے باعث کسی قسم کی کوئی بھی چیز حاضر نہیں ہو سکتی۔ البتہ روحانی علاج معالجہ کی بدولت متاثرہ شخص اپنے سحر وجادو کے ختم ہونے کی مدت سے قبل سحر وجادو کے خطرناک، پریشان کن اور نقصان دہ اثرات سے بچ جاتا ہے۔ دوسری صورت مستقل طور پر اثر انداز اور زبردست قسم کی خطرناک شمار کی جاتی ہے اس میں عامل اپنے سحر وجادو کے تابع جنات وشیاطین کی مدد سے اپنے سائل کے مخالف شخص پر سحری حملہ کرتا ہے جس کے نتیجہ میں دشمن کو جس قسم کا نقصان پہنچانا مطلوب ہو فوراً پہنچ جاتا ہے جیسے دشمن شخص کو اس کے بلند مرتبہ سے گرانا اس کے اور اس کے دوستوں اور خاندان کے لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد ڈالنا۔ عورت ومرد کے درمیان طلاق وخلاق کا پیدا کردینا۔ دشمن کو بیمار وذلیل یا سرگردان کرنا، کاروبار کا بستہ کردینا، املاک کا تباہ کرنا، آباد گھر کو ویران کرکے رکھ دینا تاکہ دشمن صحت، کاروبار اور عزت ووقار کے نقصان سے گرنا گوں پریشانیوں اور مختلف مالی ومعاشی حالات کا شکار ہو کر زندگی کا سکون کھو بیٹھے۔ سحر وجادو کی اس متذکرہ بالا صورت میں متاثرہ شخص پر مسلط شیطانی وجناتی قوتیں اس عمل کے زیر اثر ہوتی ہیں جس میں عامل مختلف تراکیب کے نقوش وفتیلہ جات دشمن کی شکل وصورت پر بنائے جانے والے پتلے مجسمے اور سحر وجادو میں کام آنے والے جانوروں اور انسانی وحیوانی ہڈیوں

اور ان کے مخصوص اعضاء سے ترتیب دیتا ہے پھر ان اشیا کو اپنے سحر وجادو کے عمل سے دشمن شخص کی تباہی وبربادی یا بیماری وہلاکت کے ارادہ سے ویران وبے آباد قسم کے قبرستانوں یا کنوؤں میں جلا کر یا ایسے ہی دفن کردیتا ہے۔ دشمن کی گزرگاہ میں جادو سے ترکیب دی ہوئی چیزوں کا پھینک دیتا تاکہ وہ اوپر سے گزر جائے۔ خاک کا دشمن کے گھر یا دکان میں ڈال دینا یا پھر کسی بھی طریقہ سے دشمن کو جادو سحر کے فتیلہ جات ونقوش کو گھول پلادیا جاتا ہے سحر وجادو کی اس خوفناک صورت کے شکار شخص پر جب اس کے سحر وجادو کی حاضری کا عمل بجالایا جاتا ہے تو سحر وجادو کے عملی طور پر موجود ہونے کی بناء پر حاضری میں متاثرہ شخص پر اثر انداز اس کا سحر وجادو حقیقی واصلی حالت میں جس طرح اور جس بھی مقام پر موجود ہوتا ہے عمل کی خیر وبرکت اور طاقت وقوت سے مسحور شخص کے سامنے ظاہرہ حاضر ہو جاتا ہے۔ عمل کی مدد سے متاثرہ شخص کے جادو کے مکمل طور پر اخراج کے ساتھ ہی اس جادو سحر کی صورت کے زیر اثر جنات وشیاطین کا عمل ودخل بھی ختم ہو جاتا ہے جس کے بعد وہ تباہ حال اور ہر چہار اطراف سے پریشانیوں میں جکڑا ہوا شخص سکون وآرام اور سکھ چین کا سانس لیتا ہے۔ مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ دشمن دوست بن جاتے ہیں۔ کاروباری گردش ختم ہو کر تنگ دستی وافلاس کا دور دورہ جاتا رہتا ہے عزت ووقار کی بحالی اور نفرت ودشمنی کے اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔ معاشی امور میں خیر وبرکت اور روحانی سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ تمام دنیاوی مشکلات کا خاتمہ ہو کر جملہ شکایات دور ہو جاتی ہیں۔

سحر وجادو کی حاضری کا طریقہ

ترکیب عمل کے مطابق مسحور شخص کو غسل دھلا کر پاکیزہ لباس پہنایا جاتا ہے اور اس کی دونوں آنکھیں کپڑے سے ڈھانپ کر عامل اپنے سامنے بٹھا لیتا ہے۔ مسحور شخص کپڑے کے اندر بھی عامل کے حکم کے مطابق اپنی آنکھیں بند کئے رکھتا ہے اور بالکل خاموش حالت میں سحر وجادو کے حاضر ہو جانے کے ارادہ کو دل ہی دل میں دہراتا رہتا ہے۔ عامل تانبے یا پیتل کے برتن کو کسی رنگ دار قسم کے سوتی کپڑے میں باندھ کر مریض کے لواحقین کے سامنے مریض کو دے دیتا ہے کہ وہ اس برتن کو اپنے دل کے مقام پر خوب دبا کر لگائے رکھے اس کے بعد لکڑی کے کوئلے دہکا کر مریض کے سامنے رکھ دیے جاتے ہیں اور کوئلوں پر کوئی سا خوشبودار قسم کا دخنہ جلا کر اس کی دھوپ مریض کے بدن کو پہنچائی جاتی ہے اس کے لئے مریض کے تمام بدن کو کسی کمبل وغیرہ سے ڈھانپ دیا جاتا ہے تاکہ دھونی کے سبب پیدا ہونے والے دھویں اور کوئلوں کی تپش وحرارت سے مریض کے جسم میں خوب کھل کر پسینہ آجائے۔ چنانچہ جب دھونی کے عمل کے نتیجہ میں مریض

کا تمام جسم پسینہ سے تر بتر ہو جاتا ہے تو عامل ذیل کے اسمائے طلسمات کا ورد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اسمائے طلسمات یہ ہیں۔

فَلُوحَیَائوَحاً خَفُوثَا حَاراً وَبَارِداً کَفَا مَیطرَقُوقَرَفا سِحراً عَنْ جَمِیْعِ بَدَنِہٖ وَمَالِہٖ وَاَھْلِہٖ وَمَنْ حَوْلَہٗ عَلیٰ مَاحَفَانَا سَبَابَا اَنْ یُبطِلَ جَمِیعًا مِنْ شَرِّ الجِنِّ وَالاِنسِ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَمِنْ شَرِّ السَّاحِرِیْنَ مَسَامِیْرًا لَفَاخَفَا شَمْشَامَا مَارِسَا لَحشَا شَخشَا تَاکُلُ الطَّعَامَ وَتَشْرَبُ المَرَقَۃَ مَنقُوفَا مَعُوشَا عَنْ مَوْرِدِھَا عَظِیمَۃً مَنْشُوئَۃً ھَیَاھَا دَامُوجُطًا ھٰذِہٖ السَّاعَۃِ رَوِیداً کَیداً یَرفَدًا فِی الظَّاھِرِ وَالبَاطِنِ یَاذَا الطَّوْلِ قَوحَشَا نَاظِرًا بِالعَیْنِ نَاظِرَۃً بِعَوْنِ اللّٰہِ تَعَالیٰ۔

عمل کی برکت سے مسحور شخص پر اثر انداز سحر جادو کی متعلقہ تمام اشیاء جو جس بھی صورت میں موجود ہوتی ہیں اس کے دل کے مقام پر رکھے ہوئے برتن میں حاضر ہو جاتی ہیں۔ اگر عامل کے عمل کے باوجود مسحور شخص کا سحر و جادو اس کے مقام دل پر رکھے ہوئے برتن میں حاضر نہیں ہوتا تو پھر عامل برتن کو اس شخص سے لے کر علیحدہ رکھ دیتا ہے اور عمل کا ورد کرتے ہوئے مریض کے سر کے بالوں کو ان کی جڑ کے مقام سے پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح مریض کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو بھی باری باری کر کے پکڑ کر کھینچنے لگتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر نہ تو مریض کو ہی کسی قسم کی کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی عامل کو کچھ پتہ چلتا ہے کہ بقدرت خدا متاثرہ شخص کا جادو تمام کا تمام اس کے بالوں اور ہاتھوں پیروں سے نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ عامل اس عمل کو جاری رکھتا ہے اور جب یہ دیکھتا ہے کہ اب کوئی بھی چیز برآمد نہیں ہو رہی ہے تو اس وقت وہ عمل کو ختم کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی مریض کی آنکھوں پر سے کپڑا ہٹوا کر اسے عمل کے مقام سے اٹھوا دیا جاتا ہے۔ عمل کے تمام کرنے کے بعد جادو و سحر کی حاضری کے عمل میں جو کچھ کاغذات، ہڈیاں، گوشت، خون فولادی کیل کانٹے، سڑے پچکے حیوانی اعضاء سامان کی خاک وغیرہ برآمد ہوا سے دریا ندی یا کسی نہر میں پھینک دیں اور جس طرح بھی مناسب خیال کریں اس شخص کا روحانی علاج کریں اور اس کے لئے ایسا عمل تجویز کریں کہ جس کی موجودگی کی وجہ سے اس شخص پر دوبارہ سحر و جادو کا حملہ نہ ہو سکے۔ سحر و جادو کی حاضری کے اس عمل کی تسخیر کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے تاہم عامل کا عمل کو اپنے روحانی پیشوا کے حکم سے بجالانا ضروری ہے جیسا کہ تحریر کر چکا ہوں کہ یہ عمل میرے روزانہ کے معمولات سے ہے اس لئے اس کی صداقت و حقانیت پر کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ برسوں سے یہ عمل ہزارہا سحر و جادو کے ستائے ہوئے انسانوں پر آزمایا جا چکا ہے اور تادم تحریر آج بھی میری دوسری ان گنت مصروفیات کے باوجود روزانہ بیسوں لوگ اس عمل کا عملی مظاہرہ دیکھنے، سحر و جادو کے علاج اس کے مستقل حل اور روحانی علاج معالجہ کے لئے میرے پاس آتے رہتے ہیں جو خدا کے فضل و کرم سے مستفیض و مستفید ہو کر جاتے ہیں۔ روحانی علوم و فنون کی اشاعت اور خدمت خلق کے جذبہ کے پیش نظر میری طرف سے اس عمل کی ہر خاص و عام کو اجازت ہے تاکہ ہر شخص اس عمل کو آزما کر حقیقت طلسمات کا مشاہدہ کر سکے۔

۱۸۔ سحر زدہ مریض کا علاج

مندرجہ ذیل طلسمات کو سحر زدہ مریض کے فصد کے خون سے مریض کے پہنے ہوئے کپڑے پر زحل یا مریخ کی ساعت میں شنبہ یا سہ شنبہ کو دوپہر کے وقت لکھیں اور اسی وقت اس کپڑے کو کسی کہنہ و بوسیدہ قبر میں دبا دیں سخت سے سخت جادو بھی باطل ہو جائے گا۔ طلسمات یہ ہیں۔

برتاساینوساس عطاسا بھوسا للحقا دھو بھوسا برتاسا ینوساس عطاسا

۱۹۔ برائے دفع سحر

کتاب العجائب والغرائب میں علامہ سیالی تحریر فرماتے ہیں کہ جادو سحر کے رد کرنے کے لئے ذیل کے طلسمات کو ہرن کی جھلی پر زعفران و عرق گلاب کی سیاہی سے لکھ کر سحر زدہ اپنے پاس رکھے تو خدا کے فضل و کرم سے شفایاب ہو جائے طلسمات یہ ہیں۔

لمولم وموورلوہم روعرید وھم سوفارا لدیک وانا جرل شاد ولاب جوماع تا اعوج طوالماک رقا کذ خاب ھت شولم ھام

۲۰۔ جادو و سحر کے لئے

سحر و جادو سے شفاء کے لئے ذیل کی عبارت عمل کو چالیس روز تک روزانہ نماز فجر کے بعد ایک سو دس مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے مسحور کو پلائیں تو انشاء اللہ العزیز جادو سحر کا اثر جاتا رہے گا۔ عبارت عمل یہ ہے۔

تَوَکَّلْ یَا سَبِیعُ یَا مَرَعِقُ وَیَا حَنْدَشُ وَیَا الاَرَبُ الاَحْمَرُ بِاَحْرَاءِ المِیْتَمِرِ بِحَقِّ ھٰذِہِ الاَسْمَاءِ فَاعْلُوا مَاتُومَرُوْنَ بِعِزَّۃِ کَرْیَا رُوقَ مَھْکَلکَلُوشٍ مَلْکَمَرَمِیشٍ صَارِشٍ صَلصَالُوشٍ اِرْتَعِدَتِ المَلائِکَۃُ مِنْ ھَیْبَتِہٖ وَطَاعَۃِ المَخْلُوقَاتِ لِعَظَمَتِہٖ طُورًا ھَیَا ھَیَا نُورًا اَنَّا اَجِبْ یَا المَرْ اَنْتَ وَقَبَائِلُکَ فَاشْیَا عَلیٰ رَاْسِ طَاعَتِکَ بِنُوْرِ شَمْشُوْمِھَا وَمَارِ عَنطُوْرِھَا مَتَنکُوْرَھَا مَنطُوْرًا مَنظُوْرًا العَمَلُ الوَاحَا السَّاعَۃَ۔ ☆☆

لوگوں کی مختلف ضروریات

از مولانا حفظ الرحمٰن صدیقی قاسمی

انسانی ضروریات بے شمار ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ زندگی کی ہر منزل نئے تقاضے اور نئی ضروریات لیکر سامنے آتی رہتی ہے ابھی ایک مقصد پورے طور پر حاصل نہیں ہو پاتا کہ دوسرا نیا مقصد، نئی ضرورت اور نئی الجھن سامنے آ کھڑی ہوتی ہے۔ تیز زندگی کی راہ میں حادثات سے دوچار ہونا بھی ایک فطری عمل ہے جس سے مفر نہیں۔ بعض حادثے تو ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی ان کا مقابلہ آسانی سے یا مشکل سے برمحل کر لیتا ہے لیکن بعض حادثات میں آدمی بالکل مجبور اور بے بس نظر آتا ہے۔

لوگوں کی زندگی میں پیش آنے والے حوادثات کی نوعیت اکثر مختلف ہوتی ہے اچانک آگ لگ جانا، ایکسی ڈنٹ ہو جانا، زلزلوں، طوفانوں یا خطرناک امراض کا شکار ہو جانا وغیرہ۔ کچھ حادثے اپنے یا غیروں کی کرم فرمائی کا نتیجہ بھی ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں پیسہ نہیں رکتا کاروبار میں مسلسل گھاٹا ہوتا رہتا ہے۔ اچھے محنتی، ذہین طلباء امتحانات میں فیل ہو جاتے ہیں یا معمولی نمبروں سے کامیاب ہوتے ہیں۔ دکان یا کاروبار سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ لوگ اسے نوشتہ تقدیر سمجھ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور فی الحقیقت جب تقدیر یاوری نہیں کرتی تو ایسا بھی ہوتا ہے۔ مگر اس صورت حال کو ہمیشہ تقدیر کی طرف موڑ دینا ٹھیک نہیں۔ تجربات شاہد ہیں کہ اس طرح کے تعصبات میں ذلیل دشمنوں، بدخواہوں اور حاسدوں کے بدبختانہ کردار کا بھی دخل ہوتا ہے۔ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کا دائرہ عمل صرف ہمارے مقاصد کو فیل کر دینے اور کاروبار کو تباہ کر دینے تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ وہ جسمانی لحاظ سے بھی ہمیں ناکارہ بنا دینے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہمارے دماغ کو سوچنے سمجھنے کی اعلیٰ صلاحیتوں سے محروم کر دیں ہمارے ذہنوں کو صحیح سمتوں سے ہٹا دیں اور ہمارے اعصاب اور قوت عمل کی سرگرمی کو ختم کر دیں۔ ان کی خواہش بلکہ ہمہ تن کوشش ہوتی ہے کہ ہم دنیا میں اگر زندہ رہیں بھی تو ایک دائم المریض کی طرح، ایک کی طرح ایک بیکار مفلوج انسان کی طرح رہیں۔ اور ان کے گندے عملیات کے ذریعے پیدا کردہ امراض یا سحر، ہماری قیمتی زندگی کا چراغ گل کر دیں۔ ایسے حالات میں اچھے عاملین کی طرف رجوع کرنا نہ صرف یہ کہ ضروری ہے بلکہ ناگزیر ہے قدرت کا نظام ہے۔ اس نے اپنی اس دنیا میں مختلف طرح کے لوگ پیدا کئے ہیں۔ علاج معالجہ کے دوران نئے نئے تجربات سے اس کا مفید ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ مگر اسی خاص مرض میں مبتلا بعض لوگوں کے حق میں وہ دوا کامیاب ثابت نہیں ہوتی، بیکار ثابت ہوتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ الٹی مضر ثابت ہوتی ہے۔ اس کے استعمال سے مریض کی بےچینی اور تکلیف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ طبی دنیا کے یہ روزمرہ کے تجربات ہیں۔

چند عجیب واقعات

ذاتی طور پر بہت سے عجیب واقعات میرے سامنے آئے ہیں۔ ان پر جب غور کرتا ہوں تو بخدا میری حیرانی کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کیا ہے؟ کیوں ہے؟

ایک صاحب ہیں جب بھی سیب کی ایک قاش کھا لیتے ہیں تو ان کے پیٹ میں شدید درد ہو جاتا ہے۔ ایک صاحبہ ہیں۔ کسی بھی شکل میں جب وہ انڈا استعمال کرتی ہیں تو درد شکم اور سخت بےچینی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح انڈا کھانے سے ایک صاحب کو درد سر کی شکایت ہو جاتی ہے۔ جبکہ طبی نقطۂ نظر سے انڈے یا سیب میں کوئی ایسی خاصیت نہیں ہے جس سے پیٹ میں یا سر میں درد پیدا ہو جائے۔

ایک صاحب ہیں جن کی ناک میں لیموں کی خوشبو پہنچ جاتی ہے تو انہیں نزلہ و کھانسی کی سخت شکایت ہو جاتی ہے اور کئی کئی دن تک رہتی ہے۔

میرے ایک عزیز شاگرد ہیں۔ چائے کے بیحد عادی ہیں۔ صبح سے شام تک

کتنی ہی چائے پی جاتے ہیں۔ مگر اس قدر عادی ہونے کے باوجود غروب آفتاب کے بعد چائے کو چھونا بھی گوارا نہیں کرتے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ رات کو چائے پینے سے مجھے شدید زکام ہو جاتا ہے۔ مجھے یہ بات عجیب سی لگی۔ میں نے اس کو ان کا وہم قرار دیا۔ ایک مرتبہ جب وہ عشاء کی نماز کے بعد میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ چائے آگئی۔ میں نے اصرار کر کے انھیں چائے پلادی۔ کیونکہ رات میں چائے پینے کا ان پر جو خاص اثر ہوتا ہے اور جو میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا میں اس کی تصدیق چاہتا تھا ابھی چند لمحے بھی نہ گذرے تھے کہ ان کو یکے بعد دیگرے چھینکیں آنی شروع ہو گئیں۔ اور جب صبح کو ان سے ملاقات ہوئی تو بھائی کی آواز بیٹھی ہوئی تھی۔ اور تقریباً ایک ہفتہ تک بیچارے شدید نزلہ و زکام میں مبتلا رہے۔ مجھے ندامت کے ساتھ اپنی زبردستی پر معذرت چاہنی پڑی۔

ایک حکیم صاحب جب کبھی بھی مچھلی چکھ لیتے ہیں تو انھیں قے اور دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے۔ جب کہ مچھلی کی طرف ان کی طبیعت راغب بھی رہتی ہے اور مشہور یہ ہے۔ مشہور ہی نہیں اطباء کا کہنا بھی ہے کہ جو چیز مرغوب ہوتی ہے وہ نقصان نہیں کرتی۔ ایک بار انھوں نے مچھلی کے سالن سے صرف معمولی سا سالن چکھ لیا۔ مگر اس سے بھی قے اور دست شروع ہو گئے۔

ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نزلہ کا مریض تھا۔ اور دائم المریض۔ مگر جب سے بالوں میں خضاب کرنا شروع کیا ہے، نزلہ ختم ہو گیا۔ جب بھی خضاب کو کچھ زیادہ ٹائم گذر جاتا ہے تو نزلہ کے آثار شروع ہونے لگتے ہیں۔ میں خضاب کر لیتا ہوں تو ٹھیک ہو جاتا ہے۔

طبی دنیا کے لئے یہ واقعات حیران کن بھی ہیں اور عجیب و غریب بھی۔ ان تجربات و مشاہدات کی روشنی میں لازماً ماننا پڑے گا کہ مؤثر حقیقی صرف ذات خدا ہے اور اصلاً اسی کا حکم ہر ہر چیز میں اثر انداز ہے قدرت خداوندی مختلف صورتوں میں طرح طرح کے کرشمے دکھاتی رہتی ہے۔

قدرت کا معجزانہ انداز

اس دنیا میں جس رخ سے بھی نظر ڈالئے انواع و اقسام کا سلسلہ نظر آتا ہے۔ انسانوں کو دیکھئے۔ ان سب کے اعضاء ہاتھ پاؤں، ناک کان چہرہ اور سر وغیرہ سب اپنی مخصوص جگہوں پر بنے ہوئے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی کے جسم میں کان کی جگہ ناک، اور ناک کی جگہ کان، ہاتھوں کی جگہ پاؤں، پاؤں کی جگہ ہاتھ، آنکھوں کی جگہ ہونٹ اور ہونٹوں کی جگہ آنکھیں بنائی گئی ہوں۔ اس شدید ترین بنیادی موافقت کے باوجود کروڑوں اربوں انسانوں میں دو آدمی بھی بالکل ایسے نہیں ملیں گے کہ ایک کی جگہ دوسرا اس کے گھر میں چلا جائے اور گھر کے لوگ اس کو پہچان نہ سکیں۔ کہیں کہیں معمولی سی مشابہت ضرور مل جاتی ہے مگر اس سے ان کی باہمی شناخت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اسی طرح جسم کے اندرونی حصوں کی اور ان کے خواص کی بات ہے۔ ہر شخص عادت مزاج پسند و ناپسند کے لحاظ سے ایک دوسرے سے جدا ہے۔ سب کے جذبات و احساسات جدا ہیں۔ سوچنے سمجھنے کے انداز جدا ہیں مختصر یہ کہ طبائع اور مزاج کے اعتبار سے تمام انسان ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ان سب کی الگ الگ اپنی حیثیت ہے یہی وجہ ہے کہ ایک شخص کو ایک غذا مرغوب ہے۔ دوسرا اس کو ناپسند کرتا ہے ایک آدمی کے نزدیک ایک چیز حسین ترین ہے دوسرا اس کو قابل توجہ بھی نہیں گردانتا۔ ایک دوا ایک ہی بیماری میں کسی کو ساز کرتی ہے اور کسی کو نہیں کرتی۔ یہ سب دراصل جسم کے اندرونی نظام اور اس کی مخصوص کیفیات پر مبنی ہے۔ معالجین اور عاملین کا فرض ہے کہ وہ اپنے مریض کے مزاج کو اور اس سے پیدا ہونے والے تقاضوں کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ ایسی صورت میں کامیابی کے امکانات زیادہ روشن رہتے ہیں۔

تعویذات میں موافقت کا مسئلہ

تعویذات میں بھی آئے دن اس قسم کے تجربات ہوتے رہتے ہیں۔ ایک شخص کے حق میں نقش کی ایک قسم موافق ہے دوسرے کے حق میں وہ مفید ثابت نہیں ہوتی۔ نقش مثلث کی ایک قسم ایک مریض کیلئے نہایت زود اثر ثابت ہو رہی ہے۔ دوسرے کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ نقش مربع کی کوئی قسم مؤثر و مفید رہتی ہے۔ پھر کسی معاملہ میں مثلث اور مربع نقوش سے بات نہیں بنتی تو نقش مخمس استعمال کرانا پڑتا ہے جو مفید رہتا ہے۔ اور بعض حالات میں مخمس سے بھی آگے جانا پڑتا ہے۔ حتی کہ مسدس، مسبع مثمن وغیرہ سے کام لینے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے اب ہم حروف مقطعات کے مزید اعدادی نقوش پیش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ہر نقش بجائے خود انہی تاثیرات کا حامل ہے جو حروف مقطعات کی بنیادی خصوصیت ہے۔ مگر نقش کی قسم بدل جانے سے اگر اس کا زور کسی ایسے پہلو کی طرف ہو گیا ہے جو مقصود نہیں ہے۔ اس کے لئے عامل کو ہوشمندی سے کام لینا پڑے گا۔ اور اس میں مناسب تبدیلی کر کے بہتر نتائج پیدا کرنے ہوں گا۔

☆ ☆ ☆

ا۔ چند ضروری اصطلاحات کا تعارف

یہ نوٹ محض اس خیال سے لکھا جا رہا ہے کہ ایسے اصحاب جنھوں نے جادو کے موضوع پر پہلے دوسری کتابیں نہ پڑھیں ہوں وہ اُن اصطلاحات کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ سکیں جو اس کتاب میں آئندہ جا بجا استعمال ہوں گی۔

"وچ" (WITCH) یہ لفظ قدیم انگلش کے لفظ "وکا" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں وہ آدمی (مرد ہو یا عورت) جو "جادو کرتا ہو۔ آج کل یہ لفظ اتنا مستعمل نہیں رہا ہے اور اس کی جگہ سیدھا سادا لفظ جادوگر استعمال ہونے لگا ہے۔

یہ جادوگر لوگ سماج میں ایک ایسے شخص کا کردار ادا کرتے تھے جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اُن کا تعلق روحوں سے ہے۔ وہ لوگ ان روحوں کو منتروں اور بھینٹ وغیرہ کے ذریعہ رام کرتے اور ان روحوں کی مدد سے وہ اپنے اور اپنے موکلوں کے لئے مختلف نوعیت کے کام انجام دیتے تھے۔ یہ کام کچھ ایسے ہوتے تھے جیسے۔ خشک سالی میں بارش برسانا قسمت کا احوال بتانا۔۔۔ بلوریں کے ذریعے مقدرات کی نشاندہی کرنا یا پھر منتروں اور روحوں کے تعاون سے دشمنوں کا قلع قمع کرنا۔

"سفید جادو"۔۔۔۔ یہ جادوگر جب اچھی روحوں کو اپنی معاونت کے لئے طلب کرتے تھے۔۔۔ تو اس عمل کو "سفید جادو" کہتے تھے۔ اور جب وہ "فاقوتی طاقتوں" کو آلۂ کار بناتے تھے تو اس عمل کو "کالا جادو" کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

اچھی روحیں۔۔۔۔ جو سفید جادو کے عمل کے تحت کام کرتی ہیں وہ عموماً نیکی اور مدد کے کام کرنے کے لئے بلائی جاتی تھیں۔

نری روحیں۔۔۔۔ تخریب اور تباہی کے کاموں کے لئے استعمال ہوتی تھیں اور یہ کالے جادو کے تحت متحرک ہوتی ہیں۔

قرون وسطی میں۔۔۔۔ جادوگر اور شیطانی رسوم کے معتقدوں کے خلاف ایک زبردست مہم کا آغاز ہوا۔ اور انھیں چن چن کر ہلاک کیا جانے لگا کیونکہ لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر جادوگر شیطان کا معتقد ہوتا ہے اور وہ اپنی روح فروخت کر کے اس کا ملازم ہو جاتا ہے۔ اس زمانے میں ایسے تمام اشخاص جن پر ذرا بھی یہ شبہ ہوا کہ وہ جادو سے کوئی رابطہ رکھتے ہیں یا تو مار ڈالے گئے یا انھیں زندہ جلا دیا گیا۔

اسی دور میں۔۔۔۔ جادوگروں کے بارے میں یہ عقیدے پھیلے کہ

۱۔ جادوگر۔۔۔ بد روحوں کے پجاری ہوتے ہیں۔

۲۔ یہ لوگ۔۔۔ بدی کی طاقتوں کے معتقد ہوتے ہیں۔

۳۔ ان کے تمام بال بچے سب کے سب شیطانی نجاست سے آلودہ ہوتے ہیں۔

سباتھ:۔۔۔ یہ ایک قسم کی مجلس ہوتی ہے جس میں جادو کے پیروکار جمع ہو کر ایک قسم کا جشن مناتے ہیں۔

شیطان:۔۔۔۔ بد روحوں کا آقا کہا جاتا ہے۔۔۔۔ اسے ایک معنوں میں دنیا کی ہر برائی کا سرچشمہ کہہ سکتے ہیں۔

اٹھارہویں صدی میں۔۔۔۔ جادوگروں کے خلاف پھیلنے والی نفرت کا

طوفان سرد ہو گیا اور ایک بار پھر "جادو کا علم" پھلنے اور پھولنے لگا۔

ساتھ ہی ساتھ شیطان کے پجاریوں نے ----اپنے عقائد بھی بنالئے گویا ایک قسم کا مذہب قائم کر لیا اور اس مذہب میں سب سے بڑی طاقت "شیطان" کو تسلیم کیا گیا۔

شیطان کی پوجا کے لئے جو جشن منایا جاتا ہے اسے "سیاہ ہجوم" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

۱۹۵۱ء میں انگلینڈ میں وہ قانون منسوخ کر دیا گیا جس کے تحت جادو کی مشقیں ممنوع تھیں۔ اس کے ساتھ ان جادوگروں نے اپنے ایک مذہب کی بنیاد ڈال دی جسے "وکا" کہتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں اس "وکا" نامی مذہب میں۔ ہر آدمی خواہ عورت ہو یا مرد سب داخل ہو سکتے ہیں۔

۲۔ جادو کے بارے میں اعتقادات اور نظریئے

ہم میں سے بہت سے افراد کے ذہنوں میں ایسے خیالات پائے جاتے ہیں کہ انسان کے مقدرات پر مافوق الفطرت طاقتیں راج کرتی ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ سوائے انسان کے دنیا کی کسی اور ذی روح میں "روحانی" ذہانت قطعاً نہیں پائی جاتی۔ جانور کے دماغ "اچھائی یا برائی" کے تصور سے قطعی نابلد ہوتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ "روح" کے موجود ہونے کے عقیدے کے ساتھ ہی ساتھ انسان نے اپنے ذہن میں مافوق الفطرت قوتوں کو موجودگی کو بھی تسلیم کر لیا ہوگا۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ آدمی کا عقیدہ ہے کہ جسم ضرور فنا ہو جاتا ہے لیکن اس کی روح غیر فانی ہے۔ وہ باقی رہتی ہے۔

مافوق الفطرت قوتوں کے سرچشمے

جادو کے جس قدر بھی ٹولے موجود ہیں سب کے سب اس اعتقاد کے قائل ہیں کہ آدمی چاہے تو اپنے اندر اس شعلے کو پیدا کر سکتا ہے جو دراصل "روح کا حصہ" ہوتا ہے۔

اسی بنیاد پر آدمی----روحوں پر حکمرانی بھی کر سکتا ہے اور وہ انہیں مجبور بھی کر سکتا ہے۔ انسان شروع سے ہی خود شناسی کے چکر میں لگا ہے۔ اس کے سامنے اس کے لئے دو طریقے ہی رہے ہیں۔

۱۔ اندرونی یا باطنی طریقہ ----۲۔ بیرونی طریقہ۔

سائنس داں اور جادوگر دونوں نے بیرونی طریقے کو زیادہ سود مند پایا ہے کیونکہ دونوں ہی---- آدمی کی بنائی ہوئی اشیاء کی مدد سے دنیا کے اوپر نئی نئی تبدیلیاں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ایک معنوں میں یہ دونوں ہی---- طاقت، اقتدار اور حکمرانی کے خواہاں کہے جا سکتے ہیں۔

"وچ" وہ ہوتا ہے جو بیرونی کے بجائے باطنی طریقہ اختیار کرتا ہے۔ مقصد اس کا بھی وہی ہے۔ وہی اقتدار، بالادستی، طاقت اور غلبے کا جنون۔

جادو کے طریقے---اور ان کے اقسام

جادو کے بنیادی طریقے دراصل ان طریقوں ہی کی ایک شکل ہیں جو دور قدیم میں جب انسان جنگلی زندگی گذارتا تھا رائج تھے جادو کے معتقدین میں ایک عقیدہ مشترک ہے۔ وہ سب کے سب اس بات کے قائل ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن میں کبھی کسی قسم کا رابطہ رہ چکا ہوتا ہے۔ رابطہ ٹوٹنے کے بعد بھی ----فاصلے کے باوجود ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں یہ نظریہ سر جیمس فریزر نے اپنی کتاب "گولڈن باؤ" میں درج کیا تھا۔ وہ آگے چل کر لکھتے ہیں۔ ایک طرح کی چیزیں ایک طرح کی چیزوں کی تخلیق کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک جادوگر اپنے معمول کے بالوں کا اگر ایک گچھا حاصل کر لے تو وہ اس معمول کو فاصلے کے باوجود مسحور یا سحر زدہ کر سکتا ہے۔

کالا جادو ایک معنوں میں روحانی رابطہ یا روحانی حملے کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ زیادہ تر منتر یا (SPELLS) فسوں کسی دوسرے آدمی کے دماغ یا جسم کو کنٹرول کرنے کا ہی کام انجام دیتے ہیں۔

قدیم خیالات کے جادوگروں کا عقیدہ ہے کہ کرۂ ارضی کے چار مادے "زمین"۔ "ہوا"۔ "پانی"۔ اور "آگ" پر نہایت طاقتور روحوں یا "دیوتاؤں" کی حکمرانی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کم درجے کی روحیں عموماً پہاڑوں، دریاؤں، گھاٹیوں اور جنگلوں کے اندر مسکن رکھتی ہیں اور یہ تمام روحیں----اس شخص کے سامنے مجبور محض کا درجہ رکھتی ہیں جو کالے جادو کا ماہر ہو جاتا ہے۔

سفید اور کالے جادو میں بنیادی فرق کوئی نہیں ہوتا۔ یہ دونوں علوم دراصل انسان کی شخصیت میں پنہاں اس عنصر ہی کی پیداوار ہیں جسے ایک اقتدار یا بالادستی کا جنون کہہ سکتے ہیں ویسے تکنیکی طور پر ان دونوں میں صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ سفید جادو نقصان پہنچانے کے بجائے فائدے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور کالا جادو۔ سوائے بُرائی، ضرر اور نقصان کے کچھ نہیں کر سکتا۔

عجیب بات دیکھنے میں آتی ہے کہ جادوگر خواہ وہ کیسا ہی ہو عموماً اپنے فن یا علم کو "کالا" کہنے سے گھبراتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہی کہتا ملتا ہے کہ میرا فن تو دراصل انسانیت کی فلاح اور بہبود کا کام انجام دیتا ہے۔ اس کے باوجود معاشرے اور سماج میں جادو کو کوئی فائدہ مند شے نہیں سمجھا جاتا ہے---- مذاہب عالم اس فن یا علم کو نہ صرف مہلک گردانتے ہیں بلکہ اس کی سختی سے مخالفت بھی کرتے ہیں۔

ابتدائی دور میں----روحوں کے بارے میں خیالات تھے کہ ان میں تباہی اور بربادی لانے کی بے پناہ صفات ہوتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو تسکین دینے کے لئے آدمیوں کے بدن میں حلول کر جاتی ہیں اور عورتوں اور مردوں کو پاگل کر دیتی ہیں۔ وہ لوگ چھینکنے اور جمائی لینے کو بھی۔ بدروحوں کو موجودگی کی علامت سمجھتے تھے۔

اس دور میں----جادو کی اس صنف کو بے حد خوفناک تصور کیا جاتا تھا جسے عمرواج سے "کنگو" کہا جاتا تھا۔

اس میں جادو کرنے والا-----ایک حفاظتی دائرے میں کھڑا ہو کر روحوں کا بلاتا تھا-----اور انہیں مجبور کرتا تھا کہ وہ اپنے راز اس پر کھول دیں۔

بے چین مردے

مردوں کے بارے میں خیال تھا کہ وہ ذہانت بھی رکھتے ہیں اور محسوسات بھی مگر ان میں اپنی خواہشات کو تسکین دینے کی طاقت نہیں ہوتی۔ وہ زندہ لوگوں سے اسی بنا پر سخت رنجش رکھتے ہیں.....وہ اپنے بے چین مردوں کو تسکین پہنچانے کے لئے خاص قسم کی قربانیاں کیا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر جب کوئی مشہور جنگجو سورما مرتا تھا تو اس کی قبر میں اس کا ہتھیار بھی دفن کر دیا جاتا تھا.... چونکہ اس دور میں غلامی کی رسم عام تھی لہٰذا جب آقا مرتا تھا تو اس کی روح کو تسکین بخشنے کے لئے عموماً اس کے غلاموں کو قربان کر دیا جاتا تھا.....وہ مرد یا عورتیں جو جنگ یا جھگڑے میں ہلاک ہوتے تھے ان کے بارے میں سمجھا جاتا تھا کہ ان کی روحیں.....بھوت اور شیاطین کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور پھر وہ بعد میں.....اس دنیا میں آکر اپنے جان پہچان والوں کو ستاتی ہیں۔ خودکشی کی موت کو بھی اس صف میں گنا جاتا تھا اور اس پر سے نحوست کا اثر ٹالنے کے لئے اس کے اعزاء عموماً اسے دفن کرنے سے پہلے اسکے سینے میں ایک آہنی صلیب ٹھونک دیا کرتے تھے۔

بھوتوں کی مانند ہی... شیاطین کی تاریخ میں خون شاسوں کا بھی بڑا ہاتھ رہا ہے۔ یہ خون شام وہ روحیں ہوتی تھیں جو انسان کا خون پیا کرتی تھیں۔ کہا جاتا تھا کہ خون شام عموماً جوان لڑکیوں کے کمروں میں گھس جاتے ہیں اور ان کے گرم لہو سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

انسانی درندے

دور قدیم میں آدمیوں کا عقیدہ تھا کہ انسان میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ جب چاہے کسی درندے کے بدن میں حلول کر سکے...."انسانی بھیڑیے" کا اس دور میں بڑا چرچا تھا۔ "بلی" کو بھی انسانی مسکن کے لئے اکثر استعمال کیا جاتا تھا۔

آدمی....نادیدہ قوتوں کی گرفت میں

پرانے زمانے میں یہ عقیدہ بھی عام تھا کہ ہر مرض کا علاج اس طرح ممکن ہے کہ بیماری کو کسی جانور کے جسم میں دے دیا جائے۔

پرانے زمانے کے آدمی کے ذہن میں "قدرتی موت" کا سرے سے کوئی تصور موجود نہ تھا۔

یہ تو تھے اس دور کے آدمی کے عقائد جو تاریک دور کہلاتا ہے لیکن یہ عقیدہ کہ آدمی نادیدہ قوتوں کا اسیر ہے آج بھی زندہ ہے اور اسی عقیدے کے باعث ہر اس شخص کو مشکوک سمجھا جاتا ہے جس کے بارے میں ذرا سا بھی یہ علم ہو کہ اسے جادو آتا ہے۔ ایسے جادوگر گولاکھ کہیں کہ ان کا فن نیک کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ کوئی یقین نہیں کرتا کیونکہ آدمیوں کو ہر لمحہ یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ یہ شخص جو آج فائدے کیلئے ایک طاقت اور فن کو استعمال کر رہا ہے۔ کل کسی وجہ سے اگر بگڑ جائے تو وہ اس فن کو بدی کے لئے بھی استعمال کر سکتا ہے۔

سفید جادو کی ایک صنف وہ ہے جس میں جادوگر ایسا عمل کرتا ہے جس کے ذریعے کالے جادو کے اثرات کو "موڑ کر" خود جادو کرنے والے کی سمت لوٹا دیا جاتا ہے۔

بدنظری..یا کالی آنکھ

بہت سے ملکوں میں اپنے ملک سمیت یہ عقیدہ ابھی تک موجود ہے کہ "نظر لگ جاتی ہے۔" نظر کا لگنا عموماً بچوں کے ضمن میں بہت استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے لئے کئی قسم کے توڑ بھی رائج ہیں۔ مثلاً کالا ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ سیاہ کپڑا باندھا جاتا ہے۔

ایک پرانی جادو کی کتاب میں ایک جملہ لکھا ہے... "اس شخص کے گھر کی روٹی مت کھاؤ جو کالی نظر رکھتا ہو"

کسی پر جادو کرنے کے لئے ایک بڑا عام سا طریقہ ہے کہ جادوگر ایک گڑیا

اس نوٹ کی تیاری میں برنارڈ رچرڈ، کوئڈش، ایف ٹی ایل ورتھی اور جی بی گارڈنز کی کتابیں "وچ کرافٹ ٹوڈے"۔ "میول کی"۔ "بلیک آرٹس" اور "وچس" سے مدد لی گئی۔

جاتا ہے اور اس میں سوئیاں چبھو دیتا ہے۔ اس تکنیک کی ابتداء کہاں سے ہوئی اس کا کوئی پتا نہیں چلتا لیکن یہ گڑیا والا طریقہ بہت زمانے سے رائج چلا آرہا ہے۔

کسی پہ جادو کرنے کے لئے ایک اور طریقہ یہ بھی تھا کہ شکار کو ایک سیب دیا جاتا تھا یا روٹی کا ایک ٹکڑا پیش کیا جاتا تھا جس پر جادوگر پہلے سے عمل کر چکا ہوتا تھا۔ اس طرح...... وہ نحوست جو جادوگر چاہتا تھا۔ روٹی یا سیب میں جا سماتی تھی۔

اُڑنے کی طاقت

ان دنوں اور قدیم دنوں دونوں میں لوگوں کا خیال رہا ہے کہ جادو کرنے والے اڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

جادو کی ضرورت

آدمی کا دماغ صدیوں کے بعد..... اپنے اندر سے بہت کم تبدیل ہو تا رہا ہے.... اور اسی لئے جادو کے فن کو پھولنے پھلنے کا ہمیشہ موقع ملتا رہا ہے۔ سائنس عام آدمی کے لئے نہایت ناقابل فہم شے رہی ہے۔ اسی طرح منطق کا کردار بھی عام آدمی کی زندگی میں کچھ اہمیت نہیں رکھتا... ظاہر ہے کہ ان حالات میں... انسان جادو کے بارے میں جو محسوسات رکھتا ہے وہ کیونکر اثر قبول کر سکتے ہیں۔

شاید یہی اسباب ہیں جس کی بنا پر دنیا کے مختلف خطوں میں عجیب و غریب عقائد کے ٹولے دن بدن پنپ رہے ہیں۔ لوگوں کے عقائد جادو کے ضمن میں پختہ ہوتے جارہے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ بھی کوئی فرار ہو۔ بیرونی دنیا کے خطرات سے محفوظ رہنے کیلئے ایک ذہنی پناہ گاہ۔

آج کا آدمی.... ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے تباہی بربادی، جنگوں وغیرہ کی خبریں ہمہ وقت سنتا رہتا ہے۔ اس کی بنا پر اس کے اندر ایک نوع کا وہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ وہ غیر محفوظ ہے...... اس کی یہ سوچ اسے اکساتی ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے کوئی قدم اٹھائے.... اور اس مقصد کے تحت وہ خود اپنے باطن کی سمت رجوع ہو جاتا ہے اور ایسے بہت سے لوگ نظر آتے ہیں جن کا کہنا ہے کہ انہیں احساس تحفظ..... جادو کے صدہا پرانے فن میں مل چکا ہے۔

۳۔ پرانی دشمنیں

پرانی تاریخ اور روائتیں شاہد ہیں کہ جب تک انسان کو موت کا خطرہ محسوس ہوتا رہیگا خوف کی بنیاد بھی مضبوط رہے گی اور اس طرح وہ طبقہ جو افسوں گر کہلاتا ہے اور وہ طبقہ جو مذہب کے پیشواؤں کا ہے.... بدستور، سماج میں دونوں اپنے اپنے کردار ادا کرتے رہیں گے۔

یہ سوال کہ بدروحوں کو بھگانے اور انہیں جلا کرنے کے جو عملیات کئے جاتے ہیں ان سے یہ بدروحیں واقعی ختم بھی ہو جاتی ہیں ہنوز تشنہ جواب ہے۔ ممکن ہے کہ بدروحوں کا تصور ہی سرے سے غلط ہو اور یہ سب کچھ انسان کا واہمہ ہوں جو قبل از تاریخ کے آدمیوں سے ورثے میں منتقل ہو کر ہم تک آپہنچے ہیں مگر پھر کہا جاتا ہے کہ آج کل بھی بہت سے لوگوں کو شیطانی روحیں نظر آتی رہتی ہیں۔

آدمی کی ابتدائی تاریخ کو دیکھیں تو اس میں بھی جادوگروں سے نفرت اور دہشت کے بہت سے ثبوت نظر آتے ہیں۔ مثلاً بے بی لونیا کے بادشاہ حمو رابی نے جو قانون بنایا تھا اس میں اس نے جادو کے عمل کو بالکل ممنوع قرار دیا تھا۔ آج بھی بالکل قدیم دور کے مانند ہی جادوگروں کے ساتھ ساتھ وہ طبقہ تقریباً ہر ملک میں موجود ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ روحوں کو جلا کرتا ہے۔ جس طرح قدیم دور میں خوشبوؤں وغیرہ کو سلگا کر گھر اور عبادت گاہوں کو پاک کیا جاتا تھا۔ بالکل اسی طرح آج بھی یہ عمل اسی طرح کیا جارہا ہے

زرخیزی کا معجزہ

ابتدائی دور تاریخ میں انسان زرخیزی کے لئے طرح طرح کی مافوق الفطرت قوتوں سے مدد لیا کرتا تھا۔ وہ محض اس لئے کہ بارش ہو اور کھیتوں میں فصل اُگے۔ مختلف قسم کے عجیب و غریب جشن منایا کرتے تھے جن میں... بڑے پیمانے پر مجمع کی شکل میں جنسی اظہار کیا جاتا تھا۔ خوراک کو بھی جنسی اعضاء کی شکل میں ڈھال کر کھایا جاتا تھا.... اور سمجھا جاتا تھا کہ اس عمل سے باپ، آسمان اور ماں زمین خوش ہو کر انہیں زرخیز سال سے نوازیں گے۔

مصری تعویذ

قدیم مصر میں جادو، زندگی کے تقریباً ہر شعبے میں رائج تھا حتیٰ کہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کے دیوتاؤں کے بت بھی ماورائی قوتوں کے مالک ہیں۔ زندگی اور موت دونوں موقعوں پر جادو کی طاقتوں کا تعاون حاصل کیا جاتا تھا۔ فراعنہ مصر کے مقبروں کو جادوئی قوتوں کے ذریعے محفوظ بنانے کا عمل کیا جاتا تھا۔ یہ جادوئی قوتیں اتنی طاقتور ہوتی تھیں کہ آج حالانکہ کوئی ۳ ہزار سال گذر چکے ہیں مگر ہنوز لوگ انہیں موثر سمجھتے ہیں۔

اس زمانے میں ہر مرنے والے کی قبر میں ایک آہنی تعویذ رکھدیا جاتا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ اس جادوئی تعویذ کی حرکت سے مرنے والے کی روح پر نحوست کا سایہ نہیں پڑیگا۔

مصریوں کا خیال تھا کہ جادو کے زور سے اچھائی اور برائی دونوں کے کام کیے جاسکتے ہیں۔ یہی نہیں جادو...... زندہ اور مردہ دونوں قسم کے آدمیوں کے لئے کام میں لایا جاتا تھا.... اس زمانے کے جادوگر جنہیں کاہن کہا جاتا تھا.... بادشاہوں کے دربار میں بڑی عزت اور رسوخ کے مالک ہوتے تھے۔ شاید آپ نے حضرت موسیٰ کے زمانے میں پیدا ہونے والے اس جادوگر کا نام سنا ہو جسے سامری کہتے تھے۔

یونانی شراپ

اپنی تمام تر قابلیت کے باوجود، قدیم یونانی بھی مافوق الفطرت طاقتوں کے قائل تھے۔ سسلی میں قبرستانوں پر اس مقصد کے لئے باقاعدہ پہرہ لگایا جاتا تھا کہ بدروحیں قبروں کو نقصان نہ پہونچا سکیں۔

رومی سحر

کالے جادو نے جو دہشت لوگوں پر بٹھائی تھی اس کا اثر رومیوں پر بہت تھا۔ وہاں کے افسوں گر معاشرے میں خوف اور دہشت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان سے سخت نفرت کی جاتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں میں جب ان کے خلاف نفرت ذرا کم ہوئی تو وہ جا بجا نظر آنے لگے۔ رومی لوگ ان افسوں گروں کے پاس جاتے ان سے ایسے "آب محبت" اور "تعویز" وغیرہ حاصل کرتے تھے۔ جن کے ذریعے وہ اپنی من پسند عورت یا مرد کو قابو میں کر سکتے تھے۔

رومیوں میں... عورت سے لذت حاصل کرنے کا بڑا مادہ تھا۔ اس کے لئے وہ کثرت سے مچھلی کھاتے تھے۔ کچا گوشت چباتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ان چیزوں سے وہ، وہ سب کچھ حاصل کرلیں گے جن کی انہیں خواہش ہے۔

اطالیہ میں جادوگری

یورپ میں روائتیں مشہور تھیں کہ افسوں گر ایک جادوئی جھاڑو پر بیٹھ کر اڑتے ہیں لیکن اطالیہ میں یہ خیال یوں تھا کہ تمام جادوگر..... فضا میں پرواز کرتے وقت ہمیشہ ایک بکرے پر بیٹھ کر اڑتے ہیں۔ وہاں کے بہت سے قبیلے، وینس اور ڈائنا کی دیویوں کے پجاری تھے۔ وینس کو محبت کی اور ڈائنا کو زرخیزی کی دیوی سمجھا جاتا تھا۔

قسمت بتانے والے

پرانے زمانے کے ساحر یا فسوں گر اپنی بعض صلاحیتوں کی وجہ سے بڑی شہرت رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر وہ ایسے مشروبات بناتے تھے۔ جس میں شفا کی طاقت ہوتی تھی۔ وہ زہر بنانے کے بھی ماہر ہوتے تھے اور ان میں... ایک اندرونی بصیرت ہوتی تھی جس سے وہ آئندہ کے بارے میں پیشین گوئیاں کر سکتے تھے۔

اسی زمانے میں "ہائڈرو مینسی" کا فن ابھرا۔ اس فن کا ماہر پانی کے ایک تالاب یا چشمے پر نظریں گاڑ کر..... اپنے موکلوں کو ان کے ساتھ ہونے والے آئندہ واقعات کی نشاندہی کرتا تھا۔ ایسی نوڑس کے مقام پر ایک چشمہ تھا جو اینو دیوی کے نام سے موسوم تھا۔ اس میں محبت کرنے والے جوڑے تقریب کے دنوں میں آٹے کی روٹیاں ڈالتے تھے اگر یہ روٹیاں ڈوب جاتی تھیں تو سمجھا جاتا تھا کہ دیوی نے ان کی بھینٹ قبول کرلی ہے۔ اگر یہ روٹی سطح پر تیرتی رہ جاتی تھی تو اس کا مطلب ہوتا تھا کہ دیوی نے بھینٹ نامنظور کردی ہے اور روٹی ڈالنے والوں کی خواہشات پوری نہ ہو سکیں گی۔

اس دور میں ایسے قسمت شناس موجود تھے جو بھینٹ سے اٹھنے والے دھوئیں کو "پڑھنے" کا کام کرتے تھے۔ اگر یہ دھواں قربان گاہ سے سیدھا اٹھتا تھا تو سمجھا جاتا تھا کہ حالات خوشگوار موڑ لیں گے۔ جبکہ بکھرتے ہوئے دھوئیں کو نامبارک شگون سمجھا جاتا تھا۔

اس دور میں ہر وہ شے جو انسانی دسترس سے دور تھی۔ روحوں کے قبضے میں سمجھی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ چھینکنے، کھانسنے، لڑکھڑانے، کھجانے اور.... انسانی عضو تناسل کے نموذ کو بھی اسی زمرے میں شمار کیا جاتا تھا۔

قدیم یونان میں قسمت کا حال جاننے کا ایک بڑا عجیب طریقہ رائج تھا۔ جادوگر پہلے ایک دائرہ کھینچ دیتا تھا اور پھر وہ اسے بیس برابر حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد وہ ان حصوں میں کوئی جادوئی حرف لکھ دیتا تھا.... اور پھر ان حروف کے اوپر گیہوں کے کچھ دانے ڈال دئے جاتے تھے۔ بعد میں ایک چڑیا لائی جاتی تھی چڑیا کو کچھ دیر کھانے کا موقع دیا جاتا تھا اور اس کے بعد جادوگر زمین پر کھنچے اس دائرے کا معائنہ کرتا تھا اور اپنے موکل کو.... اس کے بارے میں آئندہ کی معلومات بتاتا تھا۔ اس طرح پانسے کے ذریعے بھی قسمت کا حال نکالا جاتا تھا۔ اس میں پانسہ پھینکا جاتا تھا اور اس پر بنے ہوئے نشانات کی مدد سے پتا کیا جاتا تھا کہ آئندہ کیا ہو سکتا ہے۔

قسمت کا حال جاننے کے جتنے بھی طریقے تھے، یہودیوں نے ان تمام طریقوں کے خلاف سخت اقدامات کئے... اور یہ نفرت جو قسمت شناسوں کے

خلاف آج بھی ملتی ہے۔ یہودیوں ہی کے ہاتھوں ابھری تھی۔
انہیں دنوں "سسو سینسی" اور نکرو مینسی" کے علوم بھی عام تھے۔ ان میں عامل مردوں سے باتیں کرتا تھا... اور ایسی اطلاعات فراہم کرتا تھا جو زندہ سے نہیں مل سکتی تھیں۔

مصر اور بے بی لونیا کے دانش مند لوگ نیند کی حالت میں پیش آنے والے خوابوں کی بنیاد پر مستقبل کی پیشین گوئیاں کیا کرتے تھے۔
عیسائیت کے ارتقاء سے قبل کی دنیا...... تمام تر جادو کی تاریکیوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ یہ جادو..... ضرورت پڑنے پر انسانی خون کی بھینٹ بھی لیا کرتا تھا۔

۴۔ افسوں گر۔ اور۔ قرون اولیٰ کے عیسائی

۱۹۶۰ء کے وسط میں ایک مسیحی ماہر آثار قدیمہ نے، رومی قلعہ کی کھدائی کرتے ہوئے ایک ڈھانچہ دریافت کیا جس کے بارے میں خیال تھا کہ وہ کوئی سولہ ہزار سال قبل... کسی دیوی یا دیوتا کی بھینٹ چڑھایا گیا تھا۔ بالکل اسی طرح ایک عمارت کو جو سولہویں صدی میں تعمیر ہوئی تھی۔ جب مرمت کیا جا رہا تھا تو اس میں سے ایک مرغی کا ڈھانچہ بر آمد ہوا تھا۔ جس کے بارے میں یہی خیال تھا کہ اسے بھینٹ چڑھایا گیا ہوگا۔
ان دونوں کے درمیان کوئی ایک ہزار سال کا فاصلہ موجود تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس دوران مسیحی مذہب نے ان کے اندر کافی تبدیلیاں پیدا کر دی ہوں گی آدمیوں کے بجائے جانوروں کی قربانی پر ہی قناعت کی جانے لگی ہوگی۔

جادو اور شفا کا فن

روم کے زوال سے قبل، جادوگر..... آج کے ڈاکٹروں کی مانند تھے۔ اس دور میں ہر بیماری کی جڑ..... روحوں کی نحوست کو سمجھا جاتا تھا اور جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو یہ جادوگر بلائے جاتے تھے تاکہ وہ اپنے منتروں، عملیات اور تعویزوں وغیرہ کے ذریعے مریض کو شفا بخش سکیں چونکہ مسیحی مذہب آ چکا تھا لہٰذا اگر چہ اور جادوگروں میں ایک آویزش کا آغاز ہو چکا تھا۔ ساتویں صدی کے آغاز پر سنٹ کٹ برڈے مسیحی پیروکار نے اس تبلیغ کا آغاز کیا کہ جادوگروں اور ساحروں سے مدد لینا ہی گناہ ہے اور تمام گنڈے اور تعویذ جو ان سے حاصل کئے جائیں شیطانی سمجھیں جائیں گے۔

دفینے تلاش کرنے والے افسوں ساز

برطانوی امراء کے مقبروں اور ان کی رہائش گاہوں کو اس دور میں، دفینوں کا گڑھ سمجھا جاتا تھا کہ یہ دفینے... بدروحوں کی حفاظت میں رہتے ہیں پادریوں نے ان دفینوں کو تلاش کرنے کی سختی سے مخالفت کی اور لوگوں کو کہا کہ اگر وہ کسی دفینے کو تلاش کر لیتے ہیں تو پہلے انہیں..... دعاؤں کے ذریعے پاک کرائیں پھر استعمال میں لائیں ورنہ ان پر خدائی عذاب نازل ہوگا۔ اس کے باوجود دفینوں کی تلاش جاری رہی اور ان دفینوں پر قابض روحوں سے نپٹنے کے لئے ہمیشہ جادوگروں کی خدمات بھی حاصل کی جاتی تھیں۔

جنس اور کالا جادو

قرون وسطیٰ تقریباً سارا کا سارا جادوگروں کے زیر نگیں تھا۔ اس دور کی وہ عورتیں جو کسی مرد سے ناجائز تعلقات کی خواہشمند ہوتی تھیں کسی جادوگر کی خدمات حاصل کرتی تھیں۔ جادوگر انہیں معاوضہ لینے کے بعد ایک انگوٹھی دیتا تھا۔ جس کے اثر سے عورت کا خاوند اس شخص کو نہیں دیکھ پاتا تھا جس سے وہ تعلقات چاہتی تھی۔ اسی دور میں ایسے مشروبات بھی افسوں سازوں سے حاصل کئے جاتے تھے جو آدمیوں کو جنسی توانائی بخشتے تھے اور جن کے پلانے سے وہ اپنے محبوب پر پوری قدرت حاصل کر لیتے تھے۔ یہ مشروبات عموماً بیل کے خصیوں یا مرد کے مادہ منویہ سے تیار کئے جاتے ہیں یہ جادوگر..... مردوں کو نامرد کرنے کی صلاحیت والے بھی سمجھے جاتے تھے۔
اس زمانے میں یہ خیال عام تھا کہ جادوگر..... کسی رسی وغیرہ میں گرہ لگا کر جسے چاہیں اسے عورت کے ساتھ جنسی فعل کرنے کی صلاحیت سے محروم کر سکتے ہیں
اس قسم کی جب بھی کوئی بیماری کسی مرد کو لگتی تھی تو فوراً یہی سمجھتا تھا کہ اس پر کسی نے جادو کرایا ہے.... اس دور میں اگر مرد قوت مردی سے محروم ہو جاتا تھا.... تو شادی خود بخود ختم ہو جاتی تھی اور عورت کو حق ہوتا تھا کہ وہ جسے چاہے اس کو اپنے شوہر کی جگہ دے سکتی تھی۔ مسیحی پادریوں کا ذکر بے محل نہ ہوگا... کیونکہ جادو کے ستائے ہوئے اشخاص عموماً ایسی پریشانیوں کے حل کے لئے..... ان مذہبی پیشواؤں سے ہی رجوع کیا کرتے تھے۔
جادوئی منتر

منتر تین قسم کے ہوتے ہیں

۱۔ کالا منتر
۲۔ سفید منتر
۳۔ سرمئی منتر

پہلا منتر نقصان پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔ دوسرا فائدے اور تحفظ

کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور تیسرا دونوں کام انجام دے سکتا ہے۔

شیطان کے ساتھ معاہدہ

جوں جوں وقت گذرتا رہا۔ شیطان کا خوف لوگوں کے دلوں پر طاری ہوتا گیا۔ وہ خیالی تصویر جو شیطان کی لوگوں نے تراشی تھی کسی ایسے انسان سے ملتی جلتی تھی جس کے پیر میں کھر ہوتے تھے۔ جس کے ماتھے پر سینگیں ہوتی تھیں..... اور جو انسان اور درندے کا امتزاج ہوتا تھا..... مذہب کے پیشوا جیسے شیطان کے خلاف تبلیغ کرتے تھے ویسے ویسے شیطان کی دہشت بجائے ختم ہونے کے دلوں پر اور حاوی ہوتی جا رہی تھی۔

خیال کیا جاتا ہے کہ شیطان کے ساتھ، روح کی تجارت کا خیال سب سے پہلے بازنطینی لوگوں میں پیدا ہوا اور پھر پورے یورپ میں پھیل گیا۔ اس عقیدے کے مطابق شیطان اکثر ظاہر ہو کر آدمیوں سے.... ان کی کئی خواہش پوری کرنے کا وعدہ کرتا تھا اور پھر اس کے معاوضے میں اس کی روح پر قابض ہو جاتا تھا۔
ویسٹکس کے شاہ ایڈورڈ نے ایک قانون ایسا نافذ کیا تھا جس کے ذریعے ناگوں اور افسوں گروں دونوں کا شمار ایک جیسے خانے میں کیا جاتا تھا۔
۱۲۱۷ء میں جادوگروں کے خلاف ایکبار پھر محاذ آرائی شروع ہوئی۔ جادوگروں پر الزامات لگائے جانے لگے کہ وہ آدمیوں کی زندگی سے کھیلتے ہیں۔ وہ جانوروں کی شکل اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور وہ ہوا میں پرواز کر سکتے ہیں۔ ان کا ہر فعل خفیہ ہوتا ہے۔
آہستہ آہستہ ان کے خلاف نفرتیں بڑھیں اور ایسے قانون پاس ہونے لگے جن کے ذریعے ہر اس شخص کو جس پر جادوگر ہونے کا شبہ ہوتا تھا یا تو ہلاک کیا جانے لگا یا انہیں اذیت پہنچا کر زندہ جلایا جانے لگا۔
یہاں سے جادوگر طبقہ عالم گیر نفرت کے طوفان میں پھنس جاتا ہے جس کا پورا بیان اگلے باب میں ہے۔

جادوئی جڑی بوٹیاں

جڑی بوٹیاں... جو فائدے پہنچا سکتی ہیں جادوئی عقیدے میں مقدس گردانی جاتی ہیں اس میں VERIAIN CENGNIFOIL وغیرہ شامل ہیں

بدروحیں بھگانے کا منتر

ازمنہ وسطیٰ میں یہ منتر استعمال ہوتا تھا۔ اس میں جادوگر مندرجہ ذیل الفاظ کو ایک کاغذ پر لکھتا تھا اور پھر اسے ایک خفیہ جگہ پر رکھ دیتا تھا۔

SD PNQCN
DPNQCN
PNQCN
NQCN
QCN
CN
N

محبت کی غذائیں

جب کوئی کسی مرد یا عورت پر یہ فریفتہ ہو جاتا تھا اور اسے اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا تو مندرجہ ذیل خوراک اسے کھلا دیتا تھا۔
ٹماٹر...... اسے لوگ محبت کا سیب کہتے تھے...... اس سے خون میں مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔
مچھلی...... جنسی خواہش کو ابھارنے کے کام میں لائی جاتی تھی۔

جادوگرنیوں کو جلانے کا عمل

تھوڑا سا مکھن ایک کڑھائی میں نکالیں۔ پھر اس میں تھوڑی سی IVY ڈال کر فرائی کر لیں۔ پھر کسی تابوت سے تین کیلیں نکالیں اور اسے مکسچر میں ڈبو دیں۔ اس مکسچر کو ایسی جگہ لے جائیں جہاں سورج اور چاند کی روشنی نہ پہونچتی ہو۔ وہ جادوگرنی جس نے جادو کیا ہوگا اس عمل سے تکلیف میں پڑ جائے گی اور اس کا بدن جھلس جائے گا۔

بدروحوں کے حملے روکنے کا عمل

کہئے تین بار.... آرک جادوگر جس نے حملہ کیا ہے (نام) تمہارا جادو تم پر واپس چلا جائے...... خدا کے پاک نام پر اسے اس کی صحت واپس دے۔ آمین۔

گھر میں امن کے لئے منتر

یہ منتر ایک قسم کی جڑی بوٹی کے ست کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ بلیاں اس بوٹی کی ست کو بہت پسند کرتی ہیں۔

دشمن کو ختم کرنے کا عمل

بائیں آنکھ بند کریں اور زبان کو گال کے بائیں جانب موڑ لیں پھر بائیں ہاتھ کی پہلی اور تیسری انگلی سے اپنے دشمن کی جانب اشارہ کریں۔ تین بار۔

یہ ہاتھ کی حرکت دراصل اس کو ختم کرنے کی علامت ہوتی ہے۔ (ہمارے ہاں اس کو لعنت کا پنجہ دکھانا کہتے ہیں)

۵۔ افسوں گری.... مخالفت کے طوفان میں

پندرہ صدی سے آگے کے چند سال جادوگر طبقے پر بہت بھاری ثابت ہوئے یہ طبقہ دہشت، لعنت اور نفرتوں کے تند سیلاب کی لپیٹ میں آگیا اور ہر جانب اس شخص کی تلاش کی جانے لگی جس پر جادو کے معتقد ہونے کا گمان ہوتا تھا۔

مسیحی مبلغین کے تیز و تند پروپیگنڈے کے اثرات اس قدر بڑھے کہ لوگوں نے جادوگروں کے لئے عجیب عجیب دہشت ناک سزائیں نکالیں۔ ایسی سزائیں جو بے رحمی سے بھرپور تھیں۔ مثلاً انھیں آگ کے اوپر زندہ حالت میں اس طرح روست کیا جاتا تھا جیسے شکاری شکار کرتے ہیں۔ یہ لہر جرمنی، انگلینڈ، فرانس، اسکاٹ لینڈ وغیرہ میں ایک جیسے جوش سے متواتر جاری اور ساری تھی۔

ہر قسم کے قانون جو عام انسانوں کے لئے تھے...... جادوگروں کے لئے نہیں رہے۔ ذراسے شبہ پر ان لوگوں کو اذیت دی جاتی تھی جنھیں جادو کا پیروکار سمجھا جاتا تھا۔

اگر کسی شخص کے قبضے سے کوئی ایسی کتاب جو جادو وغیرہ کی ہوتی یا کوئی نسخہ یا کوئی اور شے جادو سے متعلق مل جاتی تھی تو اس شخص کے بچنے کا سوال ہی نہیں تھا۔

"سباتھ" کے اسرار

اس موقع پر اس جشن کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا جو جادوگر عموماً منایا کرتے تھے۔ اسے سباتھ کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ سب جمع ہو کر ایک قسم کا جشن ترتیب دیتے ہیں۔ یہ جشن رات میں منایا جاتا تھا اور اس میں رقص کیا جاتا تھا۔

سباتھ...کی تقریب جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ جادوگروں کا اجتماع ہوتا ہے...... ایسا اجتماع جس میں شیطان خود "بہ نفس نفیس" موجود ہوتا ہے...... اور اپنے پیروکاروں کو طاقتیں عطا کرتا ہے...... ایک طرح کی جادوئی تقریب ہوتی ہے۔

گرفتاریاں:... اذیتیں اور خاتمہ

جونہی کوئی جادوگر نظر آتا اسے فوراً گرفتار کرلیا جاتا تھا۔ اسے عموماً رات کے وقت گرفتار کیا جاتا تھا اور اسے گرفتاری کی وجہ بھی نہیں بتائی جاتی تھی۔ اس کے بعد اسے کسی ایسی کال کوٹھری میں ڈال دیا جاتا تھا جہاں کوئی اور نہیں ہوتا تھا.... یہاں وہ تنہا ہو کر آنے والی اذیتوں کا انتظار کرتا تھا۔ بسا اوقات تو اسی دوران اس کا دماغ خراب ہو جاتا تھا۔

کوٹھری سے نکال کر اس کے ساتھ دوسرا مرحلہ طے کیا جاتا تھا۔ اسے اذیتیں دے کر مختلف سوالات کئے جاتے تھے۔ یہ سوالات عموماً اسے رسی سے باندھ کر اور چھت میں لٹکا کر کئے جاتے تھے۔ اگر وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے نام نہیں بتاتا تھا تو اس پر مزید سختیاں کی جاتی تھیں۔ جن جن لوگوں کے وہ نام لے لیتا تھا ان کی شامت آجاتی تھی۔ عموماً کوئی ایسا شخص گرفتاری کے بعد رہا نہیں کیا جاتا تھا۔ اسے رہائی صرف اسی صورت میں ملتی تھی جب وہ اپنی جان دے چکا ہوتا تھا۔

پکڑے جانے والے آدمیوں سے عموماً مندرجہ ذیل سوالات کئے جاتے تھے۔

"کیا تمہارا تعلق شیطان سے رہا ہے؟
"کیا تمہارا تعلق دوسرے جادوگروں سے رہا ہے؟
"کیا تمہاری وجہ سے کسی شخص کو جانی یا مالی نقصان پہنچ چکا ہے؟

ان سوالات کے کرنے سے پہلے..... ملزم کو عریاں کرکے اس کے جسم کے تمام بال کاٹ دئے جاتے تھے تاکہ اگر اس نے کوئی جادوئی شے جسم سے باندھ رکھی ہو تو ضائع ہو جائے۔ اس کے بعد کوڑے بغیر اس پر کوڑے برسائے جاتے تھے سخت قسم کی اذیتوں میں مبتلا کیا جاتا تھا اس کے دونوں ہاتھوں میں رسی باندھ کر اسے چھت سے ٹانگ دیا جاتا تھا اس کے بعد اس کے پیروں میں اس قدر بھاری وزن باندھا جاتا تھا کہ اس کے دونوں بازو شانوں سے اکھڑ جاتے تھے۔ بعض اوقات رسی کو ڈھیلا کرکے ملزم کو نیچے گرنے دیا جاتا تھا۔ مگر اس سے قبل کہ اس کی ٹانگیں فرش پر رکیں رسی کھینچ لی جاتی تھی۔ اس شدید جھٹکے سے اس کے بازو اکھڑ جاتے تھے۔

ان کے جسموں کو جلتی سلاخوں سے داغنے کا بھی طریقہ نکالا گیا تھا اکثر انھیں لوہے کی کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا جاتا تھا۔ پھر کرسی کے پیندے میں سوراخ کرکے اس کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی

اذیت دینے کے دوران.... عدالت کے ارکان موجود رہتے تھے۔ تاکہ ملزم کے منہ سے نکلنے والی آوازوں اور کراہوں کا ریکارڈ رکھ سکیں۔

وہ ملزم جو اپنے اوپر ہر قسم کے الزامات کو تسلیم کرلیتے تھے انھیں چھوڑا تو نہیں جاتا تھا...... البتہ ان کی موت آسان طریقوں سے ہوتی تھی

جون آف آرک

فرانس میں جون آف آرک نامی عورت کا مقدمہ بڑی شہرت کا حامل ہے۔ اس عورت کو جادو کے شبہ میں گرفتار کیا گیا تھا (حالانکہ اس کی بہت سی سیاسی وجوہات بھی تھیں)

اسے گرفتار کرکے ایک پنجرے میں بند کر دیا گیا۔ ایسے پنجرے میں جس میں وہ بمشکل کھڑی ہو سکتی تھی اور پھر اس پنجرے کو عوام میں نمائش کے لئے رکھا گیا۔

ابتدائی مرحلے میں پتا چلا کہ جون آف آرک، کنواری ہے۔ یہ کنوارپن.... اس بات کا ثبوت تھا کہ جون جادوگرنی نہیں ہو سکتی کیونکہ جادوگروں کی مجلسوں میں جنسی صحبت ضرور کی جاتی تھی اور جون اگر جادوگرنی ہوتی تو وہ کنواری نہیں رہ سکتی تھی۔ مگر اسکے خلاف اصل ثبوت کو صیغہ راز میں رکھا گیا...... پورا مقدمہ اس بنیاد پر کھڑا کیا گیا کہ وہ اس آواز کا راز بتائے جس کے بارے میں اس کا کہنا تھا کہ وہ ایک آواز سنتی ہے جو اس کی رہنمائی کرتی ہے۔

اسے عمر قید کی سزا دی گئی کہا گیا کہ اس نے جھوٹے دعوے کئے ہیں اور اس نے چرچ کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔

لیکن اس کے مخالفین اسے ختم کرنے کے درپے تھے۔ انھوں نے جیلر سے معاملہ کیا کہ وہ جون کے کپڑے الگ رکھ دے اور ان کی جگہ کسی آدمی کے کپڑے رکھ دے.... ظاہر ہے کہ عورت ہو کر اگر وہ مرد کے کپڑے پہن لیتی تو ایکبار پھر گرجا کا عذاب اس پر نازل ہوتا کہ یہی اس دور کا قانون تھا۔

آخر مخالفین کامیاب ہوئے اور جون آف آرک کو موت کی سزا دی گئی۔ اسے بازار میں زندہ جلایا گیا۔

انسان..... بھیڑیا

۱۵۰۸ء میں فرانس میں ایک اور ہنگامہ خیز مقدمہ ہوا۔ یہ مقدمہ پولیگانی کے "انسان بھیڑیے" کا مقدمہ تھا۔ ایک مسافر جو پولیگانی کے علاقے سے گذر رہا تھا اس پر ایک بھیڑیے نے حملہ کر دیا۔ مسافر نے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اس پر اپنی تلوار سے حملہ کر دیا۔ درندہ زخمی ہو گیا۔ مگر مسافر اس کے پیچھے لگا رہا۔ درندے کے تعاقب میں چلتے ہوئے مسافر نے خود کو مچل وردنگ کی جھونپڑی کے سامنے پایا..... مچل کے جسم پر تلوار کا ایک زخم موجود تھا اور اس لیے اس کی بیوی اس پر پٹی باندھ رہی تھی۔ مسافر نے سوچا اور اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ شاید مچل ہی وہ بھیڑیا تھا جس نے اس پر "درندے" کے جسم میں حلول ہونے کے بعد حملہ کیا تھا۔ مسافر نے مچل کو گرفتار کرادیا۔ اذیت نہ برداشت کرنے کے باعث مچل نے تسلیم کرلیا کہ اس نے شیطان سے ایک معاہدہ کررکھا ہے اور شیطان نے اسے یہ قوت دے رکھی ہے کہ وہ انسان سے درندے کے جسم میں حلول کر سکے۔ اس کے لئے اسے صرف اپنے بدن پر ایک خاص قسم کے مرہم کی مالش کرانی پڑتی ہے۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ آدمی کا گوشت کھاتا ہے اور جوان لڑکیوں کو نوچتا ہے۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ بھیڑیا بننے کے بعد مادہ بھیڑیوں کے ساتھ جنسی فعل کا بھی لطف اٹھایا کرتا تھا۔ مچل کو زندہ جلا دیا گیا۔

فرانس میں مسیحی ننیں

فرانس میں چند ایک اور دلچسپ مقدمات ہوئے۔ ان میں بعض اوقات گرجا کے راہب اور وہاں کی راہبائیں بھی ملوث ہوئیں۔ دراصل یہ راہب مرد اور راہب عورتیں مذہب کی آڑ میں.... اپنے جسم کی تسکین کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ جنسی فعل انجام دیا کرتے تھے۔ بعد میں اکثر راہبائیں ناراض ہوئیں اور انھوں نے پادریوں پر الزام لگایا کہ وہ انھیں جادو کے زور سے اس کام پر مجبور کیا کرتے تھے۔

لیکن جب یہ مقدمات سامنے آئے تو تحقیقات سے یہ بھی پتا چلا کہ راہبائیں جو شادی نہیں کر سکتی تھیں...... اپنی تنہائی میں جسم کی بھوک مٹانے کے لئے "مصنوعی اعضائے تناسل" کا استعمال کرتی تھیں۔

اس چکر میں کئی ایک مذہبی راہنما اور گرجاؤں کے سربراہ بھی پھنسے اور بیچاروں کو بلاوجہ سزائیں بھگتنی پڑیں۔ ایسا ہی کیس اربان گرینڈر کا تھا۔ یہ ایک گرجا کا سربراہ تھا مخالفین نے اسے بھی پھنسادیا اور اس پر الزام لگایا کہ وہ جوان لڑکیوں کو روحانی تعلیم دینے کے بہانے ان کے ساتھ جنسی فعل کرتا رہتا ہے۔ گرینڈر قطعی بے گناہ تھا۔ مگر اسے پھانسی اور اذیت کی سزا سے گذرنا پڑا۔

فرانس ہی کی مانند جادوگروں کو جرمنی، اسپین اور اسکاٹ لینڈ وغیرہ میں بھی جابجا ایسی ہی سزاؤں سے دوچار ہونا پڑا۔ جرمنی میں چھ سو اشخاص کو جادوگر ہونے کے شبے میں زندہ جلا دیا گیا۔

انگلستان میں جادوگر

انگریزی بولنے والے اشخاص میں زیادہ تر لوگ "ویچ" یا "افسوں گر" کا لفظ سنتے ہی کسی ایسی عورت یا مرد کا تصور کرنے لگتے ہیں۔ جس کی آنکھوں میں نفرت ہوتی ہے۔ اور کمائی کمین ہوتی یا ہوتا ہے۔ بعض معنوں میں "ویچ" کی یہ تصویر کچھ غلط نہیں۔ کوئی ہزار سے اوپر ایسی عورتیں جنھیں انگلستان میں جادوگرنی ہونے کے الزام میں ہلاک کیا گیا۔ خاص معمر تھیں اور غریب بھی۔ انگلستان میں جادوگر اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جو نفرت کا طوفان اٹھا اس کا بنیادی سبب مذہب تھا۔

ہنری ہشتم روائے انگلستان نے ۱۵۴۲ء میں جادوگروں کے خلاف پہلا قانون پاس کیا لیکن اس میں ان کے لئے موت کی سزا مقرر نہیں کی گئی تھی ،انگلستان میں دوسرا قانون جو جادوگروں اور جادو کے خلاف پاس ہوا وہ ملکہ الزبتھ اوّل کے دور میں ہوا۔ اس کا مقصد مافوق الفطرت قوتوں پر اندھے اعتقاد کو فنا کرنا تھا۔ چرچ کے بشپ کی اس کو پشت پناہی حاصل تھی۔

ان لوگوں میں سے جو جادوگروں سے سخت نفرت کرتے تھے ایک شخص ہاپکنس ہوا کرتا تھا۔ یہ پہلے ایک تیسرے درجے کا وکیل تھا پھر جب جادو کے خلاف نفرت پھیلنے لگی تو ان کا سرغنہ بن گیا۔ ۱۶۴۵ء کا واقعہ ہے کہ ایک لنگڑی عورت الزبتھ کلارک پر شبہ کیا گیا کہ وہ جادو کی پیروکار ہے اور اسنے اپنے ایک پڑوسی کی بیوی پر سحر کر دیا ہے۔ ہاپکنس نے اس موقع پر قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس لنگڑی عورت کو نہایت سخت اذیتیں دیں۔ یہ اذیتیں بڑی عجیب قسم کی تھیں مثلاً اس نے عورت کو ایک اسٹول سے باندھ دیا اور ساری رات اسے سونے نہ دیا۔ اس نے ایک اور طریقہ یہ نکالا تھا کہ وہ جادوگروں (یعنی ملزموں) کو ایک تالاب میں دھکا دیکر گروا دیتا تھا اگر وہ تیرنے لگتی تھی تو اسے قصوروار گردانا جاتا تھا اور اگر وہ ڈوب جاتی تو اسے بے قصور گردانتے تھے (مگر ظاہر ہے ڈوبے قصور تو جان سے جا چکا ہوتا تھا)

ہاپکنس کی اذیتوں کے سامنے مجبور ہو کر لنگڑی عورت نے زبان کھول دی اور اس نے بتایا کہ وہ شیطان کے ساتھ جنسی تعلقات کا لطف اٹھاتی رہی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے قبضے میں کچھ سفید جن ہیں۔ اس نے کچھ اپنے جیسے اشخاص کے نام بھی بتائے اور انھیں بھی پکڑ کر ایسا ہی سلوک کیا گیا۔

ہاپکنس کچھ عرصے بعد لوگوں میں اپنی مقبولیت کھو بیٹھا اور ایک بیماری سے مر گیا۔ آہستہ آہستہ آدمیوں کے ذہنوں میں نئی ثقافت کے باعث تبدیلیاں شروع ہوئیں اور مذہب کی وقعت کم ہونے لگی۔ نئے نئے لوگ باغیانہ خیالات کے ساتھ اُبھرنے لگے پولینڈ کے ایک لزنسکی نامی شخص نے کہا کہ "خدا کو آدمی نے بنایا ہے" اسے اس طرح ہلاک کیا گیا کہ اس کے سینے میں ایک میخ ٹھونک دی گئی اور جلا دیا گیا۔

جادوگروں کے خلاف نفرت کا یہ طوفان آہستہ آہستہ سرد ہوتا گیا۔ اس کا آخری شکار...... بوڑھی مس ونہام کو کہا جا سکتا ہے۔ ۱۷۱۲ء میں ایک معمر عورت مس ونہام کو اس شبہ میں پکڑا گیا کہ وہ جادو کر سکتی ہے اور شیطان کی مقلد ہے۔ ہوا یوں کہ مس ونہام کا کسی کسان سے جھگڑا ہوا اور کسان نے اسے جادوگرنی کہہ کر مخاطب کیا۔ جب یہ معاملہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا۔ تو مجسٹریٹ نے اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک ترکیب تراشی۔ اس نے کسان سے کہا کہ وہ مس ونہام کو ایک شلنگ اس جرمانے کی طور پر دے کر اس نے اسے نہایت غلط نام سے مخاطب کیا تھا۔ ونہام کو یہ فیصلہ پسند نہ آیا وہ کسان کو دھمکیاں دیتی ہوئی چلی گئی۔ اس نے یہ بھی کہا۔

"اگر یہاں مجھے انصاف نہیں ملا تو نہ سہی۔ میرے پاس انصاف حاصل کرنے کے اور ذرائع بھی ہیں"

اس کے کچھ دن بعد کسان نے رپورٹ کی کہ اس کے اہل خاندان پر جادو کیا گیا ہے۔ ونہام کے مکان کی تلاشی لی گئی اور وہاں سے ایسی اشیاء دستیاب ہوئیں جو جادوگر عموماً اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ونہام کو گرفتار کر لیا گیا اور اس پر الزام لگایا گیا...... کہ وہ ایک بلی کی شکل میں شیطان سے گفتگو کرتی ہے۔

دباؤ میں آکر عورت نے یہ الزام تسلیم کر لیا۔ اسے علاقہ سے باہر نکال دیا گیا۔ پورے انگلینڈ میں آج بھی مس ونہام...... "بوڑھی مس ونہام کے نام سے مشہور ہے۔

جادوگروں کے خلاف نفرت کے طوفان کا خاتمہ

۱۷۳۵ء میں جادوگروں کے خلاف جتنے قوانین تھے منسوخ کر دیے گئے۔

اس طوفان کے نتیجے میں سینکڑوں معصوم عورتوں اور مردوں کو موت کی سزا ہوئی اور ہزاروں کی تعداد میں خون بہایا گیا۔

۶۔ سفید جادو کے مقلد

جوں جوں نئے خیالات لوگوں کے ذہنوں میں داخل ہوئے ان کے اندر سے جادو اور جادوگروں کی جو دہشت قائم تھی کم ہوتی چلی گئی۔ دانشور طبقہ نئے خیالات سے کافی متاثر تھا لیکن دیہاتوں اور قصبوں وغیرہ میں بسنے والے دیہاتی اور جاہل لوگ ہنوز جادو کی دہشتوں کے زیر اثر تھے اور انھیں جونہی شبہ ہوتا تھا کہ ان پر کسی نے جادو کر دیا ہے وہ فوراً ان لوگوں کی خدمات حاصل کرنے کے لئے پہنچ جاتے تھے جو صرف عام "سفید جادو کے ماہرین" کہلاتے تھے۔ ایک معنوں میں یہ وہ طبقہ تھا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ جادو کا توڑ جانتے ہیں۔

یہ طبقہ بڑا عجیب تھا...... عموماً جادو کا مقلد وہ لڑکی یا لڑکا ہوتا تھا جو اپنے گھر میں ساتویں اولاد ہوتا تھا...... اس طرح وہ یہ کہتے تھے کہ ان کی طاقتیں موروثی ہیں۔ یہ صرف منتروں اور عملیات ہی سے جادو کا توڑ نہیں کرتے تھے بلکہ جڑی بوٹیوں سے بیماروں کا علاج بھی کرتے تھے۔ جادو کا توڑ یہ اس طرح کرتے تھے کہ جادو کے ذریعے آنے والی بیماری کو وہ کسی جانور میں منتقل کر دیتے تھے۔

اس طرح یہ لوگ...... دیہی بستیوں پر کافی اثر انداز تھے۔ ان میں عموماً

بستات عورتوں کی تھی۔ یہ عورتیں عموماً کسی کالی کوٹھری میں بیٹھا کرتی تھیں۔ ان کے منہ پر ایک نقاب رہتا تھا اور ان کے سامنے ایک بلور رکھا رہتا تھا جس میں دیکھ کر وہ مستقبل کی نشاندہی کرتی تھیں۔

جادو اور بے رحمی

وہ شخص جسے گمان ہوتا تھا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے۔ سفید جادوگر کے پاس جاتا تھا اور یہ جادوگر اسے کچھ ایسے طریقے بتاتا تھا جس سے وہ اپنا علاج کر سکتا تھا۔ مثال کے طور پر جادوگر اسے بتاتا تھا کہ اس آدمی کے پیروں کا نشان تلاش کرے جس کے بارے میں اسے شبہ ہے کہ اس نے جادو کیا ہے۔ پھر اس نشان پر ایک کیل گاڑ دے .... اس کے نتیجے میں جادو کرنیوالے کے پیر میں ایک زخم نمودار ہو جائے گا۔

یہ سفید جادو کے ماہرین.... ایک معنوں میں وہی لوگ تھے جو جادو اور جادوگروں سے سخت متنفر تھے۔ اپنی ترکیبوں سے یہ بھولے لوگوں کو ورغلاتے تھے اور انھیں مختلف اشخاص کے قتل پر اکساتے تھے (یہ کہہ کر یہ شخص کالا جادو جانتا ہے) اس دور میں قتل کی جتنی وارداتیں ہوئی تھیں ان کے پیچھے زیادہ تر کسی نہ کسی "سفید جادو کے ماہر" کا ہاتھ ہوتا تھا۔

ایک بار ایسی ہی ایک عورت پر شبہ کیا گیا کہ وہ جادو کے اثرات سے متاثر ہے سفید جادو کے ماہر نے اس عورت کے شوہر کو مشورہ دیا کہ وہ عورت کو اس وقت تک پیٹتا رہے جب تک کہ جادو کا اثر ختم نہ ہو جائے۔ شوہر نے جادوگر کے کہنے پر حرف بہ حرف عمل کیا اور اسے مسلسل مارتا رہا حتیٰ کہ وہ بدنصیب عورت ہلاک ہو گئی۔

چونکہ لوگوں میں یہ عقیدہ موجود تھا کہ خودکشی کی موت کا مطلب ہے "بے چین روح" لہٰذا وہ ایسی وارداتوں کے بعد....... مرنے والے کو قبر میں دفن کرنے کے بعد ان پر صلیب نصب کر دیتے تھے تاکہ بدروح مرنے والے کے بدن پر قابض نہ ہو سکے۔

ایسے کردار بھی دیکھنے میں آئے جو جنسی طور پر گمراہ تھے۔ ان میں ایک شخص ہارمین تھا۔ اس شخص نے ۱۹۲۰ء کے اوائل میں بہت سے بچوں کا قیمہ کیا اور انھیں کھا گیا یہی نہیں بلکہ وہ اپنی دکان پر جو گوشت فروخت کرتا تھا وہ بھی انسانی ہوتا تھا۔ اسی طرح ایک شخص جان ہیگ ہوا کرتا تھا کہتے ہیں کہ وہ کنواری کا خون پینے کا عادی تھا...... ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات جادو کے نہ تھے بلکہ ایسے لوگ یا تو ذہنی کج روی کا شکار ہوتے تھے یا پھر وہ پاگل ہوتے تھے۔ البتہ دیہاتی اور جاہل انھیں بھی جادوگروں کی صف میں لا کھڑا کرتے تھے۔

شیطان کے چیلے

یہ اٹھارویں صدی کے وسط کا ذکر ہے۔ جس زمانے میں کچھ پڑھے لکھے لوگوں نے..... شیطان کی پوجا کی نیاری رسم ایجاد کی۔ یہی نہیں بلکہ انھیں کے ہاتھوں انسانی قربانی کی بھی بنیاد پڑی۔ ادھر جونہی جادو کے خلاف رائج قوانین منسوخ ہوئے انہوں نے اپنی توجہ BLACK MASSES (سیاہ اجتماع) کی طرف مبذول کر دی۔

۱۷۴۵ء میں ان لوگوں نے ایک "ھالفائر کلب" کی بنیاد رکھی اور اس کے لئے ایک برباد شدہ عمارت "ایبے آف میڈن ھام" کا انتخاب کیا۔ اس کلب میں اس وقت کی چند مشہور ہستیاں بھی ممبر تھیں اور اس کا سربراہ سر فرانسس ڈیش وڈ تھا۔ وہ ایک پڑھا لکھا اور باثر آدمی تھا۔ اس کلب کے مقاصد میں "ننگے ناچ..... گندی حرکات"..... اور "شیطانی پوجا" شامل تھے۔ یہ کلب گھر... بعد میں ایک دوسرے مقام پر منتقل کیا گیا اور وہاں اس کا جو ہال تھا اس میں عجیب و غریب ٹوٹو تویراں کنے گئے۔ اس میں ایک "چیپل" (گرجا) بھی موجود تھا جس میں خدا کی جگہ شیطان کی پوجا ہوتی تھی۔ لندن کی بستیوں سے جو ٹیلی لڑکیاں یہاں لائی جاتی تھیں، اور ان سے جشن کے دوران ہم بستری کا لطف اٹھایا جاتا تھا۔

انہیں ممبروں میں ایک شخص جان ولکس ہوتا تھا، ایک بار اس نے ایک بندر پکڑا اسے عجیب و غریب لباس پہنایا اور پھر اس کے چہرے پر ہیبت ناک نقش و نگار بنا دیئے اس نے بندر کو ایک صندوق میں بند کر کے ------ شیطان قربان گاہ کے پیچھے چھپا دیا اور جس وقت شیطان کی پوجا شروع ہوئی۔ اس نے جھٹکے سے صندوق کھول دیا۔ بندر باہر نکل آیا اور اچھل کر ایک مشہور ممبر لارڈ سینڈوچ کے اوپر چڑھ گیا۔ لارڈ بوکھلا کر گر پڑا اور لڑکھڑا کر شیطان سے معافی مانگنے لگا۔

بعد میں لوگوں کو اس مذاق کا علم ہوا۔ مگر ان میں سے کسی نے اس کا برا نہ مانا بلکہ اس کے بعد سے بندر کو شیطان ازم کے اندر ایک بڑا مقام عطا کر دیا گیا۔

شیطان ازم کا ارتقاء

لوگوں کا یہ خیال کہ شیطان کی پوجا اور سیاہ اجتماعات قدیم زمانے سے موجود ہیں۔ کچھ صحیح نہیں دراصل یہ دونوں باتیں کافی نئی کہی جا سکتی ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس کی جڑیں دراصل دور قدیم سے ہی ملتی ہیں۔ آدمی کا ابتداء ہی سے یہ نظریہ رہا ہے کہ دنیا میں جتنی برائیاں ہیں اور برائی کی جتنی قوتیں ہیں وہ سب کی سب شیطان ہی کے تابع ہیں۔ کئی معنوں میں شیطان

ان سب کا دیوتا یا آقا کہا جاسکتا ہے۔

آدمی ہمیشہ سے نیکی اور برائی کے اثرات ہی کے تحت رہا ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں چونکہ اچھائی کی قوتیں اور اچھائیاں اس آقا یا دیوتا کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔ لہٰذا شیطان ہر اس بات کو پسند کرتا ہے جنہیں نیکی کی طاقتیں ناپسند اور مسترد کردیتی ہیں۔

مثلاً جنسی کجروی ------ انسانی جانوں کی بھینٹ اور سیاہ اجتماعات بدی کی قوتوں کے من پسند کام ہیں جبکہ نیکی کی قوتیں ان سے سخت احتراز کرتی ہیں وہ لوگ جو شیطان کے پجاری ہوتے ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ مذاہب عالم کے بتائے ہوئے تمام طریقوں سے روگردانی اور بغاوت کریں۔ ہر اس اصول پر چلیں جو ان کی نفی کرتا ہو۔

ان کی نظر میں " شیطان آزادی کی علامت ہے۔ ہر قسم کی آزادی کی ----- جبکہ مذہب ان کے عقیدے کے مطابق ایک ایسا نظام ہوتا ہے جس میں انسان آپ اپنا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔

ایک معنوں میں " شیطان ازم" بجائے خود ایک نظام عقیدہ ہے ------ ایک مذہب ہے ------- تمام مذاہب کی نفی کرنے والا مذہب۔

بعض بعض جگہوں پر شیطان کی پوجا کا صرف ایک مقصد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جادو کے ذریعے ------ دشمنوں کو تباہ کیا جائے۔ یہ لوگ عموماً ----- مردوں کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ ان ہڈیوں پر منتر وغیرہ پڑھنے کے بعد انہیں اس قابل بنایا جاتا ہے ------- کہ جادوگر ان ہڈیوں کو ہاتھ میں لے کر جس شخص کی سمت بھی اشارہ کرے گا وہ فوراً سحر کے تحت بیمار ہو جائے گا۔

بالویں کے علاقے میں ۱۹۶۸ء کی بات ہے۔ جادوگروں کے ایک گروہ نے قبرستان پر دھاوا بول دیا اور وہاں کی تمام قبروں کو کھود ڈالا۔ پھر وہ لاشوں کو اٹھالے گئے تاکہ ان پر شیطانی عملیات کئے جاسکیں۔

موجودہ دور میں ------ شیطان ازم ایک گہری تحریک کی شکل میں پھیل رہا ہے۔

جادو کے زور سے قتل ہونے والوں میں چارلس والٹن نامی شخص کی بڑی تشہیر ہوئی تھی۔ ۱۹۴۵ء میں ایک میدان میں یہ شخص پڑا ملا تھا۔ اس کا گلا کٹا ہوا تھا۔

کالا جادو امریکہ میں

سوئٹزرلینڈ، جرمنی اور فرانس میں سیاہ تنظیمیں موجود تھیں۔ امریکہ والے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہے۔ ویسے بھی امریکی روحانیت کے اچھے طالب علم کے جاسکتے ہیں۔ اگر آپ امریکہ جائیں تو آپکو اکثر دکانوں پر ایسی چیزیں بکتی نظر آئیں گی جو کالے جادو کرنے اور ان کو توڑنے کے لئے استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ ان میں ایک "پاؤڈر" بھی شامل ہے جس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اگر اسے لے کر آپ اپنے کسی دشمن کے دروازے کی چوکھٹ پر چھڑک دیں تو اس کا سارا گھر تباہی کا شکار ہو سکتا ہے۔

وہیں آپکو اس کا توڑ مل جائے گا ------- یہ توڑ ایک موم بتی کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس موم بتی کو ایک "جادوئی تیل" سے نہلا کر جلایا جاتا ہے۔ یہ مسلسل تین روز تک ایک گھنٹے کے لئے جلائی جاتی ہے ----- پھر اس کی خاکستر کو جمع کر لیا جاتا ہے اور اسے "جادو کے توڑ" کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

امریکہ میں "چرچ آف شیطان" کا بڑا شہرہ ہے۔ یہ ایک سنجیدہ تنظیم ہے۔ اور یہ سان فرانسسکو کے علاقے میں ہے۔ اس کے عقیدت مند بہت سے ہیں اور یہ سب بنیادی طور پر کالے جادو، جنسی آلودگیوں کے پیروکار ہیں۔ ان کے سرغنہ کو "ہائی پرائسٹ" یا سربراہ اعلیٰ" کہا جاتا ہے۔ شیطانی گرجے کے اس سرغنے کا نام "انتون لاوی" ہے۔

اس گرجے کے اندر کی چیزیں بڑی ڈراؤنی ہیں مثال کے طور پر کالی پتے کی جو میز ہے وہ دراصل کسی مقبرے کا پتھر ہے۔ وہاں جو پودے وغیرہ آرائش کے طور پر رکھے ہیں۔ ان کے گملوں کی جگہ انسانی کھوپڑیوں کو استعمال کیا گیا ہے۔ اس فرقے کا مقصد صرف مسیحیت کے خلاف محاذ آرائی ہے ---- اور اس لئے انھوں نے اپنی ایک "خود ساختہ انجیل" بھی تصنیف کر رکھی ہے۔

ان کے ہاں کی رسومات مذہبی بھی بہت ہی عجیب ہیں مثال کے طور پر قربان گاہ ہے جہاں اس قربان گاہ کے اردگرد، نقاب پوش "پروہت" کھڑے ہوتے ہیں اور قربان گاہ کے پتھر پر ایک عریاں لڑکی کو لٹایا جاتا ہے یہیں وہ اپنی شیطانی عبادت کرتے ہیں اور شیطان کو مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

شیطان کے بعض بعض نام یہ ہیں۔

۱۔ طوک

۲۔ اپولویان

۳۔ اسموڈاس وغیرہ

اسی جگہ وہ لوگ منتر وغیرہ پڑھ کر اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کا عمل بھی کرتے ہیں۔

جس وقت تقریب ختم ہوتی ہے تو اس کی اطلاع ایک گھنٹی بجا کر دی جاتی ہے۔

ان حالات میں مسیحی چرچ اب اس بات پر دوبارہ غور کر رہے ہیں کہ وہ

پرانی رسم ------ بدروح کو جلانے کا عمل شروع کردیں۔ اس کے لئے وہی "پاک پانی" "نمک" اور "صلیب" وغیرہ کا استعمال کیا جارہا ہے۔

مسیحی مبلغ مسلسل پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ نئی نسل کے لوگوں کو شیطانی ٹولے سے بچایا جاسکے۔

۸۔ وحشیانہ رسومات کی نمودِ نو

حالانکہ جادو وغیرہ کی پرانی رسومات، مغرب کی جدید دنیا میں تقریباً ختم ہوچکی ہیں لیکن اس کے باوجود یورپ میں اب بھی چند جگہیں ایسی موجود ہیں جہاں جادو اور افسوں گری کے پرانے طریقے ہنوز رائج ہیں۔

اٹلی کے چند حصے ------ خصوصاً سسلی کا علاقہ پرانے عقیدوں کا گڑھ کہا جاسکتا ہے۔ اسی جگہ ایک "جادو درگاہ" موجود ہے۔ جس کے بارے میں دیہاتی لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جادو کی درگاہ ہے۔ ان دیہاتیوں میں "میکے ریا" کے نام سے کئی لوگ آباد ملتے ہیں۔ یہ میکے ریا لوگ دراصل جادوگر ہوتے ہیں۔ حالانکہ دیہاتیوں کا مذہب عیسائیت ہے لیکن وہ ان میکاریا لوگوں کے بڑے معتقد نکلتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کے پاس ایسی طاقتیں موجود ہیں کہ جن کے سائے میں آکر وہ ہر قسم کے خطرے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں شبہ ہوتا ہے کہ ان پر کوئی خطرہ منڈلا رہا ہے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہاں سے انھیں "گنڈوں" اور "تعویزوں" کی شکل میں تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ ایک قسم کا ایسا مشروب بھی تیار کرتے ہیں جسے "دوائے وصال" کہا جاتا ہے۔ یہ دوا کچھ خاص ترکیب سے جڑی بوٹیوں کی مدد سے بنتی ہے اور اس کے بارے میں مشہور ہے کہ حلق سے اترتے ہی یہ آدمی میں "جنسی" جذبے کو اس قدر تیزی سے ابھارتی ہے کہ اگر عورت اسے پی لے تو وہ سامنے آنے والے ہر پہلے مرد کے ساتھ جنسی فعل پر بخوشی رضامند ہو جاتی ہے۔

البانیہ میں بھی بعض بعض حصوں میں جادو کا رواج ہے۔ لوگ بدنظری وغیرہ کے قائل ہیں اور ان کے "دفعیہ" کے لئے طرح طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ مثلاً تین بار ادھر ادھر تھوک کر وہ کسی بدروح کا راستہ روک دیتے ہیں۔

اسپین میں بھی کالے جادو کے بجائے سفید جادوگروں کی بڑی مقبولیت ہے۔ دیہاتی بستیوں کے لوگ اپنا علاج معالجہ انھیں سے کراتے ہیں۔ ان بے چاروں کو دور جدید کی ادویات کے بارے میں کچھ بھی پتا نہیں۔

وچ کرافٹ۔ افریقہ میں

وچ کرافٹ کے سلسلے میں جو تحقیقی کام حال میں ہوا ہے اس کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ تقریباً سارے کے سارے محققین نے افریقہ کے کالے جادو کے پر تاثیر ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ مصر میں ایسے وا بے جو کبھی ہوتے ہیں انھیں بھی جادو کا کرشمہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح قدیم یورپ میں بہرہ پن اور اندھا پن دونوں کے لئے وچ کرافٹ اور کالی نظر کو سبب ٹھرایا جاتا ہے۔

افریقہ کے جنگلوں میں پائے جانے والے جادوگر۔ دوہری حیثیت کے مالک ہوتے ہیں ایک جانب وہ جادو کے ماہر ہوتے ہیں اور دوسری جانب وہ بڑے عمدہ طبیب ہوتے ہیں۔ ان کا کردار اس خطے میں وہی ہوتا ہے جو ہمارے ہاں ماہر نفسیات ڈاکٹر کا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ڈاکٹر بعض اوقات اتنا حیرت انگیز علاج کرتے ہیں کہ عقل ششدر رہ جاتی ہے۔

یورپ میں کالے جادو کا پرانا ڈھانچہ بدل چکا ہے۔ لیکن افریقہ میں یہ اپنی اصل شکل میں ملتا ہے۔

قدیم یورپ میں جادوگرنیوں اور جادوگروں کے بارے میں روایتیں تھیں۔ وہ سب کی سب افریقہ میں ہنوز دہرائی جارہی ہیں۔ نائجیریا میں اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جادوگر اڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ اپنا ہیولیٰ بدل سکتے ہیں اور جب چاہیں کسی جانور کے بدن میں حلول بھی کرسکتے ہیں۔ گھانا کے جادوگروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خون آشام ہوتے ہیں یعنی آدمیوں کا خون پیتے ہیں۔ وہاں جب کبھی کسی قبیلے کا آدمی کسی عجیب طرح مرتا ہے تو اس کی لاش ---- کو ایک کھورنے میں رکھ دیا جاتا ہے اور اگر اس کی لاش اس میں ڈوب جاتی ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ مرنے والا دراصل جادو کا شکار ہوا ہے۔

گھانا کے جادوگروں نے کئی بار خود اعتراف کیا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو عملیات سے مارنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ جس آدمی کو چاہیں اسے قوت مردمی سے محروم کرسکتے ہیں۔ وہ چاہیں تو عورت کا "رحم" چرا کر اسے بانجھ بنا سکتے ہیں۔

جدید افریقہ میں وچ ڈاکٹر (یعنی کالے جادو کے ماہر) کا وہی کردار ہے جو قدیم یورپ میں سفید جادو کے ماہرین کا تھا ------- "پاک علم" جادو کے وارث ہوتے ہیں۔ انھیں شفا دینا آتا ہے۔ ان میں بہت قوت ہوتی ہے۔ یہ گم شدہ اشیاء کا پتا بتاتے ہیں۔ یہ جادوگروں کو شناخت کرسکتے ہیں اور انھیں ہر قسم کے جادو کا توڑ بھی آتا ہے۔

جادوگری آسٹریلیا میں

آسٹریلیا میں ایسے افراد آباد ہیں جو بالکل پتھروں کے دور کے آدمی کے

جا سکتے ہیں۔ ان میں کھیتی باڑی کا کوئی خاص شعور نہیں۔ ان کے ہتھیار اور اوزار سب پرانی وضع قطع کے ہوتے ہیں۔ موت اور بیماری کا سبب ان کے پاس صرف ایک ہی ہے ------ وہ ہے کالا جادو۔

ان کے ہاں دشمن کو ہلاک کرنے کا ایک طریقہ یہ رائج ہے کہ وہ اپنے دشمن کی شبیہ ریت پر بناتے ہیں اور پھر اس میں اپنا بھالا مارتے ہیں اس طرح ------ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کا دشمن تباہ ہو جاتا ہے۔

وہ اپنے دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے دور دراز کے دشمن کو ایک انسانی ہڈی دکھاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک قسم کا راگ چھیڑتے ہیں جسے "موت کا راگ" کہتے ہیں۔

ڈاکٹر جے۔ سی۔ بارکر نے ایک ایسی ہی تقریب کا تذکرہ اپنی کتاب "SACRED TO DEATH" میں کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں ------ ایک شخص بری طرح بیمار پڑا۔ اس کے بدن پر کوئی دکھائی دینے والا نشان موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی مرض کی دوسری علامت ملتی تھی۔ جونہی اسے یہ خیال ہوا کہ اس کے اوپر کسی نے جادو کیا ہوگا ------ اس کی آنکھوں تلے ایک شخص کا ہیولیٰ ابھرا جو ہاتھوں میں ہڈی لئے ہوئے اسے دکھا رہا تھا۔ وہ بری طرح گھبرا گیا اور اپنے ہاتھوں کو یوں اٹھالیا جیسے اپنا دفاع کرنا چاہتا ہو۔ اس کے بعد وہ سر ڈال کر پڑ گیا ------ اس کی موت چند دنوں بعد ہو گئی"

ایسے موقعوں پر قبیلے کے لوگ کسی بڑے بوڑھے کو یا وہاں کے "جادوگر" کو بلا کر لاتے ہیں تاکہ وہ جادو کا دفع کر سکے۔ بسا اوقات ان کے عمل سے مریض کی حالت ٹھیک ہو جاتی ہے۔

مصنف A- W- CANNON لکھتا ہے۔

دراصل یہ قبیلے ذہنی طور پر سیاہ جادو سے اسقدر متاثر ہیں کہ جادو کی کوئی اہمیت ہو یا نہ ہو ان کو نفسیاتی طور سے اس حد تک متاثر کر دیتی ہے کہ وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ مر جاتے ہیں ------ اور اسی عقیدے کی بدولت وہ دوبارہ تندرست بھی ہو جاتے ہیں ------ گویا سارا کھیل ایک گہری عقیدت کا ہے جو ان کی نس نس میں سمائی ہوئی ہے

امریکہ میں وحشی

جس زمانے میں یورپ کے سفید فام امریکہ کے اس خطے میں پہونچے جہاں سیاہ فام آباد تھے تو اپنے ساتھ یورپ کے عقائد لے گئے۔

وہاں کے ایک مصنف نے جس کا نام البرٹ میکسن تھا ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام تھا "پوپو" (جس کے معنی ہوتے ہیں ایک گمراہ دست۔

اس کتاب کو وہاں کے باشندے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے تاکہ اچانک موت کے خطرے کو ٹال سکیں۔

دراصل "پو۔ پو" ایک معنوں میں ایک ایسی سائنس (یا علم) ہے جس کے ذریعے بدروحوں کو بھگایا جا سکتا ہے۔ ان کے کالے جادو کے شکار آدمی کو "پاک" کرنے کے لئے ایک عجیب رسم رائج ہے۔ بیمار آدمی کو ٹھیک کرنے کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ قبیلے کا جادوگر سارے قبیلے کے آدمیوں کو اس کے پاس جمع کرتا ہے تاکہ "پاکی" کی تقریب شروع کی جا سکی۔ یہاں چند منتر وغیرہ پڑھے جاتے ہیں۔ بیمار کو نہلایا دھلایا جاتا ہے اور جادوئی تعویز پہنادئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ریت پر جادوئی تصاویر بنائی جاتی ہیں اس کے بعد اس ریت کو مریض کے جسم سے ملنے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ عمل کے دوران برابر "راگ" الاپے جاتے ہیں۔ یہ پوری تقریب کچھ اس طرح عمل میں آتی ہے کہ اس کے ذریعے زیادہ سے زیادہ روحانی طاقتوں کو بیدار کر کے ------ بدروحوں کے خلاف صف آرائی کی جا سکے۔ یہ طاقت ان کے عقیدے کے مطابق شکار کو پاک کر دیتی ہے ------ اور وہ جادو کے حلقے سے باہر آجاتا ہے۔

پہاڑ، دریا، گھاٹیں وادیاں اور جنگلات ان کے عقائد کے مطابق مافوق الفطرت طاقتوں کا مسکن ہیں جہاں سے ان کی توانائیوں کو بوقت ضرورت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ "ثقافت الاسکا کے علاقے سے لیکر "آمیزن کے جنگلی قبائل تک سب میں نافذ ہے۔

"دوڈو" کی دنیا

آج کے دور میں لفظ "دوڈو" آدمی کے ذہن پر بری طرح اثر انداز ہو رہا ہے۔ کیونکہ کالے جادو کی یہ دریدہ ترین صنف ہے جس کی ہیبت کا اندازہ مشکل ہے۔

"دوڈو ------ کالے جادو کی ایک ایسی صنف ہے جس میں سانپ کی پوجا کی جاتی ہے۔ بعض بعض اوقات اس کے مقلد "آدم خوری بھی کرتے ہیں۔ دوڈو کا لفظ سب سے پہلے یورپ کی مشنریز نے استعمال کیا جب یہ مبلغ ویسٹ انڈیز میں گئے"

دوڈو گو کہ کالے جادو کی ایک شاخ ہے لیکن یہ ایک قسم کا مذہب ہے جس میں "پجاری" ------ دیوتاؤں کے سائے میں آکر ان کی سی طاقتیں اپنے آپ میں محسوس کرنے لگتے ہیں۔ ان کے سرغنہ جو بڑے راہب یا "مہان پجاری" کہلاتے ہیں اپنے آباؤاجداد کی روحوں کو قبروں سے طلب کر کے ان سے مشورے لیتے ہیں۔

دوڈو کی بنیادی رسومات دو ہیں :۔

پہلی ہے "سورج کی تقریب ---- جسے راڈاس کہتے ہیں۔ ان کا من بھاتا کھانا سانپ ہوتا ہے۔ دوسری تقریب "پٹرو" دیوتا کے لئے ہوتی ہے۔ جو لوگوں کو جادوئی قوت عطا کرتا ہے۔

جشن یا تقریب کی ابتداء میں ایک برف کی طرح سفید بھیڑ کو قربان کیا جاتا ہے اور یہ کام سمندروں میں انجام پاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دو سفید کبوتر اور سفید مرغیوں کا ایک جوڑا بھی قربان کیا جاتا ہے۔

اس تقریب کے دوران "ممن گان" لوگوں کے راگوں اور نعروں سے ساری فضا ہنگامے کا روپ دھار چکی ہوتی ہے۔ لوگ ڈھول کی "ڈھم ڈھم" پر ناچتے ناچتے تقریباً جنون کی سی کیفیت میں پہنچ جاتے ہیں۔

دوڈو کی تقریبات عموماً ------ قبیلے کو دشمن کے سحر سے بچانے کے لئے ترتیب دی جاتی ہیں۔ دوڈو کے ماہرین علاج معالجے کے علاوہ جادو ٹونے کا توڑ اچھی طرح جانتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ جادو کو معہ اسکی قوتوں کے خود جادو کرنے والے پر پلٹا دیتے ہیں۔ جس سے جادو کرنیوالا خود ہی اس کا شکار ہو جاتا ہے۔ جادو کو گھریلو زندگی کے مسئلے حل کرنے کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ امریکہ کے جنوبی حصے میں اس قسم کے "تیل" ملتے ہیں جنہیں جادو کے اثر سے اس قابل بنا دیا جاتا ہے کہ اگر اس تیل کو کسی جگہ ڈالا جائے تو اس جگہ سے گذرنے والے تیل ڈالنے والے پر بے حد مہربان ہو جاتے ہیں۔

"زمبی" لوگ

دوڈو کا ہر طالب جانتا ہے کہ "زمبی لوگ "کون ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دوڈو ایک مہلک ترین علم کہا جاتا ہے۔ دوڈو کے ماہرین۔ جو کہ "ھائی" کے علاقے میں رہتے ہیں۔ اس بات پر پورا اعتقاد رکھتے ہیں کہ "مردوں" کو جادوئی عملیات کے ذریعے دوبارہ زندگی دی جا سکتی ہے۔

وہ ایسے ہی مردہ اشخاص کو اپنے عملیات سے زندہ کر لیتے ہیں۔ مردہ جب زندگی پاتا ہے تو وہ بالکل بدلا ہوا انسان ہوتا ہے۔ اسے اپنی زندگی کا بالکل پتا نہیں ہوتا اور وہ ایک معنوں میں واقعی "چلتی پھرتی لاش" ہوتا ہے۔ اس چلتی پھرتی لاش کو دوڈو کے ماہرین اپنے غلاموں کے زمرے میں شامل کر لیتے ہیں اور ان سے اپنی عام زندگی میں غلاموں کا کام کراتے ہیں ------ انھیں دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے۔ جیسے یہ ذہن سے قطعی کورے ہیں۔ یہ بول بھی نہیں پاتے بس کولھو کے بیل کی طرح ہر اس کام میں جٹے رہتے ہیں جو انھیں اپنے آقا کی طرف تفویض ہوتا ہے۔

ھائی ٹی" کے رہنے والے اس بات سے ہمہ وقت دہشت زدہ رہتے ہیں کہ کہیں مرنے کے بعد انھیں کوئی ماہر "زومبی" نہ بنا دے۔ اس ضمن میں مردے کو قبر میں ڈالنے سے قبل طرح طرح کی ایسی ترکیبیں عمل میں لائی جاتی ہیں جس سے "کالا" جادو اس پر اثر نہیں کر سکے۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں کے صدر "پاپاڈاک" کی پرائیویٹ فورس میں اکثر زومبی موجود تھے۔

۱۹۵۹ء میں ---- کہا جاتا ہے ---- کہ ایک زومبی کو گرفتار کیا گیا جسے پولیس اسٹیشن لے جایا گیا۔ اسے ایک نمک بھرا پانی پلایا گیا اور وہ اچانک دوبارہ "زندہ" ہو گیا۔

یہ وہ عقائد ہیں جو "ہائی ٹی" کی پس ماندہ حکومت میں ہنوز موجود ہیں۔

قدیم جادو کی زندگی میں "دوڈو" ایک ایسی پراسراریت کا حامل ہے جو ابھی تک ناقابل حل مسئلہ بنا ہوا ہے۔

۹۔ وکا ------ ایک نئی رَو

وچ کرافٹ کی کہانی بہت سی گتھیوں سے بھری پڑی ہے۔ بسا اوقات تو اس ایک کہانی میں ہزاروں دوسری کہانیاں خلط ملط ہوتی نظر آتی ہیں۔ اس میں ہمیں اقتدار پسندوں اور طاقت پسندوں کا ایک جم غفیر نظر آتا ہے --- یہاں ہمیں وہ غریب، معصوم لوگ بھی ملتے ہیں جو ذہنی طور پر پسماندہ تھے اور وچ کرافٹ کے خلاف نفرت کا شکار ہوئے۔ اس میں ہمیں خون آشام، موت کے معالج جادو کے توڑ کے ماہر اور قسمت شناس سب ایک صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

اس کتاب میں ------ واقعات کی ترتیب کو اسی طرح پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ جس طرح تاریخ سے ------ ان کے ہونے کا پتا چلا ہے۔

باب ۵ اور ۷ میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح نئی بستیوں میں بھی جادو کے قدیم عقیدے ہنوز پنپ رہے ہیں۔ ہم نے اس کتاب کے باب ۶ میں اس نئی رو سے بھی آگاہی حاصل کی جسے شیطان ازم کہتے ہیں۔ دراصل جادو کی یہ شاخ ---- بالکل جدید کہی جا سکتی ہے ------ جس کے مقلد ------ خدا کی جگہ شیطان پرستی کرتے ہیں۔

سچ پوچھئے تو روحانی حلقوں کا ایک بڑا منظم ڈھنگ ہمیں اس ٹولے کے یہاں نظر آتا ہے۔

اس ضمن میں اگر "وکا" کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ تاریخ مکمل نہیں کہی جا سکتی

وکا ---- ایک نیا افسوں گر ٹولہ ہے جو ۱۹۷۰ء کے اوائل میں ظاہر ہوا ---- اس کے پنپنے کی وجوہات کا سرسری اندازہ تو ہمیں ہے ہی لیکن ذرا گہری نظر سے سمجھنے کیلئے ہمیں اس باب میں ---- دوبارہ اس دور میں جانا ہوگا

جو ابتدائی دور کہا جاتا ہے۔

روحانیت اور جادو

صنعتی انقلاب جو کہ ۱۹ ویں میں وجود پذیر ہوا ------ اپنے ساتھ نئے مشغلے، نئے کارخانے، نئی مشینیں اور نئی زندگی لایا ------ اس طرح جادو کے بہت سے پیروکار ------ اپنے فرسودہ عقائد سے ناطہ توڑ کر ادھر چلے گئے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ انقلاب اپنے ساتھ، تعلیم کی لہر بھی لایا ------ جاہلیت کا سدباب ہونے لگا۔ نتیجے میں توہمات، ارواح پر اعتقاد وغیرہ کی بیخ کنی شروع ہو گئی۔ یہی نہیں بلکہ اس کے اثرات مسیحی گرجا پر ہوئے اور ان کی مقبولیت بھی عوام میں گرنی شروع ہو گئی۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ "روحانیت" کی گرفت کمزور ہونے لگی ---- جادو کی تحریک کو دوبارہ زندگی ملنے کا ایک سبب اس طبقے کو کہا جاسکتا ہے جو نچلے کلاس کا تھا جسے محنت کش طبقہ کہتے ہیں۔ (یہ طبقہ اس سے قبل "ملاقاتی جادو" وغیرہ کا قائل تھا ہی) ------ لیکن بالکل جدید تحریک جو جادو کے دوبارہ احیاء کے ضمن میں چلی وہ دراصل متوسط طبقے کے ذہن کی پیداوار ہے۔ یہ لہر ابھری اور پھر اس نے اپنی لپیٹ میں اچھے اچھے دانش وروں کو بھی لے لیا۔

۱۸۰۵ء میں یہ سب کچھ اچانک ہی ہوا۔ امریکہ میں ایک بار پھر روحانیت کا احیاء ہوا اور یہ بخار سارے یورپ تک پھیلتا چلا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ "مردوں سے بات چیت" کا فن ---- تقریباً روزمرہ کی زندگی کا جزو سا بن گیا۔

حاضرات ارواح ------ اس فن کا نام ہے جس میں مردہ آدمیوں کی روحوں کو ساحر طلب کرتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ڈی ڈی ہوم ---- ایک مشہور ماہر عملیات ہے جس کی حاضرات ارواح کی مجلسوں میں بڑے بڑے امراء اور روساء بھی شریک ہوتے تھے

وہ تمام فن ---- جو قسمت شناسی کے لئے استعمال ہوتے تھے، مر چکے تھے ------ یکایک دوبارہ ابھر پڑے

یہ دور دراصل جادو کی مردہ تحریک کے احیاء کا دور کہا جاسکتا ہے۔ اس کے لیڈروں میں الیفاز لیوی ------ ماتھر ------ اور السٹر کراولی جیسے ساحر شامل تھے۔ لیوی نے دعویٰ کیا کہ اس نے پہلی صدی عیسوی کے ایک نامور ساحر کی روح کو جگا کر اس سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اس تقریب کے ضمن میں لیوی نے جو اشیاء استعمال کیں وہ تھیں۔

ایک جادوئی تلوار

ایک ہشت پہلو ستارہ

اور ایک قربان گاہ

لیوی نے دعویٰ کیا کہ ساحر کی روح کو جگانے کے عمل کے بعد سے اس پر بدروحیں مسلسل حملہ آور ہوتی رہی ہیں۔ لیکن اس کے پاس ایک مقناطیسی لوہا ایسا موجود ہے جو اس کیلئے روحانی دفاع کرتا ہے۔

اس دور میں چند دانش وروں نے بھی ایسی ہی تنظیمیں بنائیں جو اپنی نوعیت میں 'جادوئی تنظیم' ہی کی مانند تھیں۔ ایسی ہی ایک تنظیم "آرڈر آف دی گولڈن ڈان" کے نام سے ابھری اس کے ممبروں میں دنیا کی کئی مشہور ہستیاں بھی تھیں۔ مثلاً

ڈبلیو بی ایٹ (مشہور شاعر)

سمرسٹ ماہم (مشہور افسانہ نگار)

بظاہر اس تنظیم کا مقصد یہ تھا کہ ان طاقتوں کا مطالعہ کیا جائے جو قدرت کے پس پشت کام کرتی ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد یہ تنظیم مشہور افسوں گر سائیکل ماتھر کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی۔ یہ شخص بڑا قابل آدمی تھا اس نے جادو کے بہت سے قدیم نسخوں کا ترجمہ کیا تھا۔ کافی عرصے تک ماتھر اس تنظیم کا سربراہ رہا پھر اس کی جگہ ------ بدنام زمانہ ساحر اور سیاست داں السٹر کراولی نے لے لی ------ کہا جاتا تھا ماتھر جیسے ساحر کو ہلاک کرنے کا کام السٹر کراولی نے کیا تھا ------ اور وہ بھی بذریعہ سحر۔

السٹر کراولی

یہ شخص ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوا اور اس کی موت ۱۹۴۷ء میں واقع ہوئی۔ جادو کی تاریخ میں السٹر کراولی کا نام نہایت لفظوں میں لکھا ملتا ہے۔ ایک معنوں میں یہ بیسویں صدی کا سب سے بڑا ساحر تھا۔ آرڈر آف گولڈن ڈان کا سربراہ بننے کے کچھ عرصے بعد ہی اس پر الزام لگایا گیا کہ اس نے تنظیم کے سابق صدر ماتھر کو اپنے روحانی موکلین کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کی ہے اور اسے ہٹا دیا گیا۔

صدر سے علیحدہ ہونے پر کراولی نے خود اپنی ایک تنظیم قائم کی اور اس کا نام رکھا "آرجنٹم آسٹرم" اس کے بعد وہ ایک ایسے ٹولے کا سربراہ بن گیا جو جنسی کجروی کا پیروکار تھا ------ اس تحریک میں جرمنوں کی بڑی تعداد تھی اور یہ سب کے سب جنسی کجروی کے شکار تھے۔ پہلی جنگ عظیم میں اس نے برطانیہ کے خلاف پروپیگنڈے کی ایک زبردست تحریک چلائی ------ عدالت سے اسے اس قدر پرخاش تھی کہ اس نے ایک بار مقدمے کو اپنے حق میں فیصل کرنے کے لئے ایک عمل کیا اور ایک جادوئی تعویذ بنایا۔ یہاں ہم اس جادوئی تعویذ کو از راہ دلچسپی نقل کرتے ہیں۔ یہ تعویذ ایک جلدی

کاغذ پر لکھا گیا اور اس میں مندرجہ ذیل جادوئی الفاظ کنندہ تھے۔

المانہ

اسل

میٹر

آل بی آ

این

اری میل

انجاے

کہا جاتا تھا کہ وہ باہر نکلتے وقت ہمیشہ اپنے جسم پر ایک جادوئی خوشبو ملا کرتا تھا جس میں کچھ ایسی طاقت تھی کہ عورتیں اس کی جانب خود بخود کھنچ جاتی تھیں۔ اس کا نظریہ تھا کہ "مثلاً" "میں" کا استعمال فلسفانہ کیا جائے۔ کیونکہ جب تک آدمی اپنی ذات کی شناخت کے دائرے سے باہر نہیں نکلتا وہ مافوق الفطرت قوتیں حاصل نہیں کر سکتا۔

کراولی اٹلی میں پہنچا تو اس نے وہاں بھی تنظیم کی بنیاد ڈالدی لیکن جونہی وہاں کی حکومت کو اس کا پتا چلا تو انہوں نے کراولی کو اٹلی سے باہر نکال دیا۔

یہاں سے نکل کر کراولی یورپ میں پھرتا رہا اور تین سال بعد سخت غربت اور مفلوک الحالی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

کراولی جب بھی کوئی خط لکھتا تھا تو اپنے دستخطوں کے ساتھ ------ "بھیڑیا" ضرور لکھتا تھا۔

قدیم جادو کے محققین میں جو نام سرفہرست کہا جاسکتا ہے۔ وہ ہے ------ مارگریٹ مرے کا جس کی کتاب "دی وچ کلٹ ان ویسٹرن" ۱۹۲۱ء میں منظر عام پر آئی

وچ کرافٹ اور قانون

انگلستان میں قدیم جادو کی موت کے ساتھ ہی ساتھ "روحانیت" کا جنم ہوا اور پورے علاقے میں جابجا ------ میڈیم ------ نظر آنے لگے۔ یہ وہ مرد یا عورتیں ہوتے تھے۔ جن کا دعویٰ ہوتا تھا کہ وہ مردوں اور زندوں کے درمیان ایک "واسطہ" بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں ------ وہ لوگوں کے عزیزوں وغیرہ کی روحوں کو بلا کر ان سے ملانے کا کام کرتے تھے۔

یہ پیشہ اس قدر بڑھا کہ بعد میں انگلستان کی حکومت کو ان کے خلاف ایک قانون نافذ کرنا پڑا جسے "جعلی میڈیم ایکٹ" کہا جاتا ہے۔ یہ قانون ۱۸۷۶ء میں نافذ ہوا۔

اس میں یہ لکھا تھا کہ ہر وہ شخص جو دھوکہ بازی کی طور پر یہ مشتہر کرے کہ اسے روحوں سے بات چیت کرنے کا فن آتا ہے۔ مستوجب سزا ہوگا۔

جدید وچ کرافٹ

اس قانون کے نفاذ کے بعد سے وچ کرافٹ کی کھلے بندوں پیروی کی جانے لگی ------ "وکا" کا مذہب سامنے آیا جس کے مقلدین نے دعویٰ کیا کہ دراصل روحانی طاقتوں کے حصول کے لئے یہ مذہب سب سے درست اور سچا مذہب ہے۔

اس مذہب کی جڑیں، مرے، کراولی وغیرہ کی تحریروں نے اور گہری کر دیں۔

اس مذہب کا پہلا صدر تھا ڈاکٹر جیرالڈ گارڈنر۔ اس نے تین بڑی مشہور کتابیں تصنیف کیں۔

ہائی میجک ایڈ

وچ کرافٹ ٹوڈے

وچ کرافٹ کے معنی

۱۹۶۴ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اپنی عام زندگی میں وہ ایک ہر دلعزیز شخص تھا۔ جیرالڈ گارڈنر کی کتاب پرچھائیوں کی کتاب یوں شروع ہوتی ہے۔

"اپنے ساتھ ایک کتاب رکھو اور لکھنا شروع کر دو۔ اپنے بھائیوں اور بہنوں کو اس میں سے ان کے مطلب کی چیزیں نقل کر دو لیکن ------ کسی قیمت پر اس کتاب کو اپنے سے جدا نہ کرو۔ کیونکہ اگر ایسا کیا تو پھر اذیتیں تمہارا مقدر ہوں گی ------ ہر شخص اپنی تحریر کی خود حفاظت کرے اور اگر اسے اپنی موت کا خطرہ لاحق ہو تو اسے تباہ کر دے۔ کوشش کرو کہ اس کے اندر کا مواد تمہیں زبانی یاد ہو جائے ------ خطرہ ٹل جائے تو اسے دوبارہ کاغذ پر نقل کرو۔ اگر کسی کی موت واقع ہو جائے اور اس کی کتاب کسی اور کے ہاتھ لگے تو اسے چاہئے کہ وہ فوراً اسے تلف کر دے تاکہ کسی کو یہ ثبوت نہ مل سکے کہ مرنے والا "جادو" جانتا تھا ------"

دراصل "وکا" نامی مذہب کا بانی یہی گارڈنر تھا۔ تمام فرقے جو "جادو" کے پیروکار کہے جاسکتے تھے عموماً اس مذہب کے پیروکار ہوتے ہیں جو اپنی نوعیت میں تخلیقی طور پر بادی ہوتا ہے۔ ان تمام فرقوں میں جو پروہت یا پجارن ہوتی ہے۔ جسے "میڈن" کہتے ہیں۔ اس طرح ان تمام فرقوں میں مہا پجارن کی شاید یہ شاید ایک مہا پجاری بھی ہوتا ہے۔ جو جادوگروں کی اس تقریب کی صدارت کرتا ہے جس میں تمام کے تمام جادوگر سینگ وغیرہ پہن کر شامل ہوتے ہیں۔

جادوگروں کا کلینڈر

"جادو" جگانے کی تقریبات تعداد میں چار ہیں یہ سال میں ہوتی ہیں۔

پہلی تقریب "کینڈل ماس نامی مہینے میں (جوکہ عموماً فروری کی شام میں پڑتی ہے) دوسری تقریب لاماس مہینے میں (جوکہ عموماً اگست کی شام کو پڑتی ہے) تیسری تقریب حالوین نامی مہینے میں (جو اکتوبر کی شام میں پڑتی ہے) اور چوتھی تقریب بلٹن (جوکہ مئی کی شام میں ہوتی ہے)

حالوین ------ اس قدیم جشن کی یادگار ہے جس میں جو مردے گوشت کھاتے تھے۔

کینڈل ماس ------ تاریکی کے اختتام اور زندگی کی شروعات کو ظاہر کرتا ہے۔

بلٹن ------ جگانے کے مرحلے کا نمائندہ ہے۔

لاماس ------ فصل کٹنے کی مظہر ہے۔

گارڈنر کے جادوئی ٹولے میں جنسی افعال کی بڑی اہمیت ہے۔ جبکہ دوسرے ٹولوں میں اس کی اتنی اہمیت نہیں اور ان فرقوں میں یہ ہوتا ہے تو محض اس لئے کہ اس کے ذریعے وہ کسی قسم کا جادو جگاتے ہیں۔ بعض جادوگروں کے نزدیک جنسی فعل ایک "عبادت" کا طریقہ ہے۔ بہت سے جادوگر جادو جگانے کے عمل کے وقت "چلے" میں داخل ہونے سے کُل بدن کا لباس اتار دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح وہ مادے سے بلند ہوکر روح کی سمت آسانی سے بڑھ سکتے ہیں۔

یہاں ایک بات نوٹ کرلیں کہ "وکا" کے پیروکار عام قسم کے جادوگروں سے بالکل مختلف ہیں۔ یہ لوگ بیشک جادو کا استعمال کرتے ہیں لیکن ان کا مقصد دراصل انسان کی فلاح و بہبود ہے۔ اور یہ تباہ کاری کے کاموں میں قطعاً حصہ نہیں لیتے۔

جادو کے مذہب میں داخل کرنے کی رسم

یہ رسم اس طرح انجام دی جاتی ہے گویا مذہب میں داخل ہونے والا نئے سرے سے جنم لے رہا ہے۔ ابتداً میں یہ رسم ایک راز کا درجہ رکھتی تھی اور اس کے بارے میں کسی کو نہیں معلوم ہونے پاتا تھا۔ لیکن اب یہ راز راز نہیں رہا ہے۔

سب سے پہلے کسی جادوئی تلوار سے ایک دائرہ کھینچا جاتا ہے۔ اس کے بعد مہا پجارن ------ شیطان سے ------ التجا کرتی ہے کہ وہ انہیں اپنی پناہ میں رکھے۔ اس کے بعد نووارد کے ہاتھ رسیوں سے باندھ دیے جاتے ہیں

پھر اسے کچھ نصیحتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ مثلاً

"سنو --- عظیم ماں کی آواز سنو ----

جسے لوگ ---- آرائی حس، آسٹر --

ڈیون ---- آپھرو ڈائٹ ------

ڈانہ ---- برائنڈ وغیرہ کے نام سے بھی جانتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بہت سے ناموں سے بھی پکارتے ہیں ------"

پھر نووارد کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ جادو کے اسرار کو پوشیدہ رکھے۔ اور جادوئی تقریبات میں بدن کو عریاں رکھے ------ عبادت میں اس طرح ------ ناچے ---- اور گائے۔

اس کے بعد نصیحت یوں ختم ہوتی ہے۔

"میں جوکہ ہری زمین کی خوبصورتی ہوں اور ستاروں کے درمیان سفید چاند کی مانند ہوں اور سمندروں کا اسرار ہوں ---------- اور انسان کے دل کی تمنا ہوں ------ تمہیں اپنی روح میں جذب ہونے کے لئے آواز دے رہی ہوں ------ اٹھو اور میرے اندر جذب ہو جاؤ"

اس کے بعد ---- تازہ وارد کے سینے پر جادوئی تلوار رکھ دی جاتی ہے اور اس سے بہت سے سوالات کئے جانے لگتے ہیں۔ رسم کے اختتام پر تازہ وارد کہتا ہے۔

"میرے پاس دو مکمل الفاظ ہیں ------ مکمل محبت اور مکمل اعتماد۔"

جواب میں مہا پجارن کہتی ہے۔ جن کے پاس یہ الفاظ ہیں انہیں خوش آمدید کہا جاتا ہے ------ وہ تازہ وارد کو بوسہ دیتی ہے اور پھر اعلان کرتی ہے کہ تازہ وارد اب جادوئی مذہب میں داخل ہونے کے لئے تیار ہے لیکن دوسرے جادوگر گھٹنوں کے بل جھک جاتے ہیں۔

تازہ وارد یقین دلاتا ہے کہ وہ جادوئی اسرار کی حفاظت کریگا۔ پھر دوا لگتا ہے ------ اسے شراب اور تیل وغیرہ سے نہلایا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کی رسی ڈھیلی کردی جاتی ہے۔ اسے ایک تلوار پیش کی جاتی ہے جو جادوگروں کی تلوار کہلاتی ہے۔ اسے ایک چاقو اور ایک WAND بھی دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے اور بھی مختلف اشیاء دی جاتی ہیں۔

اور پھر ------ اسے تمام جادوگروں کے سامنے یہ کہہ کر پیش کیا جاتا ہے کہ اب یہ بھی ان کی صف میں شامل ہو گیا ہے۔

تبلیغ دین کا یہ سفر جاری ہے

کیا آپ شریک ہونا پسند کریں گے؟

محترم! بھری دنیا میں کھڑے ہو کر ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ "ایک کے معنی دو"۔ کتنی غلط بات تھی مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ لوگ اس کو ماننے پر تیار ہو گئے صرف اس لئے کہ اس نے یہ غلط بات بڑے صحیح خلوص کے انداز سے کہی تھی۔ دوسرا آدمی آتا ہے اور آواز لگاتا ہے "نہیں! ایک کے معنی تین" اس نے اس سے بھی ناممکن تر بات کہی تھی۔ مگر اس کی بات کو اور زیادہ ماننے والے مل گئے صرف اس لئے کہ اس کا انداز اور زیادہ مخلصانہ اور دل نشیں تھا تیسرا شخص کہتا ہے "نہیں نہیں! ایک کے معنی نہ دو نہ تین بلکہ بے شمار" اور اسے بھی کچھ ماننے والے مل گئے کیونکہ اس کا انداز بھی ویسا ہی مخلصانہ تھا

ایک اور آدمی اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ "ایک کے معنی ایک! صرف ایک!!" کس قدر سچی تھی اس کی بات ساری دنیا کو مان لینا چاہئے تھا مگر اس کو تسلیم کرنے والے بہت ہی کم ملے، صرف اس لئے کہ اس کا انداز مخلصانہ ..... ویسا مخلصانہ نہ تھا۔

دو ایک کے معنی دو کہنے والے بھی مجوسی ہیں جو کہتے ہیں کہ ایک خدا کے معنی ہیں دو خدا تین منوانے والے عیسائی ہیں اور بے شمار منوانے والے اہلِ ہنود اور بودھ ہیں آج یہ سب غیر قوموں کے لئے اپنا ایک مشنری نظام بھی رکھتے ہیں اور لٹریچر بھی جو دھڑا دھڑ اپنا لٹریچر چھاپ رہے ہیں اور مفت تقسیم کر رہے ہیں یہ لوگ بظاہر کچھ دے رہے ہیں لے کچھ نہیں رہے ہیں۔ اس کا ایک نفسیاتی اثر ہوتا ہے، اس کے برخلاف توحید کے علمبرداروں (ایک کے معنی ایک ہی خدا بتانے والوں) کے پاس بھی ایک پیغام ہے ایک لٹریچر ہے اور یہ لٹریچر حق بھی ہے اور مدلل اور جذبات انگیز بھی .... مگر وہ مفت بلا قیمت نہیں ہے اس کو ایک غیر مسلم پڑھتا ہے تو اس کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ بہر حال کاروبار ہے، کتاب جب دی جارہی ہے جب قیمت لی جا رہی ہے اس لٹریچر میں وہ پڑھتا تو یہی ہے کہ ایک کے معنی ایک خدا، ایک انسانیت، دین و دنیا ایک، مگر جب وہ دیکھتا ہے کہ ایک ہاتھ سے کتاب دیتے ہوئے دینے والے کا ہاتھ اس کے پیچھے اور بھی اس کے اوپر قیمت لینے کے لئے اس کی طرف پھیلا ہوا ہے تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک کاروبار ہے۔

بلاشبہ دنیا میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اس طرح نہیں سوچتا اور وہ حق کو ہر حال میں قبول کرلیتا ہے لیکن بہت بڑا عوامی طبقہ ایسا ہے جس کی سمجھ میں یہ بات اس وقت آسکتی ہے جب ہم اسے "حق" دیں اور اس سے کچھ نہ لیں آخر انبیاء کرام کو کہنا پڑا کہ ہم تم سے کچھ نہیں مانگتے، ہم مزدور تمہارے ہیں مگر اجرت کے طالب تم سے نہیں، خدا سے اجر کے امیدوار ہیں .... اگر یہی حکمت عملی اختیار کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ کتاب غیر مسلموں میں اپنا کام نہ کرے پھر اسی کتاب کے ذریعہ دین کے پیغام کا طوفانی اثر دیکھنے کی چیز ہوگی یہ لٹریچر کیسی کم خرچ پر ایک شہر سے دوسرے شہر ایک ملک سے دوسرے ملک جا سکتا ہے آدمی سے کہیں زیادہ دیر تک آدمی کے پاس رہ سکتا ہے اور کہیں زیادہ شرح و بسط اور خاموشی سے اپنی بات کہہ سکتا ہے مگر افسوس کہ قلم سے دین کا کام کرنے والوں نے ابھی تک غیر مسلموں کے سلسلے میں اس خدمت کا تصور تک شاید نہیں کیا۔ بے شک مسلمانوں میں قیمت لے کر بھی دین کا کام کیا جا سکتا ہے اور بے شک غیر مسلموں میں بھی کچھ لوگ ایسے ممکن ہیں جو قیمت دے کر اس لٹریچر کے لے سکیں اور پورا فائدہ اٹھا سکیں مگر بہت بڑا انسانی طبقہ ایسا ہی ہے جو اس وقت ہی اس لٹریچر سے استفادہ کر سکتا ہے اور ان کے دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے جب بے غرض اور بے لوث ہو کر بنا کسی معاوضہ کے اسے پیش کیا گیا ہو "مارگ دیپ" نے اب تک کا اپنا یہ سفر اسی غرض، اسی مقصد، اسی جذبے اور اسی اسپرٹ کے ساتھ طے کیا ہے اور الحمدللہ اس کا یہ سفر برابر جاری ہے۔ لیکن مارگ دیپ ظاہری و باطنی حسن اور معیار سے آراستہ ہوکر

پابندی کے ساتھ جاری رہ سکے یہ تب ہی ممکن ہے جبکہ آپ کا مالی تعاون بھی ادارہ مارگ دیپ کی ہمت افزائی کا ذریعہ بن سکے اگر باطل نظریات و تحریکات کے حاملین کو کثیر معاونین مل سکتے ہیں تو یہ ممکن نہیں کہ راہِ حق میں اشاعتِ دین کے لئے کوشش کرنے والوں کو اہلِ خیر اور مخلصین کا تعاون و اشتراک حاصل نہ ہو سچ تو یہ ہے کہ معدودے چند اہلِ دین و دانش جن تک مارگ دیپ کی رسائی ممکن ہو سکی ہے، کے بے لوث تعاون سے ہی مارگ دیپ نے یہ سفر طے کیا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اپنے دین کی اشاعت کا کام اپنے جن مخلص بندوں سے لینا چاہے گا یقیناً ان کو مارگ دیپ کے تعاون کا ذریعہ بنائے گا۔

آج جبکہ ملک میں ہندوازم کے احیاء کی تحریک اپنے شباب پر ہے ایسی صورت میں دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت کی ضرورت و اہمیت اور بھی شدید ہو گئی ہے۔ تاہم یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ کسی بھی تحریک یا مشن کو چلانے میں مالیات کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس ضمن میں آپ کو اس حقیقت سے بھی روشناس کرانا ضروری ہے کہ مارگ دیپ کسی بڑے اشاعتی ادارہ کسی تجارتی گروپ یا کسی صاحبِ ثروت شخص کی قطعی طور پر ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ نئی نسل اور برادرانِ وطن میں محض تبلیغِ دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے دردمند دلوں کی نحیف سی آواز اور حقیر سی کوشش ہے جو ظاہری اور لازمی سامان ضرورت مہیا نہ ہونے کے باوجود بھی اس پکار پر کہ ؎

پیغامِ مصطفیٰ کی امانت ہے ہمارے پاس
ساتھیو! اٹھو کہ یہ فریضہ ادا کریں!!

اس پُر خار میدان میں اس توقع کے ساتھ کود پڑے ہیں کہ کارساز حقیقی اس مخلصانہ کوشش کی کامیابی کے وسائل بھی ان شاء اللہ فراہم کرے گا۔ ملت کے ایک اہم فرد ہونے کے ناطے امید ہے کہ اس پکار پر آپ بھی لبیک کہیں گے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ادارہ مارگ دیپ کی ہر ممکن امداد فرمائیں گے۔

گذارشِ احوالِ واقعی

زمانے کے حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں معاشی بدحالی کا دور دورہ ہے اشیاء کی گرانی بام عروج پر پہنچ رہی ہے بے ایمانی رشوت ستانی اور لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری ہے۔ دین و مذہب سے بیگانگی بڑھ رہی ہے اور مادہ پرستانہ ذہنیت پروان چڑھ رہی ہے۔ ان تمام حوصلہ شکن حالات کے باوجود "ادارہ روشنی گھر" نے خود اپنی نئی نسل اور برادرانِ وطن میں تبلیغِ اسلام کے اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہ فی الواقع یہ ناموافق حالات ہی تو متقاضی ہیں کہ حق کی راہ میں زبردست اور بھرپور جدوجہد کی جائے اور ظاہر ہے کہ ان ناسازگار حالات میں ہی تو اشاعتِ دین کے فریضہ کی ادائیگی کی ذمہ داری بھی کہیں زیادہ اور خصوصی اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے۔

اس تناظر میں ہمیں توقع ہے کہ آپ ہماری اس گذارش پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے اور ہمارے اس مشن اور "مارگ دیپ" کی اشاعت کو بدستور جاری رکھنے کے سلسلے میں مالی امانت بلا تاخیر ارسال فرمائیں گے یہ تعاون آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا خصوصی تعاون حسب توفیق، لائف ممبر شپ مبلغ ایک ہزار روپے اور سالانہ زر اشتراک صرف پچاس روپے

چیک یا ڈرافٹ پر صرف "MARG.DEEP" لکھیں

A/C 23108 U.B.I RAMPUR

براہ کرم اپنے حلقہ تعارف میں دیگر اصحابِ خیر کو بھی اس طرف متوجہ فرمائیں تاکہ ہم پورے عزم و استقلال کے ساتھ اس چراغ کو روشن رکھ سکیں۔

فجزاکم اللہ جزاءً حسنا۔ والسلام

الداعی

منظور فاخر

ترسیل زر اور مراسلت کا پتہ:

منظور فاخر، ایڈیٹر "مارگ دیپ"

۱۶۰ اررو شنی گھر خسرو باغ روڈ۔ رام پور (یو۔پی)

۲۴۴۹۰۱ (انڈیا)

ایرانی نسل کے اعتبار سے آریائی ہیں بلکہ بعض ماہرین علم الالسنہ کی یہ رائے ہے کہ لفظ ایران آریانہ سے بگڑا ہوا ہے اور آریانہ اقوام آریہ کے وطن کا قدیم نام تھا چنانچہ ایران قدیم کی تہذیب قریب قریب وہی تھی جو قدیم ہندوستان کی تھی۔ یہ لوگ آگ، ہوا، پانی، مٹی، اور عناصر اربعہ کی پرستش کرتے تھے اور اسی شمار کے مطابق ان کی قومی تقسیم بھی تھی بالکل اسی قسم کی قومی تقسیم ہندوؤں کے ہاں بھی پائی جاتی تھی۔

ہندومت جس طرح علماء کا ایک خاص طبقہ ہوتا تھا اسی طرح قدیم ایرانیوں کا بھی ایک خاص طبقہ تھا جو مذہب کا سربراہ خیال کیا جاتا تھا۔ ان کو موبد یا ہیربد کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ چونکہ زرتشت معابد جیسا اور بعض اوقات آتشکدوں کے منتظمین اعلیٰ ہوتے تھے۔ اس لیے ان کو پیرمغاں کہا جاتا تھا۔

لفظ مغاں ہی بگڑ کر یونانی لفظ میگس بنا جس کا مطلب جادوگر ہے۔ چونکہ ایران کی کیانی حکومت کے عہد عروج میں خطہ ایران کے جملہ علوم خفیہ انہی اعلیٰ منتظمین آتشکدہ کے گرد گھوم رہے تھے۔ لہٰذا ان پیرمغاں علماء کی شہرت ان کے خوارق عادات کارناموں کی شہرت جب ممالک اغیار میں پہنچی تو وہاں کے لوگ انہیں جادوگر ہی خیال کرنے لگے۔

اسلام کی فتوحات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جب ایران کے طول و عرض پر پھیلا ہوا تو ایران کے تمام آتشکدے بجھ گئے اور پیرمغاں اور ان کی جادوگری جس و خاشاک کی طرح بہہ گئی۔ یہ طوفانی دور جب ذرا تھما تو ایران میں عباسیوں کا دور دورہ تھا یہ سلاطین گو عرب تھے لیکن عجم نواز ضرور تھے۔ ان کی مردم شناسی گویا علم دوستی۔ ان کی توجہات نے ایک دفعہ پھر ایران کے قدیم علوم کے تن مردہ میں ایک تازہ روح پھونک دی۔ پرانے پیرمغاں، برامکہ کے روپ میں نمودار ہوئے اور ایران کے قدیم علوم کا ایک نقشہ پھر ڈنکا ایران کے طول و عرض میں بجنے لگا۔

اس وقت عرب سحر و ساحری جو زیادہ تر رواج نجوم، اعداد اور موسیقی وغیرہ سے متعلقہ مختلف اعمال پر مبنی ہے۔ ایران میں کافی سے زیادہ رائج ہو چکی ہے۔ لہٰذا جدید عرب سحر و ساحری اور قدیم ایرانی جادو نے باہم مل کر ایک عجیب و غریب شکل اختیار کی۔ جسے آج طول و عرض ایران میں حقہ سازی کہا جاتا ہے۔ حقہ سازی سے متعلق اعمال حسب ذیل ہیں۔

عمل اوّل خدا کا نام لیکر ہدہد کو یومِ پیر روز قفس میں بند کرے اور صبح السوس کا زردہ کھلائے اور پانی کے بجائے گلاب پلائے اور چھبیسویں روز سرخ تانبے کی ایک چھری لیکر جو پہلے سے تیار رکھی ہو اور یہ طلسم اس پر جو اسم اعظم ہے کندہ کرلیا ہو ایسے وقت میں جب کہ قمر اسد نہ طالع یعنی اس شخص سے جو حامل ہے متصل ہو اور قوی الحال ہو اور وہ طلسم یہ ہے۔

۱۸۶۱۱ اا ۵ د د ۱۱ ۸ ۱۱ ۹ د ۱۱ ح ۱۱ ۹ د ۱۹۲ د م

اور یہ طلسم اس سے بھی بہتر ہے۔

۱م ۱۱ م ۱۱ ۸ ۱۱ ۱۱ ے د ۱ د ح ۱ د ۱۱ ے د ۹۸ و د م

اس کے بعد "یا ہو را مزدا افروبانگ" ۳ بار پڑھ کر اس چھری سے ہدہد کو ذبح کرے اس طرح کہ ایک سیسے کے برتن میں اس کا خون اکٹھا ہو تا جائے۔ ایک قطرہ خون کا ادھر ادھر نہ گرے۔ اس کے بعد ہدہد کے سر کو اس کے بدن سے جدا کر دے اور دل کو علیحدہ کرے اور تاج کو قینچی سے کتر کر الگ رکھے اور دونوں بازو اور دم کے سب سے لمبے تین پروں کو بھی جدا نکال لے۔ پھر سر اور دل کو علیحدہ کرے اور تاج کو بھی باقی پروں سمیت الگ کرکے باقی جو ہڈیاں رہ جائیں ان کو ہانڈی میں ڈال کر چولہے پر رکھ دے اور نیچے آگ روشن کردے۔ آگ یہاں تک جلتی رہے کہ ہڈیاں گوشت و پوست سے الگ ہو جائیں۔ اس امر کا خیال رکھے کہ کوئی ہڈی جلنے نہ پائے اور نہ ہی شکستہ ہو۔

ان ہڈیوں کو الگ الگ کر کے پانی کے بھرے ہوئے ایک شیشے کے جار میں ڈالے اور دیکھتا رہے کہ کونسی ہڈی پانی کی تہہ میں جا بیٹھی ہے۔ کونسی پانی کے اندر تیر رہی ہے اور کونسی پانی کی سطح پر تیر رہی ہے۔

پانی کی سطح کے اوپر تیرنے والی سب سے بڑی ہڈی پانی کے اندر تیرنے والی سب سے بڑی ہڈی اور پانی کی تہہ میں بیٹھنے والی سب سے بڑی ہڈی کو نکال کر ہدہد کے خون، دل، تاج اور دم وغیرہ کے ساتھ الگ الگ رکھ لے اور ان ہڈیوں پر باقاعدہ نشان لگا دے۔ تاکہ ان میں یہ تمیز ہو سکے کہ کونسی تہہ نشین ہے۔ کونسی پانی کے اندر اور کونسی سطح آب پر تیرنے والی ہڈی ہے۔

اس کے بعد باقی جو ہڈیاں بچ رہی ہوں ان کو ایک شیشے کے برتن میں بند

کر کے کوئلہ کرے اور آگ جلائے اور ان کی راکھ حفاظت رکھے ۔ اس راکھ کا نام رماد اول ہے ۔ خاصیت اس کی یہ ہے کہ انسان کو جس صورت میں چاہے بنا دے ۔ اس عمل میں بخور اصلی ہے جس کی ترکیب یہ ہے ۔

حب الخروع حب الآس حب الورد اور حب بیروج ایک ایک درم ہر ایک کو جدا جدا خوب باریک پیسے یہاں تک کہ سنل غبار ہو جائیں ۔ اس کے بعد ان سب کو جتنی مقدار ان چاروں کی ہو اتنی مقدار میں رماد اول ان میں ملا دے اور قصد رطوبت قصد انسانی کا خون ان میں ملا کر خمیر کرے اور گولیاں بنا کر رکھ لے ۔ پھر جب عمل کرنا مقصود ہو تو ایک گولی گلاب اور قصد انسانی کے خون میں گھس کر سیاہی تیار کرے اور کنیر کا قلم لیکر اس میں مندرجہ ذیل عبارت حریر سفید پر لکھے :

ﻣﺪﻛﻄ ﺱ

اور بار دو دفعہ کہے " ابجور مزرار زویاگ " اور جس شخص کو جس پرندہ یا حیوان کی صورت بنانا مقصود ہو اس پارچہ حریر کو اس پر مار کر کہے " بصورت فلاں پرندہ یا حیوان اختیار کن " بس وہ وہی صورت اختیار کرے گا ۔

عمل دوم عمل متذکرہ بالا میں جو ہنڈی پانی کی تہہ میں بیٹھنے والی ہے ۔ وہ خاکی مزاج رکھتی ہے اس کے موکل کا نام مہنون ہے اور عمل اس کا سعد نباتات ، نباتات کو وہ دھرا کے متعلق ہوتا ہے ۔ اس کی ایک مہر بھی ہے جسے مہر اطاعت بھی کہتے ہیں ۔ اور یہ مہر اسی عمل میں اثر دو عزیمت کے ہے ہیں ۔ اس مہر کو مع اسم روحانیت یعنی موکل کے نام کے ساتھ متذکرۃ الصدر اشخوان پر ۸ جو ور سے لکھے ۔ وہ اسم یہ ہے ۔ " ابجور سامزداورت " ۔ اور وہ مہر یہ ہے ۔

اور جب عمل کرنا چاہے تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک بڑا طشت تانبے یا پیتل کا لے کر یہ ہنڈی اس میں رکھ دے اور صاحب یوم و ساعت سے مدد کا سرانی کے لئے مانگے اور ۸۵ بار اسم متذکرۃ الصدر " ابجور مزدورت " پڑھے ۔ وہ طشت حاضرین کی نظروں سے غائب ہو جائے گا اور جب تک وہ ہنڈی کو طشت میں سے نہ اٹھائے گا طشت غائب ہی رہیگا ۔

عمل سوم وہ ہنڈی جو پیالے کے اندر تیرتی رہتی ہے ۔ ہوا کا مزاج رکھتی ہے اور اس کے موکل کا نام " زادران " ہے ۔ مہر اس کے عمل کی یہ ہے ۔

ﻪ ﻭﻭﻭﻭﻭﻭ ﻁ

اسم اس عمل کا مندرجہ ذیل ہے " ابجور سامزد انادران " اس ہنڈی کے اعمال ، ہوا ، برق ، ابر اور پرندگان میں ہیں ۔ مثلاً جب کوئی شخص یہ دکھانا چاہے کہ وہ گویا آسمان پر چڑھ رہا ہے تو اس ہنڈی پر مہر مع اسم روحانیت تحریر کرے اور ایک رسی آسمان کی طرف پھینک کر صاحب یوم و ساعت سے مدد مانگے اور ۹۰ بار کہے

" ابجور امزدوازادران بحق جبرئیل مشہان " ۔

اور پکار کر کہے اے حاضرین مجلس دیکھو میں آسمان پر جاتا ہوں ۔ لوگوں کو بھی نظر آئے گا جیسے وہ آسمان پر رسی کے ذریعہ جا رہا ہے ۔ حالانکہ وہ وہیں بیٹھا ہوگا ۔ اور سب لوگ اس ہنڈی کے تصرفات پر متحیر ہو رہے ہوں گے ۔

عمل چہارم وہ ہنڈی جو پیالہ کے اوپر تیرتی رہتی ہے ۔ آتشی مزاج رکھتی ہے ۔ اس کے موکل کا نام مہران ہے اسم اس ہنڈی کا مندرجہ ذیل ہے ۔ " ابجور امزامہران " مہر اس کی یہ ہے ۔

ﻣـــﻭﻭﻪ

اور عمل اس ہنڈی کا معاملات آتشی میں ہی ہو سکتا ہے ۔ مثلاً اگر یہ دکھانا مقصود ہو کہ آتش عظیم روشن ہے اور عامل اس کے بیچ میں بیٹھا ہے اور آگ سے کھیل رہا ہے تو اس ہنڈی پر طریق مذکورہ بالا اسم روحانیت اور مہر لکھ کر بیالیس بار کہے ۔ اور اس کے صاحب یوم و ساعت سے مدد مانگے اور لوگوں کو پکار کر کہے " ملاحظہ کریں میں آگ میں جاتا ہوں " ۔ اس وقت لوگوں کو ایک بڑی آگ دکھائی دے گی اور سب کو نظر آئے گا کہ عامل آگ میں چلا گیا ہے ۔ اور وہاں آگ سے کھیل رہا ہے حالانکہ وہ وہیں موجود ہوگا ۔

ہنروں کا کالا جادو

تسخیر سبع کواکب تسخیر سبع کواکب عربوں کا قدیم طریقہ سحر و ساحری ہے اسے اصطلاحاً علم ہیبابھی کہتے ہیں جس پر عرب کے بڑے بڑے فلسفیوں نے جو سحر کے عامل تھے مقالات اور ضخیم کتب تصنیف کی ہیں ۔ اس میں تسخیرات سبع سیارگان جو افلاک علوی میں ان کے تصرفات کے قوائد عملی کا بیان شامل ہے ۔ اس میں ہم صرف ان دعوات و خواتیم و بخورات کا ذکر کریں گے جن سے کواکب سبعہ کی تسخیر میں کام لیا جاتا ہے ۔

تسخیر قمر

صورت مربع یہ ہے ۔

علم کے ڈنڈے چوب انار ، پھر یرے حریر سفید کے ، میل اور کارد میں نقرئی ہونی لازم ہیں ۔ بصورت خاتم قمر کی یہ ہے جو علم حریر پر محررہ ہونی لازم ہے ۔

بخور تسخیر قمر کا یہ ہے ۔

کندر سفید ، پوست خشخاش ، کف دریا ، لوبان ، زعفران ان سب کو پیس کر شیر دختر میں ملا کر گولیاں بنائے اور چاندی کی انگیٹھی میں روشن کرے ۔

عزیمت یعنی دعوت تسخیر قمر کی یہ ہے ۔ مربع میں داخل ہو کر نشست گاہ پر بیٹھ کر ۷ بار پڑھے ۔

عزمت علیکم ایہا اللائلی الکریم ورسل الرحمۃ وسلی الناصح المساد بحق یاغذ قوش یاعوطش حجبجوش شمین اش عزمت علیکم ایہا السید الرحیم النمرات بالحرکۃ الرمد بحق علیتوا طوث سلجوجیش طیغاش ھمیلس طرطرشاش خیلہتوث اجب دعوتی یا ھادیش دماموش ھذا الاسماء الکرام وبحق حقک العظام ۔

جب مربع سے باہر نکلے تو مندرجہ ذیل پانچوں اسم پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے ۔

بالطیطوث یاعطوش یا حمدیوطیاس یا موطوش یا حلیش ۔ سحرت اس عمل تسخیر کی سواران ہیں ۔

فوائد اس تسخیر کے یہ ہیں کہ تمام مخلوق عامل کی تابع فرمانبردار ہو جاتی ہے ۔ لوگوں کے ذہن اور قلوب کی باتیں اسے معلوم ہو جاتی ہیں جو حادثہ ہونے والا ہوگا اس کی اسے پہلے خبر ہو جائے گی ۔ رجعت مع سو کر اٹھے گا تو اس کے چاروں طرف سرداریہ کے انبار لگے ہوں گے جن پر اس کو کامل تصرف حاصل ہوگا ۔

تسخیر عطارد

اس تسخیر کے مربع کی صورت یہ ہے ۔

عم
میل
کارد
نشست

علم کے ڈنڈے درخت انب کے ہوں جن پر حریر رنگ فیروزہ کے پھریرے ہوں ۔ میل اور کارد میں پیتل کی ہوں ۔

صورت خاتم عطارد کی یہ ہے جو پھریروں پر محررہ ہونی لازم ہے ۔

ﻡ ۹۲۵ ۔ ﺯﺣﺐ ﻃﺮﺫ ﺭﻍ ﻁ ااا اا اا ا

عطارد کے بخور ۔

مصطگی ، مشک ، لوبان ، کوکل ، چنبیلی کی جڑ ، صندل سرخ ، بادام کا چھلکا ۔ اس بخور کو مربع کے اندر پیتل کی انگیٹھی میں روشن کرے ۔

عزیمت یعنی دعوت تسخیر عطارد یہ ہے ۔ مربع میں جامہ کبود رنگ یا فیروزہ رنگ پہن کر داخل ہو اور نشست گاہ پر بیٹھ کر ۲ بار پڑھے ۔

عزمت علیکم ایہا الفاضل الناطق الطلع منہ شاء الحلم العالمۃ بحق ترھوماش مہابش وبحق میومیوش ھیطلوث تولوطوث حسل بیھیو ملایش جلھد ابش دفنجوش ھلحیوث طرنیاش مرطوداش نقل توش بجلد ھوث نیراش ملطیاش اجب دعوتی بحق ھذہ الاسماء یا بلیش طیش بعزۃ ھذا العزیمۃ ۔

اور جب مربع سے باہر نکلے تو مندرجہ ذیل اسمار کو اپنے اوپر دم کرے۔ یا ہمہا فوش شربیوت سمیاہش۔

فوائد اس عمل کے یہ ہیں کہ اس کا عامل جو صورت چاہے تبدیل کرسکتا ہے جو ارادہ کرے ویسے ہی ظاہر ہو اور پل بھر میں عالم بالا پر جائے اور آنکھ جھپکنے میں مشرق سے مغرب کو پہنچ جائے۔ آصف بن برخیا اس تسخیر کا عامل تھا جس نے بلقیس ملکہ سبا کا تخت دربار سلیمانی میں پلک جھپکنے میں لاکر حاضر کردیا تھا۔

تسخیر زہرہ

اسی تسخیر کے مربع کی صورت یہ ہے۔

علم کے ڈنڈے درخت سدا بہار کے ہوں اس پر حریر سبز کے پھریرے اور کاردیں سب نقرئی ہوں۔

صورت خاتم زہرہ کی یہ ہے جو حریر کے پھریروں پر محررہ ہونی لازم ہے۔

بخور زہرہ کا حسب ذیل ہے۔

عنبراشب، عود، صندل، گل نسرین، بہار نارنج، گل سرو نبات۔ ان سب کو کوٹ پیس کر گولیاں بنائے اور صبح و شام نقرئی انگیٹھی میں روشن کرے۔

عزیمت یعنی دعوت تسخیر زہرہ کی یہ ہے۔

مربع میں جامۂ سبز رنگ پہن کر داخل ہو اور نشست گاہ پر بیٹھ کر ۵ بار پڑھے۔

عزمت علیک ایھا السیدۃ السیدۃ المحسنۃ ... طوش طیوش وتدھو طاش ... وکیوذدا ... ھطلبیت طلطبوت اجب دعوتی ... ودعطارش بحق ھذہ النوبۃ النفوسیۃ۔

اور جب مربع سے باہر نکلے تو مندرجہ ذیل اسمار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

بالطلطبائش یا طلمیائش وھوزوش۔

مدت اس عمل تسخیر کی ۵۰ روز ہے۔

فوائد اس عمل تسخیر کے یہ ہیں کہ عامل کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ اس کو قدرت سے خوشحالی ودیعت ہوگی۔ وہ خوش دلی رہیں وانس سب پر حاوی ہوگا۔ تمام عالم اس کے عاشق و مسخر کنندہ کا عاشق ہوگا۔ جس کو چاہے پل بھر میں حاضر کرسکے گا۔

تسخیر آفتاب

صورت مربع برائے عمل تسخیر آفتاب یہ ہے۔

علم کے ڈنڈے نارنگی کے درخت کی لکڑی کے ہوں اور پھریرے نارنجی رنگ کے حریر کے ہوں۔ سیل اور کارد سونے کی ہونی لازم ہیں۔

صورت خاتم آفتاب کی یہ ہے کہ پھریروں پر محررہ ہونا اس کا نہایت لازم امر ہے۔

بخور آفتاب کا حسب ذیل ہے۔

کندر سفید، زعفران، مشک، گل سرو، بلبلہ سرو، گل انار، عود قماری کف دریا۔ ہموزن کوٹ پیس کر گولیاں بنائے اور ہر روز سولہ مثقال مربع میں داخل ہونے کے بعد طلائی انگیٹھی میں روشن کرے۔

عزیمت یعنی دعوت آفتاب (شمس) کی یہ ہے۔

مربع میں جامہ نارنجی پہن کر داخل ہو اور بعد روشن کرنے بخور کے نشست گاہ پر بیٹھ کر ۱۰ دفعہ پڑھے۔ عزمت علیکم ایھا السلطان المتعین والسنا ... بحق طرعش ... طلمعوش اجب یا ... بحق ... اجب دعوتی وانت الملک المتولی بحق ھذہ الاسماء العظیم۔

اور جب مربع سے نکلے تو ان اسمار کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلے۔ یا ... بالنوبالسکوبائش بالموموطش۔ مدت اس عمل تسخیر کی پچاس دن ہے۔

مدت اس عمل تسخیر کی پچاس دن ہے۔

فوائد اس عمل تسخیر کے یہ ہیں کہ عامل اس تسخیر کا ایک طرح سے روئے زمین کا شہنشاہ ہوتا ہے۔ جس بادشاہ و سردار کے سامنے وہ جائے گا۔ وہ اس کا تابع فرمان ہوگا ____ تمام علوم غریبہ اس پر منکشف ہوں گے۔ اس کا چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہوگا کہ رات کو اسے چراغ کی ضرورت بھی نہ ہو اور قوت اس میں اس قدر ودیعت ہو جائے گی کہ اگر چاہے تو ہاتھی کو اٹھا کر دے مارے۔

تسخیر مریخ

____ صورت تسخیر مریخ کے مربع کی یہ ہے۔

مربع میں گیرو پھیر کر رنگ کر دے۔ علم کے ڈنڈے درخت کرکنار کی لکڑی کے ہونے لازم ہیں۔ پھریرا حریر سرخ کا اور سیل اور کاردیں تانبے کی ہوں۔

خاتم مریخ کی صورت حسب ذیل پھریروں پر ثبت ہونی چاہیے۔

بخور مریخ کا حسب ذیل ہے۔

سیاہ مرچ، ماذیون، الطراز زرد، پیاز کا چھلکا، جوب آبنوس۔ ان سب کو پیس کر گولیاں بنائے اور مربع میں داخلہ کے بعد پانچ مثقال صبح اور پانچ شام کو روشن کرے۔

عزیمت یا دعوت مریخ کی یہ ہے۔

مربع میں شنگرفی آلودہ کرکے داخل ہو۔ سرخ جوڑا زیب بدن ہو۔ بخور روشن کرنے کے بعد جائے نشست پر بیٹھ کر ۱۰ بار پڑھے۔

عزمت علیکم ایھا السلطان القاھر والملک القادر الکامل بحق طرتوطیوش ورذنر شروش ... شھریخ ... طبوش ھتلوش ... العزۃ والسلطان ... اجب دعوتی بحق ھذہ الاسماء العظیم۔

اور جب مربع سے باہر نکلے تو مندرجہ ذیل اسمار کو اکتالیس بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

یا ... یا جلھیش یا ... یا طلھوائش یا جلاذنش۔

مدت اس عمل کی کل ۱۵ روز ہے۔

فوائد اس عمل تسخیر کے یہ ہیں کہ اس کا عامل ملک کے ملک کو پل بھر میں مسخر کرسکتا ہے ____ وہ نظر مردم سے غائب ہوسکتا ہے اور جس کو جو شکل چاہے دے سکتا ہے۔ پتھر کو سونا بنا سکتا ہے اور لاکھوں افواج قاہرہ کو دم بھر میں موت کی نیند سلا سکتا ہے گویا اس عمل کا عامل بھی تمام عالم کا بادشاہ ہوتا ہے۔

تسخیر مشتری

صورت تسخیر مشتری کے مربع کی یہ ہے۔

علم کا ڈنڈا درخت شمشاد کی لکڑی کا اور پھریرا حریر زرد کا ہونا چاہیے اور سیل اور کاردیں قیمتی یا سرمگ دھات کی ہونی لازم ہیں۔

خاتم تسخیر مشتری کی حسب ذیل ہے۔

بخور تسخیر مشتری کا حسب ذیل ہے۔

سپاری، شال، چرائتہ، بشکاش، ابہر، عنبر، زعفران سب کو کوٹ پیس کر گولیاں بنائے اور پانچ مثقال صبح اور پانچ مثقال شام کو مربع میں داخل ہو کر جلائے۔

عزیمت یا دعوت مشتری کی یہ ہے۔

مربع میں زرد حریر کا لباس پہن کر داخل ہو اور بخور روشن کرنے کے بعد نشست گاہ پر بیٹھ کر ۱۰ بار پڑھے۔

عزمت علیکم ایھا السید الطاھر النقی بحق ... طیوش ... وھموھیوش ... اطلمعایش بحق ... طوھی جیوش اجب دعوتی اللّٰہ الا بحق حقلق حقلق ... بحرمۃ ھذہ الاسماء العظیمۃ۔

اور مربع سے نکلتے ہوئے مندرجہ ذیل اسمار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیا کرے۔

یاشمعلوجوش یا ابنیوعطش یا ھمھوش یا طرھوش۔

مدت اس عمل کی کل تین سو چھیاسٹھ دن ہے ____ فوائد اس عمل تسخیر کے یہ ہیں کہ عامل اس عمل کو تمام مخلوق کے دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ جس کی چاہے سب سے مشکل آسان کرسکے پر قادر ہوتا ہے۔ جس شخص کو چاہے ہزاروں کوس کی مسافت پر بلا سکنے پر حاوی ہوتا ہے۔ تمام علوم اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ وہ فرشتوں، جنات اور دیگر روحانیوں سے گفتگو کرے اور ان کی گفتگو سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہے۔

تسخیر زحل

صورت مربع تسخیر زحل کے عمل کی یہ ہے۔

م کا ڈھ اور درخت کیکر کی لکڑی کا ہو اور پھر پر احمر ہر سیاہ کا ہیل اور کارو ہی لو ہے کی چیزیں لازم ہیں۔

خاتم تسخیر زحل کی یہ ہے۔

بخور تسخیر زحل کا یہ ہے۔

کندر سیاہ، پوست خشخاش سیاہ، لادن، عنزروت، پوست، مصبر سب کو ہم وزن پیس کر گولیاں بنائے اور جو جو مثقال صبح و شام روشن کرے۔

عزیمت یا دعوت زحل کی یہ ہے۔

مربع میں حریر سیاہ کا لباس پہن کر داخل ہو اور بخور روشن کرنے کے بعد نشست پر بیٹھ کر یہ دعوت پڑھے۔

عزمت علیکم ایھا الملک العظیم القاھر الجبار القادر الوالی الشامخ الفخر کبیر الخطر عظیم الغضب ذو الفضل الذی طل طل معاش جوجیش لوتوش طوش مدرودرش میطیش میطیس اسنق ایھا الشیخ المقدم الساکن المتین معن انا فاق العظام۔

جب مربع سے باہر نکلے یہ چاروں اسم پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ یا طمیوش لوش قی ھوھیطیاش ھوشطیاش سوعوھوش۔

تمت اس عمل کی انگشتری ہے۔

فوائد:۔ اس عمل تسخیر کا عامل زیر زمین دفینوں اور خزانوں کو دیکھ سکنے پر قادر ہوتا ہے جس لشکر میں ہوگا وہ لشکر غالب ہوگا، وہ شخص لڑائی میں عزیز ہوگا۔ جو چیز ہاتھ میں لے گا اس اس ہی جلائے گا۔ یہ شخص سدا جوان رہے گا۔ اور تمام عالم کی زبان سمجھے گا۔

●●●●●●●●●●● ●●

بقیہ ــــ کالدی کاہنوں کا کالا جادو

مبرو الونا ساطارس حروت نو یا قورام

ترجمہ:۔ اے طارس ہمیں بدروحوں سے محفوظ رکھ اور ہمیں دشمنوں پر غالب آنیکی قوت بخش۔

حمورابی لکھتا ہے کہ اگر کوئی کلیدک اپنے دائیں بازو پر باندھ کر ستارہ قلب العقرب کے طلوع ہوتے وقت موکل یا بت طارس کی پوجا کرتے ہوئے اس منتر کا ۳ ہزار بار جاپ کرے تو ایسے شخص کے دشمن تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور وہ بدروحوں کو مسخر کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ حمورابی نے اس موکل کا نقش بھی تحریر کیا ہے، جو حسب ذیل ہے۔

زبان بندی کیلئے

جو عامل منزل عمر میں ذیل کے طلسمات کو گز ریشمی کی دباغت شدہ کھال پر تحریر کر کے اپنے پاس رکھے گا تو اس کی تاثیر سے اس کے جملہ حاسدوں، دشمنوں اور بدخواہوں کی زبان بندی عمل میں آجائے گی۔ طلسمات یوں ہیں۔

یَایَایِیْ یُوْیَا یُوْیْ یَایُوْ اَیَا یُوْ اَیْ یُوْ اَیَایْ یُوْ اَیَا اَیَا یَایِیْ۔

لاپتہ کے لئے

ایسا غائب مفقود الخبر جس کی طرف سے کوئی بھی خبر ابھی یا بُری نہ مل رہی ہو تو اس کے لئے گربہ یا بلی کو منزل نعائم میں دو دھ کا ایک لبالب پیالہ بھر کر پلائیں۔ جب وہ خوب شکم سیر ہو کر دودھ پی لے تو اسے قابو کرلیں اور ذیل کے طلسمات کا ورد کرتے ہوئے ایک سو فرسنگ کے فاصلے پر لے جاکر اسے آزاد کردیں۔ گربہ تین سے سات روز کے اندر اندر واپس پلٹ آئے گی اور اسی دوران ہی مطلوبہ شخص کے متعلق بھی تمام تر معلومات حاصل ہو جائیں گی جب کہ غائب کے زندہ ہونے کی صورت میں وہ واپس آجائے گا۔ طلسمات یہ ہیں۔

اَلْفَا اَلَفْ اَلْفَا اَلَفْ اَلْفَاف اَلْفَاف لَعَفْ لَعَا لَعَفْ یَا اَمَفْ اَلْاَ مَاف اَلْاَفَاف اَلَفْ اَلَفْ یَا اَنْعَاف فُلَان ابن فلاں مَخْنِی اَللّٰہِ اَلْوَاحِد اَلْاَحَد وَلَہُ الْاَسْمَ ذُوالْکَلِم تَالِیْہِ تُرْجَعُوْنَ یَا اَلْعَا نَحْرِیْبُ الْقَاب الوغائب یَا اَنْعَفْ اَنْعَفْ۔

پوشیدہ رہنے کا عمل

الغائب کیلئے گربہ سیاہ وحشی کے خون سے اس کی دبی کی ہڈی کے قلم سے اسی کی دباغت شدہ کھال پر منزل موخر میں ذیل کے اسمار کو لکھیں۔ اس کھال کو اپنے دائیں بازو پر باندھیں۔ اور جہاں چاہیں بلاخوف و خطر چلے جائیں۔ کوئی بھی آپ کو نہ دیکھ سکے گا۔

اسمار یہ ہیں۔ شَشْعَا اَشْتَلَخ اَشَادَ اَشِی اَدشُوشَعلیشَا اَشُوْ وَشَعَلْشَا اَشْلَحْخ شَمَا شُوشَشَا اَلشَایُوْل اَشَا شُوشَمَا شُوشَا اَلَا اَشَاشَاشُ شَرا اَلشوشُ شُوتَہَادَ شَشُو اَعْلَیْشَا اَشَادَۃ شمشمَا لَعَنَا اَنعمْ لَا نَحِیْرمَنْ شُوشَیَا اَشَا اَشَا مَا خَلَقْتَ فِیْھَا دَشَا اَشعلنَا شَاعَیَا اَلشُوشَا اَھیَا۔

عربوں کا کالا علم

قمر کسر النور کی منزلیں

سولہویں رات سے چاند گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ گھٹتے ہوئے چاند میں عرب ساحر بالعموم قمری اعمال کو سرانجام دیتے تھے ان تیرہ منازل القمر کا ذکر جن میں قمر سولہویں شب سے اٹھائیسویں شب تک رہتا ہے۔ کے اعمال سحر اسود سمیت درج ذیل ہیں۔

منزل زبانا

اہل ہند اس منزل قمری کو وساکھا، اہل چین اسے کیر اور اہل فرنگ اسے طویل اور عرض کا کنسٹلیشن وہ جی نیس میں ہی شامل سمجھتے ہیں۔ یہ ۱۳ درجہ برج میزان سے ۱۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج عقرب تک پھیلا ہوا ہے۔ سماک رامح، نور اس میزان اور سنا یا سماک اعزل اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ساحر اس منزل میں درخت لگانے، زیور پہننے، نیا کپڑا کاٹنے، زراعت کاٹنے کو نیک سمجھتے، شادی بیاہ، سفر کرنے کو نحس بتلاتے خاص کر جب بدر اس منزل میں ہو شادی بربادی، خاوند کی بیماری کا اندیشہ ظاہر کرتے۔

اس منزل سے حرف "ت" منسوب ہے۔ اس کا نائب خاکی کلب ہے۔ عدد رقمی ۱۰ اور لفظی ۱۱۰ اور عدد لفظی ۱۹۲ مجموعہ اس کا ۲۹۲ طرح ۱۲ باقی ۸ حصہ اور تصرف اس عمل کا عرب ساحروں کے قریب حرکات اور امساک الریاح ہے۔ لیکن وہ اس عمل کو ترک کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ عبرانی ساحروں کے قریب اس منزل قمری کا موکل شرطائیل ہے جو تخت سلیمان کو ہوا پر اڑاتا تھا۔ عامل سحر کنندہ اس موکل کا ہوا میں اڑنے پر قادر ہوتا ہے۔

منزل اکلیل

اہل ہند اس منزل قمری کو انورادھا، اہل چین اس کو کانگ اور اہل فرنگ اس منزل قمری کو طویل و عریض اور جی نیس میں ہی شامل سمجھتے۔ اس منزل کا پھیلاؤ وسعت افلاک میں ۱۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج عقرب سے ۲۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج عقرب تک ہے۔ اکرکس، الفکہ، کھیالیا اور میزان الجنوبی اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں تخت نشینی، تعمیر مکان، نئے کپڑے بدلنے، زیورات پہننے، ناچ رنگ دیکھنے اور خوشی کے کاموں میں شریک ہونے کو بہتر سمجھتے۔ اگر اس دن جمعہ ہو تو شغل تو بل تجارت، بیوپار، باغ لگانا، سفر، شادی بیاہ کرنا ان کے قریب مبارک ہے۔ ان کے حسابات کے مطابق اگر چاند پورا یعنی بدر ہو تو سفر، شادی، جلوہ، رسم نکاح وغیرہ تو ٹھیک ہے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری کا موکل جینائیل بتلاتے جس کا سحر کنندہ بڑی بڑی کشتیوں کو دم بھر میں فنا کر دینے پر قادر ہوتا ہے۔

منزل قمری اکلیل سے حرف "خ" منسوب ہے۔ عمل اس کا واسطے عداوت و خصومت کیلئے بہتر ہے۔ نائبہ حرف "خ" کا آتش کا ہے۔ عدد رقمی ۶۰۰، لفظی ۱۰۱، عددی ۶۵۱، مجموعہ ۸۱۲ طرح ۹۲ باقی ۸ حصہ، طریقہ عمل کا یہ ہے۔

یا بیر یا ہر مربع پر نقش مثلث، حرف "خ" اور جمع عدد کو معکوس طرف دست چپ کے لکھے جیسا کہ عدد ۸۱۰ اوپر پشت کے لکھے اور اسم مطلوب کو اور لفظ عداوت اور خصومت اور مطلق کو لکھے اور اس کے عدد استخراج کر کے حروف بنا کے اسم ملائکہ کا رقم کرے اور بخور ہوائی عمل کے کرے، اور جس مکان میں ان اشخاص کی نشست رہتی ہے اسی گلی میں دفن کردے۔ ان اشخاص کے درمیان زبردست عداوت پیدا ہوگی۔

مثلث حرف "خ" یہ ہے۔

۲۷۰	۲۷۵	۲۶۷
۲۶۸	۲۷۱	۲۷۳
۲۷۳	۲۶۶	۲۷۲

منزل قمری قلب

اہل ہند اس کو جیسٹھا، اہل چین اسے "سی" اور اہل فرنگ اسے اسرائی کہتے ہیں۔ اس منزل قمری کا پھیلاؤ ۲۶ درجہ ۴۰ دقیقہ سے ۳۰ درجہ برج عقرب تک ہے۔ میزان الشمالی، اجیبیا اور طرلیبان اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں تجارت شروع کرنے، قناتی سیکھنے، عمارت و حمام میں جانے کیلئے، شادی اور سفر کیلئے بہتر خیال کرتے۔ اگر اس رات چاند پورا یعنی بدر ہو تو اس رات کو ہر کام کیلئے سعد خیال کرتے تھے۔ عبرانی ماہرین سحر اسود اس منزل قمری کا موکل طغطائیل کو بتلاتے اور اس موکل کے مسخر کرنے والے کو سحر ذخائر فی الفور مسخر کر لینے پر قادر خیال کرتے تھے۔

اس منزل قمری کا حرف "ص" ہے۔ عرب ماہرین سحر اسود نے اس حرف کا قلقل مقرر کیا ہے۔ اس کا عدد رقمی ۹۰، لفظی ۹۵، عددی ۵۹۰ ہے۔ ان سب کا مجموعہ ۷۷۵، طرح ۷۲ باقی ۳، حصہ اور خواص مثلث صاد کا یہ ہے کہ جو عورت پوشیدہ حرام کاری کرتی ہے اگر وہ اس مثلث کو قمر در عقرب کے وقت لکھ کر مکان خلوت میں دفن کرے تو

اسے حمل نہ رہے گا، اس طرح راز فاش ہونے کا خوف جاتا رہے گا۔

مثلث حرف صاد یہ ہے۔

۲۵۵	۲۶۳	۲۵۷
۲۶۱	۲۵۸	۲۵۶
۲۵۹	۲۵۳	۲۶۲

منزل شولہ

اہل ہند اس منزل قمری کو مُولا، اہل چین خانگ اور اہل افرنگ اسے طوبلہ وریبس کانسٹلیشن سکارپی آئی کا ایک حصہ خیال کرتے ہیں! اس کی وسعت افلاک میں صفر درجہ برج قوس سے ۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج قوس تک ہے۔ ظل المعقرب گیما، حالا آئی سیدس اور راس الشعبان اس منزل قمری کے بڑے بڑے ثوابت ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں داخلہ بروز شنبہ کے اوقات میں ہر عمل سے کام کا سرانجام ہونا کامیاب سمجھتے تھے۔ ویسے وہ اس منزل قمری میں چاند کے داخلے کے وقت چاہ کھودنے، زراعت کرنے، نہ خانہ بنانے اور عمارت شروع کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔ اگر اس رات چاند پورا یعنی بدر ہو تو اسے شادی بیاہ کیلئے اچھا خیال کرتے۔ عبرانی جادوگر اس منزل قمری کا موکل طرفائیل کو مانتے تھے۔ اور اس کے عامل و سحر کنندہ کو بیماریوں کو آناً فاناً دور کر دینے کی قوت حاصل کر لینے والا خیال کرتے تھے۔

اس منزل قمری سے عربوں نے ابجد کے حرف "قاف" کو منسوب کر رکھا تھا یہ حرف کا عدد رقمی ۱۰۰، لفظی ۱۸۱ اور عددی ۱۰۶ اور ثلاثہ اس حرف کا دہ آب قرار دیتے تھے۔ مجموعہ اعداد رقمی، لفظی اور عددی کا ۳۸۷ ہوا۔ اس طرح ان اعداد سے جو نقش مثلث پیدا ہوتا۔ عرب ساحر اسے مرض صرع یعنی مرگی اور درد شقیقہ یعنی کنپٹی کے درد کیلئے نہایت بہتر خیال کرتے۔ وہ اس مثلث کو چمڑے پر تحریر کرتے اور نقش کی پشت پر ان اسماء کا نام لکھتے جن سے مریض کو بچانا مقصود ہوتا۔ شیخ العرب علامہ محمد ساجردانی مغربی اپنی شہرہ آفاق تصنیف کتاب السحر میں رقمطراز ہیں کہ اسماء کے نام کے ساتھ مندرجہ ذیل طلسم بھی تحریر کرنے لازم ہیں۔

ل ل ل ل لھہ ووہ ماح ح م م م

منزل نعائم

اہل ہند اس منزل کو پورا کھاڈ، اہل چین سن اور اہل فرنگ اسے طوبلہ وریبس کانسٹلیشن سکارپی آئی کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں۔ یہ منزل قمری ۱۲ درجہ ۲۰ دقیقہ برج قوس سے ۲۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج قوس تک وسعت افلاک میں پھیلی ہوئی ہے۔ نیز قہ، راس الغول اور السابق اس منزل قمری کے بڑے بڑے ثوابت ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں قمر کے داخلے کے وقت کھیت لگانے، بوٹی مونگا خریدنے، درخت کٹوانے، فصد کھلوانے اور عمارت کی بنیاد رکھنے کیلئے مبارک خیال کرتے۔ اگر ان اوقات میں مشتری واقع ہو تو اس دن سہاگنوں کو سرخ کپڑا زیب تن کرنے سے منع کرتے۔ وہ اکثر قمر فی النعائم کے اوقات میں اپنے سحر والسموں کو مراقب کیا کرتے تھے۔ عبرانی ماہرین فلکیات نے اس منزل قمری کا موکل صنعائیل مقرر کیا ہوا تھا جو قیدیوں کو قید و بند کی مصیبتوں سے رہائی دلانے کی قدرت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس موکل کے سحر کنندہ کو وہ اس قوت کا حامل جانتے تھے۔

عرب ساحروں نے ابجد کے حرف "را" کو منزل قمری النعائم سے منسوب کر رکھا تھا ان کے نزدیک اس حرف کا ثلاثہ خاک، عدد رقمی ۲۰۰، لفظی ۲۰۱ اور عددی ۵۰۱ تھا۔ ان سب کا مجموعہ ۹۰۲ طرح ۱۲ باقی ۸۹۰ اور حصہ ۲۹۶ ۲/۳ ہوا۔ اس طرح جو نقش مثلث پیدا ہوتا ہے وہ عرب ساحروں کے نزدیک حفاظت حمل اور علامتی مجوس کیلئے سریع التاثیر ہے۔ وہ اس مثلث کو زعفران و گلاب سے چمڑے پر لکھا کرتے تھے۔

نقش مثلث یہ ہے۔

۲۹۷	۳۰۵	۳۰۰
۳۰۲	۳۰۱	۲۹۸
۳۰۲	۲۹۶	۳۰۳

منزل بلدہ

اہل ہند اس منزل قمری کو اترا کھاڈ، اہل چین ونی اور اہل افرنگ اسے طوبلہ وریبس کانسٹلیشن سکارپی آئی کا آخری حصہ قرار دیتے ہیں۔ اس منزل قمری کا پھیلاؤ ۲۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج قوس سے ۱۰ درجہ برج جدی تک ہے۔ اکیوس سینسٹرا، پونس، ایچ کولم، فاسیر اس منزل قمری کے بڑے بڑے ثوابت ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں عورت کا اول مرتبہ حیض آنا نہایت مبارک خیال کرتے۔ اس منزل قمری میں داخلہ قمر کے اوقات میں وہ شادی، تخت نشینی، غسل زچہ بچہ، بھول پہننا، زراعت کا کام کرنا نہایت اچھا سمجھتے تھے اور اگر ان اوقات میں یوم یکشنبہ کی رات کو بدر ہو تو شب عروسی کے لئے اس رات کو نہایت مبارک و نیک فال مانتے تھے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری کا موکل ہرائیل قرار دیتے تھے جس کا سحر کنندہ اپنے اعداء پر غالب و قوی رہتا تھا۔

عرب جادوگروں نے ابجد کا حرف "شین" اس منزل قمری سے منسوب کر رکھا تھا۔ اس حرف کا رابعہ آتش ہے۔ عدد رقمی ۳۰۰، لفظی ۳۶۰ اور عددی ۱۰۸۶ ہے۔ ان سب کا مجموعہ ۱۷۴۶، طرح ۱۲ باقی ۱۷۳۴ اور حصہ ۵۷۸ ہے۔ اس کا نقش مثلث داخلہ قمر فی البلدہ کے وقت جب کہ مشتری بھی شرف کا ہو رانگ یعنی قلعی کی لوح پر لکھ کر پاس رکھے عامل جملہ اعداء پر غالب و قوی رہے گا۔ یہ تسخیر امراء و سلاطین کا کام بھی دے گی۔

نقش مثلث یہ ہے۔

۵۷۹	۵۸۶	۵۸۱
۵۸۴	۵۸۲	۵۸۰
۵۸۳	۵۷۸	۵۸۵

منزل ذابح

اس منزل کو اہل ہند ابھجت، اہل چین کی او اہل افرنگ سالگی مارپائی کا نصف اول کہتے ہیں۔ اس منزل قمری کا پھیلاؤ ۱۰ درجہ جدی سے ۲۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج جدی تک ہے۔ اس کا کل وقت بمطابق حسابات اہل ہند ۹ گھڑی اور بمطابق حسابات پاکستان ٹائم سات گھنٹے ۳۶ منٹ ہے۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں اعمال سحر وغیرہ کو بجز کرنے اور اگر یہ منزل قمری جمعرات کے دن آئے تو اس وقت زیور بنانے اور نقاشی کرنے کو مبارک خیال کرتے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری سے موکل عزرائیل کو منسوب کرتے۔ عامل اس موکل کا جملہ دشمنوں کے قلع قمع کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

عرب ساحر اس منزل قمری سے حرف "تا" منسوب کرتے ہیں جس کا رابعہ باد عدد رقمی ۴۰۰، لفظی ۴۰۱ اور عددی ۷۴۳ ہے۔ مجموعہ ان کا ۱۵۴۵، طرح ۱۲ باقی ۱۵۳۳ حصہ کسر یہ ۵۱۱ ہے۔ اس طرح وہ ایک نقش مثلث بنا کر جس گھر میں دفن کرتے وہاں سے حشرات الارض اور موذی جانور بھاگ جاتے۔ یہ نقش گھر بجز کی واپسی کیلئے بھی اکسیر و مجرب ہے۔ نقش مثلث یہ ہے۔

۵۰۸	۵۱۶	۵۱۱
۵۱۴	۵۱۲	۵۰۹
۵۱۳	۵۰۷	۵۱۵

منزل بلع

اہل ہند اس منزل قمری کو شروان، اہل چین نائو اور اہل افرنگ اسے طوبلہ وریبس کانسٹلیشن سکاٹارپائی کا نصف آخر جانتے تھے۔ اس کا پھیلاؤ ایک درجہ ۲۰ دقیقہ برج جدی سے ۲۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج جدی تک ہے۔ منزل ذابح اور منزل بلع کے بڑے بڑے ستارے بیاگوس سامیلا، ابریم، نسر واقع اور ذنب الجدی ہیں۔

عرب جادوگر منزل بلع میں بالا خانہ بنانے، بنیاد بلند کرنے، سفر، زراعت، تخت نشینی، تخم ریزی، امام رکھنے، نیا کپڑا پہننے، ملازمت کیلئے رجوع کرنے، بیماری کا علاج کرنے کو خوب سمجھتے تھے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری سے موکل میکائیل کو منسوب کرتے اور اس کے عامل کو جنات، ارواح خبیثہ اور شیاطین وغیرہ کو دور کرنے پر قادر سمجھتے تھے۔

عرب ساحروں نے اس منزل قمری سے حرف "ثا" منسوب کر رکھا تھا جس کا رابعہ آب کا ہے۔ عدد رقمی ۵۰۰، لفظی ۵۰۱ اور عددی ۶۰۶ ہے۔ مجموعہ کل ۱۶۰۷، طرح ۱۲ اور باقی ۱۵۹۵ اور حصہ کسر یہ ۵۳۲ ہے۔ اس طرح جو نقش مثلث وہ مرتب کرتے جنات، ارواح خبیثہ یا شیاطین سے متعلقہ مقام پر اسے گاڑ دیتے۔ یہ نقش مثلث اکثر لوہے کی تختی پر مرقوم کر کے گاڑا جاتا تھا۔ نقش مثلث یہ ہے۔

۵۳۳	۵۴۰	۵۳۵
۵۳۸	۵۳۶	۵۳۴
۵۳۷	۵۳۲	۵۳۹

منزل سعود

اہل ہند اس منزل قمری کو دھنشٹا، اہل چین ہیو اور اہل افرنگ اسے کیپر کارنی کہتے ہیں۔ وسعت اس منزل قمری کی ۲۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج جدی تا ۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج دلو تک ہے۔ ندی ٹیم، الناثر، نسر طائر، خزاع، ادلیوس اور یاس اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری چاند کے قیام کے دوران میں تجارت شروع کرنے، نئے مکان میں جانے، سفر کرنے، نیا کپڑا پہننے، زراعت کرنے، بیماری کا علاج شروع کرنے کا مشورہ دیا کرتے۔ اگر پیر کے دن قمر اس منزل میں داخل ہو تو اسے ہر عمل کے کیلئے نیک خیال کرتے۔ عبرانی جادوگر موکل میکائیل کو اس منزل قمری سے منسوب کرتے اور اس کے عامل کو پانی پر چلنے کی قوت کا مالک خیال کرتے تھے۔

عرب ساحروں نے اس منزل قمری سے حرف "خا" منسوب کر رکھا تھا جس کا رابعہ خاک کا ہے۔ اس کا عدد رقمی ۶۰۰، لفظی ۶۰۱ اور عددی ۵۱۶ ہے۔ مجموعہ ۱۷۱۷، طرح ۱۲ باقی ۱۷۰۵ اور حصہ ۵۶۹ ہے۔ اس طرح جو نقش مثلث ساحران عرب ترتیب دیتے اور اسے چمڑے پر زعفران سے لکھ کر جس کسی کو تعویذ کرتے اس کی جملہ مشکلات دنیاوی حل ہو جاتیں اور جملہ کاروبار سرانجام ہو جاتے۔ نقش مثلث یہ ہے۔

۵۷۰	۵۷۷	۵۷۲
۵۷۵	۵۷۳	۵۷۱
۵۷۴	۵۶۹	۵۷۶

منزل اخبیہ

اہل ہند اس منزل قمری کو ست بکھا، اہل چین سو اور اہل افرنگ اکوریا ئیڈ کہتے ہیں۔ اس کی وسعت ۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج دلو سے ۲۰ درجہ برج دلو تک ہے۔ مجمر سرد ارسم، کا سٹرا اور نشرہ اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب جادوگر اس منزل قمری میں عمارت خریدنے، زمین فروخت کرنے، قاتوں کی خریداری، شراکت اور ادائیگی رسومات شروع یعنی شکار کرنے کا مشورہ دیا کرتے۔ عبرانی ماہرین فلکیات اس منزل قمری کا موکل اسرائیل بتاتے تھے اور اس کے تسخیر کنندہ کو شکل تبدیل کر لینے پر قادر مانتے تھے۔

عرب ساحروں نے اس منزل قمری سے حرف "ذال" منسوب کر رکھا تھا۔ اس حرف کا رابعہ آتش کا ہے۔ عدد رقمی ۷۰۰، لفظی ۷۳۱ اور عددی ۱۰۰۰۔ مجموعہ سب کا ۲۴۳۱ طرح ۱۲ باقی ۲۴۱۹ اور حصہ ۸۰۶ ہے۔ اس طرح مرتب ہونے والے نقش مثلث کو بنگالی آب نار سیدہ پر لکھ کر عرب ساحر اعمال حب میں استعمال کیا کرتے۔ یعنی اس سفال آب نارسیدہ پر اس نقش مثلث کو بوقت طلوع برج آتشی رقم کر کے ساتھ طالب مطلوب کے لکھتے۔ یہ عمل محبت کا بہترین و تیر بہدف مانا جاتا ہے۔

منزل مقدم

اہل ہند اس منزل قمری کو پوربا بھدر، اہل چین جیوار اور اہل افرنگ اسے طوبلہ وریبس کانسٹلیشن کوربائی کا ایک حصہ خیال کرتے۔ وسعت

اس منزل قمری کی حدود برج دلو سے ۲ درجہ ۱۰ دقیقہ برج حوت تک ہے۔ سعد السعود۔ ذنب الدعار، سعد الملک اور وقت اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب لوگ اس منزل قمری میں واضح قمر کے وقت زراعت و تجارت چاہ و درخت اور علاج معالجہ کرنے کو نیک سمجھتے۔ اگر یہ منزل قمری منگل یعنی سہ شنبہ کے دن کسر البور میں نکالے قواس دو اصول راست کرنے کے اعمال کرنے کو افضل سمجھتے تھے۔ عبرانی ماہرین فلکیات اس منزل قمری سے موکل عطائیل منسوب کرتے اور اس کے تسخیر کرنے والے کو طی الارض یعنی پل بھر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جانے پر قادر سمجھتے تھے۔

عرب جادوگری نے حرف "ضاد" اس منزل قمری سے وابستہ کر رکھا تھا جس کا ترجمہ خاسبار کیے ہے اور عدد رقمی ... ملفوظی ۵۰۰۰ اور عددی ۶۳ ہے۔ مجموعہ ان کا ۲۲۵۲ طرح ۱۴ اور باقی ۲۳۰ ہے۔ حصہ برائے نقش مثلث اس کا ۷۴۸ ہے۔ اس نقش کو قیام قمری اس منزل مقدم کے وقت، یہ دھو کر آگ اور پانی کے درمیان دفن کر دینے والے کو طی الارض کی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

منزل موخر

اہل ہند اس منزل کو اترابھدرا، اہل چین گوئی اور اہل افرنگ ایکا کی کہتے ہیں۔ وسعت کے لحاظ سے یہ منزل قمری ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ برج حوت سے ۱۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج حوت تک پھیلی ہوئی ہے۔ ذنب الحوت، سقاط اور آخر النہر اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب جادوگر اس منزل قمری میں قمر کے قیام کے اوقات میں نقل و حمل، تحویل عمارت، غسل، ذبیحہ وغیرہ کو مبارک و سعد خیال کرتے تھے اور اس منزل قمری کا چاند اگر بدھ کو ہو تو شادی اور نکاح کی رسومات کیلئے نہایت نیک مانتے تھے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری سے موکل نورائیل منسوب کرتے۔ اور اس کے عامل و مسخر کنندہ کو مسخر حکام و ملوک خیال کرتے تھے۔

عرب ساحروں نے حرف "ظا" کو اس منزل قمری سے منسوب کر رکھا تھا جس کا ترجمہ خاسبار کیے ہے۔ عدد رقمی اس حرف کا ۹۰۰ ملفوظی عدد ۹۰۱ اور عددی عدد اس کا ۵۰۱۶ ہے۔ مجموعہ اس کا ۲۳۰۰ طرح ۱۰۱۲ اور باقی ۷۵ ۲۳ اور نقش مثلث کی ترتیب کیلئے اس کا حصہ کسر ۷۹۲ ہے اس کا نقش مثلث تسخیر حکام، ملوک و وزراء کے لئے تیر بہدف ہے۔ نقش مثلث مع طلسم ضروری یہ ہے۔

۷۹۵	۸۰۰	۷۹۳
۷۹۴	۷۹۶	۷۹۸
۷۹۹	۷۹۲	۷۹۷

منزل رشا

اہل ہند اس منزل قمری کو ریوتی، اہل چین شتا اور اہل افرنگ بیکا سی بیٹا کہتے ہیں۔ وسعت اس منزل قمری کی ۱۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج حوت سے ۳۰ درجہ برج حوت تک ہے۔ مرکب اور شیطا اس منزل قمری کے دو بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ماہرین طلسمات اس منزل قمری میں قیام کے دوران میں رسومات نزدیک و نکاح، غسل، زچہ، تخت نشینی، جامہ نو پہننا، پھول زیب تن کرنا، شب عروسی، زفاف، سفر، حل و عقد، دعوت و اعمال کا مشورہ دیتے تھے۔ عبرانی ماہرین سحر و ساحری نے اس منزل قمری کا موکل لوخائیل مقرر کر رکھا تھا جس کا عامل یا تسخیر کنندہ دوسروں کی زوجہ منکوحہ و شہوت کو قبض کر لینے پر قادر خیال کیا جاتا تھا۔

عرب ماہرین فلکیات اس منزل قمری سے حرف "عین" منسوب کرتے تھے۔ جس کا خاسبار خاک ہے۔ اور عدد رقمی ...۷۰ عدد ملفوظی ۱۰۶۰۲ اور عددی ۱۱ ہے۔ مجموعہ ان سب کا ۲۱۷۱ طرح ۱۲ باقی ۲۱۵۹ اور حصہ برائے ترکیب نقش مثلث $\frac{۷۱۹}{۲}$ ہے۔ اس نقش مثلث کا عامل ہونا نہایت سہل ہے۔ قیام قمر فی المنزل الرشا صرف یہ نقش مثلث لکھ کر پانی میں بہا دینا ہے۔ یہ اس کی زکوٰۃ ہے۔ اسی نقش مثلث کو عقد اللسان اور عقد الشہوت کیلئے منزل رشا کے چاند کی روشنی میں لکھا جاتا ہے۔ نقش مثلث یہ ہے۔

۷۲۵	۷۳۰	۷۲۳
۷۲۳	۷۲۶	۷۲۸
۷۲۹	۷۲۲	۷۲۷

اطلاع نامہ بابت ماہنامہ طلسماتی دنیا

مطابق

فارم ۴

مقام اشاعت: بڑی حویلی محلہ ابوالمعالی دیوبند	رابطہ دفتر کا پتہ: سرسٹہ بازار دیوبند
وقفہ اشاعت: ماہانہ	پبلشرز: حسن احمد صدیقی
پرنٹر: حسن احمد صدیقی	قومیت: ہندوستانی
قومیت: ہندوستانی	پتہ: محلہ ابوالمعالی دیوبند
پتہ: بڑی حویلی محلہ ابوالمعالی دیوبند	پروپرائٹر: حسن احمد صدیقی، ابوالمعالی دیوبند

میں حسن احمد صدیقی بہوش و حواس اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و یقین کے مطابق بالکل درست ہیں۔

دستخط
حسن احمد صدیقی

اہلِ یونان کا کالا جادو

شواہد فلکیہ کے طلسمی اعمال

مشرق قریب کی قدیم ایشیائی تہذیب ہو یا ہے یورپ کی قدیم یونانی تہذیب کو ہمسائیگی کا شرف ما قبل از تاریخ سے حاصل رہا ہے۔ اہل یونان کی اس پرستی تمام تر شواہد فلکیہ پر مبنی ہے وہ مشتری کو زیوس کہتے ہیں اور اسے تمام دیوتاؤں کا باپ مانتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے کہ مشرقی قانون کیپلر کے مطابق وہ جرم فلکی ہے جس کے نظام شمسی کے باقی اجرام کو جنم دیا ہے۔ یعنی کیپلر کہتا ہے کہ دور از تعلقہ تکوین میں سورج اور کوئی دوسرا جرم عظیم قریب قریب آ گئے جس پر سورج کی کشش ثقل نے اس جرم فلکی کے مختلف حصوں کو حباب وار اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ اس کا ایک بہت بڑا حصہ باقی رہ گیا۔ جو خود سورج کے گرد گھومنے لگ پڑا۔ اور یہی وہ بڑا حصہ ستارہ مشتری ہے۔

خیر یہ ایک فلکیاتی موضوع ہے۔ یونانی اور افلاطونی نے مدرسۃ الفکر جہاں کئی سیارگان مشتری، زہرہ، شمس، قمر وغیرہ کو زیوس، افرودتی، اپالو، ہیلیوس وغیرہ کے لباس میں پہنایا ہے۔ وہاں اس نے ثوابت سے بھی مختلف اصنام وابستہ کئے ہیں جن میں سے چند رو ہیں نہایت مشہور ہیں۔

انڈرومیڈا یہ دیوی زن و شوہر کے درمیان رشتہ محبت و مودت مضبوط کرتی ہے۔ اور دو شریک زندگی ہستیوں کو ایک دوسرے کے قریب تر لاتی ہے۔

آکولا: یہ پرانے نظام کو تقویت دیتی ہے اور رشتے استوار کرتی ہے۔

اریا: یہ عصمت پروری اور پارسائی بخشتی ہے۔

ارگو ناوس: یہ دیوی پانی میں محافظت کے فرائض سر انجام دیتی ہے۔

کانس میجر یہ موتی جھرو کی بیماری کو دور کرتی تھی۔ پلیگ کو دور کرتی تھی۔ اور بہائم سے محفوظ رکھتی تھی۔

کاسی اوپیا: یہ دیوی کمزور اجسام کو تندرست بناتی تھی۔

قنطاروس: یہ دیوتا صحت اور طویل زندگی بخشتا تھا۔

قیطس: یہ دیوتا اپنے عاملین کو خلائق کا منظور نظر بناتا تھا اور گمشدہ اشیاء واپس لاتا تھا۔

سگنوس: یہ دیوتا تشنج کی بیماری کو دور کرتا تھا۔

ڈراکو: یہ دیوتا فریب کاری میں کامیابی بخشتا تھا۔

ہرکولیز: یہ دیوتا جنگ اور نزاع میں فتح بخشتا تھا۔

ہائیڈرا: یہ دیوی ذہانت اور دولت بخشتی اور زہر سے بچاتی تھی۔

لیبس: یہ دیوتا فریب اور جنوں سے بچاتا تھا۔

اوفیوکس: یہ دیوی سانپ، بچھو، جانور گزندہ سے حفاظت کرنے والی تھی۔

اورین: یہ دیوتا جنگ میں فتح بخشتا تھا۔

انکے علاوہ مندرجہ ذیل ستارہ دیوی دیوتا بھی یونانیوں کے طلسمی اعمال میں پوجے جاتے تھے۔ ان کے اعمال حسب ذیل ہوتے تھے۔

عمل ارکچورس

ستارہ ارکچورس، سماک رامح کے طلوع کے وقت اس کی طرف مشک و عنبر اور لوبان کی خاک پھینکتے ہوئے سات سو نو مرتبہ ذیل منتر پڑھا جاتا تھا۔

"ڈس لا لیبیر ترار کچورس اموا ساگر تا"

اور پھر ایک ناچتے ہوئے آدمی کا پتلا بنا کر اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس طرح وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے بیماروں کو دور کرنے کی قوت حاصل کر لی ہے۔ اغلب، یونانی اثر میں معر اور ذرجلش کے طلبات پیشہ حضرات یہ عمل اکثر کیا کرتے تھے۔ وہ ایک تعویذ بھی اسی امر یعنی بیماروں کے دور کرنے کیلئے دیا کرتے اور اس تعویذ کی تحریر حسب ذیل ہوتی تھی۔

عمل کاپیلا

کاپیلا دیوی کی شکل ایک رتھ بان کی صورت پر متصور ہوتی تھی۔ یونانی ساحر جو تھریس کے سمندروں کے کناروں پر کاپیلا دیوی کے مندر بنا کر اس کی پوجا کیا کرتے تھے تسخیر خواتین و سلاطین و امراء کا ایک عجیب التاثیر عمل جانتے تھے چنانچہ انہی سے ہیلن کے عاشق نے اس کی تسخیر کے لئے عمل کرایا۔ اور پھر اسے لے بھاگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہیرس کی مین الاقوامی جنگ چھڑ گئی اور اس جنگ میں وقت کے بڑے بڑے سورما صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔

تھریس اور رتھلی کے ساحر کاپیلا دیوی کا سحر جگانے کے وقت سلفو یعنی نیاز بوکا بخور جلاتے اور مندرجہ ذیل منتر یا نصد بار پڑھتے۔

"وائیرا کا کاپیلا تری امبرا طورا ہوا ساگو چا"

اس عمل کے ذریعہ وہ خواتین، سلاطین و امراء کو مسخر کر لینے میں کامیاب ہو جاتے

ٹلی پولی کے ایک مندر میں کالا بلا دری کا جنتر بھی بطور تعویذ طب دیا جاتا تھا اور وہ جنتر حسب ذیل تھا۔

پلائیڈیز کا عمل

پلائیڈیز نام اطلس اور نکر پلی اونی کی سات بیٹیوں کو عرف عام میں کہا جاتا ہے اور انہیں ثریا ستارہ کی مصاحبت حاصل تھی۔ سات کنواریوں کے سات بت ہوتے تھے جن کی پوجا سرخ اثرا اور امراض دور کرنے کیلئے کی جاتی۔ ویسے یونانی کاہن جن کے معبد اکثر قصبی کی رادووں میں تھے۔ ان ستاروں کی پوجا کشف و کرامات حاصل کرنے کیلئے کرتے تھے۔ یہ عمل کرتے ہوئے وہ صندل اور زیتون کے خشک پتوں کو ملا کر بطور بخور جلاتے تھے اور سات سو مرتبہ ان بتوں کے سامنے سر بسجود ہوتے ہوئے مندرجہ ذیل منتر پڑھتے۔

"کاذ سٹوا ٹونائی ٹولا پلائیڈیز لیزوائی لیپا ٹرڈی کماؤ زرڈ زردو ماکونس۔"

ساحران یونان کا یہ خیال تھا کہ اس عمل سے روحیں اکٹھی ہو جاتی ہیں اور وزنی ہو کر پجاری کو کشف و کرامات کی بے پناہ قوت بخش دیتی ہیں اور وہ اثرا اور آنکھوں کے جملہ امراض دور کر سکنے پر قادر ہو جاتا۔ یعنی کے جادوگر پلائیڈیز کا جنتر بھی اثرا کے مرض کو دور کرنے کیلئے دیتے تھے اور وہ جنتر حسب ذیل ہوتا تھا۔

پولارس کا عمل

پولارس مقدونیہ کے شمالی کوہستانوں کا دیوتا تھا ان کے پیرو اجادوگر کاہن لوگ ہوتے تھے۔ جو اس دیوتا کی شکل ایک بھیڑیے کے سر کے انسان کی وضع قطع پر متصور کرتے۔ وہ اس دیوتا کی پرستش بالعموم اندھیری راتوں میں کرتے اور اس پرستش کے عمل کا عامل ارواح خبیثہ کو دور کرنے پر قادر ہوتا تھا۔ پولارس دیوتا کی پوجا کے عمل کے وقت وہ گوگل کا بخور جلاتے اور مندرجہ ذیل منتر ہزار بار پڑھتے تھے۔

"مسرا ہو نا پولارس ڈس بیلو دستار دفا۔"

اور ان کاہنوں نے پولارس کا ایک جنتر بھی ترتیب دے رکھا تھا جسے مسافر کا محافظ سمجھتے تھے جس طرح ہم لوگ سفر پر جانے والے کو اس کی محافظت کیلئے حضور ثامن امام ہشتم علی رضا علیہ السلام کو ضامن قرار دیتے ہوئے ان کے نام کا سوا روپیہ مسافر کے بازو پر باندھتے ہیں۔ اسی طرح مندرجہ ذیل جنتر حفاظت جو دوران سفر کے لئے مشعل ساحر دیا کرتے تھے۔

پراسی آن کا عمل

پراسی آن کا دوسرا یونانی نام پوسائیڈن ہے۔ یہ سمندروں کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے۔ اس دیوتا کی پوجا بالعموم سمندر کے کنارے ادا کی جاتی ہے۔ گلاب کی خشک پتیوں کا بخور جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل منتر کو گیارہ سو مرتبہ کیا جاتا۔

"زرانو مانیو سا پوسائیڈن گلو اب سونا یو براتو متا نیوسے۔"

اس عمل کا عامل دیوتاؤں کا منظور نظر خیال کیا جاتا اور اسے دیوتاؤں کی طرف جادو سحر کو سحر کرنے والوں پر پلٹ دینے کی قوت ودیعت ہوئی تھی۔ یونانی ساحر اس دیوتا کا ایک جنتر بھی ارواح خبیثہ اور امراض کو دور کرنے کے لئے دیتے تھے۔ وہ جنتر حسب ذیل ہوتا تھا۔

لوحِ سلیمانی

لوح سلیمانی طبقہ عاملین میں کافی مشہور و معروف عمل ہے۔ اس کے چاروں گوشوں میں اللہ کی کبریائی کا اعتراف ہوتا ہے۔ پہلے گوشے میں الفتاح اللہ دوسرے گوشے میں الجبار اللہ۔ تیسرے گوشے میں القدوس اللہ اور چوتھے گوشے میں المتکبر اللہ لکھا جاتا ہے۔ یہ لوح بفضل خداوندی انسان کو زبردست قوت عطا کرتی ہے۔ دوسروں پر اس کا رعب اور دبدبہ قائم ہوتا ہے۔ اور اس کو عزت و عظمت کے اعتبار سے وہ مقام بلند حاصل ہو جاتا ہے کہ جس کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ پہلے ہی سے کسی اونچے مقام پر فائز ہو تو اس لوح سلیمانی کے بعد اس کا مقام جوں کا توں رہتا ہے اور وہ اپنے منصب پر باقی رہتا ہے۔ اس لوح کو اگر ہرن کی کھال پر لکھ کر کوئی بادشاہ یا وزیر اپنے پاس رکھے تو بفضل رب العالمین وہ کبھی اپنے عہدے سے نیچے نہ گرے۔

اگر اس لوح سلیمانی کو خالص سوم اور کافور کے ساتھ کوئی اپنی ٹوپی، پگڑی یا جیب میں رکھے اور کسی حاکم کے پاس جائے تو حاکم اس پر مہربان ہوگا اسے عزت بخشے گا اور اس کے مطالبے کو پورا کرے گا۔ اگر اس لوح کو سونے کے پترے پر کندہ کر کے کوئی اپنے پاس رکھے تو اللہ کے فضل و کرم سے اسے وزارت تسخیر کی دولت حاصل ہو۔ اور دنیا بھر میں اسکی شہرت اور مقبولیت ہو۔ اس لوح کو اگر مٹی کی پلیٹ میں لکھ کر اس عورت کو دکھایا جائے جو درد زہ میں مبتلا ہو تو دیکھتے ہی ولادت ہو جائے۔ اگر ولادت میں پھر بھی دیر لگے تو اس پلیٹ کو دھو کر عورت کو پلا دیں اس صورت میں فوراً بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ لوح سلیمانی یہ ہے۔

النافع اللہ ۲۰۰	۱۵۰۸	۸۸۰	الفتاح اللہ ۱۸۶
۷۹۹	۱۸۸	۱۹۹	۱۵۰۹
۱۸۹	۸۰۲	۱۵۰۶	۱۹۸
المتکبر اللہ ۱۵۰۷	۱۹۷	۱۹۰	القدوس اللہ ۸۰۱

ؔلہ واضح رہے کہ اہل سنت والجماعت کے یہاں ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں

کالدی کاہنوں کا کالا جادو

ستاروں کے عملیات و نقوش

کالدہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں اب عراق واقع ہے۔ دنیا کے اکثر تاریخ داں اسی سرزمین کو گہوارۂ بنی نوع انسان قرار دیتے ہیں۔ یعنی انسان سب سے پہلے اسی سرزمین پر ظاہر ہوا۔ لیکن جدید ماہرین علم النسل کی رائے یہ ہے کہ بیک وقت کئی مختلف علاقوں میں مختلف انسان ظاہر ہوئے جو اپنی اپنی نسل کے باوا آدم ہیں۔ خیر یہ موضوع علم النسل کا ہے۔ تاریخ میں یہ ثابت ہے کہ سب سے پہلی بار تہذیب انسانی نے ارض کالدہ یعنی اس میدان میں جنم لیا جو دجلہ و فرات کے مابین واقع ہے۔ ماہرین علم طبقات الارض کا بھی یہی خیال ہے کہ جو آثار قدیم تہذیب انسانی کے اس علاقے میں ملتے ہیں وہ شاید کرۂ ارض پر دوسری جگہ ملنے والے آثار و باقیات سے زیادہ پرانے ہیں۔

علم النجوم اللہ نے انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے۔ بلکہ شاید اسی علم کی برکت سے ہی انسان کو مسجود ملائک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

قدیم زمانہ میں جب انسان کو تن ڈھانپنے کیلئے لباس بھی میسر نہ تھا۔ وہ مظاہر فطرت پر غور و خوض کیا کرتا تھا۔ شاید فطرت سے منہ موڑ کر جب وہ غیر اللہ کی طرف متوجہ ہوا اس کی توجہ کو سب سے پہلے طلوع و غروب کرنے والے چاند، سورج، ستارے ہی تھے۔ ان کے طلوع و غروب پر نور و ظلمت، سردی، گرمی اور بہار کی تبدیلیوں سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ وہ انہی کو خدا اور اپنا خالق کہنے لگا۔ چنانچہ ان کو طرح طرح سے مختلف شکل میں متصور کر کے انہوں نے سب سے پہلے بت پرستی کو رائج کیا۔ قوم نوح بلکہ قوم ادریس و شیث کے بتوں کے نام بھی یعنی نسر، یعوق، یغوث وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ ان میں سے تمام تر آسمان پر ستاروں کے باہم ملنے سے بننے والی اشکال پر متصور کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ جنرل ثری نسر جس کے ستاروں کے باہم ملاپ سے نسر یعنی گدھ کی صورت بنتی ہے اسکے متصور پر ہی ان کے بت کی شکل و صورت تھی۔

قوم نوح کا مامن و مسکن بھی کالدہ ہی کی سرزمین تھی اور پھر جب طوفان آیا اور تمام سطح ارض غرق آب ہو گئی تو بت پرست قوم بھی ساتھ تباہ و برباد ہو گئی۔ صرف وہ لوگ باقی رہ گئے جو نوح علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے۔ لیکن طوفان کے دور ہونے کے بعد ابھی لوگوں نے علم نوابت اور ستارہ شناسی کو رائج کیا۔ اور جب حضرت نوح کی وفات کے بعد قوم کالدہ ایک دفعہ پھر کفر و طغیان میں غرق ہوئی تو اس پر کاہن و ستارہ شناس متصرف ہو گئے۔ ان کاہنوں میں ایک کاہن کا نام حمورابی تھا جو شان و شوکت میں اپنے وقت کے سلاطین و امراء سے بدرجہا زیادہ جاہ و حشمت رکھتا تھا۔

حمورابی نے کالدہ و آسوریہ دونوں اقوام کو باہم ملا کر ایک ملت کی بنیاد استوار کی جس کا مذہب ستارہ پرستی تھا چنانچہ ان لوگوں کے متعلق کلام مجید میں صابئین کا ذکر آیا ہے۔

حمورابی نے جس قوم کو متحد کیا اس کی حدود و دریائے فاران سے دریائے نیل تک پھیلی ہوئی تھیں اور حمورابی بیک وقت اپنے وقت کا ایک عظیم الشان سلطان ایک مذہبی پیشوا اور ایک متبحر عالم علوم خفیات و روحانیات مانا جاتا تھا۔

بعض غیر ثقہ و متعصب تاریخ دانوں نے توریت کے دس احکام کو حمورابی کے مجموعۂ قوانین سے گڈمڈ کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر کی سلوں پر ملنے والی توریت دراصل حمورابی کے کتبے تھے جو اس نے کوہ طور میں جگہ جگہ کندہ کرائے تھے خیر یہ ایک مذہبی موضوع ہے۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ حمورابی ایک ستارہ پرست کاہن تھا اور اس نے ثوابت سے متعلقہ جو عرضیں اور عملیات و نقوش پتھروں پر کندہ کرائے وہ آج بھی عراق و شام کے خرابات میں ملتے ہیں۔ یہ سب کے سب ثوابت سے منسوب ہیں۔ ان میں سے مشہور و قابل ذکر حسب ذیل ہیں۔

صالب

اس ستارہ کو عرب ساکن الدبران کہتے ہیں اور عربوں سے اہل افرنگ نے یہ نام مستعار لے کر اسے ثابران بنا لیا ہے۔ یہ ستارہ مدرجہ برج ثور میں واقع ہے۔ کالدی ساحر یاقوت سرخ کو اس ستارے کا جوہر قرار دیتے تھے اور اس ستارے کے رب النوع یا موکل کی صورت ایک اڑتے ہوئے انسان کی شکل پر متصور کرتے۔ ان کے قرین اس ستارہ کے طلوع کے وقت اس موکل کی تسخیر کے اعمال سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔ خرابات نمرود اور طرسیا پر حمورابی کے کتبے اس ستارہ اور اس سے متعلقہ اعمال پر بہت کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔

حمورابی کا ایک کتبہ حسب ذیل ہے۔

S 6 + x S ع ھ

خط میخی میں یہ کتبہ کالدی زبان کے مندرجہ ذیل منتر دعوت کو ظاہر کرتا ہے۔

"سان ورا ہو دا مالب سلطا عزۃ"

ترجمہ:۔ اے سرخ آگ کی طرح چمکنے والے "مالب" ہمیں دولت اور عزت بخش۔

محورآبی لکھتا ہے کہ جو کوئی یاقوت سرخ گلے میں پہن کر اس ستارے کی پوجا کرتا پھر اس منتر کو دو ہزار بار پڑھے گا اسے دولت و عزت نصیب ہوگی۔ محورآبی نے اس ستارے کا ایک طلسم بھی تذکرے کے ایک کتبے پر کندہ کیا ہے اور وہ طلسم یہ ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ یہ نقش بھی حصول عزت و دولت کیلئے بہترین ہے۔ لیکن وہ اس نقش کو سرخ پرندے کے خون سے لکھنا زیادہ مؤثر بتاتا ہے۔

یعوق اس ستارے کو عرب ساحر "النول" کہتے ہیں اور اہل افرنگ "رسل آگ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ ستارہ ۲۰ درجہ ۳۰ دقیقہ برج ثور پر واقع ہے۔ کالدی ساحران اس کو اس ستارے سے منسوب کرتے ہیں اور اس کے مؤکل کی شکل ایک سر بریدہ انسان کی درج پر منصور کرتے ہیں اور اس ستارے کے طلوع کے وقت اس مؤکل کے تسخیر کا عمل سرانجام دیتے اور اس مؤکل سے سلاطین کے درباروں میں کامیابی حاصل کرتے۔ تذکرہ میں دریافت شدہ ایک کتبے پر اس عمل کا سارا حال کندہ ہے اور وہ یہ ہے۔

4Y5 9 § ≥ ≤ 5 % X

"ذرا ہوا ما یعوق یا ما ردوس شوفا۔"

ترجمہ:۔ اے شان و شوکت والے یعوق ہمیں حکام کا منظور نظر بنا۔ ہمیں طاقتور بنا۔ بلاؤں کو ہم سے دور رکھ اور دکھ دینے والے کو دکھ پہنچا۔

محورآبی لکھتا ہے کہ جو کوئی الماس دائیں بازو سے باندھ کر طلوع "راس الغول" کے وقت اس منتر کو سات ہزار بار پڑھے۔ وہ حکام و سلاطین کا منظور نظر ہو جاتا ہے۔ بیمار ہے تو صحت مند ہوگا اور اگر سحر زدہ ہے۔ تو سحر دور ہوگا۔ بلکہ سحر الٹا ساحر کرنے والے پر واپس لوٹ جائے گا۔

محورآبی نے اس ستارے کا نقش بھی کتبے پر کندہ کرایا ہے۔ جسے پہننے والا ہر قسم کے سحر جادو سے محفوظ رہے گا اور صحت مند و منظور نظر سلاطین و حکام ہوگا۔ نقش منظم محورآبی یہ ہے۔

[نقش]

نسر اہل عرب اسے "الراسہ" کہتے ہیں۔ اہل افرنگ "مے سوردی" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ ستارہ ۳ درجہ ۱۰ دقیقہ برج میزان پر واقع ہے۔ کالدی ساحران اس بت کو اس ستارے کا جوہر قرار دیتے ہیں اور ایک گدھ ایک سانپ یا ایک سیاہ فام حبشی کی صورت میں گدھ سے متشکل کرتے ہیں۔ نزارت کے قریب ایک کھنڈر میں اس کے متعلق ایک کتبہ دستیاب ہوا ہے۔ جس میں محورآبی نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی پوجا کا منتر حسب ذیل بتایا ہے۔

[نقش]

"مشہور رابلی انسر شرا بابطالما لماد انقی۔"

ترجمہ:۔ اے اندھیرے کے بیٹے "نسر" ہمیں خوفناک طاقت بخش۔ ہمیں ہمت دے۔ دشمن کو ڈراؤنے خواب دے اور اس کے جادو کو اسی کی طرف پھیر دے۔

محورآبی رقمطراز ہے کہ جو کوئی الماس سیاہ کو کمر میں باندھ کر "الغراب" کے طلوع کے وقت اس منتر کا تین ہزار بار جاپ کرے۔ وہ خیرائی قوتوں اور بہت بلند کا مالک ہو جاتا ہے اور کسی کے سحر جادو کو اسی پر پلٹ سکنے پر قادر ہوتا ہے۔

محورآبی نے اس ستارے سے متعلقہ جو نقش کندہ کرایا وہ حسب ذیل ہے۔

[نقش]

قرنب اہل عرب اس ستارے کو "اکلیل العقرب" اور اہل افرنگ "کرونا بوریاس" کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ ۱۷ درجہ ۱۰ دقیقہ برج عقرب پر واقع ہے۔ کالدی ساحر مشہور و معروف معدنی پتھر "فیروزہ" یا "زبرجد" یعنی نیلم زردہ کو اس ستارے کا جوہر مانتے تھے اور اس کے مؤکل یا بت کو کبھی پر پھیلائے ہوئے مادہ عقاب یا پھر تاج زیب سر کٹے ہوئے ملک کی شکل پر متشکل کرتے تھے۔ کو وسیا برہ دریافت شدہ کتبے پر اس ستارے اور اس کے مؤکل یا بت کی پوجا کا منتر حسب ذیل دیا گیا ہے۔

[نقش]

"مقسون نزار انھا لو قرنب۔ اجدار بر طار د خوش۔"

ترجمہ:۔ اے بزرگ و برتر دیوی قرنب ہمیں نیکی، محبت اور خوشنودی خلق عطا فرما۔

محورآبی لکھتا ہے کہ جو کوئی یاقوت زرد کو گلے میں پہن کر اس ستارے یا اس کے مؤکل کی پوجا کرتے ہوئے اس منتر کا جاپ گیارہ ہزار بار کرے گا وہ نیک و پارسا ہوگا۔ اگر عورت یہ عمل کرے تو اس کی عصمت محفوظ رہے گی۔ غرضیکہ اس کا عامل عزیز خلائق ہوتا ہے۔

محورآبی نے اس ستارے کے طلوع پر لکھا جانے والا مندرجہ ذیل نقش بھی کندہ کرایا اور اس کی تاثیر تالیف قلوب بتائی ہے۔

طارس عرب ساحر اس ستارے کو "قلب العقرب" اور اہل افرنگ "انٹیرز" کہتے ہیں۔ یہ ستارہ ۸ درجہ ۹ دقیقہ برج قوس پر واقع ہے۔ کالدی ساحر اس ستارے کا جوہر "گیدک" نامی معدنی پتھر بتاتے ہیں اور اس کے مؤکل یا بت کو بچھو یا ایک آفتاب سے آراستہ انسان کی صورت پر متشکل کرتے تھے۔ تذکرہ میں دریافت ہونے والے ایک کتبے میں محورآبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۲۳ پر)

فراعنۂ مصر کا جادو

کلام پاک میں رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے "ہم نے ہر ایک شے کو پانی سے پیدا کیا ہے" انسان کی تاریخ اس پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔ انسان کی قدیم و جدید تہذیب کا دار و مدار بھی پانی پر ہے۔ قدیم انسانی تہذیب بڑے بڑے دریاؤں کے کناروں یا سمندروں کے کناروں پر آباد ہوئیں۔ کلدانی، مصری، یونانی، فلسطینی، ایرانی، بابلی، ہندی وغیرہ جو آج منزل بہ منزل ارتقاء سے تہذیب انسانی کے علمبردار چلے آتے ہیں۔ سب کے سب دریاؤں کے کنارے آباد تھے۔

مصر کو آج بھی تحفہ نیل کہا جاتا ہے۔ قدیم شاہان مصر فرعون کہلاتے تھے۔ فرعون قدیم قبطی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں جہاں کا نور۔ قدیم مصری اور قبطی حقیقت میں حام کی اولاد تھے۔ جو حام بن نوح کی اولاد سے تھا۔ طوفان نوح کے بعد حام بن نوح کی اولاد ارض کلدان سے نکل کر جنوب مغرب کی طرف پھیل گئی اور اتنی پھیلی کہ اس کی وسعتیں رود نیل سے ٹکرانے لگیں۔ یہاں چونکہ زمین زرخیز تھی لہٰذا نیل کے کنارے کنارے بڑی بڑی بستیاں آباد ہونے لگیں جنہیں سب سے پہلے ارکسوس نامی سردار نے متحد کر کے ایک باقاعدہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ارکسوس ہی پہلا فرعون تھا۔ چونکہ ان دنوں بڑے بڑے آلات حرب ایجاد نہ تھے جن کی مدد سے قبائل کو بزور فتح کر کے یکجا شیرازہ بند رکھا جاتا۔ لہٰذا ان کا کام روحانی قوت سے لیا جاتا۔ اور سردار حاکم یا بادشاہ کو مظہر خداوندی سمجھا جاتا تھا۔ اسی اصول سیاست پر فرعون کو جہاں کا نور کہہ کر خدا کا قائم مقام سمجھا جاتا تھا۔

فراعنۂ مصر اپنی روحانی سربلندی قائم رکھنے کیلئے انسان کی ان قوتوں سے کام لیتے تھے جنہیں آج عرف عام میں استدراج، خرق عادت، سحر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان فراعنہ نے مختلف مظاہر قدرت جن میں ارضی و سماوی دونوں قسم کے مظاہر شامل تھے۔ ارباب الانواع قرار دے کر خود کو ان کا اجارہ دار قرار دیا تھا۔ ان دیوی دیوتاؤں میں مشہور و معروف دیوی دیوتا ہاطوفس، سیت، ارنا، فرشموز، مف اور تابس تھے۔ ان سانوں کو قبطی کاہن سبع سیارگان پر بھی منطبق کر لیتے تھے۔ رع کو وہ شمس پر، ہاطوفس کو قمر پر، سیت کو مریخ پر، ارنا کو عطارد پر، شموز کو مشتری پر، مف کو زہرہ پر اور تابس کو زحل پر منطبق کرتے۔ اس طرح ان شواہد فلکیہ کے طلوع و غروب، عروج و زوال ہر دو ان کے یہاں مخصوص اعمال مقرر تھیں اور ان مواقع پر وہ ان سبع کواکب سے متعلقہ قسم قسم کے سحر بھی کیا کرتے تھے جن میں مندرجہ ذیل پانچ اعمال سحر اسود ان کے یہاں بڑی اہمیت رکھتے اور ان کے عامل کو سلوک مصر میں بڑی قدر و منزلت حاصل ہوتی تھی۔

ا۔ عمل رع جس وقت شمس ستارہ ذنب الدجاجہ سے مقرون ہوتا۔ ان دنوں معبد رع جو ہوا سکندریہ سے کچھ دور ہٹ کر جانب مغرب دریائے نیل کے ڈیلٹا کی ایک شاخ پر واقع تھا۔ ایک بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ اس میلہ میں چاسنی بوٹی یا حرمل نامی دو جڑی بوٹیاں بڑی کثرت سے بکا کرتی تھیں۔ یہ بوٹیاں آج بھی دریائے نیل کے دلدلوں میں کہیں کہیں پائی جاتی ہیں۔ ان کو سلگانے سے ایک عجیب و غریب خوشبو پھیلتی ہے جس کے اثر سے انسان میں قوت خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ دیوتا رع کے بت کی شکل ایک انسان کی صورت پر ہوتی تھی جس کا چہرہ مثل آفتاب کے درخشاں ہوتا ہے اور پیرت مخصوص صورت کا تھا۔ اس بت پر سرخ بکری یا ہرن کی قربانی کیجاتی تھی اور عبادت کے وقت مندرجہ ذیل منتر پڑھا جاتا تھا۔

3 ∡ § ✲ ò ∞

"منر زو نار رع کا رع سبی ما رجو رام۔"

اے پرندوں کی اڑان سے بھی اونچے خدائے شمس ہم تیرے حضور میں ہرن کی قربانی دیتے ہیں۔ سار جو رام جلاتے ہیں تو ہم پر مہربان ہو۔

اس منتر کو دریائے نیل میں کھڑا ہو کر دس ہزار بار پڑھنے والا شیر شمس کا عامل ہو جاتا ہے۔ بادشاہ، حکام، عوام کا ہن سب اس کی عزت و تکریم کرتے اور وہ آسمان پر پرواز کرنے کی طاقت پا لیتا تھا۔ مخصوص صاحب شرود نفوذ ہونے کیلئے آنکھ کے ایک شارے سے دنیا کی تمام نعمتیں اکٹھی کر سکتا تھا اور خدائے شمس رع سے ہمکلام ہو سکتا تھا اور تمام امراض کو صرف چھو کر دور کر سکتا تھا۔ رع کے قبطی کاہن عمل رع سے متعلقہ ایک تعویذ بھی دیا کرتے جو کشائش رزق، تسخیر حکام اور دافع امراض و سحر کیلئے تیر بہدف ثابت ہوا کرتا تھا۔ تعویذ حسب ذیل ہوتا تھا۔

[نقش]

ب۔ عمل سیت جس وقت سیارہ مریخ ستارہ قلب الاسد سے مقرون ہوتا۔ تو معبد سیت میں جو موجودہ قاہرہ سے کچھ دور ہٹ کر جانب شمال ایک مقام پر دریائے نیل کے کنارے تعمیر تھا۔ ایک بڑا دھوم دھام والا میلہ لگتا۔ اس موقع پر مریخ

دیوتا کہ بُت پرستی کی شکل ایک شیر کی سی ہوتی تھی اور اس پر بزرگ کی قربانی کی جاتی تھی یا پھر بعض موقع پر انسانی قربانی بھی دی جاتی۔ اس کی عبادت یا عمل کے وقت دو دی سوگی کا بخور جلایا جاتا تھا اور عبادت اور عمل کے وقت مندرجہ ذیل منتر پڑھا جاتا۔

منتر یہ ہے۔

"زرہو قاتنضاں سیتا سروشایو ماشقرتی"

اے صاحب جلال و عظمت ہم تیرے اور گرد گھیں کرتے ہیں تو ہمارے دشمنوں کو پامال کر۔

اس منتر کو دریائے نیل کے کنارے ارد گرد روشنی کر کے ایک نشست میں ڈیڑھ ہزار بار پڑھنے سے انسان اس کا عامل ہو جاتا اور وہ اکیلا ہزاروں لاکھوں کی افواج پر بھاری ہوتا ہے۔ جس شخص کو منتر پڑھ کر دیکھتا وہ وہیں بے ہوش ہو جاتا۔ قبطی کاہن مندرجہ ذیل نقش بہت بغض و عداوت، مجبوری و ہلاکت اعداد کے لئے بھی دیا کرتے تھے۔

ج۔ عمل شموز

ستارہ مشتری یمانی سے مشتری کے قران کے وقت آسمان شہر کے قریب معبد شموز میں ایک بڑا بھاری میلہ لگتا تھا جہاں بالعموم مہبر کے جوگی دھیرو اور لوگ بھاری اکثریت سے اکٹھے ہوتے تھے۔ اس میلے کے موقع پر شموز کی عبادت کی جاتی۔ شموز کی شکل و صورت بیل اور گھٹنے کی سی اور جسم انسان کا ہوتا تھا۔ اس کی عبادت کے وقت لوبان کا بخور جلایا جاتا تھا۔ اور خرگوش کی قربانی دی جاتی تھی۔ اور مندرجہ ذیل منتر پڑھا جاتا تھا۔

"خرونا شموز ترویا توجتا ناگر عاری ہرایا"

اے عظیم الشان شموز خرگوش تیری سواری کیلئے حاضر ہے۔ ہمیں عزت دے دولت دے اور بادشاہوں کی مہربانی عطا فرما۔

اس منتر کو کھلی فضا میں قران مشتری یا شعری یمانی کی ساعتوں میں جو وقت نیم شب بارہ ہزار بار پڑھنے سے انسان اس کا عامل ہو جاتا۔ اسے مدفون خزانے نظر آنے لگتے اور وہ صورت بدلنے پر قادر ہو سکتا تھا۔ سلاطین و خواتین عظام اس کی تعظیم بجا لاتے تھے قبطی کاہن تسخیر حکام و سلاطین اور ترقی منصب و جاہ و مال و دولت کیلئے مندرجہ ذیل نقش شموز میں دیا کرتے۔

د۔ عمل مف

ستارہ سماک اعزل سے زہرہ کے قران کے وقت شہر منفس میں مف حسن و جمال کی مصری دیوی کے معبد میں ایک عظیم الشان میلہ لگتا تھا۔

اس میلہ میں دور دور سے حسین و جمیل دوشیزائیں اکٹھی ہوتیں اور اپنی مرادیں حاصل کرتی تھیں۔ اس موقع پر انسان کی ذہنی قوتیں جاگ اٹھتیں اپنے منتہائے کمال کو پہنچ جاتی تھیں۔ معبد کے پائیں ایک دیوار تھی جس کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی وہ برہنہ ہو کر اس دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو جاتی اور جس مرد کی مرضی ہوتی اس سے مباشرت کر لیتا۔ اس طرح بالعموم اس عورت کی گود ہری ہو جاتی اور بچے کو مف یعنی مصری زہرہ کا انعام کہا جاتا تھا۔

مف یا زہرہ کی عبادت کے وقت کراسولائی نامی ایک جڑی بوٹی سے تیار کردہ بخور کو سلگایا جاتا۔ اس سے ایک مدہوش کن اور مست و بے خود کر دینے والی خوشبو ساری فضا میں پھیل جاتی۔ مف دیوی کا مجسمہ ایک حسین فتانہ عالم دوشیزہ کی شکل و صورت اور وضع قطع پر بنایا گیا تھا جس کو زرق برق لباس و زیورات سے ملبوس کیا گیا تھا۔ اور اس مجسمہ کو ایک نہایت خوبصورت سفید رنگ بیل پر سوار کرایا گیا تھا۔ عبادت کے وقت جو منتر پڑھا جاتا ہے وہ حسب ذیل تھا۔

"مرو ناصف نقطور الغور اشتابل"

اے حسین و جمیل مف زہرہ تو سفید بیل پر سوار ہے۔ ایک جہاں تیری محبت میں سرشار ہے۔ تو پرندوں کی اڑان سے بلند و بالا ہے۔ ہمیں زندگی کشش رزق دے اور محبت میں کامیابی عطا فرما۔

اس منتر کو کھلی فضا میں بیٹھے ہوئے چھ ہزار بار پڑھنے سے انسان ایک زبردست مقناطیسی قوت کا مالک بن جاتا تھا۔ وہ طبقہ اناث کو پل بھر میں تسخیر کر سکتا تھا اور لوگوں کی نظر سے مخفی ہو سکتا تھا۔ وہ تانبہ چاندی سونا وغیرہ دھاتوں کی قلب ماہیت کرنے پر قادر ہوتا تھا۔

قبطی کاہن حب و تسخیر خواتین کے لئے مف کا ایک نقش بھی دیا کرتے تھے اور وہ نقش حسب ذیل ہوتا تھا۔

ھ۔ عمل قابس

ستارہ نسرواقع سے زحل کے قران کے وقت فرطوم کے قریب دیار میں معبد قابس میں ایک بھاری میلہ لگا کرتا تھا جس میں اہل علم اور تشنگان سرچشمہ حقیقت سے اکٹھے ہوتے اور قابس علم و فضل کے دیوتا کی پرستش کی جاتی۔ زندہ انسان کی قربانی دی جاتی اور مندرجہ ذیل منتر پڑھا جاتا اور بخور اس وقت صندل و زعفران کا جلایا جاتا تھا۔

"ہرواتا قابس اناروں شاجرو صفورا ہارلی سرجا"

اے قابس اعظم اے ارواح کے مالک اے زراعت کے اُگانے والے اور بارش کے برسانے والے ہمیں فیضان روحانی بخش ہمارے چراغ روشن کر دے۔

(باقی صفحہ ۲۱۵ پر)

بنگال کا کالا جادو

سید ناظر حسین شاہ زنجانی

بنگالی جادوگروں کے حیرت انگیز شعبدے

بنگال اور آسام کا جادو دنیا بھر میں مشہور ہے۔ ممالک مغرب یورپ اور امریکہ میں جن ہندوستانی اہل کمال نے خراج تحسین حاصل کیا ہے وہ اکثر بنگال اور آسام کے رہنے والے تھے۔ بنگال میں ماقبل اسلام پال اور سین نامی خاندانوں کے مہاراج حکومت کرتے تھے۔ ان مہاراجوں کے دربار نامی ساحروں اور اہل کمال جادوگروں سے بھرے ہوتے تھے اور ان کے مابین اکثر جنگ و جدال ہوتے رہتے تھے۔ سلطان علاء الدین خلجی اور حضرت محی الدین اورنگ زیب علیہ الرحمہ کے عہد حکومت بالعموم ان بنگالی جادوگروں کی فتنہ پردازیوں کے قصوں کے باعث مشہور آفاق ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کا فرستادہ صوبیدار بنگال شہباز خاں مجبور ہو کر شکستی فرقہ کے بنگالی جادوگروں کے تلامذہ میں شامل ہو گیا تھا اور آخر کسی جہد کی شکست کے باعث اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔

سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی کے نظر کردہ شہنشاہ جہانگیر کے دربار کو بنگالی جادوگروں نے جو شعبدے دکھائے تھے ان کی تعریف میں ہندوستان کا یہ عشق العنان بادشاہ اپنی خود نوشت تزک جہانگیری میں رطب اللسان ہے۔

آسام کے قدیم الشان شہر گوہاٹی کے قریب کامکھیا دیوی کا مندر ہے، جو کالا جادو کے جادوگروں کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ ان جادوگروں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ شعبدہ بیت کے فن کے اندر یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ادارہ آئینہ قسمت کے رکن رکین ملک احمد النجم خود کئی بار ان جادوگروں کے شعبدوں کے متعلق آنکھوں دیکھے محیر العقول واقعات سناتے ہیں بلکہ سنہ ۱۹۶۵ء میں بنگال کا ایک ہندو جوگی ادارہ آئینہ قسمت میں مجھے ملنے آیا۔ جب میں نے اسے کوئی کمال دکھانے کیلئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ ادارہ کے دفتر میں کوئی شخصیت منتر کا جاپ کرتی نظر آتی ہے۔ لہٰذا وہ یہاں کوئی کمال دکھانے سے قاصر ہے۔ اور وہ گورو منتر کیا تھا وہی جو میں اکثر شب بیدار ہو کر اپنے اجداد کے فیوض روحانی کا شغل کیا کرتا ہوں۔

اس جوگی نے ہندوستان اور پاکستان کی بڑی بڑی عظیم الشان ہستیوں کے سرٹیفکیٹ دکھائے جن میں اس کے کمال فن کا اعتراف کیا گیا تھا۔

اس کے چلے جانے کے بعد میں ایک دن حضور قبلہ و کعبہ سیدنا مرشدنا حضرت بابا

سید جوان شاہ زنجانی قدس سرہ العزیز (والد بزرگوار) کے ملفوظات دیکھ رہا تھا ان کاغذات میں مجھے دیوناگری رسم الخط میں لکھے ہوئے چند کاغذات نظر آئے جن کا ترجمہ میرے ادارہ کے مدیر معاون نے جب کیا تو وہ بنگالی جادو کے شعبدوں کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ نکل آئے۔ یہ ملفوظات حضرت قبلہ مرحوم قدس سرہ العزیز کے ایک بنگالی معتقد نے لکھے تھے۔ جو بنگالی استدراج کا ماہر عامل تھا۔ ان تحریرات کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

گرویدہ بنانا

اگر کوئی شخص کسی کو اپنا گرویدہ بنانا چاہے تو ذیل کے نقش کو بروز جمعرات عروج ماہ میں انار کے قلم سے بھوج پتر پر لکھ کر آگ پر رکھے اور اس نقش کو پڑھ کر ایک ہزار مرتبہ روزانہ دم کرے۔ ایک ہفتہ تک یہ کام کرنے سے کامیابی حاصل ہوگی۔ نقش پر جس جگہ فلاں کا نام آوے اس کا نام لکھنا چاہئے۔

فلاں بنت فلاں در محبت و عشق فلاں بن فلاں فریفتہ و بے قرار ہو کر میرے پاس فوراً چلا آوے بدھواں اپنی کشش سے اس کو یہاں کھینچ لائے۔

دولت حاصل کرنا

اوم شری مہالکشمی دیوی نماس منتر کو حفظ کر لیں پھر بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر چالیس روز تک اس منتر کا ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ دھوپ اور چندن کو اپنے پاس جلا دیں۔ اور کوئی مٹھائی اپنے پاس رکھیں اور جاپ ختم ہونے پر وہ شیرینی بچوں کو دے دیا کریں۔ اس طرح چالیس روز میں لکشمی دیوی خوش ہو کر درشن دیتی ہے۔ اور جس سے دولت حاصل ہوتی ہے۔

سانپ کو چلنے سے روکنا

مندرجہ ذیل اردو معنی کے مطابق نیچے لکھے ہوئے منتر کو پڑھے۔

دردھی :۔ ایک کنکر زمین سے اٹھا کر فوراً اس پر مندرجہ ذیل منتر پڑھے۔ اسی وقت سانپ رک جائے گا۔

منتر :۔ دھری دھری دھر کو باندھ دھری کیلو آس کیلوں پاس دھری سانپ ہو سکھاک سیرا کیلا پھر کیلا مجھوٹے دسیرا کیلا مجھوٹے میری بھگت گرو کی شکست پھرو منتر ایشور واچ۔

سانپ چلنے لگے

مندرجہ ذیل اردو معنی کے مطابق منتر کو پڑھے۔ دردھی :۔ زمین پر سے کنکری اٹھا کر اس پر مندرجہ ذیل منتر پڑھے۔ اور سانپ کو مارے تو سانپ چلنے لگ جائے گا منتر کا اثر جاتا رہے گا۔

کہیں بھی گیلی رابہ سب کو ج جائیں سب گر اپنے پکڑ جائی اس

سانپ بھاگ جائے

مندرجہ ذیل ودھی کے مطابق نیچے لکھے ہوئے منتر کو پڑھے تو سانپ بھاگ جائے گا۔

ودھی:۔ اس منتر کو مٹی کا ڈھیلا لیکر اس پر پڑھ کر گھر میں پھینک دیں ــــ سانپ بھاگ جائے گا۔

منتر:۔ اوم ہر طاسر پ کلے سوا ہا اسپیل کل سروپ کلائے سوا ہا۔

سانپ کا زہر دور ہو جائے

مندرجہ ذیل منتر کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اسکے بعد کتیا کے دانتوں کو سفید سوت میں لپیٹ کر بازو پر باندھے۔ زہر فوراً دور ہوگا۔

"اوم شری کرت کیرت سنہاز سواہا"

بھوت پریت پر قبضہ کرنے کا منتر

مندرجہ ذیل طریقے کے مطابق ذیل کے منتر کا جاپ کرے تو بھوت پریت پر قبضہ ہو۔

ودھی:۔ کسی جنگل میں جاکر کیکر کے درخت کے نیچے سادھی لگائے۔ ایک اور خیال رہے کہ جنگل میں سوا مجبر میں تین روز جاپ کرے۔

دوسری بات یہ کہ۔ ایاس ہر روز پڑھے۔ ایسا کرنے سے چوتھے روز حاضر ہو کر درشن کرے گا اور کہے گا مانگو کیا مانگتے ہو جو مانگو گے فوراً مل جائے گا دیر ہرگز نہیں ہوگی۔

منتر:۔ اوم شری ادھس بھوت بھوتیشوری کم کرو ہجر سواہا۔

بھوت وغیرہ دور کرنے کا منتر

مندرجہ ذیل عمل کو نیچے دیئے ہوئے طریقہ پر پڑھیں۔ بھوت دور ہو جائے گا۔

طریقہ:۔ ایک مور کا پنکھ حاصل کر کے نیچے لکھے ہوئے منتر کو اس پر پڑھیں۔ اور جھاڑ کریں۔ اس سے بھوت دور ہو جائے گا۔

منتر:۔ اوم نوادم ہیرن ہیرن ہیردون جو بھوت ناپنگا سیت بھوت بھوکان سا گر جوئی۔

حاضرات کا منتر

اس نیچے لکھے ہوئے منتر کا ایک لاکھ بار جاپ کر کے اس منتر کو سدھ کرے۔ اس کے بعد جس شخص کا دل میں تصور کرو گے فوراً حاضر ہوگا۔

منتر:۔ اوم ہیرن جمانڈے جال بر جول سواہا۔

دیوی ڈاکنی کو حاضر کرنے کا منتر

مندرجہ ذیل طریقے کے مطابق منتر کا جاپ کریں۔ دیوی حاضر ہوگی جب کبھی سورج گرہن یا چاند گرہن لگتا ہو۔

گھی کا چراغ جلا دیں۔ تیل کا چراغ ہرگز نہ جلا دیں۔ ورنہ کام بگڑ جائے گا چراغ جلانے کے بعد ایک لات پر کھڑے ہو کے۔ اکیس مرتبہ مندرجہ ذیل منتر کا جاپ کریں ڈاکنی حاضر ہوگی۔ اس کی ڈراؤنی شکل سے ڈرنا نہیں جو مانگنا ہو مانگ لینا ـــ انشاء اللہ

حاضر ہوگی۔

منتر:۔ اوم نمو چڑھو شور بیر دھرتی چڑھ جاتا تپال چڑھ کے بال چڑھ ہانگ دیر بھوت پر چڑھا ڈوھوں سے جیسی چڑھو نسلی ہو یا چڑھ رہا ہوں بھائی چڑھ جائی ہے کھیا کنکھ ہو گھنٹے آنکھ چڑھ سکھ سے جائے چڑھ کانوں سے آنکھ چڑھ آنکھ سے لات چڑھ پٹ سے پیں چڑھ سیسی سے کہاں سے چوٹی چڑھ ہوماں نر سنگھ بیر جل پر سندھ بیر سکو کر کر آگیا۔ یہ سوں سو بیر یہ پیر چڑھو۔

بقیہ: ــــــ سحر کیا ہے۔

سورۂ فلق اور سورۂ ناس گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر کڑوے تیل پر دم کرکے سحر والے مریض کی آنکھ، ناک، کان اور جسم کے ناخنوں پر ملیں۔

ہر قسم کے سحر کے لئے مندرجہ ذیل اسم اعظم مع نقش کے زعفران سے چینی کی طشتری پر لکھ کر، سوروں تک دھو کر پلائیں۔

یاحافظ یا حفیظ	٦	١	٨	یاحی حین لاحی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یاحی
یالعیبا دکیل	٧	٥	٣	
	٢	٩	٤	

بعد نماز فجر درود تاج گیارہ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے مریض کے چہرے پر چھینٹے ماریں اور یہی پانی اس کو پلائیں۔ اوپر بیان کئے گئے تمام عملیات مجرب اور تجربہ شدہ ہیں۔ جو صاحب ان سے فائدہ اٹھانا چاہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ مندرجہ شرطوں کے پابند ہوں (۱) اتباع شریعت (۲) اکل حلال (۳) صدق مقال۔

تمام قارئین سے اظہارِ معذرت

ہمارا دو ماہی نمبر سا بیرا اس قدر پھیل گیا تھا کہ ہمیں مجبوراً مستقل عنوانات کو نظر انداز کرنا پڑا ــــ درسِ عملیات، نجوم کی شرح، کیمیا، حیات، علم الحقوق علم الرمل، رساؤں کی تعبیر، عجائب الحیوانات، علم الاعداد، علاج بالقرآن، بیماریوں کے ذریعہ علاج، رہنا نجوم وغیرہ جیسے قیمتی مضامین کی اگلی قسطیں ان شاء اللہ آپ جون ۲۰۱۲ء کے شمارے ہی میں پڑھ سکیں گے۔

(منیجر)

اور جامۂ انسانیت میں وہ بھی انہیں جیسے بنکر آئے ہیں۔ اسی لئے عام انسانوں کی طرح انبیاء و مرسلین پر بھی اس نشاۃ پر عالم کے احوال و آثار صحت و مرض، حیات و ممات اور ہر قسم کی جملہ کیفیات وارد ہوتی ہیں۔ لیکن اُمّت کے احوال و کیفیات اور نبی کے حالات و کیفیات میں ایک عظیم الشان فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ عام انسان ملک الناس کی حفاظت کے ماتحت ان کیفیات کے ساتھ گزرتے ہیں۔ جن میں بعضے اپنا ایمان صحیح و سالم لے کر پار لگ جاتے ہیں۔ اور بعض انہی کیفیات کے گرداب بلا میں پھنس کر اپنا اصلی آثار ولی کو بھول بیٹھے ہیں۔ لیکن انبیاء کی جملہ جسمانی و روحانی کیفیات رب قدیر کی مخصوص نگرانی و حفاظت میں پوری ہوتی ہیں۔ دنیا کا کوئی تغیر و انقلاب اپنے تمام آفات و حوادث کے باوجود ان کو خدا و ند عالم سے غافل نہیں کر سکتا اور ان کے لئے اس تحفظ مخصوص کی ضرورت بھی تھی۔ اس لئے کہ اگر انبیاء علیہم السلام کی بہ خصوص نگہداشت و حفاظت نہ ہوتی تو کیوں کر ممکن تھا کہ وہ پیغام حق مخلوق خدا تک پہنچا سکتے۔ اور کائنات کے عظیم الشان مصائب و آفات پر غالب آ کر بھٹکے ہوئے بندوں کو خدا سے ملا سکتے۔

تخصیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہ واحدیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء کی یہ حفاظتی تخصیص دنیا کی سلطنتوں کے انتظامات میں بخوبی مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ دیکھئے اصولی طور پر ہر ایک حکومت اپنے زیر اقتدار ممالک میں قیام امن اور رعایا کے ننگ و ناموس کی ذمہ دار ہوتی ہے اور مرکزی مقامات میں پولیس اور فوج کے مراکز قائم کئے جاتے ہیں۔ جو اس رقبہ کے بسنے والوں کی حفاظت جان و مال، عزت و آبرو کے فرائض ذمہ داری کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور رعایا کے باہمی حقوق میں اعتدال و توازن قائم رکھنا ہی ان کا کار منصبی ہوتا ہے۔ لیکن جہاں عام رعایا کی حفاظت کے لئے پولیس اور فوج متعین کی جاتی ہے۔ وہیں مرکز سلطنت میں بڑے بڑے وزراء و عمائدین سلطنت کی نگرانی و حفاظت کے لئے مخصوص پولیس اور فوج کی جمعیت علیحدہ بھی متعین کی جاتی ہے۔ جو ان کی خاص طور پر نگہداشت رکھتی ہے۔ جب کہیں ایسے نائبانِ سلطنت جاتے ہیں تو نگرانی کے ہر ممکن ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں اور جب وہ آرام کرتے ہیں تو سنگینوں سے سنتری مسلح ایستادہ رہتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ عام رعایا میں اگر نزاعی صورتیں پیدا ہو جائیں تو ان کو معمولی طور پر رفع دفع کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ تصادم شخصی تصادم کہلاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص نائبانِ سلطنت و مقربین حکومت سے ایسی حالت میں مزاحم ہو جب کہ وہ مفوضہ خدمات انجام دے رہے ہوں۔ اور کوئی شخص ان کے درپے آزار ہو جائے تو ایسے شخص کو نظام حکومت کا دشمن اور سلطنت کا باغی کہا جاتا ہے اور غیر معمولی طور پر اس سے مقابلہ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور سخت سے سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کل انبیاء علیہم السلام بھی چونکہ حکومت الٰہیہ کے رسول و پیغامبر اور نائبین خاص کے حامل تھے۔ ان کی حفاظت رشد و صداقت کی حفاظت تھی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کرنے والی جماعت یہود بہاں براہ راست حکومت الٰہیہ کے مد مقابل ہو کر خسران ابدی کی مستحق ہو گئیں۔ وہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی بحکم ملک الملک اور مدبر کل کی طرف سے معوذتین کا نزول فرما کر حفاظتی تدبیر عمل میں لائی گئی اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سحر کا رد عمل سکھلا دیا گیا یعنی شیطنت جس راستہ اور جس صورت سے بھی حملہ آور ہونے کا قصد کرے ہر ایک پر بند لگا دیا گیا چنانچہ باذن اللہ ان آیات ربانی کے ورد تلاوت اور ان کی برکت و تاثیر سے سحر کا بالکلیہ ازالہ ہو گیا۔ اور دنیا کو دکھلا دیا گیا کہ حق تعالیٰ جس کو عزیز و غالب فرمائیں تو دنیا کی کوئی قوت اس کے لئے سنگ راہ نہیں ہو سکتی اور یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ حفاظت خداوندی آپ کی دستگیر نہ ہوتی جب کہ خود رب العلمین نے حبیب رب العلمین کو مورد وحی و منزل ذکر الٰہی فرمایا ہے۔ اور حفاظت ذکر کی ذمہ داری ہوئے لیا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یعنی نہ انسان سے از خود اس کی حفاظت ممکن تھی۔ نہ اس پر یہ خدمات عائد کی گئی۔ اور جب کہ کلام رب العلمین وزد بہ کلام رب العلمین دونوں حفاظت خداوندی میں داخل ہوئے تو بالفاظ دیگر اس کے یہ معنی ہوئے کہ قرآن کریم کو لفظی و معنوی ہر دو اعتبار سے محفوظ فرما لیا گیا ہے۔ یعنی نہ اس کے الفاظ و حروف میں تحریف شیاطین در انداز ہو سکیگی۔ اور نہ اس کے معانی ہی میں تحریف شیاطین کامیاب ہو سکے گی۔ اور جس طرح انسان کا کلام باوجود ممکن سے ممکن حفاظت کے بھی صدی دو صدی میں پرانا پڑ جاتا ہے۔ اور دلوں سے اتر جاتا ہے۔ کلام رب العلمین کی یہ صورت نہ ہوگی۔ بلکہ وہ ہر دور میں بصد آب و تاب قلوب مطہرہ میں جلوہ ریز ہی رہے گا۔ اور جس قدر بھی تکرار کی جائے گی اسی قدر کلام رب العلمین سے نئے نئے علوم نکلتے رہیں گے اور باوجود دور ضلالت کے کبھی کوئی شخص اس سے نہ اکتائے گا۔ یہی بین فرق کلام انسانی و کلام الٰہی میں ہے۔ اس موقعہ پر کلام نفسی و کلام لفظی کے باہمی فرق پر بھی کچھ نہ کچھ اشارہ مفید مقام ہوگا۔ سو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ

کلام الٰہی اور کلام انسانی کا باہمی فرق

چونکہ بندہ اور خدا میں کوئی نسبت نہیں ہے اور جو نسبت بھی ہے تو بے نسبتی کے ساتھ ہے۔ خالق کی شان مخلوق اور اس کے عوارضات سے وراء الوراء ہے۔ بندہ مجبور و محتاج ہے۔ تو خالق کردگار قادر مطلق ہے۔ اسلئے خالق و مخلوق کے کلام میں بھی کوئی نسبت قائم نہیں رہ سکتی۔ بندہ کے کلام کی صورت تو یہ ہے کہ جب وہ کسی سے بات کرتا ہے تو زبان متکلم و مخاطب کے درمیان واسطہ بنتی ہے اور مخاطب، متکلم کی بات سننے میں اپنے وسائل سماعت کی سلامتی کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی لئے گونگا اور بہرا شخص نہ کسی سے بول سکتا ہے اور نہ کسی کی سن سکتا ہے۔ پھر جو انسان بولتا بھی ہے تو زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں آٹھ دس ہزار آدمیوں کو اپنا کلام سنا سکتا ہے اس سے زائد مجمع کو آواز پہنچانا مکبر الصوت جیسے آلات استعمال کئے بغیر امکان سے باہر ہے اور اس مقدار سے زائد فاصلہ ہو تو تار اور ٹیلیفون کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر درمیان میں سمندر حائل ہو جاوے تو پھر گفتگو ذریعہ لاسلکی کی جاتی ہے۔ غرض انسان کی گفتگو اور اس کا سننا دکھنا بہت سی شرائط اور مخصوص حالات و حلات کے تابع

ہے۔ لیکن سمیع و بصیر علیم و قدیر چونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور جہت و مکان سے بے نیاز اور قیود و مکانات وراء الوراء ہے۔ اس لئے اس کا کلام پاک بھی جہت و مکان اور حواس خمسہ کی قیود سے وراء الوراء ہے۔ چنانچہ جن مقدس نفوس نے اس کلام بزرگ کو سنا ہے انہوں نے ہر ایک برگ و گیاہ اور ہر شجر و حجر سے اس کے روح نواز نغمے سنے ہیں جس طرح وائرلیس خبر رسانی کے وقت اس کے کھمبوں میں ایک قسم کی آواز ہونے لگتی ہے۔ لیکن نہیں کہہ سکتے کہ یہ آواز کھمبے کے اول و آخر دائیں اور بائیں یمین و یسار کدھر سے آ رہی ہے ہاں مگر یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ کھمبے ہی اس آواز کے محور و مرکز ہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ کو اوّل و آخر ظاہر و باطن حضرت پروردگار عالم سے وادی مقدس میں تجلی ریز ہو کر اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّکَ اَلْخَ کے مجموعہ حروف کلمات مقدسہ سے جو ندا ہوئی اس کی حقیقت کو سمجھئے اور نزول وحی کے وقت وحی کی کیفیت کے متعلق جو تشبیہ حدیث میں کصلصلۃ الجرس دی گئی ہے اس سے کلام نفسی و کلام لفظی کے فرق پر غور فرمایئے بعض معتبر کتابوں میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب صوت حق میں نے سنی تو میں محسوس کر رہا تھا کہ میں ہر ایک جہت سے یہ کلام ہر رگ سے سن رہا ہوں اور اپنے تمام جسم سے سن رہا ہوں یہاں تک کہ ہر عضو اور جسم کا ہر جوڑ و بند میرا کان ہو گیا ہے۔

کلام نفسی و کلام لفظی کا فرق

یہی فرق ہے کلام لفظی اور کلام نفسی میں کہ کلام لفظی کے سننے کیلئے تو حواس خمسہ ظاہری کی سلامتی درکار ہے اور کلام نفسی کی سماعت کیلئے اُن حواس کے گم ہو جانے کی شرط ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے حواس کو تجلّی حق میں منضم و مدغم فرما چکے جب جسم کے ہر رگ سے پیغمبر لطیف و کلام الٰہی سننے کے لائق ہوئے۔ کسی نے اس مضمون کو اس شعر میں خوب ہی ادا کیا ہے۔ کہتا ہے کہ

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کیلئے

بہرحال کلام لفظی کے اثرات تو الفاظ و حروف کے سانچوں میں ڈھل کر وابستہ الفاظ ہو کر کانوں تک پہنچتے ہیں یعنی جب کوئی اثر ایک انسان کو دوسرے انسان میں پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے تو اپنا اثر کو زبان پر لا کر الفاظ و حروف کے سانچوں میں بند کر کے ہوا کی مدد سے مخاطب کے کانوں میں پہنچایا گیا ہے۔ جہاں مخاطب کے کان معانی و مقاصد کے اس پارسل کو کھول کر مرسلہ اثر کو اپنے قلب میں جا گزیں کرتے ہیں۔ اسی لئے جس کا نورانی اثر ہوتا ہے اُس کو قلب انسانی من اول الوہلہ قبول کر لیتا ہے۔ اور جس کا اثر شیطانی ہوتا ہے تو دل اُس کے قبول کر لینے سے اوّلاً ابا کرتا ہے چنانچہ قرآن عزیز کا اسی لئے قول بلیغ فرمایا گیا ہے کہ یہ قلب انسانی کی گہرائیوں میں پوری طرح اتر جاتا ہے۔ اور کلام نفسی کا افاضہ چونکہ متور عالم کی طرف سے ہوتا ہے جو جہت و مکان سے منزہ و برتر ہے اس لئے اس کے سننے کی استعداد مثل قبولیت نور آفتاب منظر اربعہ شجر و حجر انسان و حیوان اور کل مخلوق میں موجود ہے۔ اسی لئے جن نفوس قدسیہ کو حق تعالیٰ نے قابل خطاب مقرر کیا انہوں نے اس کا کلام ذرہ ذرہ ہر رگ سے سنا۔ کیوں کہ اسکے قبول کرنے کی استعداد روح و جسم ہر ایک میں بہمہ وجوہ موجود تھی۔ اس لئے کلام لفظی الفاظ و حروف کا محتاج ہے۔ اور کلام نفسی حدود و قیود سے مستغنی ہے۔ جیسے بچہ جب تک وہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے تو زندہ رہتا ہے۔ حرکت کرتا ہے۔ ہاں مگر ماں کے شکم سے نکلنے اور اس کی گود میں آنے سے جو ہوتا ہے اور اپنے پروردگار چاہے ہر چیز میں رجوع کرتا ہے۔ اسی سے بات کرتا ہے۔ اور اُسی کی سنتا ہے۔ لیکن یہ بات چیت ہم جیسی نہیں ہوتی۔

حالتِ بیداری و نوم میں کلام کا فرق

اسی طرح کلام لفظی و کلام نفسی کا فرق سمجھئے جس طرح روح بیداری کی حالت میں اگر ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانا چاہے تو جسم کی لزوم اور اس کے وزن کی وجہ سے بدون استعانت غیر سفر ممکن نہیں۔ لیکن یہی روح بحالت نوم افلاک و ہیکل کا ملاقات کر کے جہاں چاہتی ہے۔ چلی جاتی ہے۔ اسی طرح کلام لفظی کے سننے میں تو حواس خمسہ کی درستگی و سلامتی کی اس کو ضرورت ہے۔ لیکن کلام نفسی کے استعداد سماعت میں وہ ان قیود سے بالکلیہ آزاد ہے۔ چنانچہ عالم رویا میں جب ہم کسی سے ملتے ہیں تو اس کی بات کو سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی رہتے ہیں بولتے بھی رہتے ہیں اور بیداری میں نقل بھی کرتے ہیں۔ لیکن بیداری جیسی شان نہ اس بولنے کی ہوتی ہے نہ چلنے کی ہوتی ہے۔ علی ہذا کاملین اہل اللہ جو اپنے مریدین یا متعلقین سے کبھی دور بیٹھے الہامی کشفی بات چیت کر لیتے ہیں۔ اور ایک کی بات کو دوسرا سمجھ لیتا ہے لیکن آواز نہیں آتی وہ بھی اسی قسم کا کلام ہے جس کو حدیث نفس اور کلام نفسی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی لئے کلام لفظی کو تو صرف انسان و حیوان ہی سن سکتے ہیں اور کلام نفسی کو کائنات کا ہر ایک ذرہ ذرہ سنتا اور سمجھتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ یہی صورت قلب میں شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی ہے اور بغیر تکلم و آواز حدیث نفس کی کیفیت ہے۔

حیوانات کا مشاہدۂ عذاب قبر

بیہیں سے ان احادیث صحیحہ کی صداقت پر بھی نظر کیجئے جو عذاب و ثواب قبر کے متعلق ہیں کہ قبر میں جب مردہ عذاب میں مبتلا ہوتا ہے تو انسان کے ماسوا سب اس کے عذاب کو دیکھتے اور اس کی آہ و بکا کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔

یوم حساب میں انسان کے اعضاء کا بولنا

اور یہیں سے یوم حساب کی اس گواہی کو سمجھئے جو انسان کے بُرے عملوں سے انکار کی صورت میں حق تعالیٰ اُس کی زبان کو بند کر کے اس کے ہاتھ پیروں سے وہ سب کچھ بیان کرائیں گے جو اس نے دنیا میں رہ کر کیا تھا اور وہ سب بول اُٹھیں گے جو ان سے انسان نے کرایا تھا۔ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ۔ اور زمین اپنی کل اولاد کی نیکی اور بدی کی گواہی دے گی۔ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔ غرض شجر و حجر زمین و آسمان اور اعضائے انسانی کا بولنا اُسی قسم کا ہے جس کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ حاصل یہ کہ ذات باری تعالیٰ جس طرح تغیر و زوال سے مبرا ہے۔ اسی طرح وحی ربانی اور اس کا

کلام بزرگ بھی فنا و زوال سے بلند و برتر ہے لیکن دنیا کی ہر ایک نعمت چونکہ رشتۂ اسباب سے منسلک ہے اور اپنے وجود و قیام میں سلسلے کی محتاج ہے۔ روح کا وجود بھی ہے تو جسم کے پردہ میں ہے۔ جیسا کہ بھی پایا جاتا ہے۔ تو تم کے لباس میں خیر بھی ہے تو شر کے ساتھ ہے پھول کھلتا ہے تو کانٹوں سے متصل ہے۔ اسی طرح اس دنیا میں کتاب اللہ کے انوار و برکات بھی لوح محفوظ سے اتارے گئے ہیں تو الفاظ و حروف کے پیکر ہی میں اتارے گئے ہیں۔

رفع کتاب الٰہی اور عقلاً اس کا اثبات

لیکن جس طرح روح انسانی ایک اصل معینہ پر جسم کو چھوڑ کر جہاں سے آئی ہے وہیں لوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح ارشادات نبوت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جیسا قیامت کے قریب خداوند عالم کا کلام بزرگ بھی الفاظ کو چھوڑ کر لوح محفوظ کی طرف اٹھا لیا جاوے گا اور اس کے انوار و برکات سے قلوب انسانی ایسی ہی طرح خالی ہو جائیں گے جس طرح روح کے نکل جانے کے وقت جسم خالی ہو جاتا ہے اور یہ رفع کتاب و رفع کلام احدیت عقلاً بھی مستبعد نہیں ہے اس لئے کہ جب جدید سائنس کی رُو سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان کے تمام ملفوظات فضائے آسمانی میں محفوظ رہیں اگرچہ بظاہر وہ فنا ہو چکے ہیں۔ لیکن اُن کے اثرات و کیفیات وغیرہ بدستور موجود رہیں۔ چنانچہ آجکل متمدن دنیا ایسے آلات و مشینیں ایجاد کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ جس سے کلمات انسانی کا مکمل ریکارڈ تیار ہو سکے تو کچھ تو کر حق تعالیٰ شانہٗ کا کلام پاک کس طرح فنا ہو سکتا ہے۔ لیکن مدعا صرف اس قدر ہے کہ دنیا کے ختم ہونے پر خداوند عالم کا کلام پاک قلوب انسانی سے نکال کر اپنے مرکز کی طرف پہنچا دیا جائے گا اور دنیا میں رہتے ہوئے اس کی حفاظت حق تعالیٰ اس طرح فرمائے گا کہ دوسرے کا کوئی شائبہ اور شیطنت کا کوئی حربہ اس کو منسوخ اور ملتبس نہ کر سکے گا اور ایک جماعت حقہ ہمیشہ ایسی موجود رہے گی جو اس کلام بزرگ کی صحیح طور پر حامل ہوگی اور شیطنت اس کیلئے در انداز نہ ہو سکے گی لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ۔ غرض آیت زیر بحث اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ میں جہاں حفاظت ذکر حکیم کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہیں اس سے یہ بھی مستفاد ہے کہ نزول و اشاعت کا جو دور مقدس اس عالم تکوین میں خالق و مخلوق کے درمیان ہوگا۔ حفاظت و پناہ ربانی میں وہ بھی برابر کا شریک ہوگا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دعوت انداز و تبشیر میں وہ کونسے مصائب تھے جو نہ توڑے گئے اور وہ کونسی سخت سے سخت اذیت تھی جو روا نہ رکھی گئی اور وہ کونسا زبردست سے زبردست حملہ شر تھا جو اس خیر مجسم پر نہ کر لیا گیا لقد اوذیت فی اللہ ما لم یؤذ احد الحدیث لیکن حفاظت خداوندی و پناہ ربانی چونکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل حال تھی۔ اس لئے منافقین و کفار کے تمام شیطانی کھیل تماشوں نے سود و بیکار اور حریفانہ ہجرت کی تمام مساعی بالآخر ناکام و نامراد ثابت ہوئیں۔ گو وہ عارضی طور پر کبھی اپنی وقتی فتح سے خوش بھی ہوئے اور بارگاہ الٰہی سے مسلمانوں کو کبھی باوجود ان کی کثرت کے محض یہ درس عبرت دینے کے لئے شکست بھی دی گئی کہ نصرت و ظفر کا مدار کثرت و قلت پر نہیں بلکہ تائید ربانی پر ہے۔

کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ الْآیۃ۔ لیکن انجام کے لحاظ سے کفار کی تمام سازشیں ہی ثابت ہوئیں اور انجام حق و صداقت ہی کے ساتھ رہا اور کلمہ حق ہی بلند ہو کر رہا۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِــٴُـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔

حکمت سحر

یہود نے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے سحر کیا تھا کہ آپ کی عالمگیر دعوت فنا ہو جائے اور معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا ان کے کار منصبی میں اختلال کا سبب بن جائے۔ لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ انجام کے لحاظ سے جو ہمیشہ خدا سے تعلق رکھنے والوں اور اس کے خوف سے کانپنے والوں کیلئے ہی مختص رہا ہے، یہ مکر و فساد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کیلئے خیر عظیم کا سبب بنے گا اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا ایک بے مثل و شاندار نشان ہوگا۔ چنانچہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذتین کے متعلق فرمایا کہ آج کی رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ جن کی مثل آج تک نہیں دیکھیں (یعنی استعاذہ کے باب میں ایسی آیتیں آج تک آپ پر نازل نہ ہوئی تھیں)، غرض جس ستار و بے جل نے کرفے ابتدا سے حضرت رحمۃ للعالمین کی نگہداشت و تربیت فرمائی اور آپ کے اخلاق و اعمال کو عالمین کیلئے باعث رحمت و برکت بنایا۔ ان ہر دو سورتوں میں سحر اور کائنات کے جملہ شرور و آفات کا ایسا مکمل علاج نازل فرمایا جس سے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمیشہ کے لئے مامون و مصون ہو جائیں، بلکہ منتبعین بھی اصولاً جسمانی و روحانی آفتوں اور مصیبتوں کی ہو سکتی ہیں۔ رب الفلق کی پناہ طلب کرنے سے انسان ہر بلا سے محفوظ ہو جاوے اور جو بھی تکلیف اس عالم کون و فساد میں انسان کو پیش آئے بطمانیت قلب و فراخی صدر کی وجہ سے وہ تکلیف برداشت ہو کر نظر آئے۔

پشت پناہی کس کو سزاوار ہے

فی الحقیقت شرور کائنات سے اگر کوئی بچا سکتا ہے اور پناہ دینے کا کوئی حقدار ہے تو وہ خیر و شر کا پیدا کرنے والا ہی ہو سکتا ہے جس کے کمال قدرت میں کوئی دست اندازی اور لب کشائی کر نیوالا نہیں ہے اور آفات سے رستگاری اگر مل سکتی ہے تو اسی کے دربار سے مل سکتی ہے جس نے خیر کی بنیاد نورانیت پر رکھ کر اور شر کی بنیاد ظلمت پر رکھ کر ایک کا تعلق دوسرے کے ساتھ ڈالا جس طرح کسی کی پناہ میں آنا پناہ طلب کرنے والے کے کمال عجز و بے چارگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح یہ پناہ لیا جانے والے کے کمال قدرت و جبروت کو بھی ظاہر کرتا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ پناہ دینے والوں میں سب سے آخری مرتبہ اگر کسی کیلئے ہو سکتا ہے۔ اور پناہ کے قابل اگر کوئی ذات اقدس ہے تو وہی فالق الاصباح اور فالق الحب والنویٰ ہے جو رات کی تاریکیوں سے نور صبح کو چمکانے والا اور زمین کے ہزاروں من تودوں میں سے دانہ کو چیر کر اگانے والا ہے اور شرور کائنات سے بچنے کی اگر کوئی سبیل ہے تو صرف یہی کہ اس ذات اقدس کی طرف رجوع کیا جائے جو کفر کی تاریکیوں سے نور اسلام کو ظاہر کرنیوالی اور دلوں کی ظلمتوں میں نور ایمان چمکانے والی اور عدم کی اندھیریوں سے وجود کی روشنی پیدا کرنیوالی ہے۔

طرح ایک خادم اگر آقا کے متعلقین میں سے کسی کے ظلم و ستم کی شکایت کرنا چاہے تو اپنے آقا ہی سے کر سکتا ہے اور اُسی کی پناہ ڈھونڈتا ہے۔ اسی طرح چونکہ انسان کا پالنے والا درحقیقت خداوند عالم ہی ہے۔ ماں باپ ایک ذریعہ محض ہیں اور خدا کی شفقت و محبت ماں باپ کی شفقت و محبت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کیوں کہ ماں باپ کی محبت تو فقط اسی عالم میں اپنی اولاد ہی تک محدود ہے اور اس عالم میں بھی اگر اولاد ماں باپ کے سامنے مر جائے تو تھوڑے دنوں کے بعد خیالی دھیان بھی نہیں رہتا اور وہ محبت بھی خود ان کی ذاتی نہیں ہے بلکہ عطائے غیر ہے۔ جس کا ایک کھلا ہوا ثبوت تو یہ ہے کہ بچہ جب تک شکم مادر سے باہر نہیں آتا۔ ماں باپ کو کوئی انس و پیار بچے پر نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا کی محبت و شفقت بیشک ازلی و ابدی ہے۔ کیوں کہ اس کی تربیت تو اسی دم سے شروع ہو جاتی ہے جب کہ عالم ارحام میں مصور ارحام اس مضغۂ گوشت کو شکل و صورت عنایت کرتا اور اپنی حیات لازوال کا پرتو ڈال کر ایک اجل مسمیٰ کے لئے عالم اجسام میں بھیجتا ہے۔ بلاشبہ شفقت اصلی و ذاتی اسی خلاق دو جہاں و بیچگوں کی ہو سکتی ہے جو عالم ارحام کی تاریکیوں میں اپنی تجلیات ساطعہ و قدرت کاملہ سے اجالا کرتا اور اپنی قدرت واسعہ سے اس تنگ و تار جگہ کو فراخ کرتا ہے اور بچے کے سکون و اطمینان قلب کیلئے اور اس کے تمام فطری مادوں کے پرورش کیلئے اس کے اور اس کی ماں کے درمیان ایک ایسا آلہ قائم فرماتا ہے جس سے بلا چبائے ہوئے اور منہ اور ہونٹوں کو بلا کسی ادنیٰ تکلیف دیئے ہوئے بچہ اپنی ماں کے جگر سے ایک ایسی غذا کھینچنے لگتا ہے جو کھانے کا بھی کام دے اور پینے کا بھی اور عالم ارحام کے زمانۂ قیام میں بچے کو بے فکری کے ساتھ شانِ قدرت کا موقعہ ملے یہی وجہ ہے کہ بچہ جب تک براہ راست رب العالمین ہوتا ہے اور جب تک ماں باپ کی تربیت شروع نہیں ہوتی تو یہ اسیر قفس ماں کے پیٹ میں اور ابھی گریہ و بکا آہ و زاری نہیں کرتا۔ لیکن جونہی ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور شیطان اس دار المحن کے مصائب و آلام کے چرکے دل پر لگاتا ہے تو یہ بیچارہ نو وارد بہائی خداوندی کے چھوٹ جانے پر چیخیں مار مار کر رونے لگتا ہے اور غم کے مارے آنکھ نہیں کھولتا بلکہ یہ روح اسیر اور دریائے رحم کی یہ مچھلی مادر رحم میں قیام کرتی ہے تو ماں کے دل پر جس خیر کی بھی تجلیات آئیں اُن کا مشاہدہ کر کے اپنی فطری سلامتی کی وجہ سے عالم ادواح کے خانۂ کعبہ (قلب) کے طواف میں کبھی ادھر سے اُدھر اور کبھی اُدھر سے ادھر چکر لگاتی ہے۔ اسی لئے روح انسانی کا عالم شہادت میں آ کر خانۂ کعبہ کا طواف کرنا اور رعنائی تجلیات شہودی کو دیکھ کر پروانہ وار چاروں طرف چکر لگانا عین فطرت ہے۔ اور اُسی وجہ فطرت کے موافق یہ چکر کیا جاتا ہے۔ جو آسمانوں میں فرشتے بیت المعمور کے ہر جانب طواف کیا کرتے ہیں اور عالم ارحام میں ہر ایک آبیوائی روح قدرت کی کرشمہ سازیوں کو دیکھ کر عالم ارواح کے خانۂ کعبہ کا طواف کیا کرتی ہے۔ اور زمین و آسمان کو اکب و سیارات ہر ایک ان میں سے جس کے کمال قدرت کے اعتراف میں دن رات چکر لگا رہے ہیں۔ دوسرا ثبوت ماں باپ کی محبت کے ذاتی نہ ہونے کا یہ ہے کہ انسان کا نطفہ جس سے اس کی پیدائش ہوتی ہے جب اس کی پشت میں رہتا ہے تو کسی کو کوئی ادنیٰ انس بھی اس

سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے اخراج ہی کو پاخانہ و پیشاب کی طرح اپنے لئے باعث راحت سمجھتا ہے جو اس نطفے کی حامل ہوتی ہے اس سے تو علاقہ ہو بھی جاتا ہے۔ مگر اپنے اس مادۂ حیات سے کوئی بھی انس نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اگر انسان کو اپنے اس مادہ سے ذاتی تعلق ہوتا تو کبھی اُسے اپنے سے جدا نہ کرتا اور خدا کی محبت و شفقت بیشک تمام انسانوں اور تمام مخلوقات پر ذاتی و ابدی ہے۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بچے کے پاس اپنے مقاصد قلبیہ کے اظہار کا کوئی ذریعہ بجز صوت محض اور گریہ و بکا کے نہیں ہوتا اور اس بیچارگی کے عالم میں نہ صرف اس کے ماں باپ بلکہ تمام دنیا کے علماء و حکماء اس کو قوت گویائی بخش کر کوئی ادنیٰ سی بھی مدد نہیں کر سکتے۔ مگر ہر شخص جانتا ہے کہ صوت محض اور گریہ و بکا انسان کیلئے عادتاً و عقلاً باعث تکدر و تشویش ہی ہوتا ہے نہ کہ باعث تعلق و محبت، اور بے ربط گفتگو انسان کیلئے باعث سمع خراشی ہوتی ہے نہ کہ باعث محبت و مودت، اس لئے کہ ایک گونگا شخص بھی بجز صوت محض کے اور کوئی ذریعہ مقاصد قلبیہ کے اظہار کا اپنے پاس نہیں رکھتا۔ علیٰ ہذا ایک فاتر العقل کی بے ربط باتیں بھی رغبت و دلچسپی سے کوئی شخص نہیں سنتا۔ لیکن یہ خداوند عالم ہی کی تربیت خاصہ اور رحمت و شفقت کاملہ کا اثر ہے کہ بچے کی اس صوت محض اور گریہ و بکا سے ماں باپ کو بجائے تنفر کے محبت ہوتی ہے اور اسی گریہ و زاری سے ماں کی محبت جوش میں آ جاتی ہے اور ربّ العالمین اسکی چھاتیوں سے دودھ کا فوارہ جاری کر کے اس نادان کلوم و جہول کو ایسا اس دودھ کا چوس لینا سکھلا دیتے ہیں۔ اور ایسی لطیف غذا نجاست اور خون کے درمیان سے اس کو عطا فرماتے ہیں کہ جس سے اس کی تمام ترقیں نشو و ارتقا کے منازل طے کرنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآىِٕغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔

تعوذ و توسط الٰہی

اس لئے اگر انسان پہلے ہی اپنے اصلی آقا کی پناہ ڈھونڈ لیگا اور اس کے پیدا کردہ شر سے تعوذ اور دنیاوی تربیت کے وسائل سے اپنی نظر کو بلند کر کے توسط الٰہی اور رشتۂ عبدیت استوار کرے گا تو پھر دنیا کی تمام برائیاں اس کے حق میں بھلائیاں بن جاویں گی۔ اور کوئی برائی بھی اسکے قریب بھٹک سکے گی اور اگر مقتضائے بشریت و فطرت انسانی قلب میں برائی کا گزر ہو بھی جاوے گا اور شیطان نوائے بہیمی کے دریا میں تلاطم و تموج پیدا کر بھی دے گا تو یہ نورانیت جلد ہی اس طوفان و تموج کو ساکن کر دے گی۔ اور پھر یہ شرارت معتبرہ نہ ہوگی۔

قرآن حکیم ہی انسان کو نجات دلا سکتا ہے

بلاشبہ ایسا جامع اور مکمل آسمانی علاج اسی ربانی برحق حکیم علی الاطلاق کا ہو سکتا ہے جس کی حکمت و بلاغت وہ ہمارا سورکا ہاول اور ادراک و شعور عقل محدود دنیا کے احاطے سے باہر اور جس کے پیدا کئے ہوئے تحوید و شفا اسباب کی گتھی کا سلجھانا انسانی فکر سے بالاتر ہے۔ یقیناً خالق کائنات نے اس عالم کی ہر مصیبت و تکلیف سے نجات دلانے کا جو راستہ انسان کیلئے تجویز کر دیا ہے

اور آفاتِ سماوی دارضی کے رفع کرنے کیلئے قرآن حکیم کا جو مجرب نسخہ کیمیا صحت فرمادیا ہے اس سے بہتر نوش کامیاب اور آسان کوئی راستہ اور علاج نہیں ہو سکتا۔ الغرض رفتارِ حوادث دو اقعاتِ عالم پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی روح اور اس کے جسم کو ضرر دینے والے اسباب خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحانی، ظاہری ہوں یا باطنی حسی ہوں، معنوی سماوی یا انگہانی، اصولاً ان کی پانچ ہی شکلیں ہو سکتی ہیں۔

آفاتِ انسانی کی پانچ شکلیں

① پہلی صورت تو آفاتِ انسانی کی یہ ہے کہ انسان کے ماسوا افراد عالم نے جو دیگر مخلوقات مثل سانپ، بچھو، سباع و بہائم وغیرہ پیدا کئے ہیں ان سے انسان کو کسی قسم کا ضرر پہونچے اور وہ کسی نہ کسی وجہ سے انسان کے مقاصدِ حیات میں سنگِ گراں بن جائیں۔

② دوسری صورت یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات و اغراض کے ماتحت ایک دوسرے سے متصادم اور تحاسدِ باہمی کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں اور ایک جماعت دوسری جماعت کیلئے قسم قسم کی ایذاؤں اور تکلیفوں کا سبب بن جائے حاسدوں اور بدخواہوں کے لعن طعن اور ان کے دل آزاریوں کی وجہ سے انسان سراپا کلفت و غم نظر آنے لگے۔

③ تیسری صورت یہ ہے کہ انسان ایسی ناگہانی آفتوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے کہ جس سے انسان کا نہ صرف عقل اور اس کی قوتِ ممیزہ تیرہ و تار ہو کر رہ جائے جیسے سحر، عالمِ عظیمہ، نظرِ بد، امراض و بائیہ، سیلاب، طغیانی، زلزلہ وآتش زدگی وغیرہ۔

④ چوتھی صورت یہ ہے کہ انسان کو اپنے مقاصدِ حیات کی تکمیل و تحمیم کیلئے وہ اسباب میسر نہ آئیں، یا میسر آنے کے بعد ان کا انقطاع ہو جائے جن کو خداوند عالم نے انسان کیلئے مدارِ کار ٹھہرایا ہے۔ اور انسان کے نشوونما و ارتقاء کیلئے جزو لاینفک بنایا ہے۔

⑤ پانچویں صورت آفت دشمنی کی یہ ہے کہ انسان کے نورِ عقل پر غفلت و شیطنت اور گناہ کا پردہ ڈالنے والا اور اس کی ملکیت و روحانیت کو تیرہ و تار کرنے والا نوعِ انسانی کا ازلی حاسد و فریبی دشمن شیطان انسان کے درپے ہو جائے اور اس کے دل پر قابو پا کر ہر وقت انسان کو بہکاتا اور پھسلاتا رہے۔ طرح طرح کے وساوس و خطرات اس میں ڈال کر یقین و ایمان ـــــــ اور اس استعداد نیز دائماتِ الٰہیہ کو فنا کرنے کی گھات میں لگا رہے جس پر تمام اخلاقِ حسنہ و ملکاتِ فاضلہ کی بنیاد رکھ کر انسان اپنے رب سے ملتا اور یوم حساب میں نجات پاکر نزدیکی حاصل کرتا ہے۔

تنبیہ اوّل

قوائے ثلاثہ انسانی

چونکہ انسان میں حق تعالیٰ شانہ نے تین متضاد قوتیں ملکیت، بہیمیت، سبعیت ودیعت فرمائی ہیں اور انہیں سے ہر ایک قوت کو اپنے مناسب احوال سے بشاشت و تازگی حاصل ہوتی ہے اور غیر ملائم احوال سے رنج و الم ہوتا ہے۔ ایک کی زیادتی دوسرے کے عدم کا سبب ہوتی ہے یہاں تک کہ جو قوتِ کمال کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ بقیہ قوتیں اسی کے اندر منضم ہو کر گم ہو جاتی ہیں اور اسی غلبہ کے اعتبار سے انسان یا فرشتہ بن جاتا ہے یا شیطان و بہائم و درندہ ہو جاتا ہے اس لئے انسان توجہ و عنایتِ خداوندی کا محتاج ہے اور اپنے نظامِ وجود اور نظامِ اخلاق کی برقراری میں اعانت و تربیتِ خداوندی کا طلبگار ہے۔ جہاں تینوں قوتوں کو اپنی تعلیم و تربیت سے درجۂ اعتدال پر لے آئے۔

ظاہر ہے کہ ہر قوت کو مناسب حد پر بحال رکھنے کیلئے اور اس تضاد کو رفع کرنے کیلئے تعلیمِ الٰہی کے بدون چارہ نہیں اور مذکورۃ الصدر عظیم آفتوں سے انسان خود کسی طرح بھی اپنی حفاظت نہیں کر سکتا جب تک حق تعالیٰ کی پناہ میں نہ آجائے۔ اسی لئے چمنستانِ عالم کے مربی و صانع کردگار نے ان تمام آفتوں سے بچنے اور ہر سہ قوتوں کے باہمی تضاد کو رفع کرنے کیلئے قرآن پاک میں مکمل دستور العمل بنایا اور سورتین میں ان قوائے ثلاثہ کے آفات سے تعوذ اور سبب بتلایا۔

مضراتِ دینی و دُنیوی

چنانچہ سورۂ فلق میں ان چار آفتوں سے بچنے کے لئے انسان کو تعوذ سکھلایا گیا جو عالمِ اجسام میں اس کو ضرر دیتی ہیں اور امورِ دنیویہ میں مخل ہوتی ہیں۔ اور سورۂ ناس میں اس پانچویں شرِ عظیم سے بچایا گیا۔ جو عالمِ ارواح میں شیطان کی طرف سے اسے لاحق ہوتا اور امورِ دینیہ میں رخنہ اندازی کرتا ہے۔

تنبیہ دوم

چونکہ انسان مختلف عناصر و اجزائے عالم سے ترکیب دیا گیا ہے اور اس حقیقتِ جامعہ کی تقویم و تخمیر یانی کائنات نے خیر و شر ملکیت و بہیمیت وغیرہ سے فرمائی ہے۔ اور تمام مخلوقات کا انسان کو خلاصہ بنایا گیا ہے۔ اس کی زندگی ہر ایک مخلوق کی زندگی کا آئینہ ہے۔ اس لئے اس حقیقتِ جامعہ سے بڑھ کر تمام مخلوق میں کوئی حقیقت بھی نہیں ہے۔

کمالاتِ خداوندی کا ظہور نوعِ انسانی میں

اسی بنا پر کمالاتِ خداوندی اور صفاتِ باری عز اسمہٗ کا جیسا کامل ظہور انسان کی نوع میں ہوا ہے۔ مخلوقات کی کوئی دوسری نوع اس طرح شئونِ الٰہیہ کو اپنے اندر جذب نہ کر سکی۔ باقی انسان کا ظلوم و جہول ہو کر عالم و عادل ہونا عقلاً کسی طرح بھی مستبعد نہیں، کیونکہ جس طرح وہ آئینہ جو ایک طرف سے سیاہ ہو اور اپنی دوسری جانب سے نہایت بلکہ ارمان شفاف مجلی مگر آفتاب بنتا کو قبول کر سکتا ہے اور آفتاب و مہتاب کی پوری نورانیت کو اپنے اندر جذب کر سکتا ہے دونوں خالی آئینہ یا سنگِ سیاہ ہرگز نورِ آفتاب کو جذب نہیں کر سکتے۔ اسی طرح انسان کے بھی دو رخ اس کے پروردگار نے بنائے ہیں۔ ایک جہت اس کی ناسوتی ہے جو اپنے اندر جہالت، ظلمت، بہیمیت و سبعیت، تاریکی و غفلت رکھتی ہے اور دوسری جہت اس کی ملکوتی ہے جو اپنے اندر علم و عدل، ملکیت و نورانیت رکھتی ہے۔

انسان کو ہر مخلوق سے مشابہت ہے

اسی لئے انسان فرشتوں کے مشابہ بھی ہے اور بہائم کے مانند حرص و شہوت میں چار پاؤں کی طرح ہے تو مکر و فریب میں شیطان کے ہم پلہ ہے، ایذا رسانی قتل و غارت، کشت و خون میں درندوں کے مشابہ ہے تو عبادت و معرفتِ خالق میں فرشتوں کا ہمسر ہے اپنے تن و قد میں شجر و حجر کا نمونہ ہے تو نورانیت میں کواکب و سیارات کی طرح منور اور روشن ہے۔

انسان کے متضاد مادّے

ایک طرف اگر رذائل کے فاسد مواد بغض و حسد و کینہ و عداوت، بے رحمی و ایذا رسانی، نفاق و شقاق پائے جاتے ہیں تو دوسری طرف احسان و مروّت، محبت و مصالحت، پاکبازی و وفا کے ملکات بھی قدرت نے اس میں ودیعت فرمائے ہیں۔ اسی لئے ہر مخلوق کا رنگ انسان پر آتا ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان زندگی کے آئینے سے اپنا رنگ ظاہر کرے اور توفیقِ ربانی کا تقاضا ہے کہ انسان پر خدائی رنگ آئے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً الآیۃ۔ غرض اس میں جہاں خیر کا گزر ہوتا ہے شر بھی اس کے ساتھ ساتھ لگا رہتا ہے۔ اگرچہ انسان کا مزاج اصلی فطرتِ اصلیہ کے لحاظ سے پاک بلکہ خیر ہی ہے اور اس میں غلبہ خیر ہی کا ہے۔ مگر بسا اوقات شرور کائنات اور تربیتِ والدین اور تاثراتِ گرد و پیش انسان کو کچھ سے کچھ کر ڈالتی ہیں۔ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔

فطرتِ سلیمہ اور شرورِ کائنات

یہی وجہ ہے کہ انسان اگر آفات و حوادثِ عالم سے بچا رہتا ہے تو اس کی فطرتِ اصلیہ کا اخلاقِ حسنہ کی تعمیر ہونے لگتی ہے اور ایسا انسان فرشتوں سے بھی گوئے سبقت لیجاتا ہے اور ایسے انسان کی برائیاں اس کے تعلق مع اللہ کے درست رہنے کی وجہ سے اس کے حق میں ایسی ہی طرح مفید ہو جاتی ہیں۔ جس طرح انسان کی نجاست اس کے پیٹ میں رہنے سے یا زمین کے اندر ملا دیئے جانے سے ہر دو کے حق میں ترقی و قوت کا ذریعہ بنتی ہے۔

بحالتِ نافرمانی، انسان بہائم سے بھی بدتر ہے

اور اگر شر و فساد اس میں غلبہ کر لیتے ہیں تو انسان جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بہائم میں جو قوتِ بہیمی ودیعت کی گئی ہے اس کو اپنے پروردگار کے تابع فرمان رہ کر تو صرف کرتے ہیں اور انسان تو بالکل انہی جیسا بے حس و بے شعور ہوتا ہے۔ نہ اپنی فطرتِ اصلیہ پر رہتا ہے۔ نتیجہ یہی ہے کہ انسان جانوروں سے بھی بدتر بن جاتا ہے۔ ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا۔ یعنی گو ظاہر میں انسان بحالتِ نافرمانی کھاتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے۔ مگر جونکہ مالک سے اپنا تعلق قطع کر دیا ہے۔ اسلئے چوپائے سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ ان کا تو رُخ ہی سفلی ہے وہ چلتے بھی ہیں تو اس طرح کہ زمین کو دیکھ رہے ہیں اور انسان کا رُخ باوجود علوی ہونے کے جب اس کی بے نیازی ہے تو وہ بہائم سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

فطرتِ انسانی میں غلبہ خیر ہی کا ہے

بہر حال انسان کی فطرتِ سلیمہ کے اعتبار سے خیر ہونے کی کیفیت ہمیں طبِ یونانی کے اس معجونِ مرکب کی طرح ہے کہ جس کو کسی حاذق طبیب نے مختلف متضاد اجزاء سے ترکیب دے کر نسخہ کا مزاج ایسا معتدل بنا دیا ہو کہ یہ نسخہ ہر ایک مریض و مرض کیلئے تریاق بن جائے جو نسخہ کے اجزاء کو اگر الگ الگ کر کے دیکھا جائے تو ان میں وہ خوبی اور لطافت نہیں ہوتی جو مجموعے میں ہوتی ہے۔ لیکن طبیبِ حاذق کا کمال یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنی حکمت ترکیب سے مختلف اجزاء کو ملا کر مجموعہ میں وہ تاثیر و خاصیت پیدا کر دے جو ہر مرض اور ہر روگ کا استعمال کر دے یہی وجہ ہے کہ جو شخص ایسے مرکب کو پوری جانچ پڑتال کے ساتھ بناتا ہے اور اوزان مقررہ و اجزائے معتبر کے ساتھ یہ نسخہ تیار کرتا ہے تو ایسا مرکب ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر خارج سے ایک تولہ زہر ہلاہل اس مرکب میں ملا دیا جائے تو ظاہر ہے کہ اس مرکب کا مزاجِ طبعی قطعاً بدل جائے گا۔ اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ نے بھی انسان کو خیر و شر کے مادوں سے ترکیب دیکر الہامِ فطری سے ان میں باہم اعتدال و توازن کی استعداد قائم فرما کر کچھ انسان کا مزاج اصلی ایسا لطیف بنا دیا ہے کہ اس کا مجموعی مزاج تمام کے لئے تریاق بن گیا ہے۔ اور اسی توازن و تناسب سے جوہرِ انسانیت، کرامتِ عقل و شرافت خود پیدا ہو کر تمام مخلوق اس کے تابع اور سرنگوں ہو گئی ہے۔ یہ ایک علیحدہ چیز ہے کہ شیطانی اثرات اور شرورِ کائنات کے مل جانے سے انسانی ترکیب میں فساد آجائے اور اس کا فطری مزاج سراپا شر بن جائے۔

متضاد قوائے انسانیہ میں تربیتِ خداوندی کی فطری ضرورت

غرض انسان کی ترکیب اور اس کی تقویم و تخمیر خیر و شر ملکیت و بہیمیت سے کی گئی ہے اور ان متضاد خواہشات میں انسان مدت العمر گرفتار رہتا ہے۔ کیونکہ بہیمیت و شیطنت کا تقاضا تو یہ ہے کہ انسان دن رات لہو و لعب، تلذذ و تعیش میں مگن رہے۔ بہیمیت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دن رات فتنہ و فساد، جنگ و جدال، کشت و خون، لوٹ مار اور انا کا علم بلند کرتا رہے اور ملکیت کا اقتضاء یہ ہے کہ روحِ انسانی کمالاتِ روحانی میں روز افزوں ترقی کرتے ہوئے عالمِ آخرت کے لئے ذخیرہ جمع کرے اور مبداء و معاد کی طرف مشغول رہ کر نجاتِ ابدی و حیاتِ سرمدی کا مستحق بنے۔ انہی متضاد خواہشات میں ہی کی رہنمائی اور مدد کی ضرورت ہے۔ جو ان متضاد قوتوں سے انسان کو ترکیب دینے والا اور اس کے قوائے ظاہری میں اعتدال پیدا کر کے جوہرِ انسانیت سے جز عالم کو کچا نہ کرتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ یہ تضاد کسی طرح بھی انسان کو نجات نہیں دلا سکتا۔

تنبیہ سوم

توحیدِ خالص و تعلیمِ ربانی کا خلاصہ

یہ ایک حقیقت ہے جو ہر ایک وقت کے نزدیک مسلّم ہے کہ انسان کا

کمال اس کی روحانیت کے کمال کی وجہ سے ہے۔ ورنہ سبعیت و بہیمیت کی قوتوں میں تو سباع اور بہائم انسان سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اسی لئے تعلیم ربانی اور توحید خالص پر بیکر ملکیت و بہیمیت و سبعیت کے ہر نفع و ضرر اور رنج و راحت میں انسان برابر روز افزوں ترقی کو کھلا ہوا ہے۔ طلب منفعت کی صورت ہو یا دفع مضرت کی۔ آفاتِ ارضی انسان پر حملہ آور ہوں یا بلیاتِ سماوی انسان برابر پناہ الٰہی طلب کرتا ہے اور مدت العمر طاعت و شفقت عبادت و مروت سے اپنی ملکی قوت کو اوجِ ترقی پر پہنچاتا رہے اور اپنے اعضاء و جوارح سے خالق ذوالجلال کی تعلیم بجا لا کر ہمیشہ آسمانی ہدایات ہی کو اپنے لئے مشعل راہ بنا دے۔ اور ملکیت کے جس درجہ پر بھی پہنچے اس پر اکتفا نہ کرے بلکہ اس سے اوپر کا مرتبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اسی لئے کہ ذات و صفاتِ خداوندی کی تجلیات اور تزکیہ نفس کے مراتب کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہرچہ بروے می رسی بروے مایست

تنبیہ چہارم

چونکہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ انسان کو دیگر مخلوقات سے مناسبت و مشابہت حاصل ہے اس لئے اب ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ جن آفات و شرور سے عالم اسباب میں انسان کو سابقہ پڑتا ہے اور جن سے حق تعالیٰ شانہٗ نے سورتین میں استعاذہ سکھلایا ہے، ان میں بھی انسان کو دیگر مخلوقات سے مشابہت حاصل ہے۔ حقیقت میں جس طرح درخت اپنے نمو و پرورش میں باغبان کی محنت و تربیت، آسمان و زمین اور آب و ہوا کا محتاج ہے اور اسی وقت حد کمال پر پہنچتا ہے جب آفاتِ نباتی سے بھی بچا رہے۔ اسی طرح انسان بھی اسی وقت حد کمال پر پہنچتا ہے جب کہ آفاتِ جسمانی و روحانی سے محفوظ رہ جائے۔ جس طرح آفاتِ انسانی پانچ قسموں پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح آفاتِ نبات بھی پانچ قسم کی ہیں۔

آفاتِ عالم نباتات

① سب سے پہلی آفت تو درخت کے حق میں یہ ہے کہ وہ سبزہ خوار جانوروں کے دندان و دہن کا لقمۂ تر بن جائے چنانچہ جس درخت کی ایسے جانوروں سے حفاظت نہ کی جائے گی جن کی حیات ہی میں سبزہ خوری قدرت نے رکھ دی ہے اس وقت تک درخت ہرگز نشو و نما نہ پاسکے گا اور اپنے مالک کیلئے مفید الثمر ہو سکے گا۔

② دوسری آفت درخت کے حق میں یہ ہے کہ اس پر باد طوفانی اور برف باری، سیلاب و آتش زدگی جیسے ناگہانی آفات پڑ جائیں۔ یہ آفات بھی ایسی ہیں کہ جبتک درخت کو ان سے محفوظ رکھا جائے گا ہرگز اپنے شباب کو نہ پہنچ سکے گا۔

③ ان حفاظتی تدابیر کے ساتھ درخت کے بڑھنے اور پھلنے کیلئے اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ اسے عناصر عالم اور لیل و نہار، آفتاب و ماہتاب سے ایسے معتدل طریقے پر اس مخلوق کو نشو و نما دیا جائے کہ ان کی افراط و تفریط سے درخت کو کوئی گزند نہ پہنچے اگر درخت ان کے فیض و نور سے محروم رہ جائے گا یا ان مویدات ہستی سے اس کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا تو یہ بھی درخت کے حق میں ایک بہت بڑی آفت ہوگی اور وہ ہرگز پنپ نہیں سکیگا۔

④ چوتھی آفت درخت کے حق میں یہ ہے کہ جب وہ حد کمال پر پہنچ جائے اور ہر قسم کے تغیرات و حوادث عالم کا عادی ہو کر مقابلہ کی قوت اس میں پیدا ہو جاوے تو باغبان کے حاسد اور دشمن بربنائے خصومت و عداوت درخت کے برگ و بار کاٹ ڈالیں یا اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور زمین کی قوتوں کے اس عطر کو جس کو رب نبات نے پانی سے پھیلایا تھا اور ہوا سے بڑھایا تھا۔ آفتاب و ماہتاب کی نورانیت نے جس کو پکایا تھا اور انسان کی محنت و کاوش نے اس کو تناور کیا تھا۔ آن کی آن میں دشمن اس کی جڑ پر کلہاڑا چلا کر برسوں کی یہ محنت برباد کر دیں ___ ظاہر ہے کہ یہ چوتھی آفت بھی درخت کے حق میں عظیم الشان آفت ہے۔

⑤ پانچویں غیر محسوس آفت درخت کے حق میں یہ ہے جو ہمارے خیال میں ان سب سے بڑھ کر ہے کہ درخت کی جڑ اور اس کے سویدائے قلب میں ایک ایسا گھن لگ جائے جو گھن کی طرح اس کو چاٹ کر اندر ہی اندر کھوکھلا کر دے اور تھوڑے ہی دنوں میں اس کے مغز کو کھا کر درخت کو ضائع کر دے۔ ظاہر میں تو درخت تندرست معلوم ہوگا۔ لیکن اندر ہی اندر یہ درخت فنا ہوتا چلا جائے گا۔ جب ان پانچ آفتوں سے درخت محفوظ رہ جائیگا تب ہی اپنے مالک و باغبان کے حق میں مفید الثمر ہو سکے گا۔

اسی طرح انسان بھی اسی وقت اپنے مالک و معبود کے حق میں کارآمد ہوگا۔ جب مندرجہ ذیل پانچ آفتوں سے حق تعالیٰ کے بتلائے ہوئے اصول کے ماتحت اپنا تحفظ کرے گا۔

آفاتِ انسانی

شَرِّ مَا خَلَقَ: جس طرح ہر درخت کے لئے کچھ سبزہ خوار جانور ہوتے ہیں کہ جب ان کا قابو چل جاتا ہے تو درخت کا صفایا کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اسی طرح سانپ بچھو اور تمام سباع و بہائم انسان کو جب پالیتے ہیں تو ستائے بغیر نہیں چھوڑتے۔ جب انسان اپنے اس قسم کے دشمنوں سے بچ نکلے گا۔ جن کی جبلت و خصلت ہی میں مردم آزاری رکھ دی گئی ہے اور مخلوق کے شر سے بچا رہے گا۔ تب ہی خدا کی عبادت کے فریضے کو مکمل کر کے اپنی عمر طبعی کے سرمایہ کو ساتھ بچا سکے گا۔ جبتک شرِّ مَا خَلَقَ سے انسان مامون نہ ہوگا۔ اس وقت تک اپنے مقاصد حیات کو مکمل نہ کر سکے گا۔

باغ ہستی کے مختلف ثمرات

چونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے باغ ہستی میں ہر قسم کے پودے نصب فرمائے ہیں۔ اس میں ظلمانی بھی ہیں اور نورانی بھی کڑوے بھی ہیں اور میٹھے بھی، خاردار بھی ہیں اور ثمردار بھی۔ نیک بھی ہیں اور بد بھی، رحم دل بھی ہیں اور موذی بھی۔ پھر ایک مخلوق دوسری مخلوق کو اپنے کام میں لاتی اور اپنا آلۂ کار بناتی ہے۔ چنانچہ شیر و بھیڑیا بکری کو کھاتا ہے۔ شیر کے حق میں بکری خیر ہے۔ اور بکری بھیڑیے کے حق میں شیر شر ہے اس لئے مخلوقات کا شر خواہ وہ اضافی ہو یا معنوی، روحانی ہو یا جسمانی، جبتک اس سے نہ بچے گا امن و سکون

تک وہ مَا خَلَقَ کی مضرت اور مخلوق کے ضرر سے ہرگز مطمئن نہ ہو سکے گا۔ لہذا پہلے شرِّ مَا خَلَقَ سے اجمالی و اصولی طور پر تمام شرور سے استعاذہ اور ان سے پناہ طلب کرائی گئی جو مخلوق میں انکی اصل کی خرابی کیوجہ سے لازم ہیں۔ البتہ اضافی شر میں تفاوت کی وجہ سے ضرور ہوتی رہتی ہے۔ اسی لئے جو شر خاص اور محدود درجہ مضرت رساں ہیں شرِّ مَا خَلَقَ کے بعد صراحتاً ان کو ظاہر فرما دیا گیا۔

خیر و شر کے اعتبار سے مخلوق کی تین قسمیں ہیں

خیر و شر کے اعتبار سے مخلوق کی تین قسمیں ہیں۔ خواہ وہ اختیاری ہوں یا غیر اختیاری اور اسی کی مبنی خیر و شر کے اعتبار سے مخلوق بھی تین طرح کی قرار دی گئی ہے۔

(الف) ایک قسم تو مخلوق کی یہ ہے کہ ان میں خیر غالب ہے اور شر مغلوب اور بعض میں معدوم اور کالعدم جیسے انبیائے کرام اور ملائکۃ المقربین کہ ان میں شر معدوم یا کالعدم ہے اور اولیاء الرحمٰن جن میں شر مغلوب ہے اور خیر غالب ہے۔

(ب) دوسری مخلوق وہ ہے جن میں شر غالب ہے اور خیر مغلوب ہے۔ جیسے شیطان رجیم اور موذی جانور یا شیاطین الانس والجن وغیرہ۔

(ج) تیسری مخلوق وہ ہے کہ جن میں خیر بھی ہے اور شر بھی ہے اور ایک دوسرے کیلئے کبھی کوئی خیر بن جاتا ہے۔ کبھی شر (ماخوذ از فتح العزیز) بہرحال شر تمام مخلوق کے لئے لازم ہے۔

لہذا شرِّ مَا خَلَقَ میں اس شر سے استعاذہ سکھلایا گیا ہے جو عالم خلق کے ساتھ لازم ہے اور جس کی وجہ سے مخلوق اپنے وجود میں نقص دیکھ کر خدا کی خدائی اور اس کے کمال و یکتائی پر شاہد ہوتی ہے۔

اقسامِ شر اور اُن کا باہمی فرق

اصل یہ ہے کہ انسان کے مادہ اور اس کے خمیر میں جو خیر و شر پایا جاتا ہے باعتبار اپنے وجود و آثار کے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شر بالقوہ اور دوسرے شر بالفعل۔ شر بالقوہ جو ہر انسان کے مادہ اور خمیر میں پایا جاتا ہے شر تقدیری اور شرِّ مَا خَلَقَ کہلاتا ہے اور ہر مخلوق کی اصل اور گنہ میں بیج کی طرح قدرت کی طرف سے بکھیر دیا گیا ہے اور شر بالفعل وہ ہے جو موجوداتِ عالم کے ظہور کے بعد ان کے کسب و عمل سے بعینہٖ اسی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کسی تخم شجر کو سپرد خاک کرنے کے بعد اس کی آبیاری و تردد سے اس کے برگ و بار نمودار ہوا کرتے ہیں۔ لہذا جیسے ہر تخم شجر کے متعلق اس کی ہیئت و صورت کے لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ لا یتبدل و لا ینقص یعنی نہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے۔ بلکہ قدرت نے جو مقدار اور قوت اُن کے اندر مقرر فرما دی ہے۔ اس لحاظ سے ہر تخم شجر اپنا اندر محصول دکھلاتا ہے۔ چنانچہ یہ ممکن نہیں کہ گیہوں کے ایک دانہ سے تو کامل درخت اگے اور دوسرے سے ناقص یا ایک دانہ تو ایک قسم کا درخت اگائے اور دوسرا دانہ دوسری نوع کا درخت نمودار کرے۔ ہاں مگر فیض آفتاب و مہتاب کی کثرت و قلت اور عناصر اربعہ کی تائید و تقویت البتہ اس تخم شجر کے بڑھنے اور پھلنے اور کامل درخت کو اپنے اندر سے باہر لانے میں مختلف احوال و آثار پیدا کر سکتی ہے۔ زمین کے نقصان و کمال سے بیشک کہا جا سکتا ہے کہ فلاں درخت ناقص اُگا ہے یا سرے سے تخم ہی سوخت ہو گیا ہے اور فلاں درخت کامل اُگا ہے اور حد کمال پر پہنچ گیا ہے۔

تخم خیر و شر کا تعلق زمین قلب سے

اسی طرح عالم باطن میں زمین قلب کے ہر تخم خیر و شر کیلئے بھی تقدیر الٰہی نے اپنے اندر ایک خاص اندازہ و مقدار رکھی ہے یعنی جس مقدار کے لئے علم باری میں جو کچھ مقدر ہو چکا ہے۔ اس مقدار سے وہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے۔ اسی لئے خیر و شر تقدیری میں کمی آ سکتی ہے نہ زیادتی بلکہ جتنا شر اور خیر جس کے خمیر میں رکھ دیا گیا ہے [illegible] دعا یا عمل اپنا دائرہ وسیع کر سکتا ہے اس سے زائد نہیں کر سکتا۔ البتہ عالم باطن کی زمین قلب میں جب یہ تخم شر یا تخم ایمان ڈال دیا جاتا ہے تو اس تخم سعادت و شقاوت کو ڈالنے کے بعد انسان کو کسب خیر و شر میں مجاز و مختار کر دیا گیا ہے یعنی چاہے تو انسان نیک عمل سے تخم ایمان کو ترو تازہ کر کے شجر طیبہ اپنے دل میں اُگائے اور چاہے تو عمل بد سے شجر شیطنت پیدا کر لے جیسا کہ ایک کاشتکار اپنی کھیتی کے تردد و پرورش کامل سے غلے کا ڈھیر اپنے یہاں لگا سکتا ہے اور تردد نہ کرنے کی صورت میں تخم ہی سوخت کر دیتا ہے۔

دائرۂ عمل خیر و شر اور مسئلہ جبر و قدر

غرض دائرۂ عمل خیر و شر اور تخم سعادت و شقاوت کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ دائرہ کا وہ نقطہ مرکز اول جس پر تمام چھوٹے بڑے دائرہ کا آغاز و اختتام ہوتا ہے اور ہر دائرہ اپنی گردش اور شکل بننے میں اس نقطہ کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ مرکز اور نقطہ نہ ہو تو دائرہ ہی قائم نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ نقطہ بحیثیت نقطہ نہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے۔ ہاں مگر خطوط مربع و مثلث و مستطیل اور ان کے آثار کے لحاظ سے گھٹ بھی سکتا ہے اور بڑھ بھی سکتا ہے یعنی جتنا چاہے چھوٹا دائرہ کھینچ لیا جائے ___ اور جتنا چاہے بڑا دائرہ کر لیا جائے۔ یہ انسان کا بیشک ایک اختیاری فعل ہے۔ اسی طرح نقطۂ خیر و شر تو صانع کرۂ سماوی و ارضی کی طرف سے ہر ایک انسان کے دل پر منقش و مرتسم فرما دی گئی ہیں یعنی وہ اپنی طاقت سے زیادہ کوئی خیر کر سکتا ہے نہ شر پیدا کر سکتا ہے نہ انہیں بالکل ہی معدوم کر سکتا ہے۔ البتہ خیر و شر کے دائرۂ عمل میں ضرور گھٹا بڑھا سکتا ہے۔ اپنے نقطہائے ملکیت و سبعیت و بہیمیت سے جس قسم کی چاہے مربع مثلث و مستطیل شکلیں عمل میں لا سکتا ہے۔ کیونکہ دائرۂ خیر و شر کا گھٹانا بڑھانا انسان کے کسب و ارادہ و مقدرت پر محول و موقوف کر دیا گیا ہے۔

اگرچہ تقدیر ازلی تخم سعادت بہ نسبت تخم شقاوت کے زیادہ پھیلاؤ اور بڑھاؤ رکھتا ہے اور یہ دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ کوئی دائرہ اس سے بڑھ کر نہیں۔ لیکن شجرۂ طیبہ کا شجر شیطنت کو معدوم و مغلوب کر دینا بہرحال انسان کے تزکیہ قلب اور اعمال حسنہ و ریاضاتِ شاقہ ہی پر موقوف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی انسان تو اپنے اعمال شر سے تخم شر کی آبیاری کر کے اپنے دل کی زمین میں شیطنت کے خار زار درخت اُگا لیتا ہے اور اپنی زندگی کو دوزخ کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ شیطنت کے کامل راسخ ہو جائیگی

دجہ سے انسان ثمراتِ جہنم کو دنیا ہی میں چکھنے لگتا ہے۔ اور اپنے نقطۂ شرِ تقدیری کو اس کی پرورش سے کھینچ کھینچ کر قلب کے ہر جانب کو مادستوی کرلیتا ہے۔ آخرانسان سراپا شیطان بن جاتا ہے اور کوئی شخص اپنی دل کی زمین میں تخمِ ایمان کو بونا کر شجرِ طیبہ بنالیتا ہے اور تمام اخلاقِ حسنہ اعمالِ حسنہ کی آبیاری سے اور خصائلِ فاضلہ کے پھول پھل لاکر سعادتِ دنیا و عقبیٰ کے لذائذ سے بہرہ ور ہوتا ہے اور اس سے مالا مال ہوتا ہے اور دنیا ہی میں جنت کے مزے لوٹنے لگتا ہے اور اپنے نقطۂ خیر کو کب نور سے بڑھا چڑھا کر اپنے دائرۂ علم و عمل کو اس قدر وسیع کرلیتا ہے کہ ہزاروں بے ٹھکانے اور خدا سے بیگانے انسان اس کی معرفت سے نورِ ایمان پالیتے ہیں۔

تخمِ شر اور اس کے آثارِ اربعہ

اگر حضرت شرِ مطلق کو تو شرورِ کائنات میں بمنزلہ تخم کے سمجھئے اور اس شرِ مطلق و تخمِ شیطنت سے استعاذہ کو کل شرورِ کائنات کا استعاذہ قرار دیجئے جس کا فردِ کامل شیطان ہی ہوسکتا ہے اور بقیہ جو شرور یا بعد و شرِ ماسِقَ اِذَا وَقَبَ۔ شرِ النَّفّٰثٰتِ فِی العُقَد۔ شرِ الوسواس الخناس شرِ حاسِدٍ اِذَا حَسَد۔ شرِ مالک کے بعد معوذتین میں لائق استعاذہ قرار دیئے گئے ہیں۔ ان کو تمام شرورِ ظاہری و باطنی کا خلیفہ اور نائب سمجھئے۔

تخمِ خیر اور اس کے آثارِ اربعہ

اور کیا عجب ہے کہ حضرت رب العلیٰ حکیمِ مطلق جل مجدہٗ نے جس طرح شیطان کو تمام شرور کائنات کا سر و خلاصہ بنایا ہے۔ چنانچہ شجرِ شیطنت کے لئے شیطان بمنزلہ تخم کے ہے تو شرور اربعہ مذکورہ فالعقد بمنزلہ برگ و بار ہیں۔ ٹھیک اسی کے بالمقابل خیر العلم (؟) حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان شرور اربعہ کے بالمقابل چار خلیفہ راشد اسی لئے ہر ایک خلیفۂ شر کے مقابلے کے لئے عطا کئے گئے ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے لحاظ سے شجرِ نبوت کے برگ و بار ہیں تو خود سرورِ عالم اولین و آخرین کی تمام نیکیوں اور بھلائیوں کا سرچشمہ و سرمنشا ہونے کی وجہ سے شجرِ نبوت و سعادت کے لئے بمنزلہ تخم خیر کے ہیں اور جب کہ شجرۂ خیر و سعادت میں خلفائے راشدین کا بر محل ہونا ضروری ہے۔

شجرِ نبوت و شجرِ شیطنت کے تاثیراتِ متضادہ

شجرِ نبوت — شجرِ شیطنت

جس کو آپ نے شجرۂ ابلیس میں ملاحظہ کیا ہے تو اب خلفائے راشدین کی سیرت

اور ان کی عملی زندگی کو بھی پیشِ نظر رکھتے ہوئے۔

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شئونِ اربعہ

اور ان کے مظاہرِ اربعہ یعنی خلفائے راشدین

وَالعَصْرِ اِنَّ الاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا — وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

ایمان باللہ — عمل صالح — مظہر صدیق اکبر — مظہر عمر فاروق — تواصی بالقرآن — تواصی بالصبر — مظہر عثمان غنی — مظہر علی مرتضیٰ — کیفیات نورِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور خلفائے راشدین کو کیفیاتِ بالا کا بالترتیب مظاہر اربعہ تسلیم کرتے ہوئے اس پر بھی غور فرمائیے کہ ان میں سے کونسی کیفیتِ "نبوت" کی کونسے شر کیلئے مزیل و دافع ہے اور آخر کیفیاتِ نورانیہ کا ان کیفیاتِ شیطانیہ کے ساتھ کیا مخاصمانہ علاقہ ہے۔

حضرات شیعہ کی ذہنیتِ معکوسہ

اور اگر کوئی نادان مظاہرِ اربعہ یعنی خلفائے راشدین کو شرورِ اربعہ کے مظاہر کے ساتھ ساتھ مرتب دیکھ کر خلافِ اشارہ و ترتیبِ قرآنی خلفائے راشدین میں اول کو آخر اور آخر کو اول سمجھنے لگے تو یہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسے کوئی جاہل طبیب العجوے کو ذائقہ کی درستی کیلئے تجویز کردے۔ یا شیرینی کا استعمال العجوے کی جگہ کرائے۔ ظاہر ہے کہ ایسے نادان طبیب کے متعلق ہر شخص یہی کہے گا کہ قدرت نے اس کی قوتِ تمیزہ کو سلب کرلیا ہے۔ اسی لئے یہ شخص ایسی خلافِ فطرت تجویزیں کرتا ہے۔ یہی حال اس فرقہ عالیہ کا ہے جو خلفائے راشدین میں ایک کو افضل اور دوسرے کو کمتر بتلا کر تبرائی بنتے ہیں۔ جیسا سمجھے کہ آفتاب کے بعد جس طرح مہتاب کی ضرورت ہوتی ہے اور مہتاب کے بعد جس طرح کواکب و سیارات کی اسی طرح کیفیاتِ نبوت کے اجارہ کے وقت میں بھی خلفائے راشدین میں قدرت نے وہی ترتیب ملحوظ رکھی ہے جو کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملحوظ رکھی گئی تھی اور جب کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی چار ممتاز شانوں کے مظاہر خلفائے اربعہ ہوئے تو اب خود بخود واضح ہوتا ہے کہ:

مظہرِ ایمان باللہ

ایمان باللہ کی کیفیت و شانِ ایمانِ محمدی کے مظہرِ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ لہٰذا الحادِ ایمان پر جو حملہ شرِ غاسق بشکل خسوفِ قمر ہوتا ہے۔ اُسے صدیقیت ہی دفع کرسکتی ہے اور اس باطنی زہر کیلئے یہی تریاقِ صداقت قدرت نے رکھا ہے۔

مظہرِ عمل صالح

اسی لئے عملِ صالح، و کسبِ محمود جہاد فی سبیل اللہ کی کیفیت میں شانِ عملِ محمدی کے مظہرِ ثانی حضرت الناطق بالصواب عمر

الفاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لئے کہ ہر قسم کی آفاتِ جسمانی و روحانی یعنی و نامردی کی کیفیاتِ شیطانی نے جب بھی اس خلیفۂ راشد اور حکومتِ عالمہ کے زیرِ اقتدار فرمانبرداروں کو اپنے مکاید و وساوس کی گرہوں میں جکڑ بند کرنا چاہا اور شرِ النفّٰثٰت نے جب بھی مسلمانوں کو اپنے حسن و فسوں سازی سے جب دنیا و کراہیتِ موت کی طرف لانا چاہا تو حضرت فاروق اعظم نے کفر و شیطنت کی ان سب مکاریوں اور عیاریوں کا یکسر قلع قمع کرنے کیلئے جہاد فی سبیل اللہ فتوحاتِ اسلامی کے عمل سے رد و بدرجہ دینِ محمدی قائم کیا۔ جس سے شیطنت کے کید کروزنگ نامردی و بزدلی و کاہلی کافور ہوگئی۔ اور کوئی حربہ شیطنت حالِ خلافتِ راشدہ پر مؤثر نہ ہوسکا۔ غرض شیطنت کے اس حملہ کے لئے تریاقِ فاروقی ہی مؤثر ہے۔

مظہرِ تواصی بالقرآن

علیٰ ہذا مسلمانوں کے اندر قرآن کریم کی روح پیدا کرنے اور ان کے حلقۂ اثر کو وسیع کرنے کیلئے مظہرِ انوار سید الشہداء حضرت عثمان ذی النورین نے جب وصیت بالقرآن سے شیطنت کے حملۂ حسد کو جمع قرآن فرما کر بیت دی اور آخر راہِ خدا میں حاسدوں پر اتمامِ حجت فرماتے ہوئے جان کی بھی بازی لگا دی تو اس سے معلوم ہوا کہ حسد و حاسد کا علاج اگر ہے تو وہ تمسک بالقرآن اور تواصی بالقرآن ہی کا ہے۔ غالباً یہی سبب ہے کہ اگر کوئی شخص دولتِ قرآن پر حسد و غبطہ بھی کرے تو شیطان اس سے خوش نہیں ہوتا کیوں کہ یہ اس کیفیت کا صحیح استعمال ہے۔ علیٰ ہٰذا اگر کوئی شخص دولتِ دنیا کو راہِ خدا میں لٹائے جب بھی شیطان راضی نہیں ہوتا۔ غرض اس تیرِ شیطانی مرض کا تریاق عثمانیت ہی ہوسکتی ہے۔

مظہرِ تواصی بالصبر

اور تواصی بالصبر کے مظہرِ رابع مظہر العجائب و الغرائب کرار شیرِ خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں جو مجاہد عالم باطن بھی ہیں۔ اور مجاہد فی سبیل اللہ بھی اور جہاد بالنفس میں وہ شانِ نبوتِ محمدیؐ کے اعلیٰ و ارفع ترجمان بھی۔ اسی لئے شیطانِ لعین کے مکاید و وساوس جب عالمِ باطن میں مومنین پر مسلط ہوتے ہیں تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سلسلۂ رشد و ہدایتِ باطنی اور تزکیۂ نفوس کیلئے اولیاء اللہ کے سلاسل نور کی تشکیل مسلمین میں اس طرح قائم فرمائے کہ جو بھی شیطان کا بہکایا ہوا راہِ راست پر آنا چاہے اور حضرت مدینۃ العلم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متوسل ہونا چاہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان سب کے لئے بمنزلۂ دروازہ کے ہوں اور جو وسوسہ شیطانی بھی قلبِ انسانی میں آئے تو مجاہد عالمِ باطن حضرت علی مرتضیٰ اس زنگ کو بھی کیلئے بمنزلۂ تریاقِ مرتضوی نظر آئیں۔

معیارِ فضیلتِ خلفائے راشدین

اس تقریر سے یہ بھی تجزیہ آسانی سمجھ آسکتا ہے کہ خلفائے راشدین جو شجرِ نبوت کے برگ و بار ہیں اور جو اپنے اپنے مرتبہ و مظاہرِ شانِ نبوت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی ہیں اور ہر ایک ان میں سے جدا گانہ امتیاز اور نمایاں مجد و شرف رکھتا ہے انہیں خلفائے راشدہ کا تقدم و تأخر و حقیقت ترجیح کے لئے ایک درجہ میں ضروری تھا لیکن معیارِ فضیلت صرف تقدم و تأخر نہیں ہے۔ بلکہ مرتبہ و کرامت ہے۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ جس طرح ایک مدت کے بعد ہر درخت اپنے پتوں کو زرد کرکے گرادیتا ہے اور قدرت پھر نئے اوراقِ شجر اس پر

لاتی ہے۔ اسی طرح شجرِ نبوت کے سب سے پہلے برگ و بار جب اس عالم میں خزاں پذیر ہوگئے یعنی خلفائے راشدین واصل الی اللہ ہو گئے تو ان کے بعد بچے جانشین یعنی مجتہدین و صلحائے ملتِ اسلامیہ کے اوراقِ نو دائماً شجرِ نبوت پر قدرت ہر صدی اور ہر دور و حالات میں لاتی رہتی ہے۔

منکرینِ اخبارِ غیبیہ پر تأسف و حسرت

اس کلام پر غور کرنے کے بعد عقل حیران ہے کہ کس طرح اور کیونکر مرزا غلام احمد قادیانی کی ان لائینوں نے ان کو بمقابلہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قسم کے دعویٰ نبوت کی اجازت دی یا حضرات شیعہ کو حضرت علیؓ کے محض خلیفۂ چہارم ہونے پر اہلِ سنت سے اس قدر کیوں برہم کردیا اور جناب سرسید کو شیطان کے وجود کے انکار کی زحمت کیوں ہوئی۔ بجز اس کے کیا سمجھا جائے کہ شرِ مطلق کی کسی مخفی ظلمت سے اُن کے دل و دماغ ماؤف ہوئے اور وہ صراطِ مستقیم سے اس طرح بھٹک گئے۔

خلاصۂ تقریر یہ نکلتا ہے کہ جس طرح شرِ مطلق تمام شرور میں بمنزلہ تخم کے ہے اور شرورِ اربعہ اس کے برگ و بار کے ہیں۔ اسی طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ تخمِ سعادت کے ہیں اور آپ کے خلفائے اربعہ نبوت کی کیفیاتِ اربعہ کے مظاہر ہونے کی وجہ سے شجرِ نبوت کے برگ و بار ہیں۔ سو برگ و بارِ خیر و شر میں کاٹ تراش بھی جتنی بھی ہو وہ تو ممکن ہے اور شیاطین الانس و الجن اور انبیائے مرسلین و بالخصوص سید المرسلین کی مساعی خیر و شر میں کمی زیادتی تو ہوتی رہتی ہے لیکن تخم ہائے خیر و شر کہ بجناب اللہ شرور بیت کئے گئے ہیں۔ اُن میں اب کوئی تغیر ہوسکتا ہے نہ تبدل۔ نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح مظہرِ خیر الخلق سے توسل لازم ہے۔ اسی طرح مظہرِ شر الخلق سے تعوذ بھی ضروری ہے ۔۔۔ کی اشارہ ہے اِنَّ تعالیٰ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

استعاذۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بہرحال یہ استعاذہ انبیاء و استعاذہ امت کے باہمی فرق پر بھی غور فرمایئے ۔۔۔۔۔

سوچیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام نبوت و رسالت اور قربِ سرکارِ احدیت کی وجہ سے نوعِ انسانی کے فردِ کامل ہوتے ہیں اور جنسِ ملکیت کی ایک نوعِ خاص اور ملک الناس کی تجلی ملکیت کے مظہرِ کامل ہیں۔ اس لئے ان کے ذنوب اور ان کے استعاذہ میں اور اُمت کے ذنوب اور اُن کے استعاذہ میں کم از کم وہی نسبت ہوگی جو زمین کو آسمان کے ساتھ ہوتی ہے اور اُن کے مراتبِ عشقِ الٰہی کی وجہ سے اُن کے ادنیٰ ذنوب کی وہی صورت ہوگی جو عاشق و محبوب کے درمیان ہوا کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سلسلۂ عشق و محبت میں اول تو عمداً قصور سے عرض ہی نہیں ہوتا اور اگر مقتضائے عشق ہوتا بھی ہے تو اُن سے اخلاقی مجرموں کی طرح اُن کی خطائیں نہیں ہوتیں جن کو بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں کی وجہ سے سخت سے سخت سزائیں اُن کے گناہوں پر دی جاتی ہیں۔ بلکہ عاشق باوجود یکہ ہر آن اپنے محبوب کی دلداری ہی میں لگا رہتا ہے اور کوئی بات بھی اُس کی مرضی کے خلاف گوارا نہیں کرسکتا۔ مگر پھر بھی غایتِ تعلق کی بنا پر عاشق اپنے محبوب سے یہی کہا کرتا ہے کہ میں تمہارا قصوروار ہوں۔ للہ تم اپنی زبان سے ایک مرتبہ یہ کہہ دو کہ میں ہمیشہ تمہ

رانی رہوں گا اور جو تیری اگلی پچھلی خطائیں ہیں میں نے ان سب کو معاف کر دیا ہے۔ یہی حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقصیراتِ محبت کا اپنے محبوب و مالکِ حقیقی کے ساتھ ہے کہ یہاں صورتِ ذنب ہے۔ لیکن حقیقت میں ذنب نہیں ہے۔ غالباً اسی موقعہ کے لئے کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔ ؎

ہائے اس پیکرِ پابندِ وفا کی حالت
جو تصور بھی خیالوں میں بھی آزاد نہیں

غرض انبیاء علیہم السلام کی صورتِ ذنب کا جو تقابل بھی ہے وہ فرشتوں کے لحاظ سے ہے کیوں کہ انبیاء علیہم السلام اپنے ایک مادہ کے لحاظ سے فرشتے ہی تو دوسرے مادہ کے لحاظ سے وہ انسان بھی ہیں۔ بہرحال چوں کہ فرشتے معصوم الخلقت ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام بوجہ تربیت پروردگار معصوم العمل ہوتے ہیں۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کا استعاذہ شرِ متعدی و شرِ ما خلق سے ہوتا ہے اور امت کا استغفار و استعاذہ اپنے اعمالِ شریرہ پر ہوتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک شخص تو احیاناً کسی کی کوئی چیز چرا کر توبہ کرے اور خدا سے اس شر سے پناہ مانگے اور دوسرا اس مادۂ سرقہ سے پناہ و امان طلب کرے جو اس کی نوع کے افراد میں پایا جاتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام مخلوق کے وکیل و زعیم ہیں

یہی صورت انبیاء علیہم السلام کے استعاذہ شر و استغفار ذنوب کی بھی ہے کہ وہ اپنی نوع کے شرور متعدیہ و ذنوب مطلقہ سے پناہ و خداوندی طلب کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی خلقت باشارۂ احادیث خاص طور پر مصور ارحام فرمایا ہے اور عالم ارحام ہی میں سے انبیاء کی نورانیت تقی ریز ہونے لگتی ہے اور اسی وجہ سے کہ اول تو ان میں مادۂ ذنب ہوتا ہی نہیں اور جو صورتِ ذنب بمقتضائے اشتراکِ بشریت و تقصیراتِ محبت ہوتی بھی ہے تو تربیتِ خداوندی اُسے زائل کرتی رہتی ہے۔ تاہم انبیاء علیہم السلام کی ارواحِ سعیدہ کا نوعِ بشریت میں مقید ہونا ضرور کسی نہ کسی درجہ میں اشتراک پیدا کرتا ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک مکان میں ایک آدمی تو نیک رکھ دیا جائے اور دوسرا بدعمل رکھا جائے۔ یا ایک تندرست ہو اور دوسرا مریض ہو یا ایک چور ہو اور دوسرا متقی ہو تو اگرچہ اپنے اپنے اوصاف و احوال کے لحاظ سے ایک کا دوسرے کے ساتھ کوئی اشتراک نہیں۔ مگر صحبت و معیتِ مکانی و زمانی ضرور ان میں کسی نہ کسی درجے میں اشتراک قائم کرتی ہے اور ایک بھلے آدمی کیلئے یہی گناہ کیا کم ہے کہ اس کا کسی برے آدمی سے واسطہ ڈال دیا جائے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق جو کہ کل بنی نوعِ انسانی سے ہے اور آپ تمام عالم کی معیت و رفاقت کو اسی طرح محسوس و مشاہدہ فرماتے ہیں جیسا کہ ہم اور آپ خوشبو و بدبو کو محسوس کرتے ہیں۔ اسی لئے آپ کے استغفار و استعاذہ اور طلبِ قربت و برداشت ہے الخ یہ جو بشارت عفوِ تقصیراتِ بشریہ کی سنائی گئی ہے وہ ان الفاظ کے ساتھ سنائی گئی ہے: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا۔

عفوِ تقصیراتِ محبتِ نبوی

(۳) بشارتِ عظمیٰ میں صرف کمالِ نعمت اور ہدایت راہِ مستقیم ہی کا جزو نہیں بلکہ فتح و نصرتِ ظاہری و باطنی کے ساتھ نہ صرف آپ کے واسطے پچھلی تقصیراتِ نوعی ہی معاف کی گئیں، بلکہ آئندہ جو تقصیرات ہونے والی تھیں اُن سے بھی برأت و معافی سنا دی گئی اور عفوِ تقصیرات میں یہی فرق ہے۔ بادشاہانِ دنیا میں اور ملک الملک میں کہ بادشاہانِ دنیا اول تو اپنے مقابل لوگوں کی تقصیرات سے درگزر نہیں کرتے، انتقام لئے بغیر نہیں رہتے اور اگر تقصیرات سے درگزر بھی کرتے ہیں تو پچھلی تقصیرات کو معاف کرتے ہیں اور خداوندِ عالم نے اپنے نبی محبوب کیلئے اگلی اور پچھلی دونوں تقصیرات کو نظرانداز فرمایا! بظاہر یہ بات ذرا سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ معصوم الاصل ہیں تو پھر آپ کی تقصیرات کیا تھیں جو معاف فرمائی گئیں۔ دوسرے اگر معافی دی بھی گئی ہے تو پچھلی تقصیر پر دی جانی چاہئے تھی۔

مقتضائے بشریت اور انبیاء

اگلی تقصیرات جن کا ابھی وقوع بھی نہیں ہوا معافی کیسی؟ لیکن یہ اشکال سطحی ہے اور بادی النظر میں ضرور کھٹکتا ہے۔ لیکن جوں ہی ذرا سے فکر میں غوطہ زن ہوجئے تو حقیقتِ اصلیہ منکشف ہوجاتی ہے اور وہ یہ کہ جس طرح ہر تخم شجر میں اُس کے کل برگ و بار مقدم و مؤخر موجود ہوتے ہیں یا تخمِ ایمان میں تمام اعمالِ حسنہ بالقوہ مرتب طور سے پنہاں ہوتے ہیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوں کہ حسب بشارت عقل و نقل سردارِ اولین و آخرین ہیں اور نوعِ انسانی کے فردِ کامل اور اس کے لئے بمنزلہ تخم کے ہیں۔ اسی لئے آپ کے ظہورِ مبارک کے موجب کہ معبودِ حقیقی کی طرف سے آپ کی خدماتِ عبدیت کو قبول فرمالیا گیا تو اس کے صلہ میں بادشاہانِ دنیا کی طرح نہ صرف نسلاً بعد نسلٍ ہی عفوِ تقصیراتِ نوعی کا اعلان و اکرام آپ کیلئے فرمایا گیا۔ بلکہ آپ کے اول مخلوق ہونے اور امم سابقہ کے بھی سردار اور نبی الانبیاء ہونے کی وجہ سے قبل الظہور و بعد الظہور بھی نوعِ انسانی کی تقصیرات آپ کی عبدیتِ کاملہ کے صلہ میں معاف ہوئیں اور آپ نے راہِ حق میں جو جو مصائب و شدائد اٹھائے اُن کا انعام بھی یہی تھا کہ آپ کے ذریعہ سے اُمت کی اگلی پچھلی دونوں قسم کی تقصیرات کو کلی طور پر پاک کر دیا جائے۔

تجلیِ مغفرتِ الٰہی

کیوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمطابق حدیث اول ما خلق اللہ نوری سب انبیاء و افرادِ انسانی سے خلقتاً مقدم ہیں۔ اور ظہور کے اعتبار سے خاتم ہیں اور آپ کو اولین کا علم بھی دیا گیا اور آخرین کا بھی اس لئے نوعِ انسانی کے اس سراجِ منیر کے ذریعہ سے تمام اقوامِ عالم پر جب تجلیِ مغفرتِ الٰہی متوجہ ہوئی تو اولین و آخرین کی تقصیراتِ نوعی اسی طرح معاف ہوگئیں، جس طرح کہ آفتابِ عالم تاب کی تجلیات سے عالم کا گوشہ گوشہ تاریکی پر غالب آکر چمک اٹھتا ہے اور ہر مکان و مکین اپنی استعداد و قابلیت کے موافق اکتسابِ نور کیا کرتا ہے۔ گو بعضے تاریک سائے اس عالمگیر نورانیت کے باوجود بھی ویسے کے ویسے ہی رہتے ہیں۔ مگر اس میں آفتاب کا قصور ذرا بھی نہیں ہوتا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت بھی اُمت کے گناہ و ثواب میں ایسی ہی ہے جیسے ایک باپ اپنے بیٹوں کی اچھائیوں کو تو ان کی طرف منسوب کرتا ہے اور برائے شفقت اُن کی برائیاں اپنی طرف منسوب کر کے عفوِ تقصیر چاہتا

ہے یا مثلاً کسی زعیمِ قوم کے سامنے حکومت کی طرف سے جب اس کی قوم کی تقصیرات پیش کی جاتی ہیں تو گفت و شنید میں یہ زعیمِ قوم اپنی قوم کی تمام کوتاہیوں کا اقرار اپنے اوپر کرتا ہے اور سننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کرنے والا فی الحقیقت یہی زعیمِ قوم ہے حالانکہ زعیمِ قوم تو محض وکیلِ قوم ہوتا ہے نہ کہ خود تقصیراتِ قوم کا شریک ہوتا ہے۔ مگر وکالتِ قوم کے بعد قوم کا نمائندہ یہی کہا کرتا ہے کہ ہم نے فلاں قصور کیا ہے یا فلاں وقت نہیں کیا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت بھی اُمت کے گناہوں کے لئے مغفرت طلب کرنے میں ایسی ہی سمجھئے۔

مغفرتِ الٰہی کا اثر معاصی وخطائے اُمت پر

غالباً یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے اصلاحِ اُمت و استغفارِ ذنوبِ اُمت کی وجہ سے قومِ عاد و ثمود اور امم سابقہ کی طرح اُمتِ محمدیہ پر کوئی استیصال کرنے والا عالمگیر عذاب نہیں آئے گا۔ حالانکہ جب اُمت کو رذائل و فضائل میں بمطابق حدیث لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر باعاً بباع الحدیث۔ امم سابقہ سے مناسبت و مشابہت حاصل ہے تو قاعدہ کے موافق معاذ اللہ عذاب میں بھی یہی مشابہت ہونی چاہئے تھی۔ مگر چوں کہ اُمتِ محمدیہ کو حضرت رحمۃ للعالمین کا وجودِ پاک نصیب ہوا ہے اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نوعِ انسانی کے اس مرتبۂ اعلیٰ پر فائز ہیں جس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں اور عبدیتِ کاملہ کے اس درجۂ رفیع پر کھڑے ہیں جس کے بعد کوئی مقام محمود نہیں تو پھر آپ کی دعائے مغفرت کا اثر بھی یہ ہونا چاہئے تھا کہ آپ کے ذریعہ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوں اور گناہوں کا وزن گھٹے اور ثواب کا وزن بڑھے اور آپ کی اُمت پر کوئی عالمگیر عذاب، طوفانِ نوح وغیرہ کی طرح کا نہ آئے اور قیامت سے پہلے دنیا کو اس طرح ختم نہ کیا جائے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ آپ کا وجودِ مطہر اور آپ کی عبدیتِ کاملہ اور آپ کا استغفار نوعِ انسانی کے کل افراد کیلئے ان تمام شرور مطلقہ کو زائل فرماتا ہے خواہ مقدم ہوں جیسے آدم و حوا کی لغزش اور ان کا ذنب اور خواہ وہ مؤخر ہوں۔ جیسے اُمتِ مرحومہ کی دوست تعلق سے سرزدی کا گناہ۔ جیسے مصنوعی بجلی کی روشنی جہاں پہنچائی جاتی ہے تو وہاں ایک ٹھنڈا تار بھی اس لئے لگا دیتے ہیں کہ اگر قدرتی بجلی مصنوعی بجلی پر گرے تو اس مکان کو بھی بجلی لگائی گئی ہے۔ کوئی گزند نہ پہنچے بلکہ یہ تار اس کو جذب کر کے زمین میں اُتار دے۔ اسی طرح حضرت رحمۃ للعالمین کی طلبِ مغفرت کا تار بھی غیر مرئی اُمتِ محمدیہ میں ایسی ہی طرح لگا ہوا ہے کہ جس کے بعد کوئی عالمگیر عذاب نہ آئے اور اگر آئے تو اُمتِ محمدیہ کو بحیثیت مجموعی کوئی نقصان نہ پہنچائے۔

بشریتِ کاملہ کا تعلق شفاعتِ بنی نوعِ انسان سے

غرض یہ کہ جو کہ نوعِ بشریت کے فردِ کامل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بقیہ تمام افراد کے آپ ہی اعلیٰ مربی و سرپرست ہیں۔ اسی لئے جیسے اُمت کی شفاعت میں آپ کی حیثیت زعیمِ بنی نوعِ انسان کی ہے اسی طرح اُمت کے استغفارِ ذنوب میں بھی آپ کی حیثیت وکیل و نائب کی ہے

یہی سبب ہے کہ فتح مبین کی بشارت کی صداقت کا وقت آیا یعنی فتح مکہ کے بعد جوق جوق قبائلِ عرب اسلام میں داخل ہونے لگے تو حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ الخ یعنی جب آپ اُمت کی ظاہری نشاۃ ظہور فرما چکے اور قوم کو غلامی کے پنجے سے آزاد کرا کر حاکم بنا چکے تو اب اُمت کے ظاہری و باطنی گناہوں کے لئے بھی مغفرت طلب فرمائیے اور اُس پروردگار کی حمد و تسبیح فرمائیے جو آپ کو نوعِ بشریت کے مرتبۂ اعلیٰ پر فائز کرنے والا اور آپ کی شفاعت و طلبِ مغفرت سے تمام اُمت کے سیئات و ذنوب کو معاف فرمانے والا ہے۔

یہ ہے شرِ ما خلق اور شرِ متعدی کی تفصیل و توضیح اس کے بعد حق تعالیٰ اُن شرور سے تعوذ سکھلاتے ہیں جو اختیاری یا غیر اختیاری شرور کا سبب ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ شرِ ما خلق کا قائم مقامِ اول شرِ غاسق اذا وقب ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ۔

(۲) شرِ غاسق اذا وقب

جیسے پرورش کیلئے عام افراد کو امداد لازم ہے اور نفس کو آفتاب جہاں تاب کی روشنی کے کمال و شباب کے لئے جزء لابدی ہے اور ان کو بوجہ ستر کا انقطاع روشنی کیلئے پیامِ موت ہے اسی طرح انسان سے اگر ظاہری یا باطنی تائید ربانی منقطع ہو جائے اور حسی و معنوی تاریکیاں اس پر ہجوم کر آئیں۔ مثلاً فقر و فاقہ تنگ دستی و افلاس سے انسان جاں بلب ہو جائے۔ یا مثلاً روحانی نشو و نما میں شیطان رکاوٹ پیدا کر دے اور صراطِ مستقیم سے انسان بھٹک جائے اور قوتِ ملکیہ کے اور ملکِ الناس کے درمیان حجاب کیا جائے تو جیسے درخت کیلئے فیضانِ عناصر کا انقطاع پیامِ موت ہے۔ اسی طرح وہ انسان جس کو ظاہری و معنوی تاریکیاں گھیر لیں اور خدا سے تعلق منقطع کرا دیں۔ یہ انقطاع و حملۂ تاریکی بھی انسان کے مقصدِ خلقت کو پورا نہ ہونے دیں گے اور انسان کی عقل پر وہم کا پردہ پڑ جاتا ہے اور اس کے اخلاقِ حسنہ پر ان تاریکیوں کا غلاف آجانے سے اس کے وجود کو بیکار و عبث کر دیں گے۔ جیسے ایک بینا تندرست آدمی کی آنکھ میں موتیا کا پانی اتر آئے تو گو ظاہر میں لوگ اسے دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ وہ بینا ہے۔ مگر در حقیقت وہ نابینا ہوتا ہے۔ اسی طرح جس انسان کی روح حسی و معنوی تاریکیوں کے موتیا آجانے سے کسبِ کمالات سے عاجز و عاری ہوگئی ہے۔ اگرچہ بادی النظر میں وہ انسان زندہ نظر آتا ہے۔ مگر اہلِ نظر کہہ لیتے ہیں کہ اس کی روح مردہ ہو چکی ہے۔ اور وہ مر چکا ہے۔ اسی لئے حق تعالیٰ شانہ نے اس شرِ غاسق سے تعوذ سکھلا کر وہ نورانیت عطا کی جو اس کے دل کی آنکھ پر سے تاریکی کے موتیا کا آپریشن کر دے اور جلال و جمالِ خداوندی کے نظر آجانے سے بہرہ ور ہو کر انسانی کسبِ کمالات کریں گے۔

ماحول کی مساعدت و نامساعدت

یہ تو ظاہر ہے کہ ہر چیز اپنی موسم اور ماحول کی موافقت و مساعدت سے فروغ پاتی ہے اور اس کی ناموافقت و نامساعدت سے تنزل و انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔ سبزہ و گیاہ برسات میں لہلہانے لگتے ہیں۔ تو لُو کی تمازت اور آفتاب کی قہرمانی تپش سے مرجھا جاتے ہیں۔ اسی طرح جن کا مادہ نورانی ہے وہ نور میں پرورش اور اُجالے میں

کرتے ہیں اور جن کا مادہ ظلمانی ہے وہ ظلمت و تاریکی میں ترقی پاتے ہیں۔ چوں کہ انسان کا مادہ نورانی ہے اور اس کے فطری و اصلی مزاج میں غلبہ خیر ہی کا ہے اس لئے اس کے جملہ کاروبار عموماً صبح ہی برکت حاصل کرتے ہیں۔ جب آفتاب کا نور زمین کی تاریکیوں کو چھپا لیتا ہے اور شب کی تاریکیوں میں اس کے پالنے والے کی طرف سے انسان کیلئے استراحت و سکون ہی رکھا گیا ہے۔ اسی لئے جب شب کی تاریکیوں میں شرور پھیل پڑتے ہیں تو قدرتاً انسان سوا اس عالم سے عالم رویا و خواب میں جانے کو جی چاہتا ہے اور اس کو اس عالم سے بے خبر کر دیا جاتا ہے اور درندوں اور بہائم وغیرہ کا مادہ چوں کہ ظلمانی ہے اور ان کو نور سے نفرت ہے۔ اس لئے جب شب کی تاریکیاں آہستہ آہستہ کر عالم کو گھیر لیتی ہیں تو اس قسم کے شیطنت کے مادی پیکر سباع و بہائم اور شیاطین الانس چور ڈاکو وغیرہ نکل پڑتے ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ کوئی انسان شب کو آرام نہ کرے۔ اور جانوروں کی مانند صبح کو سوئے مگر قدرت تو نور ہی میں کاروبار کی موجب ہے اور تاریکی میں انسان کیلئے استراحت ہی تجویز ہے اسی لئے جب انسان کو حسی و معنوی ظاہری و باطنی تاریکیاں گھیر لیں اور اس پر ہجوم کر آئیں تو اس کے تدارک کیلئے پروردگار نے بندہ کو رب الفلق کی وہ نورانیت عطا کی جو اس اندھیری کے شر کو اسی طرح کافور کر دے جیسے نور آفتاب شب کی تاریکیوں کو دور کر دیتا ہے اور اسی پر غالب آجاتا ہے۔ جس طرح عالم اجسام میں اندھیری آتی ہے اور اس کا دفع کرنا وہی نور مطلق ہے۔ اسی طرح جب روح انسانی پر یہ کالی گھٹا آوے تو بتلا دیا گیا کہ اس کا رفع کرنے والا بھی وہی رب الفلق ہے کسی بندہ کے قبضے میں کچھ نہیں ہے اور بندہ کو اعوذ برب الفلق من شر غاسق اذا وقب۔ کہنے کے سوا چارہ ہی نہیں ہے۔

(۳) شر النفثٰت فی العقد

جس طرح ہر درخت کیلئے کچھ ناگہانی آفات ہیں جو اس کے نشوونما پر اچانک چھاپہ مارتی ہیں اور اس کے ثمرین حیات و توقعات کو ملیامیٹ کر دیتی ہیں اسی طرح انسان کے لئے بھی امراض وبائیہ، سحر و اعمالِ سفلیہ، طغیانی و افسردگی، نظر بد کا لگ جانا وغیرہ ایسے ناگہانی مصائب و آفات ہیں جو انسان کے فہم و ادراک، عقل و شعور کو معطل اور کبھی اس کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں۔ اور نفوس خبیثہ کا شر اور اُن کا توسل بسا اوقات انسان کو ضلالت و گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور شیطانی کلمات کا جادو دلوں کی نورانیت کو زائل کر دیتا ہے۔ اور باطنی تاریکی کا اثر انسان کے اعمال و افعال میں اور اس کی نظروں میں ظہور ہونے لگتا ہے۔ اس قسم کی ناگہانی آفتیں جو دل و دماغ پر مستولی ہو کر اکثر اثرات شیطانی کے لانے کا باعث بن جاتی ہیں اور جو شر النفثت فی العقد سے مستنبط ہیں اُن سب سے انسان کو رب نے تعوذ کی تعلیم دی۔

تنبیہ اوّل

چوں کہ سحر اور علوم سفلیہ کی طرف بہ نسبت مردوں کے عورتوں کا رجحان طبعی زیادہ ہوتا ہے اور ان اثرات ناقصہ سے زیادہ تر اعتقاد ناقصات العقل ہی کو ہوتا ہے۔ مردوں کو مغلوب دلانا اور ایسے مردوں کا عورتوں کے کہنے میں آ کر خود بھی انہیں جیسا بن جانا یہ سب امور اکثر و بیشتر عورتوں ہی کا کام ہوتا ہے اور مقصد ان اعمالِ خبیثہ سے یہ ہوتا ہے کہ جو نار وا مطلوب ہے۔ ان اعمال کی تاثیر و تسخیر سے وہ حاصل ہو جائے یعنی طالب کے منشاء کے موافق مطلوب اس کا پابند اور اس کے سامنے عاجز ہو جائے۔ لیکن طالب کی اس پوشیدہ سعی کا علم بھی مطلوب کو نہ ہو اس لئے یہ شر علاوہ متعدی ہونے کے پوشیدہ بھی ہے اور اس میں ساحرات الشیاطین جنات و موکلین کے ذریعہ سے مقصد براری کی جاتی ہے جو بسا اوقات مخرب نظم عالم ہوتی ہیں اور جھاڑ پھونک تعویذ گنڈوں میں اس قسم کا غلو بسا اوقات شرک کی طرف پہنچا دیتا ہے اور انسان انہی تاثیرات کو مؤثر حقیقی کے درجہ میں سمجھنے لگتا ہے۔ اسی لئے حق تعالیٰ شانہ نے اس شر کی اضافت باعتبار کثرت نفث کے عورتوں ہی کی طرف فرمائی اور ایسے ناگہانی اثراتِ خبیثہ سے تعوذ سکھلایا اور اسی وجہ سے جس کی وجہ سے انسان کا دل مکدر ہو چکا تھا تعوذ کی نورانیت سے اس کو پاک فرمایا کیوں کہ قلب انسان ہی وہ منبع خیر و شر ہے کہ اس کی درستگی پر دنیا و آخرت دونوں میں انسان سرخروئی اور نجات حاصل کرتا ہے اور سارے اعمال و افعال درست ہو جاتے ہیں اور اس کے بگڑنے ہی سے دنیا و عقبیٰ میں ذلت اور تمام اعمال و افعال میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الحدیث۔

تنبیہ دوم

شرور خفیہ سے استعاذہ کی حکمت

شرور خفیہ چوں کہ شرور ظاہرہ سے زیادہ خطرناک اور مضرت میں شدید ہوتے ہیں۔ اس لئے استعاذہ شرور میں انہی کو لیا گیا۔ ظاہر ہے کہ جب ان سے استعاذہ ہو جائیگا تو شرور ظاہری سے خود بخود ہو جائے گا جس طرح جسم و روح میں اصل روح ہے۔ اور بوجہ خفی ہونے کے اسی کو جسم پر کرامت و فوقیت ہے۔ اسی طرح شرور ظاہری پر شرور خفیہ کو باعتبار ان کی اثرات کی شدت کے فوقیت ہے۔ کسی کھیتی کو پانی نہ دینا جس طرح اس کے حق میں شر ہے اور ہر شخص کو یہ شر محسوس ہے اور کسی کا زہر کھا لینا جس طرح اس کے لئے قاطع حیات ہے اور یہ کھلا استعمال ایک کھلا ہوا شر ہے۔ اس لئے اس قسم کے شرور کو حق تعالیٰ نے ذکر نہیں فرمایا ان سے تو اکثر انسان خود ہی احتراز کیا کرتے ہیں البتہ سورۃ میں صرف وہی ارادی و غیر ارادی شرور مذکور ہوئے ہیں جو پوشیدہ شرور کائنات کا خلاصہ اور اس کے مغز تھے۔ اور بوجہ پوشیدگی کے جن کے مضرات کو بآسانی سمجھنے سے انسان قاصر تھے۔

(۴) شرِ حاسدٍ اذا حسد

جیسے درخت کے برگ و بار کاٹ ڈالنے والا یا اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والا مخرب عالم نباتات کہلاتا ہے اور درخت و باغبان دونوں کا بدخواہ و حاسد تصور کیا جاتا ہے اور درخت کی نشوونما کو قبل از کمال طبعی معدوم کر دینے والا مفسد کہلاتا ہے اور ایسا کیا جانا درخت کے حق میں اس قسم کا ضعیف ہے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے مالک کو کوئی نفع نہ پہنچا سکا۔ اسی طرح وہ انسان جس کے حاسد اور دشمن اس کو اپنے مقاصد و خیری میں عاجز اور بہت

پاکر ہی اس کے کاروبار میں دراندازی کر کے چلتے ہوئے کام میں روڑے اٹکائیں بات بات پر نکتہ چینی طرح طرح سے عیب جوئی کریں۔ عزت و ذلت جس کا عطا کرنے والا اور سلب کرنے والا صرف علام الغیوب ہی کا ہے جو دلوں کے مخفی بھیدوں کو اور ہر ایک کی نورانیت کو میزانِ نور پر پرکھتا ہے۔ جب انسان کسی کی عزت چھیننے لگیں یا کسی غیر عزیز کو عزیز بنانے لگیں تو اس قسم کا انسان بھی اپنے حاسدوں اور شیاطین الانس کی لپیٹ و ار ستم گاریوں اور اُن کے نیش زخم و ڈنگ کی وجہ سے ناکام و نامرادی رہے گا جب تک خداوند عالم کی پناہ نہ پکڑے گا اس لئے اس پوشیدہ مگر بدیہی الآثار شر سے انسان کو رب الفلق نے تعوذ سکھلایا اور ارشاد فرمایا کہ حاسد کے حسد کی آگ اور اس کی لپٹوں سے محسود کی ملکیت و نورانیت کو جلنے سے اُسی رب الفلق کی نورانیت بچا سکتی ہے جو انقلابِ ماہیت پر قادر ہے اور اس کو دبے دلانے کے دکھ سے اور اس سوزش قلبی پر نور کی بارش سے وہی ٹھنڈک ڈال سکتا ہے۔ جو حاسد کے دل کی کلوں پر قبضہ پائے ہوئے ہے اس لئے حاسد کے اس شر عظیم سے تعوذ سکھلا کر حق تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنی آغوش نور میں چھپا لیا جو اپنی حسد کی اس کیفیت ناری کو ضباعاً کرتے ہوئے دن رات محسود کو پریشان کئے رہتا ہے۔

تنبیہ۔ جس قدر بھی عالم میں شر پھیلائے جاتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑھ کر حسد ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے پہلا گناہ جو آسمان پر ہوا وہ شیطان کا حسد آدم پر تھا اور سب سے پہلا زمین پر جو گناہ ہوا وہ قابیل کا حسد ہابیل پر تھا پھر شر کی بھی دو صورتیں ہیں بعض شر تو ارادی ہوتے ہیں۔ جیسے سحر، قتل و غارت، کشت و خون، لوٹ مار وغیرہ اور بعض غیر ارادی جیسے طغیانی یا افسردگی وغیرہ۔ سو شر ما خلق اور شر غاسق سے تو غیر ارادی شرار ہیں اور شر النفثت فی العقد اور شر حاسد اذا حسد سے ارادی و اختیاری شرار ہیں۔ ان میں اعظم ترین شر حسد ہے۔ کیوں کہ یہ ایک پوشیدہ چیز ہے۔ جس کی بسا اوقات انسان کو خبر نہیں ہوتی اور بعض اوقات انسان حسد حاسد کو تاڑ لیتا ہے اور دل سے اُسے یقین ہوتا ہے۔ مگر چوں کہ حسد ایک غیر مرئی چیز ہے۔ اگرچہ اس کے آثار ضروری بدیہی ہیں۔ اس لئے انسان اکثر حجت قائم نہیں کر سکتا۔ اور جب کہ حسد کے ساتھ تلبیس و نفاق جیسے کیفیات مذمومہ کا بھی اضافہ ہو جائے تو پھر تو یہ مرتبہ حسد شیطنت کا بہت ہی گہرائی والا مرتبہ ہو جاتا ہے۔ غرض حسد وہ بری بلا ہے کہ خود حاسد کو بھی ہر قسم کی سعادت سے محروم کر دیتا ہے اور محسود کو بھی دن رات مبتلائے حسد رکھ کر اس جانسوز مرض کے اثرات کا شکار کئے رہتا ہے۔ حسد بیشتر مال و دولت پر یا عزت و وجاہت پر یا کمال ظاہری و باطنی پر ہوتا ہے۔ الغرض حاسد دوسرے کی بربادی میں اپنی بربادی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اعاذنا اللہ من شرہ۔

(۵) شر الوسواس الخناس

جس طرح درخت کے سویدائے قلب میں دیمک اور گھن کا لگ جانا اس کے نشوونما و بقا کیلئے سم قاتل اور اس کے وجود کیلئے سخت خطرناک ہے۔ اسی طرح انسان کے جوہر انسانیت اور اس کی ملکیت و روحانیت کو دل میں چوروں کی طرح گھس کر کھانے اور چاٹنے والا دشمن شیطان ہے جو دن رات انسان کے دل کو ملکاتِ فاضلہ اور اخلاق حسنہ سے خالی کرنا اور ہر وقت قلب پر خباثت کا القاء کرتا رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بحالتِ مغلوبیت انسان کی زبان بھی انہی خباثت سے آلودہ ہو جاتی ہے اور بڑھے ہوئے اثرات خبیثہ کا تعفن دن رات ایسے انسان کی صحبت میں رہنے والوں کو مسموم کرتا رہتا ہے اور وہ اپنے مقابل لوگوں کو برے لفظوں اور بری باتوں ہی سے منسوب کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ انسان کے دل کی شان مثیل ایک لوٹا جیسی کا ہے۔ جیسا لوٹے میں پانی ہوگا۔ فوارہ سے ویسا ہی نکلے گا۔ اگر ملاء اعلیٰ سے انسان کے دل پر انوار و علوم فائز ہوں گے تو اس کی زبان و دل کے فواروں سے مضامین عالیہ نکلیں گے۔ جن کی خوشبو کے آگے مشک و گلاب کی خوشبوئیں بھی ہیچ ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ خوشبوئیں تو وقتی اور عارضی ہوتی ہیں اور نورانیت و روحِ الٰہی کے علوم و کمالات کی خوشبو دائمی ہوتی ہے جو ہمیشہ روح کے ساتھ قائم رہتی ہے۔ یہ پانچواں شر سورۃ ناس میں بیان فرمایا گیا ہے۔

آفاتِ خمسہ سے تعوذ انسانی اور اس کا نتیجہ

جیسے مذکورہ بالا پانچ آفتوں سے باغبان درخت کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی دائمی نگہداشت سے ایک وہ وقت بھی درخت پر آتا ہے کہ اس کی پیداوار کو باغبان ہزاروں روپوں میں فروخت کر کے نقدی و دولت حاصل کرتا ہے اور اپنے زن و فرزند اور اپنے متعلقین کو درخت کی ان برکات و ثمرات سے متمتع کرتا ہے اور درخت کی یہ بہار اور اس کا یہ شباب انسان کے حق میں خیر کثیر کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کا پالنے والا اور دنیا کا کارساز بھی اپنے عباد مخلصین کو ان پانچ آفتوں سے بچنے کیلئے تعوذ سکھلاتا ہے اور اس کے نتیجے فرمانبردار بندے خدا کی مدد سے ان آفات و مصائب پر غالب آکر آخر اپنے شجرِ ایمان و شجرِ وجود کو حد کمال پر پہنچا لیتے ہیں اور عالم کیلئے باعث برکت بنتے ہیں اور فرشتے ایسے بندوں کیلئے اپنے بازو جھکاتے ہیں اور دریا کی مچھلیاں ایسے مخلصین و صادقین کے بقاء و خلوص کیلئے دریا میں دعا و استغفار کرتی ہیں۔ اور خدا اور اس کے رسول کا ہاتھ اُن کے سروں پر رہتا ہے۔ اسی لئے عالم کی کوئی مصیبت اور اسباب کی کوئی گتھی ان کو پریشان و ہراساں نہیں بنا سکتی۔

شرور کائنات کا قدر مشترک

بہر حال شرور کائنات کا قدر مشترک ان چاروں یا پانچوں مذکورہ بالا آفتوں میں وہی مادہ شیطنت ہے۔ جو کبھی سباع و بہائم کی صورت میں آکر انسان کے لئے موجب ہلاکت بنتا ہے۔ کبھی وبا و دیگر آفاتِ ناگہانی کی صورت میں انسان کیلئے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کبھی حاسد کے روپ میں شیطان انسان کو دکھ دیتا ہے تو کبھی گمراہی و رنگ رنگ جیسی مصیبتوں میں پھنس جانے کا سبب ہو جاتا ہے اور تباہی دارین کے گڑھوں میں جا پھینکتا ہے۔ غرض نئی نئی شکلوں سے انسان کا پیچھا کر کے اس کو خدا سے غافل اور اپنے سے مائل کرتا رہتا ہے اور اس کی قوت ملکی کو عیب دار کرنے میں اپنی پوری سعی کام میں لاتا رہتا ہے۔

تدارکِ شیطنت اور نسخہ روحانی

رسالہ ہذا میں جو آفات و امراض مذکور ہوئے اور جو پانچواں شر عظیم آفت روحانی مجملاً بیان کیا گیا ہے۔ ان سب سے بچنے کی صورت صرف یہی ہے کہ انسان اُس

کارساز عالم اور رب البریۃ کی پناہ لے جس نے اپنی حکمت بالغہ سے خیر و شر کے درمیان سے اخلاص و انسانیت کا جوہر نکال کر بزم عالم کو آراستہ کیا اور شیاطین و ملائکہ کے وسطہ سے نوع انسانی کو ان کا مجموعہ بنا کر اور خلعت خلافت الٰہی و تاج کرامت عقل پہنا کر زمین پر اپنے خاص و تصرف فرمایا۔ پس چاہیے کہ جس نے انسان کو بہائم اور فرشتوں سے امتیاز اور رفعت عطا کی وہ انسان ایسے رب کے حق کو کبھی فراموش نہ کرے اور صراط مستقیم اور راہ انسانیت کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑے اور اپنے مالک کی نظر میں عزیز و محبوب رہنے کیلئے اس کی نعمت کا برابر خیال رکھے جس طرح انسان اپنے ابنائے جنس کی نظر میں عزت و رفعت پیدا کرنے کیلئے قیمتی سے قیمتی لباس فاخرہ پہنتا ہے اور اگر اس میں کوئی داغ دھبہ لگ جاتا ہے تو فوراً اسے اپنے خدام سے زائل کراتا ہے۔ اسی طرح انسان کو چاہیے کہ وہ ملک الناس کی نظر شاہانہ میں رفعت حاصل کرنے کیلئے اپنی ملکیت کو لباس تقویٰ سے مزین کرے اور اگر تقاضائے بشریت نفسانیت، شیطانیت کا کوئی دھبہ اس لباس فاخرہ پر آجائے تو سرچشمہ الوہیت و ربوبیت سے پاک و صاف بنائے اور اپنی روحانیت و ملکیت کو اوج کمال پر پہنچانے کیلئے پاک کمائی اور راست بازی و راست گفتاری اختیار کرے۔ جو پاک کردار ستھرے ہیں وہ کو چہ یاروں کے مانند ہو جاتے ہیں اس قدر گھٹا ئے کہ رجائیت اختیار کرے اور افتراق و تیم کو کم کرے۔ بے فائدہ کلام سے مجتنب ہو اور سرحلیت نوافل و صدا و ب فرائض اسلام کا برابر اہتمام رکھے اور اپنے تزکیہ باطنی سے کسی آن غافل نہ ہو۔

خواص معوذتین اور تقریر العین حق

چونکہ عام طور سے معوذتین کے متعلق یہی مشہور ہے کہ ان سے صرف سحر کا ازالہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اکثر عملیات کی کتابوں میں یہی لکھا دیکھا گیا ہے حالانکہ ان کی صرف یہ ایک خاصیت لکھ دینا ان بے مثال آیات کی ایک قسم کی تنقیص کرنا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ مختصراً ان کی لامتناہی تاثیرات اور جامع خواص کے متعلق بھی کچھ اصولی طور پر اشارہ کر دیا جائے۔ سو اس بارے میں یہ عرض ہے کہ جس قدر بھی آفات و امراض جسمانی و روحانی انسان کو پیش آتے ہیں خواہ اس میں سحر ہو یا امراض و بائیہ، شر حاسد ہو یا شیطانی وسوسے شرور کائنات ہوں یا افلاس و گمراہی انسان کو لاحق ہو یا نظر بد انسان کو لگ جائے۔ ان سب کے لئے معوذتین کا ورد اور ان کی تلاوت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی باوجود طہارت باطنی سے خاص تعلق رکھنے کے ہر قسم کی آفات و امراض اور شرور کائنات کے دفع کرنے کے لئے روزانہ بعد نماز عشاء معوذتین کو پڑھ کر اپنے تمام جسم پر دم فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی آپ نے استعاذہ کی تاکید فرمائی۔ حدیث شریف میں ہے من احب السورالی اللہ قل اعوذ برب الفلق و اعوذ برب الناس۔ یعنی قرآن مجید کی تمام سورتوں میں سورۂ فلق اور سورۂ ناس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ محبوب تھیں۔ جس سے یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان آیات ربانی کی ورد و تلاوت کو اپنے لئے اور اپنے خاندان اور امت کیلئے ضروری خیال فرماتے تھے تو آج وہ کون ہے۔ جو ان سے مستغنی ہو۔

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کچھ کسل وغیرہ ہوتا تو آپ اپنے دونوں دست مبارک پر معوذتین پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرۂ مبارک اور جسم مبارک پر دم فرماتے اور اس سے کسل وغیرہ دور ہو جاتا۔ حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کو بھی معوذتین کے ورد کی تعلیم فرمائی ہے۔ غرض تاثیر معوذتین ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ اور جملہ امراض روحانی و جسمانی کیلئے یہ نسخۂ الٰہی ایک ایسا مجرب نسخہ ہے کہ اگر کوئی اس کو اختیار کرے تو یقیناً اس کی زندگی ہر قسم کی آفات روحانی و جسمانی سے مامون و محفوظ رہ سکتی ہے۔

عام طور سے جو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ معوذتین کی خاصیت یہ ہے کہ وہ محض رافع سحر ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تمام امراض ظاہری و باطنی میں ان سے تعوذ کرنا اور ان کا ورد و تلاوت موجب شفاء کامرانی ہے۔ چنانچہ یہ ایک کھلا ہوا تجربہ ہے کہ اگر کوئی شخص مغرب کی سنتوں میں معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس کو پڑھنے کا التزام اور معمول کرے تو ایسے شخص پر کسی قسم کا سحر مؤثر نہیں ہوتا۔ اور وہ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رہتا ہے۔ ان سورتوں کا ایک نقش بھی اہل تجربہ نے لکھا ہے اگر اس کو کسی سادہ سید میں باوضو پاک و صاف جگہ میں زعفران یا اور کسی خوشبو دار چیز سے لکھ کر بازو پر باندھا جائے یا کسی مریض کو پلایا جائے تو ان شاء اللہ شرور و آفات اور ہر قسم کے امراض سے انسان کو نجات حاصل ہوگی۔

نقش معوذتین

سورۂ فلق۔

۷۸۶

۲۱۶۱	۲۱۷۵	۲۱۷۲	۲۱۷۹
۲۱۷۳	۲۱۶۸	۲۱۶۲	۲۱۷۳
۲۱۶۷	۲۱۷۰	۲۱۷۷	۲۱۶۳
۲۱۷۶	۲۱۶۴	۲۱۶۶	۲۱۷۱

سورۂ ناس ۷۸۶

۱۳۱۶	۱۳۳۰	۱۳۲۸	۱۳۲۳
۱۳۲۸	۱۳۲۲	۱۳۱۷	۱۳۲۹
۱۳۲۲	۱۳۲۵	۱۳۳۲	۱۳۱۵
۱۳۲۱	۱۳۱۹	۱۳۳۳	۱۳۲۶

سحر زدہ سے ایک نکتہ اور بھی حل ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ جن لوگوں کا خون جلتا اور دل ہوتا ہے ان پر اکثر نظر بیٹھ جایا کرتی ہے جس کا اثر یہ ہے کہ انسان بیمار محض ہو جاتا ہے حدیث شریف میں بھی فرمایا گیا ہے۔ "العین حق" جس کا حاصل یہی ہے کہ جب کسی روح میں ایک درجہ میں یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے ــــــ اور مسمریزم کی قوت اس کے اندر ایک ہیجان و غلبہ سوز کی اہلیت پیدا کر دیتی ہے۔ یا کسی کی آنکھ میں ملکۂ و قدرتاً ایک ایسی تیزی ہوتی ہے کہ اگر وہ کسی چیز کو نظر بھر کے دیکھ لے تو وہ چیز اس کے ملکۂ نظر کا شکار ہو جائے

اور ایسی نظر ضرور مؤثر ہوا کرتی ہے۔ اسی لئے خداوند عالم نے ایسے وقت میں ذرح کر استعاذہ سکھایا ہے تاکہ اس کا اثر رخ بجائے خبیثیت کی طرف کامل توجہ کے خدا کی طرف پھر جائے اور وہ مضرت منفعت کی صورت سے بدل جائے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ روزانہ رات کو سوتے وقت اور صبح کو اٹھتے وقت تین تین بار معوذتین کو پڑھ کر دم کر لیا کریں۔ بہت سے لوگوں کا تجربہ ہے کہ اس عمل کی ورد و مزاولت سے نہ انسان پر سحر مؤثر رہتا ہے۔ نہ کسی کی نظر ہی اس پر بیٹھ سکتی ہے۔ رہا یہ مسئلہ باطنی کہ روح کی توجہ سے خون و اعضاء پر زیادہ کیوں اثر انداز ہوتی ہے اور اس کی شہادت عقل سلیم بھی دینے کو تیار ہے یا نہیں۔ سو یہ بات بہت ہی واضح ہے۔ اگر انسان ذرا بھی غور و تحقیق سے کام لے تو اس کو نظر آجائے گا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جو العین حق فرمایا ہے یہ ایک حقیقت واقعہ ہے۔ تحقیق نہیں ہے تشریح اس کی یہ ہے کہ روح انسانی کا کام یہی ہے کہ جب تک وہ عالم اجسام میں مقید رہے اس وقت تک وہ جبیبت کے تمام مراتب میں مؤثر رہے۔ غذا کا جزو بدن ہونا یہ روح کی تدبیر لطیف ہی کا نتیجہ ہے اس سے خون بننا اور خون کا اسی کی شکل میں آنا اسی کی تدبیر کا نمونہ ہیں اور یہ بھی بخاصیۃ "الجنس یمیل الی الجنس"۔ ظاہر ہے کہ جس قدر مادہ کے مراتب وہ جاتے ہیں لطافت آتی جائے گی۔ اسی قدر روح کا میلان اور اس کی توجہ اس کی جانب زیادہ ہوتی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جس کا خون پتلا ہوتا ہے۔ یعنی جن لوگوں کی جبیبت کا سانچہ اور ان کی ساخت نہایت نازک ہوتی ہے اور خون ان کی رگوں میں ایسی ہی طرح خوشنما نظر آتا ہے جیسے کسی صاف و شفاف آئینے میں منہ نظر آتا ہے یا شیشے کی صراحی میں شراب ارغوان جھلکتی ہے تو ان پر دوسری روحیں ایسی ہی طرح میلان و توجہ کیا کرتی ہیں۔ جیسے مقناطیس سے لوہے کی کشش وابستہ ہوتی ہے۔ پس جو لوگ العین حق پر ایمان نہیں لاتے وہ درحقیقت فطرت سلیمہ کے رموز و حقائق پر مطلع نہیں ہیں اور کیا اس کے بعد ایسی روح متوجہ الی الخبیثیت کیلئے جس نے ایک دوسری روح کو اپنی طرف جکڑ بند کر کے اس کی تمام تر روحانی ترقیات کو روک دیا ہے۔ عقلاً اس کی صورت نہیں ہے کہ ایسا جکڑا ہوا انسان خدا کی جناب میں اپنی فریاد کرتے ہوئے کلمات ماثورہ اور آیات معوذتین کی تلاوت کر کے ایسے قید و بند سے نجات حاصل کرے۔ بے شک یہ مرض جب عقل انسانی کو لگتا ہے تو اس کا علاج اور تدارک وحی ربانی ہی کر سکتی ہے اور بیشک معوذتین کے اثرات نورانی جس کو روح انسانی کا روحانی محافظ کہا جاتا ہے۔ وہی اس کے حقیقی محافظ ہو سکتے ہیں۔ حق تعالیٰ ہر مسلمان کو ان اثرات نورانیہ کے حصول کی توفیق بخشے آمین۔

سحر زدہ کیلئے معوذتین کا ایک مجرب عمل

سحر انسان کیلئے جس قدر ایک نگہانی آفت و مصیبت ہے ظاہر ہے۔ سحر مسمریزم انسان کی قوت متخیلہ پر اثر انداز ہوا کرتا ہے جس کے بگڑ جانے کی وجہ سے انسان کا اندرونی نظام مختل ہو جاتا ہے اور مقصد بھی ساحر کا اکثر یہی ہوتا ہے کہ مسحور اپنے مقاصد و عزائم میں کامیابی نہ حاصل کر سکے۔ قوت متخیلہ انسان کے اندر ایسی زبردست قوت پیدا کی گئی ہے کہ انسان کی صحت و سقم، قوت و ضعف کا دار و مدار بھی اسی پر ہے۔ چنانچہ اسی قوت کے حد سے زیادہ بگڑ جانے کا انجام موت ہے۔ اسی کی گت

واعتدال کیلئے مختلف قسم کی تدابیر اور نزکیہ حق تعالیٰ کی طرف سے تجویز فرمائے گئے ہیں۔ ہم نوزمانہ کی غرض و غایت اور اس کی تعریف بھی یہی ہے کہ انسان کے خیال میں صحت و اعتدال پیدا ہو جائے۔ ذکر و شغل کے ساتھ تخلق باخلاق اللہ جو کرایا جاتا ہے اس کا مقصد بھی یہ ہے کہ خیال میں وسعت و اعتدال پیدا ہو۔ مسمریزم کا حاصل بھی اسی قدر ہے کہ انسان اپنے تخیل میں جودت و قوت پیدا کرے اور اپنی روحانی قوت کو مجتمع اور فکری طاقت میں یکسوئی پیدا کرے۔ چنانچہ بعض ڈاکٹر تو آجکل علاج ہی قوت خیال سے کرنے لگے ہیں اور ان کو اس بارے میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہو رہی ہے وہ اپنے مریضوں کو دن رات مختلف لفظوں سے یہی باور کراتے ہیں کہ اب ان کے مریض کی صحت روز بروز ترقی پر ہے۔ اور دن رات مریض سے بھی اسی امر کی مشق کراتے ہیں کہ وہ بالکل اچھا ہے۔ اس کو کوئی شکایت نہیں۔ تنہائی میں اور مریض سے یہ کہلواتے ہیں کہ اب میں بالکل اچھا ہوں۔ اور ہر قسم کی قوت مجھ میں موجود ہے۔

الغرض الوہم خلاق ایک حقیقت ہے اور قوت متخیلہ انسان کی صحت و فساد میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اور کلام انسانی کو اس میں بڑا دخل ہے اور جب کہ کلام انسانی کے اثرات کا یہ عالم ہے کہ وہ جانتے کہ اچھا کہنے لگے تو اچھا ہونے لگتا ہے اور مریض کہے تو بیمار ہو جاتا ہے تو عقلاً و شرعاً اس کی تسلیم میں کسی فہیم کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ قوت متخیلہ کے ساتھ اگر کلام ربانی کی برکات شامل حال رہیں اور یہ قوت تحفظ الٰہی کے ماتحت اگر کار فرما ہو تو نہ شرور کائنات ہی اس پر حاوی ہو سکتے ہیں۔ نہ انسان کی قوت متخیلہ ہی پھر کسی علوی یا سفلی اثر سے مرعوب و مکدر ہو سکتی ہے اور جو آیات استعاذہ خالص اسی مقصد کیلئے نازل کی گئی ہیں۔ ان کے قطعی الاثر ہونے میں تو کسی قیل و قال کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جس قدر بھی شرور کائنات کی نوعیتیں ہو سکتی ہیں۔ خواہ عالم ظاہر سے متعلق ہوں یا عالم باطن سے، مفرد ہوں یا مرکب ہوں۔ غرض جس نوعیت سے بھی مادہ کے انحراف کی وجہ سے روح انسانی شر سے ملوث ہو سکتی ہے۔ قرآن حکیم نے اسی انداز و مقدار اور اسی نوعیت کے اپنے انوار ساطعہ اور تجلیات ملکوتی نازل ہوتی ہے۔ روح انسانی کی پاکی کا سامان کیا ہے اور یہ کلام پاک ارواح مقیدہ کی پاکی کیلئے بمنزلہ ایک دریائے ذخار کے ہے جو نجاسات کثیفہ سے منفک ہونے والا نہیں۔ اسی لئے دلوں کو پاک کرنے والے اسی کو یا بے پایاں کے مختلف گھاٹوں سے ناپاک روحوں کو پاک کرنے اور دلوں کو دھوتے ہیں۔ اور یہ بعینہٖ ایسا ہی نظام ہے۔ جیسے کپڑوں اور جسموں کے دھونے کا دنیا میں انتظام قائم ہے جیسے دنیا میں یہ ممکن نہیں کہ مدت سے ہر شخص کو بھی اپنے کپڑوں کے دھونے اور صفائی کی ضرورت نہ ہو اور نہ یہی ہو سکتا ہے کہ عالم کا گرد و غبار جسموں اور کپڑوں کو میلا نہ کرے۔ اسی طرح عالم امر سے جن ارواح مجردہ کو خود سبحانہ تعالیٰ نے جسم خاکی میں مقید فرمایا ہے ناممکن ہے کہ مادہ کی ظلمت و شرارت اس کے گرد و غبار سے ارواح مقدسہ محفوظ رہ سکیں۔ اور نہیں ہو سکتا کہ دریائے تقدس و تنزیہ سے پاکی کی ضرورت نہ ہو اسی لئے قرآن حکیم کے انوار اور تعوذ کی ارواح مقیدہ کو ضرورت ہوئی۔ کیونکہ جب تمام مخلوق ظلمات عدم کے غیر متناہی پردوں کو چاک کرتے ہوئے سطح وجود پر آئی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا

تھا کہ ظلمتِ عدم کا اثر اُن میں رہا تھا بہر زمین کی مخلوق کا اجسام عنصریہ سے بھی جو نکہ اقتران ہوا ہے۔ اس لئے عدم کی ظلمت ایسی مخلوق کا ساتھ تو چھوڑ ہی نہیں سکتی تھی۔ جیسے آپ کسی دریا کی تہ میں سے جب غوطہ لگا کر باہر آتے ہیں تو ممکن نہیں کہ پانی کا اثر آپ کے جسم پر نہ ہو اسی طرح دریائے عدم کی تہ سے باہر آنے والی مخلوق کی عدم سے مناسبت سمجھئے اسی وجہ سے جو مخلوق مادہ عنصریہ سے بھی مقترن نہیں اس کو بھی تسبیح اور تقدیس رب کی ضرورت ہوئی۔ اور مادہ سے مقترن مخلوق کو تسبیح و تقدیس کے ساتھ استغفار کی بھی ضرورت ہوئی۔

بہرحال جن لوگوں پر سفلی اعمال کا اثر ہو یا ان پر سحر کیا گیا ہو یا کوئی اور علوی عمل انسان پر مسلط ہو۔ ایسے مریضوں کے لئے ہم کو ایک علم دوست فاضل سے ایک مجرب عمل معلوم ہوا ہے جو بہت مختصر مگر کامیاب اور آزمودہ عمل ہے۔ ضرور تجربہ کر کے دیکھا جائے۔ انشاء اللہ ترقی نجات حاصل ہوگی۔

عمل یہ ہے۔ اتوار کے روز طلوعِ آفتاب کے وقت ننگے پیروں زمین پر کھڑے ہو کر تین تین مرتبہ اول و آخر درود شریف کے ساتھ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پوری پڑھیں اور پڑھ کر اپنے پیروں کے نیچے کی مٹی لیکر ایک انگیٹھی میں جو پہلے سے سلگادی گئی ہو جلادیں۔ انشاء اللہ کیسا ہی سحر وغیرہ کا اثر ہو جاتا رہے گا۔ مگر اعتقادِ قلبی شرط ہے اور وقتِ عمل یہ تصور کیا جائے کہ جو اثرات سحر وغیرہ کے میرے جسم میں ہیں وہ سب پیروں کی جانب زمین میں جذب ہوتے جارہے ہیں۔ گویا علم ہیئت کی رُو سے اس عمل موزوں کا منشاء یہ ہوگا کہ یہ نورانی اور جلالی آیتیں شمس کی جلالی تجلّی میں جب پڑھی جائیں گی تو جلالِ خداوندی کی یہ دونوں کیفیتیں مل کر انسان کی قوت و قوتِ طبعیہ میں جو زنگ لگ گیا ہے اس میل اور کثافت کو ایسی ہی طرح صاف کردیگی جیسے بھٹی میں سونے کو تپانے سے سونے کا میل صاف ہو جاتا ہے۔ اور انسان کی رُوح اور اس کی قوت جنگلا آثارِ شیطانی سے ایسی ہی طرح نکھر جائے گی جس طرح سونا بھٹی میں تپنے سے نکھر جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

نوٹ:۔ اگر اس عمل سے صاحبانِ ضرورت کو نفع پہنچے تو احقر کو بھی دعا کے خیر میں فراموش نہ کیا جائے۔ بلکہ نفع ہو تو اطلاع دے کر مسرور بھی فرمایا جائے۔

سحر کیا ہے؟

علامہ کمال الدین الدمیریؒ

سحر

لفظ سحر کے لغت میں اصل معنیٰ امر مخفی اور پوشیدہ چیز کے ہیں اور عرفی اصطلاح میں ایسے حیرت انگیز اور عجیب و غریب امور کا نام ہے۔ جن کے وجود میں آنیکے اسباب پوشیدہ ہوں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لفظ سحر کے متعلق فرمایا ہے کہ:

"لفظ سحر کے معنیٰ شریعت میں ایسے امور کیلئے مخصوص ہے جن کا سبب پوشیدہ ہو اور وہ اصل حقیقت کے خلاف سمجھ میں آنے لگے۔"

حقیقتِ سحر

تمام علماء اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سحر ایک حقیقت ہے اور اپنے اندر مضر اثرات رکھتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے سحر میں اپنی قدرت کاملہ اور مصلحت سے ایسے مضر اثرات رکھدیئے ہیں جیسے اور زہر وغیرہ میں۔ بہرحال سحر ایک حقیقت ہے اور اس کے اثرات بھی بہت تیزی سے اثر کرتے ہیں۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ سحر بذاتِ خود قدرتِ الٰہی سے بے نیاز ہو کر مؤثر بالذات ہے اور اگر کوئی ایسا کہتا ہے یا سوچتا ہے تو ایسا کہنا اور سوچنا کفر ہے۔

سحر کیا ہے؟

اللہ جل شانہ کا واسطہ ترک کر کے پوشیدہ اسباب کے ذریعے عجیب و غریب امور پر قدرت حاصل کرنے کا نام سحر ہے۔ دنیا میں سحر کے بہت سے طریقے ہیں جن کے ذریعے خلافِ عادت امور ظاہر ہوتے رہیں۔ اور ایسے امور ایکی روحانیت سے متعلق ہیں۔ مثلاً جنّات و شیاطین یا وہ ارواح جو جسم سے علیحدہ ہو چکی ہوں ان کو سحر کے مختلف کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یا تاثیراتِ جسمانیہ ہیں جو اپنی ایک خاص ترکیب یا مختلف حالتوں کے اجتماع یا صورتِ نوعیہ کے خواص کی بنا پر ظاہر ہوتی ہیں۔

بہرحال سحر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ لیکن عام طور پر دنیا میں دو طرح کے طریقے ہیں۔ (۱) کلدانی اور (۲) دوسرا بابل۔

معجزہ اور سحر کے مابین فرق

سحر اور معجزہ کے درمیان یہ فرق ہے کہ معجزہ براہ راست اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو کہ بغیر کسی اسباب کے ظہور میں آتا ہے۔ اور اس کا کوئی اصولی طریقہ یا وقت نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی فن کی طرح یہ سکھلایا جاتا ہے کہ نبی ہر وقت اس کو دکھلانے کی صلاحیت رکھے۔ سوائے اس کے کہ ایک نبی کی صداقت کیلئے وجود پذیر ہوتا ہے اور نبی مخالفین کو بطور صداقت جب کبھی پیش کرنا چاہتا ہے تو پہلے خدا کی طرف رجوع (دعا وغیرہ) کرتا ہے۔ تب خدا کی طرف سے نبی کو معجزہ دکھلانے کی قوت عطا کی جاتی ہے۔ جبکہ سحر اور جادو مستقل ایک فن ہے اور یہ فن باقاعدہ سکھلایا اور بتلایا جاتا ہے اور جس کے جاننے والا اس کو مقررہ اصول و قوانین کی پابندی کو کام میں لاکر کسی بھی وقت کہیں بھی کرسکتا ہے اور یہ فن ایک انسان دوسرے انسان کو سکھلا سکتا ہے حالانکہ اس کے اسباب بھی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ لیکن اس فن کے ماہر اس سے واقف ہوتے ہیں۔

سحر شریعت کی نظر میں

فقہائے اسلام نے سحر کے بارے میں لکھا ہے کہ جن امور میں شیاطین اور ارواحِ خبیثہ اور ان کی مدد سے مدد لی جائے اور ان کو حاضر کر کے ان کو مسخر کرکے کام لیا جائے تو وہ شرک کے برابر ہے۔ اور ایسا کرنے والا کافر ہے اور اس کے علاوہ جن امور میں دوسرے طریقے استعمال کئے جائیں اور ان سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچے تو ان کا کرنے والا بھی گناہِ کبیرہ کا اور حرام کا مرتکب ہوگا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"مہلک باتوں سے بچو یعنی شرک اور جادو سے۔"

فتح الباری میں علامہ عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ:

"علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ سحر حرام ہے اور باتفاق رائے سے کبائر میں سے ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سات ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کیا ہے۔"

اور بعض صورتیں سحر کی کفر ہیں اور بعض صورتیں کفر تو نہیں ہیں مگر سخت گناہ ہیں۔ بس اگر سحر کا کوئی منتر یا عمل کفر کا متقضی ہے تو وہ کفر ہے ورنہ نہیں۔ بہرحال سحر کا سیکھنا سکھلانا قطعاً حرام ہے۔"

بہت سی معتبر تواریخ میں لکھا ہے کہ نمرود کے زمانہ میں کلدانیوں یا بابل نے بڑا ہی حیرت انگیز اور عجیب طلسم بنائے تھے کہ عقل اور ذہن کی رسائی ان تک دشوار تھی۔ وہ چھ طلسم یہ تھے۔

کلدانیوں نے تانبہ کی ایک بطخ بنائی تھی جس کی خاصیت یہ تھی کہ جب کوئی چور یا جاسوس شہر میں داخل ہوتا تو وہ خود بخود بولنے لگتی جس سے شہر کے نگہبان سمجھ جاتے کہ شہر میں کوئی چور یا جاسوس گھس گیا ہے۔ اور وہ تلاش و جستجو کے بعد اس کو پکڑ لیتے تھے۔

گمشدہ چیزوں کیلئے ایک نقارہ بنایا تھا جب کبھی کسی کی کوئی چیز گم ہوجاتی تو وہ اس نقارہ پر چوٹ مارتا تو یہ نقارہ اس کو اس کی گمشدہ چیز کے بارے میں بتلادیتا کہ جاؤ فلاں جگہ ہے یا فلاں کے پاس ہے۔

ایک ایسا عجیب و غریب حوض بنایا تھا جس میں مختلف قسم کے شربت ڈالے جاتے

مارتا ہوا زمانہ بیک وقت اس کے سامنے موجود نہ ہو لیکن جیسے آنکھ کے سامنے آئینہ کے آجانے سے کوئی نورِ چشم اپنی آنکھ کی سیاہی و سپیدی سے انکار نہیں کرسکتا اسی طرح حضرت انسان جو علم الاولین و الآخرین میں اپنی ترکیب ثلاثی کو دیکھ کر ملائکہ اور ان کے بالمقابل مخلوق یعنی شیاطین کے وجود کا بھی منکر نہیں ہوسکتا۔

مخلوقِ ثلاثہ کے علوم ثلاثہ

غرض جبکہ یؤمنون بالغیب کی حکمت اور انسان جیسے مرکب مخلوق کے وجود اور دانش و فراست نے دو قسم کی جداگانہ مخلوق کا پتہ چلالیا تو اسی کے بعد اسکا اقرار بھی کرنا پڑیگا کہ ہر مخلوق کا علم بھی ایک دوسرے سے جداگانہ ہوگا اور ہر ایک کی تاثیر ایک دوسرے سے مختلف اور ایک کا اثر دوسرے کیلئے مزاحم ہوگا یعنی فرشتوں کا علم خیر محض ہوگا تو جنات و شیاطین کے علوم میں شر ہوگا اور انسان کے علوم میں دونوں کا مجموعہ ہوگا یہی سبب ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کا علم "خیر اور سعادت" کے جوہر مستور کو کھول دیتا ہے اور اس علم کے الفاظ و معانی اور ان کی ترکیبیں نورانی ہوتی ہیں اور اپنی تاثیراتِ نورانیہ توسل الی اللہ و تعوذ باللہ کی کیفیات کو خود پیدا کرتی ہیں تو شیاطین کا علم شقاوت و شرور کی تمام راہیں بتلاتا ہے اور ان کے الفاظ و معانی اور ترکیبیں دونوں ظلمانی ہوتی ہیں جو اپنے اثراتِ ناری و دخانی سے قلبِ انسان میں قساوت و تیرگی پیدا کرتی ہیں اور حجاب بر ظلمات بعضہا فوق بعض کی طرح دل پر مسلط ہوجاتے ہیں۔

علم قرآن اور علمِ سحر کا تعلق نظمِ عالم سے

اور انسان کو آزمانے اور آزمائش کیلئے جیسے ان دونوں ظلماتی و نورانی مخلوق سے خیر و شر کو کھینچ کر بناتا ہے بس جیسے خالقِ کائنات کی طرف سے انسان کی آزمائش اور محبت کیلئے اسپر علم قرآن نازل کیا گیا ہے۔ اور یہ علم نورانی عالم کے استحکام و استواری اور نظامِ انسانیت کی پائیداری کے لئے اسکو مصلحانہ و حکیمانہ طریق پر غلبہ و اقتدار و تمکین فی الارض دلانے کیلئے عطا کیا گیا ہے تاکہ انسان ارادہ و قدرت کے ساتھ نیک حدید میں امتیازی راہ نکال کر دنیاو عقبیٰ میں مقصودِ حیات پالے اسی طرح حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے انسان جیسے اسیرِ حرص و ہوا عاجز و لاچار کو قدرت و قوت کی بھول بھلیاں کھانے اور اسکی آزمائش کرنے کیلئے ہاروت و ماروت کے ذریعہ سے اسپر علم سحر بھی اتارا گیا ہے جسکے سیکھنے اور حاصل کرنے سے انسان کو نظمِ کائنات میں باعانتِ جنات و شیاطین و ارواحِ علوی و سفلی ایسا غیر مقصود کمال اور نامحمود تصرف حاصل ہوجاتا ہے جس سے عجیب و غریب ہوشربا کرشمے انسان دکھلا کر اپنے ابنائے جنس کو اس علم کی باطلانہ خوشنمائیوں کے جال میں پھانس کر گمراہ کردیتا ہے اور بادی النظر میں سحر معجزہ و کرامت کے ہمشکل معلوم ہونے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے موحد شرک میں مبتلا ہوکر اپنا ایمان کھو بیٹھے ہیں۔

علم سحر کا ماہر دجال اکبر ہے

اور غالباً یہی قوتِ سحر خاتم شیطنت یعنی دجال اکبر کے پاس بمقابلۂ حضرت خاتم نبوت ہوگی جسکی باطلانہ قوت و شوکت کے دام تزویر میں ہزاروں کلمہ گو مبتلائے فریب ہوکر پھنس جادیں گے لیکن جو پختہ کار و راسخ الایمان کمل ہوں گے وہ اس فریب کی طرف ادنیٰ التفات بھی نہ کریں گے۔

خیر و شر کا اختلاط اور آزمائشِ خداوندی

رہی خیر و شر کی یہ مخلوط آزمائشِ خداوندی اور اس قسم کے علوم کا دنیا میں ظاہر ہونا سو یہ کوئی خلافِ فطرت آزمائش نہیں دنیا میں روزانہ ہم اس قسم کی آزمائشیں اپنے زیر دستوں کی کیا کرتے ہیں چنانچہ ایک آقا جب اپنے نوکر کو آزماتا ہے تو بسا اوقات اپنے خزانہ کی تجوریوں کا منہ کھلا چھوڑ دیتا ہے کبھی بہت سا روپیہ اپنے مکان میں کھلے طور پر ڈال کر چلا جاتا ہے۔ اور آزماتا ہے کہ دیکھوں میرا غلام یہ روپیہ مجھے دیتا ہے یا اپنی جیب میں رکھتا ہے سو غور کرنے کی بات اس میں ہے تو یہ ہے کہ روپیہ مالک کے حق میں تو سراسر موجب رحمت ہی ہوتا ہے البتہ غلام کی دیانت و امانت کی آزمائش کے لحاظ سے یہ روپیہ اس کے حق میں باعثِ خیر بھی ہے اور باعثِ شر بھی کیوں کہ یہ روپیہ غلام نے ازراہِ خیانت چپکے سے اٹھا کر جیب میں رکھ لیا تو ظاہر ہے کہ اس کا انجام اس کے حق میں جیلخانہ کا عذاب ہی ہوگا اور امانتداری کی صورت میں اسکا ثمرہ یقیناً غلام کیلئے آقا کی رضا و خوشنودی ہوگی اور مراتب اعتماد اس کو حاصل ہوں گے۔ اسی طرح سحر کے اندر جو کچھ بھی قوتیں ودیعت کیگئی ہیں اور انسان کے سامنے ان کو ظاہر کیا گیا ہے وہ اسی لئے کہ دیکھیں انسان کو مقصودِ حیات قرار دے کر اپنے کو ملأ اعلیٰ میں نادان کہلواتا ہے یا اس کو مضر کہکر اپنے کو یگانہ فرزانہ کہلواتا ہے۔

علم نافع اور علم مضر اور عالم کے لئے ان کی موزونیت

الغرض خداوند عالم کی طرف سے اس عالم میں الفاظ و حروف کے سانچوں میں دو قسم کے علم پیدا کئے گئے ہیں۔ ایک علم نافع جس سے عالم کی فلاح و بہبود وابستہ ہے اور دوسرا علم مضر جس سے عالم کے اجزاء کی تحلیل و تفریق ہوتی ہے۔ علم نافع کا مخزن و سرچشمہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے تو علم مضر کا مخزن و مرکز شیطان ہے اور یہ دونوں علم عالم کے اعتبار سے بعینہٖ وہی مثال رکھتے ہیں جیسے کسی مرجھیں کی کتاب بشریت پر خطِ جوانی باعثِ زیب و زینت ہوتا ہے اور عالم الفاظ و حروف کی یہ دونوں الہامی ترکیبیں بعینہ وہی شکل رکھتی ہیں۔ جیسے عالم شہادت میں دن اور رات کی صورت ہوا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ انسان کے شخصی احوال میں تضاد کی وجہ سے یہ علم سحر کبھی انجذاب شیطنت کا سبب بنکر اس کیلئے ہلاکت و ضلالت کا موجب بنجائے اور کبھی اجتناب و پرہیزگاری کا باعث بنکر رحمت الٰہی کو کھینچنے کا ذریعہ ہوجائے عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم و عسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم لیکن مجموعۂ عالم کے لحاظ سے دن رات کی طرح علم سحر بھی سراسر رحمتِ الٰہی ہی ہے۔

تعلیم سحر کا نتیجہ

غرض جب کہ مدار کمال خیر و شر دونوں صورتوں میں علم کا حصول ہی ٹھیرا اور اسی انسان عالم کی نچلی اور برتری راہوں میں جذب و انجذاب پیدا کرسکتا ہے سفلی مخلوق سے بھی اپنے تعلقات و مراسم علم کے ذریعے ہی قائم کرسکتا ہے اور کواکب و سیارات اور علوی مخلوق سے تعلق بھی علم کے بغیر ممکن ہے تو جیسے دنیا کی مختلف اقوام سے تعلقات و معاملات قائم کرنے کیلئے یہ عام دستور ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی قوم جذب ہوا کرتی ہے تو مغلوب قوم غالب قوم کے وضع و طریق کو الناس علیٰ دین ملوکھم کی فطری رفتار کے موافق اختیار کیا کرتی ہے اور اپنے کو اس قوم کی نظر میں عزیز و محبوب بنانے کیلئے اسی کی زبان و علوم کو اپنی وعلم قرار دیا کرتی ہے چنانچہ جب تک کسی قوم کی زبان اور علم و تمدن سے واقفیت نہ ہو اس وقت تک اس قوم سے کوئی قوت و مدد نہیں مل سکتی اسی طرح انسان کے شیاطین سے روابط و مراسم اور معاملات و تعلقات بھی اسی وقت حدِ کمال کو پہونچتے ہیں جب انسان ملائکہ کی زبان کو ترک کرتے ہوئے اور علم حق کی آواز تک نہ سننے کا عہد باندھے ہوئے جملہ آداب شیاطین و نذر و نیاز موکلین بجالاکر کہ اپنے شیاطین کے اسماء بصد تعظیم و توصیف وردِ زبان کرتا ہے اور ہر قسم کی ناپاکیوں میں ملوث رہتے ہوئے اور پاکی سے کلی اجتناب و احتراز کرتے ہوئے چند ایسے مہمل ظلمانی کلمات اور ایسے مشرکانہ، غیر فصیح، بے معنیٰ جملے لسانِ ناطق پر جاری کرتا ہے جس سے ہمزاد موکلین جنات و شیاطین اس کے گہرے دوست بنجاتے ہیں یا مثلاً انسان علم نجوم میں غلو کرتے ہوئے علم الحساب کی مدد سے نحس ستاروں کے اوقات و کیفیات تاثیرات و باہمی تعلقات میں استمداد کرے اور انکی تاثیرات کو قلوب میں راسخ کرکے اپنے ابنائے جنس کے اجسام و ارواح پر ہر قسم کا تصرف اور قبضہ پالے علیٰ ہذا کلام رب العالمین کے فصیح و بلیغ اور بے ساختہ نکلے نورانی جملے اور ان کی محمود و جامع ترکیبیں بھی اپنے اندر زمین و آسمان کی کل قوتیں اور ایک ایسا زبردست اثر رکھتی ہیں کہ انسان اگر بصدق نیت حضرتِ حق کی جناب میں مخلص ظاہرین، مومن، قانت، مجاہد، بے نفس بناکر اپنے کو پیش کردے تو اللہ و رسول کا فورِ نظر بنجائے اور جنود رب کی جملہ طاقتیں اس کے اشاروں پر کام کرنے لگیں اور بلاعدا و شمار کے علم میں دردسری کئے ہوئے بلکہ نحن امی لا نحسب ولا نکتب کا فخر اعلان کرتے ہوئے انسان مسجودِ ملائک و افلاک بنجائے اور تمام مادی طاقتیں اسکے آگے سرنگوں ہوجائیں۔

درجاتِ علم الرحمٰن وعلم الشیطان

جیسے علم الٰہی کے بہت سے درجات ہیں۔ اور آخری مرتبہ ذات و صفات کی گہرائیوں اور پہنائیوں میں اتر جاتا ہے۔ جسمیں بندہ کو اپنے عدم کا کامل استحضار ہوجاتا ہے اور خداوند موجود کے سوا کوئی وجود عالم میں نظر نہیں آتا اسی طرح علم باطل کے بھی متعدد مراتب و درجات ہیں۔ جنمیں اعلیٰ مرتبہ سحر کا ہے اسمیں انسان جب حدِ کمال پر پہنچ جاتا ہے اور ہمزاد و موکلین کی قوتیں اس کے تن میں سماجاتی ہیں۔ اور شر تا خلق کی اعلیٰ سے اعلیٰ قوت جب انسان کو حاصل ہوجاتی ہے تو پھر اس کو عالم میں سوائے کفر و شرک کے ایسی ہی طرح کچھ نظر نہیں آتا جیسے کسی جانور کے من میں بجز بہیمیت کے کچھ نہیں سماتا۔ اعاذنا اللہ منہ۔

ملکیت ہاروت وماروت اور اسکی بحث

پس اس تقریر کے بعد ہاروت و ماروت کو فرشتہ خالص تسلیم کرلیا جائے یا حضرت یوسفؑ کی طرح فرشتہ مجازی کہا جائے اتنی بات ضرور ممہد ہوجاتی ہے کہ دنیا میں حق کی طاقت ہو یا باطل کی قوت الفاظِ نورانی کے اثرات ہوں یا الفاظ ظلمانی کے تاثیرات خلیفۃ اللہ علی الارض کے لئے دونوں قوتیں مسخر کردی گئی ہیں اور اس کے حق کو من فی السمٰوٰت والارض سے بزرگ و برتر بنانے کیلئے ہر قسم کے دروازے واکردیئے گئے ہیں اور ارادہ و قدرت کی دولت عطا فرماکر ہر ایک راہ انکے لئے آسان کردی گئی ہے۔ کلا نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء من عطاء ربک۔

رہا یہ شبہ کہ ہاروت و ماروت کے ذریعہ جو علم سحر کا نزول ہوا ہے اور وہ لوگوں کو چونکہ سحر کی تعلیم دیتے تھے اسلئے ان کا فرشتہ ہونا کیسے تسلیم ہوسکتا ہے کیوں کہ فرشتے نہ خود گناہ کرتے ہیں نہ دوسروں کو گناہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کی شان تو "لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون" ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر انسان کی آزمائش و کمال کے لئے اور عالم اضداد کو متضاد علوم سے پایۂ تکمیل کو پہونچانے کیلئے بامر اللہ یہ دونوں فرشتے علم سحر لیکر اترے ہوں اور ذریعہ آزمائش قرار دیئے گئے ہوں

اور ان میں سے ایک مادی و سفلی قوتوں کا ماہر ہو اور دوسرا کواکب و سیارات کی روحانی طاقتوں کا استعمال انسان کو بتلانے کے لئے آیا ہو تو ان کی عصمت و حکمت میں پھر بھی کوئی فرق نہیں آتا کیوں کہ جیسے عذاب کے فرشتے ہر قسم کی ظلمتوں کو ساتھ لئے ہوئے انسان کو مبتلائے عذاب کرنے کیلئے دنیا میں اترتے ہیں ایسے ہی انسان کی آزمائش کے لئے یقیناً یہ امر بھی قرین صواب ہے کہ اس عالم میں آنے کیلئے اس علوی مخلوق کو لباس بشریت پہنایا جا کر یہ علم دنیا میں پیدا کیا گیا ہو۔

کرۂ ارضی کا تعلق کرہ ہائے علوی سے اور اسکی مخلوق کا علاقہ سفلی مخلوق سے

علاوہ ازیں جب کرۂ ارضی و کرۂ شمسی اور تمام ستاروں میں باہم علاقہ جاذبیت ہے اور ہر ایک کرہ کا ایک دوسرے کے ساتھ ایسی ہی لگاؤ قائم ہے جیسے ایک پل کی ٹیک پل کے تمام اجزاء کو سنبھالے رہتی ہے اور جسقدر بوجھ بھی اس پر گذارا جائے بلکہ خوشی اسکو اٹھا لیتی ہے اور باستثنائے چند ہر ایک کرہ میں حکمائے وقت کے نزدیک کثیر مخلوق آباد ہے چنانچہ حال میں اہل یورپ نے بعض ستاروں کے اندر خورد بینوں سے آبادی کا مشاہدہ بھی کیا۔ اب گفت و شنید کے آلات کی تیاری میں دماغ اہل دانش کی دوڑ دھوپ جاری ہے تو اس کو ایک دیوانہ کی بڑ نہیں بلکہ اگر قرین قیاس کہا جائے کہ کسی ستارہ کی مخلوق میں سے دو فرد کواکب و سیارات کا علم لیکر دنیا میں اترے ہوں۔ جس سے انسان علوی و سفلی دونوں مخلوق کی قوتوں کو بیک وقت حاصل کرتے ہوئے اپنے تن کی دل کی قوت پر کامل قابو اور دسترس پا سکے اور اس سے جو چاہے اپنے ابنائے جنس کی نظروں کی نظر بندی کرے یعنی انہیں وہی نظر آئے جو یہ دکھلائے اور جب چاہے نظروں سے اوجھل ہو جائے کبھی ایک قوت پرواز سے آسمان تک پہنچ جائے تو کبھی اس کی سمائی زمین کے طبقوں میں ہو جائے تو یہ عقلاً کسی طرح بھی مستبعد نہیں اس لئے کہ جو شخص علوی و سفلی طاقتوں کا مجموعہ بن جائے یعنی جسمانی قوتیں بھی اسکی مکمل ہو جائیں اور روحانی طاقت بھی اس کو حاصل ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اسکے بعد تسخیر عناصر اربعہ اور تبدیل و تحلیل لباس روح اسکے لئے ایک ہنسی کھیل ہوگا۔

مقربانِ سبحانی دو قسم کے ہوتے ہیں

اور جبکہ بندہ علوم طلسمات کی قوتیں بہم پہونچا سکتا ہے تو پھر ان مقربانِ بارگاہ سبحانی کی قوت و شوکت کا اندازہ تو ہم کیا کر سکتے ہیں جنکو براہ راست خالق کائنات کیطرف سے ہر قسم کے اعجاز اور روحانی و جسمانی اعلیٰ طاقتیں عطا کی گئی ہوں۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص تو وہ ہے جو دن رات اپنی زمین میں تردد کر کے غلہ اگا کر دولت حاصل کرتا ہے اور امیر بنتا ہے اور ایک وہ شخص ہے جس کو بادشاہ وقت خود اپنے خزانہ سے دولت عطا کرے اور سلطنت کے نظم و نسق میں اس کو حق دے ظاہر ہے کہ دونوں شخص اپنی حیثیت اور دولت میں کسی طرح بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ پہلا شخص جو کچھ بھی امارت و حیثیت حاصل کر رہا ہے۔ وہ اپنی قوت و کسب سے حاصل کر رہا ہے اور دوسرے شخص کو جو امارت و حیثیت حاصل ہوئی ہے وہ بلطف خسروی اور باذنِ شاہی حاصل ہوئی ہے۔

تحلیلِ لباسِ بشریت

غرض تحلیل و تبدیل لباس جسمانی و تسخیر عناصر و استمداد ارواح سفلی کا علوی کوئی من گھڑت ڈھونگ یا قصہ فرضی نہیں ہے بلکہ اولیائے امت کے اس قسم کے بکثرت واقعات معتبر کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں اور بزرگانِ دین کی کرامتیں مستند کتابوں میں دیکھی جاتی ہیں بہر حال جب ان دونوں فرشتوں نے لباس انسانیت سے ملبس ہو کر نزولِ فی الارض فرمایا اور اسمار کواکب و سیارات وغیرہ کے علم سے انسان کو آگاہ کیا تو اس علم حصول قدرت اور علم سحر کے نزول میں ان کی اسی قسم کی حیثیت ہوگی جو علم حق کے نزول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت تھی اور حقیقت تو یہ ہے کہ علم کے درجہ میں تو جس طرح خیر کے علم کی ضرورت تھی اسی طرح اس علم باطل کی بھی ضرورت تھی کیوں کہ جب تک انسان اس عالم میں برائی کے بالمقابل بھلائی کو دیکھ نہیں لیتا یا بھلائی کے مقابلہ میں برائی کو نہیں پالیتا اسوقت تک بھلائی کی بھلائی اور برائی کی برائی پر مطلع نہیں ہوتا شاید یہی سبب ہے کہ اگر کوئی شخص شیطان کے مکاید و وساوس کو بہ نیت رد معلوم کرے تو یہ عین طاعت ہے البتہ اگر اسپر عمل کرے گا تو بیشک وہ مشرک ہوگا لیکن خاص علوم شیاطین کا حاصل کرنا خواہ بہ نیت رد ہی کیوں نہ ہو یہ جائز نہیں اس لئے کہ اسکی خاصیت مثل زہر کے ہے اور زہر کے مہلک ہونے کا علم سب کو ہے لیکن کوئی شخص اسکی تصدیق زہر استعمال کر کے نہیں کرتا ہے۔

تعریف و حقیقتِ سحر

پس سحر کی حقیقت و تعریف یہ ہوئی کہ جنات و شیاطین اور کواکب و سیارات نفس ناطقہ کو حق تعالےٰ نے جو قوت و قدرت عطا فرما رکھی ہے ان سے بجائے خداوند قادر و توانا سے مدد و قوت طلب کرنے کے اور عبد ایاک نعبد و ایاک نستعین کا پابند رہنے کے اس کی روحانی

طاقتوں کی جبہہ سائی کرے اور ان کے اسمار کو جپ کر غیر اللہ سے توسل اور مقصود بیٹھو کر اعانت ارواح و اجسام انسانی پر اس قسم کی قوت و قدرت حاصل کرے اور تاثیرات و تصرفات اجسام میں ایسا ملکہ و دسترس انسان کو حاصل ہو جائے کہ چاہے تو اس علم کی قوت سے حسب منشیت باری ایک تندرست روح کو بیمار کر دے اور چاہے تو بواسطہ سیاہ مرچ قتلوا یا موریخ کہکر کسی روح کو اس نفس عنصری سے آزاد کرا دے تو نافع و ضار تو فی الحقیقت اس صورت میں بھی حق تعالےٰ ہی ٹھیرا کیونکہ اگر کسی شخص نے کسی فرمانروا کے نوکروں سے مدد طلب کر کے کوئی فائدہ یا نقصان اٹھایا تو در حقیقت اس صورت میں بھی وہ آقا ہی کا رہین منت و مرہون قدرت ہوا لیکن مشرک اس کو اسلئے کہیں گے کہ اس نے آقا کی اجازت و علم سے کیوں اپنی حاجت روائی نہ کی اور اس کی مخلوق کی معمولی سی قوت و قدرت پر کیوں تکیہ کیا اور انسان نے حاصل شدہ طاقت و قدرت پر اناولا غیری کا علم کیوں بلند کیا چونکہ علم سحر کی قوتوں کو جو شخص حاصل کرتا ہے اس سے اسی قسم کا شرک پیدا ہوتا ہے اسی لئے اس کے سیکھنے کی ممانعت اسلام میں کی گئی ہے۔ بیشک اسلام بھی کائنات پر روحانی قوت و قدرت حاصل کرنیکی اجازت دیتا ہے اور یہ علم بھی انسان کو یہی سکھلاتا ہے۔

علم سحر اور علم الٰہی کی تاثیرات کا باہمی فرق

مگر ان دونوں میں فرق ہے تو یہی ہے کہ علم الٰہی براہ راست جناب الٰہی سے توسل سکھلاتا ہے اور اسی کو نافع و ضار بتلاتا ہے اور یہ علم اسکی بعض طاقتور مخلوق کی تعظیم و تکریم سکھلا کر انہی کو خالق کے مرتبہ میں سمجھواتا ہے اس فرق کا مشاہدہ اس مثال سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مثلاً اگر ایک شخص کیمیا بنانا سیکھے اور کیمیا اسکو آجائے تو اس سے بھی انسان کو معاش سے بے فکری ہو جاتی ہے اور اگر ایک شخص توکل کی دولت حاصل کرے اور یہ دولت کسی کو میسر آجائے تو اس کا اثر بھی یہی ہے کہ انسان کو معاش سے بے فکری نصیب ہو جاتی ہے اور بظاہر نتیجہ اور حکم دونوں کا ایک ہی معلوم ہوتا ہے مگر غور کیجئے تو زمین و آسمان کا فرق ہے کیمیا سازی شرکِ خفی میں انسان کو مبتلا کرتی ہے کیوں کہ یہ علم نادر اپنی ہئیت ترکیبی اور اثرات مادی سے انسان کو مؤثر حقیقی سے غافل بنا دیتا ہے اور انسان سمجھ لیتا ہے کہ اب میرا رزق میرے ہاتھ میں ہے اور توکل کارسازِ عالم کی وحدانیت و قدرت پر اعتماد سکھلاتا ہے۔ کیوں کہ متوکل باوجود دولت استغناء سے مالا مال ہونے کے اکثر وسائل و اسباب کے درجہ میں تہیدست ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جس شخص کو کیمیا بنانا آجائے اسے توکل کی دولت نصیب نہیں ہوتی اور جو شخص متوکل ہوتا ہے وہ کیمیا ساز

کو حرام سمجھتا ہے اسکی حکمت بجز اس کے کچھ نہیں کہ علوم الٰہیہ کی تاثیرات اور قوتیں چونکہ پردۂ غیب سے ظاہر ہوتی ہیں، جو عالم باطن میں تو ظاہر ہوتی ہیں۔ اور عالم ظاہر میں پوشیدہ، اسلئے وہ بالکلیہ سرچشمۂ توحید اور علام الغیوب کی طرف انسان کو رجوع سکھلاتی ہیں اور علوم باطلہ کی تاثیرات اور طاقتیں چونکہ عالم ظاہر میں محسوس ہوتی ہیں اور عالم غیب میں انکی کوئی اصل نہیں ہوتی اسلئے اس قسم کے علوم شرک کی طرف لیجاتے ہیں بہر حال شرک اور سحر نتیجۃً ایک ہی ہیں۔

شرک اور سحر کا باہمی ارتباط

اور ان میں بلا شبہ وہی نسبت ہے جو دو مختلف سلطنتوں کے رائج الوقت سکوں میں ہوا کرتی ہے جیسے عالم ظاہر میں مخلوق کی تاثیرات کو مؤثر حقیقی سمجھ لینے کا نام شرک ہے ایسے ہی عالم باطن کی تاثیرات اور روحانی مخلوق کی تاثیرات اور ان کی قوت و قدرت سے اعانت و مدد طلب کرنے کا نام سحر ہے اسی لئے حدیث شریف میں جہاں شرک سے بچنے کی ممانعت فرمائی گئی وہاں سحر سے بھی اجتناب کا حکم دیا گیا کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجتنبوا السبع الموبقات الخ جیسے ظاہری مخلوق میں جو کچھ بھی قدرت و قوت ہے وہ اسی ذات بیچگون کی عطا ہے اور مسبب حقیقی کو چھوڑ کر اسباب مخفی ہی پر ایمان کو منحصر کر دینا کفر و شرک ہے اسی طرح اسکی علوی و مخفی مخلوق میں جو کچھ بھی قوت و طاقت ہے وہ اسی کا فیض ہے پس ان مخفی طاقتوں پر بھی ایمان کو منحصر کر دینا عین شرک اور نتیجۂ علم فتنہ ہے۔

اقسام سحر

جیسے شرک کی باعتبار اسکے آثار و خواص کے چند قسمیں ہیں اسی طرح سحر کی بھی چند قسمیں ہیں۔ اقسام سحر کی تفصیل امام فخر الدین رازیؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنی تفسیروں میں فرماتے ہوئے اس کی آٹھ قسمیں بیان فرمائی ہیں اور کلدانیوں نے جو ازروئے سحر طلسمات بنائے تھے ان کو بھی سحر پر فرمایا ہے لیکن ان تمام قسموں کو اگر یہاں نقل کیا جائے تو غالباً مضمونِ ہذا میں طوالت ہو جائے گی اس لئے اسوقت سحر کے اقسام کی جو ترتیب احقر کے ذہن میں ہے اسی کو عرض کیا جاتا ہے۔ ہو ہاروت و ماروت کے نزول کی علت پر اور ایک فرشتہ کو جلد ذکر کی آمد پر غور کیا جاتا ہے اور نفس انسانی کی غیر معمولی گہرائیوں اور اسکی دست برد ... ہے اور دنیا کی ہر مخلوق سے انسان کو جو مشابہت و مناسبت حاصل ہے اس کی تمام پر ... کو کام میں لایا جائے تو مجھ میں آتا ہے کہ اصولاً سحر کی تین قسمیں ہونی چاہئیں۔

(۱) اول سحر علوی۔ جسمیں کواکب و سیارات کی قوتوں سے استمداد کرتے ہوئے انسان قوت و قدرت حاصل کرتا ہے اور عالم میں ہوشربا کرشمے اور محیر العقول طلسمات بنا کر دیگر ابنائے جنس کو اپنا مطیع و منقاد

بنا آہے۔ جسکو باطل کرنے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے۔

(۲) دوم: سحر سفلی جسمیں انسان جنات وشیاطین کی ارواح کو مسخر کر کے ان کی قوت وطاقت سے عالم میں اپنے کو ذی اقتدار کہلاتا ہے اور ہمزاد وموکلین کے ذریعہ حاجت روائی کرتا ہے اور جسکے باطل کرنے کیلئے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبی بنایا گیا اور علم منطق الطیر عطا کیا گیا۔

(۳) سوم: سحر قلبی ہے جسمیں انسان خود اپنے دماغ اور حواس خمسہ کی قوتوں کو دماغ میں مجتمع کرتے ہوئے کمال یکسوئی پیدا کر کے ایک ایسی قوت وقدرت حاصل کرتا ہے کہ چاہے تو لوگوں کی نظر پر پابندی عائد کر کے ایک غیر واقعی اور محض خیالی چیز کو لوگوں کے سامنے واقعی چیز بنا کر پیش کر دے اور چاہے تو جو خیال قوت متخیلہ میں ہو اسے متشکل کر کے باہر لے آئے اور جسمانی طول، عرض، عمق کی حدود وقیود سے آزادی حاصل کرتے ہوئے مسمریزم کی طاقت سے شعبدے دکھلائے اور نظر بکسو سے دو متصل چیزوں کو چاہے تو منفصل کر دکھائے۔ اور چاہے تو دو علیحدہ علیحدہ چیزوں کو ملا کر دکھلا دے۔ پس اس سحر قلبی کو باطل کرنے کے لئے جو درحقیقت مذکورہ بالا دونوں صورتوں کا مجموعہ اور مرتبۂ کمال ہے کلام اللہ کا نزول ہوا [illegible] ہوگیا۔ اس قسم کے تصرفات کچھ تعجب خیز امور نہیں۔ ایسے کرشموں کی مثالیں دنیا ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک شعبدہ باز جب اپنا کمال دکھلانے کیلئے آتش بازی کا ایک گولہ چھوڑتا ہے تو کبھی تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مزین، مکلّف، مرصع تخت شاہی بچھا ہوا ہے جس پر بادشاہ فروکش ہے ملازمین لائے جا رہے ہیں، عدل وانصاف کیا جا رہا ہے۔ کبھی دیکھتے ہیں کہ بادل پانی برسا رہے ہیں دریا بہہ رہے ہیں۔ نہریں جاری ہیں ان میں طغیانی آ رہی ہے کبھی دیکھتے ہیں کہ ایک جنگل بیابان ہے، ہو کا مقام ہے درختوں کے پتوں میں جگنوؤں کی طرح مکر چاندنی جگمگا رہی ہے غرض اس قسم کی آتش بازی میں دنیا کے واقعی احوال کا خوب وعجیب ودلفریب نقشہ کھینچ دیا جاتا ہے یہی صورت علم سحر کے ان کرشموں کی بھی ہے غرض سحر سے جسقدر بھی قوت وقدرت انسان کو حاصل ہوتی ہے گو نفس الامر میں وہ کتنی ہی زبردست کیوں نہ ہو مگر بمقابلہ علم حق، باطل ہی ہوتی ہے۔ جیسے شعبدہ باز کے دکھلائے ہوئے کرشموں سے انسان باوجود محو حیرت ہونے کے یہ نہیں سمجھتا کہ ان کا وجود واقعی عالم میں پایا جاتا ہے" اور اگر کوئی ایسا سمجھ جائے تو اسی کو نادان کہا جاتا

ہے۔ اسی طرح علم سحر کی اس خاص قسم کی قلبی قوتوں اور اسکے کرشموں کا بھی حال ہے اور کیا عجیب ہے کہ فرعون کا دعویٰ خدائی محض اس علم کے اندر کمال پیدا کرنے والوں کی مدد ہی کی بنا پر ہوا ہو یا وہ خود اس علم کا جاننے والا ہو ورنہ محض ظاہری کرّ وفر سلطنت کسی کا دعویٰ خدائی کرنا اور اپنے کو "انا ربکم الاعلیٰ" کہنا کہلوانا گو سفاہت کفر کی بنا پر مستبعد تو نہیں مگر طبائع سلیمہ کو حیرت واستعجاب میں ضرور ڈالتا ہے۔

اس عالم کی ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے

بہر حال سحر کی یہ تین قسمیں قرار دیجائیں یا آٹھ قسمیں حلیم کیجائیں۔ ہر صورت میں تاثیرات علوم باطلہ کا انکار کسی صورت سے نہیں کیا جاسکتا بالخصوص ایسی صورت میں کہ اس عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جسکی ضد نہ پائی جاتی ہو اور ہر چیز اس عالم میں اپنی ضد سے نہ پہچانی جاتی ہو۔ جب قرآن شریف کی بعض سورتوں کی تاثیرات لطیفہ کا یہ عالم ہے کہ انسان اگر مثلاً صرف اسمائے جلالیہ یا صرف سورۂ مزمل ہی کا عامل بنجائے اور بزرگان دین سے جو شرائط اسکی زکوٰۃ کے مذکور ہیں ان کو پورا کرلے تو دائرۂ انسانیت کو باقی رکھتے ہوئے تصرفات عجیبہ پر قادر ہو جاتا ہے اور سیف زبان بنجاتا ہے۔ تمام کواکب وسیارات اور اسمائے اکبر کی نورانی طاقتیں اس کی پشت پناہ بنجاتی ہیں تو اسی سے قیاس کر لیجئے کہ ظلمت اور اہل ظلمت اور کبرائے شیاطین کے جسقدر اسمار ہیں اگر انسان ان کو جپنے لگے تو اسے کس قسم کی ظلماتی قوت حاصل ہو جائے گی۔

زمین قلب کی لینت ذکر اللہ سے

جس طرح ذکر اللہ کا تکرار اور اعادہ کرنے سے زبان وقلب میں لینت وصفائی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ ذکر مبارک دل کی گہرائیوں میں اُتر کر اپنی پیاپے ضربوں سے زمین قلب کو نرم کر کے تخم سعادت کو پھیلنے اور بڑھنے کے قابل بنا دیتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ ذکر پاک رگ وریشہ میں سرایت کر کے جسمانی کثافت کو زائل کر دیتا ہے اور ذاکر اسم الٰہی اس مرتبہ میں پہنچ جاتا ہے کہ وہ سنتا بھی ہے تو اسی سے اور دیکھتا بھی ہے تو اسی سے۔

زمین قلب کی سختی ذکر الشیطان سے

اسی طرح اسمائے شیاطین وجنات کو بھی جب انسان بار بار ورد زبان کرتا ہے تو قلب انسانی شیاطین سے کامل رسوخ پیدا کر لیتا ہے اور ہر قسم کی شیطنت کا مرکز قلب انسانی بنجاتا ہے اور اس کے تصرفات مذمومہ عالم کو پریشان کر ڈالتے ہیں اور قلب کی زمین سخت ہو کر بنجر زمین کی طرح صرف شیطنت کے خس وخاشاک ہی

اگانے کے قابل رہجاتی ہے اسی لئے قساوت اور سختی قلب میں بڑھ جاتی ہے۔ یہانتک کہ شیاطین ہی اس کی آنکھ بنجاتے ہیں اور وہی اس کے کان ہو جاتے ہیں وہ دیکھتا بھی انہیں سے ہے اور سنتا بھی انہیں سے ہے اگرچہ نفع وضرر جو کچھ بھی عالم میں ہوتا ہے سب خدا ہی کے اذن ومشیت سے ہوتا ہے لیکن بندہ کو فاعل ومختار بنا کر چونکہ دنیا میں اتارا گیا ہے اسلئے ہر دو طاقتوں سے کام لینے کا اسے اختیار حاصل ہے فالھمھا فجورھا وتقوٰھا۔

حاصل یہ ہے کہ جب علم نافع اور علم مضر، علم محبت، وعلم عداوت علم الرحمٰن وعلم الشیطان دونوں کی تاثیرات جدا جدا ہیں اور ان کا باہمی فرق دکھلایا جاچکا کہ ایک علم اپنے اندر واقعیت واعجاز اور پائیدار منافع رکھتا ہے اور دوسرا علم بطلان، ظلمت، فتنہ وغیر واقعیت سے مملو ہے اور محض دھوکہ کی ٹٹی ہے اسکی قوت فنا پذیر قوت ہے تو پہلے سے معجزہ اور سحر کے باہمی فرق پر بھی غور فرمایئے۔

علم سحر علم کسبی ہے اور معجزہ فضل خداوندی ہے

بلاشبہ سحر سے بھی افعال عجیبہ وآثار نادرہ کا صدور ہوتا ہے اور معجزہ بھی اسی کو کہتے ہیں، جسمیں بطور خرق عادت افعال نادرہ واحوال محیر العقول کا ظہور ہو لیکن فرق یہ ہے کہ سحر میں بندہ کے کسب واکتساب کو دخل ہوتا ہے اور علم سحر کی حیثیت ایک فن کی سی ہے یعنی جو شخص بھی اس علم کو سیکھے گا اسی سے ایسے افعال نادرہ کا صدور ہونے لگیگا اور معجزہ کسی علم یا فن کے ماتحت نہیں ہوتا بلکہ حضرت حق جل مجدہٗ کو جب اپنے پیغمبران برحق کی سچائی کے نشانات ظاہر کرنے مقصود ہوتے ہیں۔ یا اپنی آیات کو عالم پر واضح کرنا مطلوب ہوتا ہے تو انہی کے ہاتھ پر ایسے فوق العادۃ معجزے اور نشانات ظاہر ہوتے ہیں جنکے آگے فطرت کے تمام قواعد وضوابط بیکار ہو جاتے ہیں۔ اور عقل نارسا متحیر وششدر رہ جاتی ہے۔ بڑے بڑے اہل کمال بکر اکر آخر قدرت کی چوکھٹ پر سر بسجود ہو جاتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ساحرین فرعون نے جب علم سحر کے کمالات دکھلائے جنپر انہیں بڑا ناز اور غرہ تھا۔ تو اس کے جواب میں حق تعالیٰ کی طرف سے عصائے موسیٰ سے ایک ایسا مناسب حال نشان ظاہر ہوا جس سے ان سب ساحروں کو اس کا یقین ہوگیا کہ:

علم سحر سے کبھی فلاح نہیں پہونچ سکتی

بیشک علم سحر سے انسان کبھی فلاح کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور جو لایفلح الساحرون کا دعویٰ نبی منزل من اللہ

کی زبان سے انہوں نے سنا تھا۔ اسکی صداقت آنکھوں سے دیکھ لی اور ہمیشہ کیلئے بیساختہ علم سحر سے توبہ کر کے پکار اُٹھے۔ اٰمنّا برب العٰلمین رب موسیٰ وھارون

معجزہ اور سحر کے الفاظ کا فرق

یہی وجہ ہے کہ معجزے کے الفاظ مثلاً قم باذن اللہ کو اگر ہم اور آپ ہر وقت بار بار بھی زبان پر لا دیں تو کبھی بھی معجزہ کا صدور نہ ہوگا اور نہ کوئی مردہ زندہ ہوگا۔ اور کلمات سحر کو اگر جپیے اور مقررہ اصول کے مطابق ریاضت کیجئے تو سیکڑوں کرشمے اور شعبدے ہر انسان کو حاصل ہو جائیں۔ پھر نہ معجزہ کا کوئی وقت معین ہوتا ہے نہ قبل از ظہور معجزہ خود صاحب معجزہ ہی کو معجزہ کی کیفیت وتفصیل اور اس کی اطلاع ہو جاتی ہے اور سحر کے لئے اوقات کی تعیین اور محلات مخصوص کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جب ساحرین فرعون نے از روئے علم سحر رسیوں کے غیر واقعی سانپ بنا کر دوڑائے تو بوجہ ناواقفیت علم سحر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بمقتضائے بشریت ایک قسم کا ہراس طاری ہوا کہ دیکھئے آج ذات بے نیاز غنی عن العالمین کی طرف سے ہماری لاج رکھی بھی جائیگی کہ نہیں لیکن حضرت حق کیطرف سے جب یہ بشارت آپہونچی یاموسیٰ لا تخف انک انت الاعلیٰ اے موسیٰ گھبراؤ نہیں تم ہی ان پر غالب ہوگے یا تب حضرت موسیٰؑ بشاش ہوئے۔ لیکن اس کے بعد ہی جب القِ عصاک کا حکم محکم مشرف صدور لایا یعنی اے موسیٰ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیجئے تو ڈالتے وقت حضرت موسیٰؑ کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ یہ عصا زمین پر گر کر کیا ہوگا۔ چنانچہ زمین پر اس کے اژدہا بنجانے کا ماجرہ دیکھنے میں اور خود اس سے ڈرنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساحرین فرعون دونوں مساوی تھے بخلاف ساحرین فرعون کے کہ جب وہ اپنی رسیوں پر منتر پڑھکر پھونک رہے تھے تو انہیں معلوم تھا کہ یہ رسیاں تھوڑی دیر میں سانپ بننے والی ہیں اسی لئے وہ اپنے علم پر مطمئن اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نڈر تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اسلئے خائف تھے کہ ان کے ہاتھ میں معاملہ کی کوئی باگ ڈور نہ تھی۔ علاوہ ازیں فضلنا بعضھم علیٰ بعض کے اسلوب کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر سلسلہ ہر علم میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک سے ایک بڑھ چڑھکر ساحر ہوتا ہے ایک منتر اگر کسی کو یاد ہے تو دوسرا منتر اس سے بڑھکر اس کے توڑ کیلئے دنیا میں ملتا ہے۔

علم میں مقابلہ ہوسکتا ہے معجزہ میں مقابلہ نہیں ہوتا

بخلاف معجزہ کی

کیفیت کے کہ معجزہ کہتے ہی اس کو ہیں۔ جس کا کوئی جواب دنیا میں کسی کے پاس نہ ہو اسی لئے جس چیز کا جواب دنیا میں ہوگا وہ معجزہ نہ ہوگا پھر تصرفات علم سحر تو دائرۂ حیات ہی تک محدود ہیں۔ بہت سے بہت یہ ہے کہ کسی جاندار کو سحر کے زور سے قتل کرادیا جائے لیکن مردہ کو زندہ کر دینا یا زندوں کو بغیر کھلائے پئے آسمان پر پہنچادینا اور ہزاروں برس زندہ رکھنا یہ دائرہ صرف معجزہ ہی کا ہے۔ یہاں سحر کی کچھ بھی دال نہیں گلتی

قرآن مجید ہی صرف عالم کے مقصود بالذات تک پہونچانے والا ہے

پھر علوم باطلہ اور علوم حقہ کی عبارتوں اور ان کے لفظوں اور جملوں اور حرفوں ہی کو اگر پڑھکر دیکھا جائے۔ ان کے اثرات کے باہمی فرق پر ادنیٰ سی نظر بھی ڈال جائے مثلاً سحر اور وید کے منتروں اور اعمالِ سفلیہ کی عبارتوں کو قرآن حکیم کے شیریں اور ہلکے پھلکے جملوں سے ملاکر بنظرِ انصاف دیکھا جائے تو خود بخود دل میں یہ حقیقت راسخ ہوجاتی ہے کہ قرآن مجید عالم کے مقصود بالذات تک پہونچانے والا ہے۔ اور اسکی برکت سے خود بخود تمام روحانی قوتیں انسان کی طرف متوجہ ہونے والی ہیں۔ اسکے حرف اور جملے اور اسکی ہیئتِ ترکیبی دل میں نور پیدا کرنے والی ہے اور یہ ترمیم و مسخ شدہ علوم انسان کو محض اس عالم کی بوقلمونیوں میں جتلا رکھنے والے اور لگائے اور حجنیس اور حرص و ہوا ہی کے چکروں میں پھنسا دینے والے ہیں۔ اس سے یہ مطلب ہمارا نہیں ہے کہ وید آسمانی علوم سے خالی ہے ممکن ہے کہ کل قوم ہاد کے دستور کے مطابق کسی نبی یا ولی پر یہ کتابیں کسی وقت الہام کی گئی ہوں لیکن ہم انکی موجودہ حالت اور تغیر و تبدل کو دیکھتے ہوئے ان پر بحث کررہے ہیں بخلاف خدا کی آخری کتاب اور کلام کے کہ اس کے جس صفحہ پر بھی نظر ڈالو جس سطر کو بھی بغور پڑھو اس میں اس عالم کی بے ثباتی اور انسان کی بیچارگی و عاجزی اور عالم آخرت کی پائیداری ہی مثلِ آفتاب کے نظر آتی ہے۔ قرآن کا کوئی صفحہ ایسا نظر نہیں آتا کہ جسمیں اللہ کا نام موجود نہ ہو اور اس کے ساتھ توسل کو مختلف لطیف پیرایوں سے ادا نہ کیا گیا ہو اور اس قسم کے علوم میں سوائے بہیمیت کے نشوونما کی ترغیب کے اور کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔

علم خداوندی کا خاصہ زیادتی الفت ہے اور علم شیطانی کا خاصہ باہمی تنافر ہے

علاوہ ازیں علم خداوندی کا خاصہ تو یہ ہے کہ اسکو دلوں میں راسخ اور جاگزیں کرنے سے باہم اخوت و دیانت و محبت و الفت و ارتباط و جمعیت پیدا ہوتی ہے جس جماعت اور جس طائفہ میں بھی یہ علوم گھر جاتے ہیں وہ جماعت اور طائفہ عالم کا رہنما اور رہبر بنتا ہے ید اللہ علے الجماعۃ اور لایضرھم من خذلھم کا تاج اس کے سر پر ہوتا ہے انسانیت اس سے پایۂ استحکام کو پہونچتی ہے۔ اور علم باطل کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ اس سے دلوں میں فتنہ پیدا ہوتا ہے اور تفریق بین المرء و زوجہ اس کا ایک بدیہی خاصہ ہے اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ جس طرح سلسلۂ زراعت عالم کے تمام کاروبار میں اصل الاصل ہے بقیہ جسقدر بھی عالم کے کاروبار اور ظاہری سلسلے ہیں وہ سب اسی کے تابع ہیں۔ یہ درست نہیں ہے تو سمجھے کہ جہاں کا پالنے والا اپنے غلاموں سے بہت ہی ناراض ہے جو یہاں تک نوبت پہنچی کہ کھانے اور پینے میں بھی کمی کردی گئی ہے۔

سحر سے انسانیت کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے

اسی طرح سلسلۂ توالد و تناسل بھی عالم کے تمام سلسلوں میں ایک بنیادی سلسلہ ہے پس جو علوم اس بنیادی سلسلہ میں فتور ڈالتا ہے یوں سمجھئے کہ وہ گویا سب سلسلوں میں فساد ڈالنے والا ہے۔ الغرض جبکہ نور و ظلمت کا تقابل الفاظ و حروف میں بھی ویسا ہی ہے جیسے کہ اس عالم ظاہر میں خیر کا مقابلہ شر کے ساتھ ظاہر ہے تو اب اسپر بھی غور کرنا چاہئے کہ یہ حروف و الفاظ جیسے علوم خیر و شر دونوں کے معانی و اثرات سے ترکیب پاتے ہیں اور ہر لفظ اپنے اندر ایک نور یا ظلمت رکھتا ہے وہ قلبِ انسانی کے ساتھ کیا علاقہ رکھتے ہیں۔ سو ان کی مثال زمینِ قلب کے ساتھ بعینہٖ ایسی ہے جیسے مختلف درختوں کے تخم کا علاقہ زمین کے ساتھ ہوتا ہے۔

الفاظ سحر اور انکے اثرات مخربہ

جیسے ادویہ مفردہ اپنی تاثیرات و کرشمے بدن میں دکھلایا کرتی ہے مثلاً بعض دوائیں تو ایسی ہیں کہ انسان اگر ان کو استعمال کرے تو حرارت مفرط پیدا ہوجائے اور بعض ایسی ہوتی ہیں کہ جنسے برودت پیدا ہوجائے اسی طرح الفاظ و حروف میں بھی حرارت و برودت ہے چنانچہ بعض حروف تو وہ ہیں جنسے قلب میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جنسے برودت پیدا ہوتی ہے بعض الفاظ تو وہ ہیں جنسے قلب میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور یہ الفاظ روحِ انسانی کو اوجِ کمال پر پہنچاتے ہیں۔ حیاتِ روحانی کو بڑھا کر روح کو عالم کے مقصود بالذات تک پہونچانے میں مدد دیتے ہیں اور بعض الفاظ و حروف وہ ہیں جو انسان میں بہیمیت و ظلمت و تیرگی و قساوت پیدا کرتے ہیں اور اپنے اثراتِ منکرہ سے روح کے کمال و ارتقا کو روک دیتے ہیں۔ جسطرح ادویہ میں بعض ایسی دوائیں ہیں کہ اگر انسان ان کو کھالے تو بدن میں زہر دوڑ جائے اور انسان مرجائے اور بعض دوائیں وہ ہیں جنمیں قدرت نے اس

زہر کا تریاق پیدا کیا ہے چنانچہ جنگلوں میں بندر کے جب سانپ کاٹ لیتا ہے تو جنگل کے معمرین بیان کرتے ہیں کہ بندر فوراً ایک جڑی کا استعمال کرلیتا ہے۔ جس سے زہر کا اثر اس پر سے اُتر جاتا ہے اسی طرح الفاظ و حروف میں بھی سمیت و تریاقیت ہوتی ہے چنانچہ بعض حروف تو وہ ہیں جن کا مجرب اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان کو خدانخواستہ اگر سانپ ڈس لے تو یہ الفاظ زہر اتار دیں مطلب یہ ہے کہ جب ان الفاظ کو عامل پڑھتا ہے تو عقل سلیم اسپر شاہد ہے کہ فوراً ان ستاروں کی روح با اثر ان میں سماکر روحِ انسانی پر سے زہر کو اتار دیتی ہے جن الفاظ و معانی کو زہر کا تریاق حق تعالیٰ نے قرار دیا ہے اور بعض حروف وہ ہیں جو اپنے خاصے بدن میں زہر پیدا کردیں یا پیدا شدہ زہر کو بڑھا دیں، اسی قسم کی کیفیتیں انسانوں اور جانوروں میں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً سانپ اور بچھو اگر کسی کے کاٹ لیں تو اس سے زہر پھیل جاتا ہے۔ لیکن نیولے کو سانپ کاٹ لے تو اسپر کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ حق تعالیٰ نے اسمیں جو زہر کا تریاق رکھدیا ہے اس سے خود سانپ ہی کو آخر میں شکست ہوجاتی ہے یا مثلاً جن عاملوں کے پاس زہر کا اتار ہوتا ہے وہ بلا تکلف سانپ کو پکڑ لیتے ہیں۔ اور سانپ کی کیا مجال کہ ذرا بھی کاٹ سکے۔

علیٰ ہذا القیاس انسانوں کے اندر غور کیجئے تو یہی اسلوب و ترتیب ان میں بھی نظر آئے گی۔ چنانچہ بعض انسان شیریں ہیں تو بعض کڑوے ہیں کسی میں رافت و رحمت کا مادہ ہے تو کسی میں شیطنت و فساد کا زہر بھرا ہوا ہے۔ غرض تاثیر سفلیات میں حساً بھی جاری ہیں اور معنًا بھی۔ اور جبکہ ہر فوق کا اسکے ماتحت پر مؤثر و مقتدر ہونا ایک عالم فطری اصول ہے تو کواکب و سیارات کی تاثیرات اگر ذی جسم و ذی روح مخلوقات پر ہوں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ حق تعالیٰ نے بچھو میں اور اس کی نسل میں زہردار دواؤں اور اسی قسم کی قاطع حیات بوٹیوں میں جو سمیت عطا کی ہے وہ ان ستاروں کے ذریعہ سے عطا کی ہے جو اپنی تیزی اور قوت و حدت اور حرارت میں عناصر اربعہ کو تحلیل کرنے والے اور ان میں سے حیات کی گرہ کو کھولنے والے ہیں اور نیولے میں اور اسکی نسل میں، شافی دواؤں میں، اور اسی قسم کی روح پرور بوٹیوں میں جو تریاقیت قدرت نے ودیعت کی ہے وہ ان ستاروں کے ذریعہ سے عطا کی ہے جو اپنی تدریجی قوت و نورانیت سے عناصر اربعہ کو مجتمع و منجمد کرنے والے اور ان میں جو حیات کی گرہ لگی ہوئی ہے اس کو مضبوط کرنے والے ہیں۔

الفاظ و حروف کی ارواح اور انکی تاثیرات ارواح و اجسامِ انسانی پر

الغرض الفاظ و حروف کی شکل و صورتِ نوعیہ میں بھی جو روح و اثر آتا ہے وہ کواکب و سیارات و مدبرات امر ہی سے آتا ہے اور اس کو اسطرح سمجھئے کہ مثلاً گل بنفشہ کے متعلق کتب طب میں لکھا ہے کہ اس میں جو تاثیر آتی ہے وہ سیارہ مریخ سے آتی ہے اطبا کہتے ہیں کہ اس کا عمل یہ ہے کہ جب انسان اسکو استعمال کرتا ہے تو بدن کے اندر جسقدر بھی فاسد رطوبتیں جمع ہوتی ہیں وہ سب خشک ہوجاتی ہیں، دورانِ خون زیادہ ہوجاتا ہے لہٰذا طبی تحقیق کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ سیارہ مریخ نے بواسطہ گل بنفشہ انسان کے بدن میں جسقدر رطوبتیں تھیں ان کو خشک کردیا ہے اسی طرح الفاظ و حروف کا تعلق بھی شمس و قمر، عطارد و مشتری زحل وغیرہ سے ہے اور ان کی حرارت و برودت کے متعلق بھی کہہ سکتے ہیں کہ مثلاً الف کے واسطہ سے قلبِ انسانی میں جو حرارت پیدا ہوئی وہ شمس کیوجہ سے ہوئی ہے اور ب سے جو ٹھنڈک اور رطوبت انسان میں پیدا ہوئی وہ چاند سے پیدا ہوئی ہے۔ پھر جیسے ایک دوا کا بدل دوسری دوا ہوتی ہے اسی طرح ایک حرف کا بدل دوسرا حرف ہوتا ہے بالفاظ دیگر ایک ستارہ دوسرے ستارہ کا مصلح ہوتا ہے۔ یہی الفاظ کی وہ قوت ہے کہ جسکی ترکیب کا علم لدنی انسان کو جب عطا ہوجاتا ہے تو وہ دفتر کے دفتر قدرت کے عجائبات و کمالاتِ صناعی میں لکھ ڈالتا ہے اور یہ دفتر بے پایاں کبھی ختم ہی نہیں ہو پاتا اور آسمان و زمین کے وہ اسرار و عجائبات منکشف ہوتے ہیں کہ انسان حیران و دم بخود ہوجاتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی قسم کے علوم حقہ کی طرف اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا: ولقد آتینا داؤد و سلیمان علما وقال الحمد للہ الذی فضلنا علے کثیر من عبادہ المؤمنین الخ

الفاظ و حروف محمود و غیر محمود کی ترکیبیں

پھر جیسے چند دواؤں کو باہم ملادیجئے تو مرکب کا ایک خاص مجموعی اثر نمایاں ہوجاتا ہے، اسی طرح الفاظ و حروف کے مختلف ترکیبوں کے مختلف اثرات ہیں مثلاً انسان اگر غیر مہذب جملوں کے الفاظ و حروف قلب سے زبان پر لے آئے تو سامعین کے قلوب بدمزہ ہوجاتے ہیں اور مادۂ سبعیت بھڑک اٹھتا ہے اور کبھی تو جنگ و جدل کی نوبت آجاتی ہے اور اگر مہذب جملوں کے الفاظ و حروف خزانۂ قلب سے زبان پر لائے جاتے ہیں تو قلوب میں بشاشت و سرور و محبت و اخوت پیدا ہونے لگتی ہے گویا قلب انسانی سے جب غیر مہذب اور ناشائستہ جملوں کے اثرات پیکنگ ہوکر زبان کو وصول ہوگئے ہیں جو عالم میں

پھیل کر نزاع و فساد کا موجب ہوتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عالم باطن میں قلوب انسانی سے شیاطین نے ایسی ترکیبیں حروف کی ہوا کر بھیجی ہیں جیسے اجزائے عالم کی تحلیل و تفریق ہوئی اور جب ان کی زبان پر مہذب جملے قلب سے نکل کر چلتے ہیں اور زبان پر آتے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ملائکہ نے الفاظ نورانی کی ترکیبیں قلوب انسانی ترکیب دلائی ہیں جیسے عالم میں ربط و ارتباط پیدا ہوا ہے غرض الفاظ و حروف کی بعض بلیغ ترکیبیں تو ایسی ہوتی ہیں جو انسان کے دل کی گہرائیوں میں اتر کر اسے متحیر و ششدر اور محو تماشائے قدرت بنا دیتی ہیں اور انسان مضطر و بیخود ہو کر ان من البیان لسحرا کا مصداق بنجاتا ہے اور بعض کلام ایسا ہوتا ہے کہ سنتے ہی سے دل میں تنفر اور جذبات منافرت و ظلمت بھڑک اٹھتے ہیں۔

الہامِ رحمانی و شیطانی اور انکا فرق

پس اگر حضرت انسان کے قلب کی مشارکت بغیر الفاظ و حروف کی بلیغ ترکیبیں ملائکۃ الرحمٰن انسان سے بنوائیں تو ایسے کلام کو الہام ربانی کہتے ہیں۔ اور اگر قلب انسانی کی مشارکت سے مذموم جملے شیاطین زبان پر لوائیں ایسے کلام کو الہام شیطانی اور قول الزور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ غرض یہ بیکار مصطلح کواکب و سیارات عالم ظاہر پر بحکم اللہ رب کی ہر ہر ادا میں مربی کی حیثیت رکھتے ہیں اسی طرح کواکب دنیا بواسطہ الفاظ و حروف عالم باطن میں بھی قلب انسانی میں باطنی اثر اپنے اثرات کھلایا کرتی ہیں

بعض الفاظ روح پر اثر ڈالتے ہیں اور بعض جسم پر

پھر بعض الفاظ اور حروف تو وہ ہیں جو براہ راست جسم پر مؤثر ہوتے ہیں اور اس کے واسطہ سے قلب میں نفوذ کرتے ہیں اور بعض الفاظ و حروف اور ان کی ترکیبیں ایسی ہیں جو براہ راست قلب و روح پر مؤثر ہوتی ہیں۔ مثلاً کلام بلیغ اور بہترین اشعار ترنم اور تغزل کے ساتھ اگر پڑھے جائیں تو روح پر سکر طاری ہوجاتا ہے اور خدا کا کلام نورانی اگر سنایا جائے تو قلب و روح ابدی لذت سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور بعض عملیات کے جملے اور حروف وہ ہیں جو براہ راست جسم پر اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً تلی کاٹنے کا عمل جب پڑھا جاتا ہے تو جونہی عامل کی زبان سے اس عمل کے الفاظ و حروف جاری ہوتے ہیں تو مریض کے پیٹ میں ایک قسم کا قرار شروع ہوجاتا ہے اور عامل جتنا حصہ تلی کا خارج میں کاٹ دیتا ہے اسی قدر بدن میں تلی کا حصہ کم ہوجاتا ہے۔ اور وہ پیشاب کے راستہ سے بہہ نکلتی ہے۔ سو دیکھئے یہ الفاظ براہ راست جسم پر مؤثر ہوئے ــــ اور وہ روح پر سی طرح جب کلمات سحر کا ورد انسان کرتا ہے اور اپنے قلب میں جب ان کلمات کی روح پیدا کرتا ہے تو جونہی عامل اور جادوگر عمل پڑھتا ہے تو فوراً معمول کے اجزائے ترکیبیہ میں اختلال و فتور شروع ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اگر الفاظ کے اثرات شدید ہوتے ہیں تو معاً ہی انسان ختم ہوجاتا ہے۔ اور جو ہلکے ہوتے ہیں تو مدت مقررہ کے بعد ضائع ہوجاتا ہے

الفاظ ناری و نوری

حاصل یہ ہے کہ الفاظ و حروف کی شدت و ضعف اور ان کے ناری و نوری ہونے کے اعتبار سے ان کے متعدد مراتب و درجات ہیں اور عالم امر میں ہر ایک حرف کی ایک روح ہے پس علم الٰہی کے مقدس الفاظ و حروف اور اسکی ترکیب بلیغ تو عالم الفاظ و حروف میں اس مرتبۂ اعلیٰ کا نام ہے جس سے بڑھکر جامع اور نادر بھی افراد و کبھی ترکیب میں نہ ہو اور جس کلام پاک سے عالم کی کایا پلٹ ہوجائے۔ اور سحر ان کلمات کفریہ کا نام ہے جو اپنی شدت و حدت کے لحاظ سے انسان کے روح و جسم میں فساد ڈالدیں اور اپنی غیر طبعی و غیر تدریجی قدرت و قوت کی بنا پر عالم ارواح میں طوفان و ہیجان برپا کردیں اور ان کلمات سحر کی شدت و حدت سے قلب انسانی میں جو تموج و تلاطم برپا ہوتا ہے اسکی کیفیت بعینہ ایسی طرح پر ہوتی ہے جیسے اس عالم میں مثلاً عناصر اربعہ میں تموج و تلاطم آجائے۔

حملۂ طوفانِ سحر اور اسکی مثال

جیسے سمندر میں جب طوفان اٹھتا ہے یا ہوا میں جب بگولہ بنتا ہے یا مادۂ خاکی و ناری میں جب تموج و طوفان بپا ہوتا ہے تو جو بھی ان کے لپیٹ میں آجائے وہ ان ہی کے چکر میں پھنس جاتا ہے مثلاً سمندر کی طوفان خیز موجیں جب اٹھتی ہیں تو ہر چہار طرف سے جہاز کو گھیر کر اس کے کیل پرزے الگ الگ کر ڈالتی ہیں اور ہوا کا طوفان جب آتا ہے تو مکانات کی منڈیروں تک کو لے اڑتا ہے یا طوفانِ ناری جب پھیلتا ہے تو اسکی زد سے بڑے بڑے عالیشان محلات دم کے دم میں خاک و سیاہ ہوجاتے ہیں۔ علی ہذا طوفانِ ارضی یعنی زلزلہ جب آتا ہے تو شجر و حجر جن و انس سب ہی لرز اٹھتے ہیں۔

تشبیہ اثراتِ سحر

اسی طرح معاذ اللہ عالم ارواح میں بھی جب کسی انسان کی روح پر ساحر کے کلمات سحر کا طوفان آتا ہے اور اثرات کواکب و سیارات ساحر کے الفاظ و حروف کے سانچوں میں بند ہو کر جب کسی کے خرمنِ روح پر بجلی کی طرح کڑک کر گرتے ہیں تو یہ طوفان سحر عالم ارواح انسانی کو ایسی ہی طرح چاروں سمتوں اور چاروں مادوں اور چاروں خلطوں سے بجڑ دیتا ہے جیسے عورتیں کسی دھاگے میں گول گرہ لگاتی ہیں اور اسی طرح سحر انسان کے شجرِ وجود پر مؤثر ہوتا ہے جیسے کسی درخت پر برف باری ہونے سے اس کا وجود اور نشو و ارتقا خطرہ و ہلاکت میں پڑجائے۔

بحالتِ سحر انبیاء و امت کا باہمی فرق

جیسے درخت پر جب برف باری ہوتی ہے تو اگر وہ ضعیف القویٰ اور نحیف الروح ہے تو فوراً ہی ختم ہوجاتا ہے البتہ درخت اگر قوی الروح اور مضبوط

القویٰ ہے تو برف باری سے روحِ شجر کوئی صدمہ محسوس نہیں کرتی بہت سے بہت اگر کبھی اثر ہوتا ہے تو صرف اتنا ہی کہ درخت کے جسم پر کچھ ذرا سا اثر آجائے اور اس کے چند پتے زرد ہوجائیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام پر اگر سحر کیا جائے تو اول تو مؤثر نہیں ہوتا لیکن اگر بہت ہی شدید ہو تو گرد و غبار کی طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کے لباس بشریت پر بمقتضائے بشریت کچھ اثر انداز ہو سکتا ہے مگر قوائے ملکیہ و عقلیہ قطعاً متاثر نہیں ہوتے۔ کیوں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام روحانیت میں اپنی نوع کے کل افراد سے بہت ہی اعلیٰ و اشرف ہوتے ہیں۔ البتہ امت کے اجسام و ارواح دونوں سحر کی زد سے نہیں بچ سکتے۔

سحر منجملہ اثراتِ کفریہ کا نام ہے

اور ان اثرات سحر کو عام اثرات کفریہ سے وہی نسبت ہے جو برف کو بارش سے نسبت ہوتی ہے، جیسے درخت پر اگر موسلا دھار بھی بارش کیوں نہ ہو مگر درخت پھر بھی اس سے متوحش نہیں ہوتا بلکہ باران رحمت کا طالب و عادی ہونے کی وجہ سے اس سے فیض و برکت ہی پاتا ہے لیکن اگر وہی سحاب جو انجام کار بارش کی صورت میں پھر زمین پر واپس آتی ہے حضرت رعد کی زمہریری مشین میں منجمد ہو کر اولہ و برف کی شکل اختیار کرتے ہوئے درخت پر گر جائے تو درخت ہرگز اس بوجھ کے اٹھانے کا متحمل نہیں ہوتا اور اس ناقابل برداشت کیفیت سے اس کے صدمہ کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور اگر بروقت باغبان کی طرف سے تدارک عمل میں نہ آئے تو درخت بسا اوقات اپنی جان دے بیٹھتا ہے اور ایسا تو بکثرت دیکھنے میں آتا ہے کہ ضعیف القویٰ درختوں کی ترقی و روئیدگی میں تنزل کی پیچیدہ گرہ لگ جاتی ہے جو پھر بڑی مشکل سے کھلتی ہے اسی طرح عام اثرات کفریہ اور مخصوص اثرات سحر کا حال ہے کہ عام اثرات شیطانی سے تو انسان زیادہ مبتلائے اذیت نہیں ہوتے بلکہ خطرات و وساوس کے فی الجملہ عادی ہونے کی وجہ سے اسکی طرف اکثر انسان ملتفت بھی نہیں ہوتے لیکن وہی عام اثرات باطلہ جب کواکب و سیارات اور تسخیر جنات و شیاطین کی قوتوں میں ممزوج و منجمد ہوجاتے ہیں تو پھر ان کا تحمل عالم ارواحِ انسانی سے کسی طرح بھی نہیں ہوتا اور وہ کسی طرح بھی ان کو رد نہیں کرسکتیں جب تک مددِ خداوندی شامل حال نہ ہو اور نور محمدی ان کی مقاومت و مدافعت نہ کرے۔

علم سحر کے اجتماع کی ضرورت علم قرآن کے ساتھ اور اسکی حکمت

الغرض اس علم فتنہ کا علم حکیمہ کے ساتھ اس طرح اس عالم میں مجتمع ہونا ایسا ہی ہے جیسے ہم اپنے باغوں میں شیریں پھلوں کے پودے بھی نصب کرتے ہیں اور باغ کے چاروں طرف باڑھ کیلئے خاردار درخت بھی لگایا کرتے ہیں لیکن ان متضاد درختوں کے نصب کرنے سے ہم پر کوئی نکتہ چینی اور حرف گیری نہیں ہوتی بلکہ ہمارا یہ عمل سراسر حکمت پر مبنی سمجھا جاتا ہے اسی طرح علم الٰہی کے ساتھ علم جہل کا جمع کیا جانا بھی عالم کے لئے سراسر موجب امتیاز و ہدایت کہلاتا ہے۔

بخاراتِ شیطانی کا صعود اور انوارِ تعوذ کی بارش

اور ان میں سے ایک کو دوسرے کی ضرورت بعینہٖ اسی طرح ہے جیسے زمین کو تفضیل ربی حاصل کرنے میں بخارات و انجرات اور سورج کی تیز تیز شعاعوں کی حاجت ہوا کرتی ہے چنانچہ اس عالم میں جب بخارات زمین سے اٹھتے ہیں جب ہی آسمان سے بارش برستی ہے اور جب تک تمازتِ آفتاب زمین کو خوب گرما نہیں لیتی تب تک بادل کے پرے اور ٹکڑے اپنا دست فیض دراز نہیں کرتے۔ اسی طرح علوم باطلہ کے بخارات و انجرات نے بھی جب عالم ارواح میں بجانب قبۂ حکمت و کعبۂ آسمانِ رفعت حضرت فخر دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم صعود کیا تب ہی حضرت حق جل مجدہٗ کی طرف سے انوار تعوذ کی بارش برسی اور عالم میں یمن و برکت کی توفیر ہوئی۔

اجتماعِ علم نافع و علم مضر سے اثباتِ قیامت

اور یہ اجتماع علم فتنہ و علم حکیمہ اہل بصیرت کو قیامت کی آمد اور اس کے وجود پر بھی متنبہ کرتا ہے کیونکہ اگر عالم میں صرف علم الٰہی ہی پایا جاتا اور انسانوں میں صرف خیر ہی کا مادہ ہوتا تب بھی ایک درجہ میں یہ قرین عقل ہوسکتا تھا کہ شاید یہ مخلوق اس عالم میں ہمیشہ باقی رہے اور یہ عالم بھی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لیکن جب کہ انسانوں میں فساد کا مادہ بھی ہے اور عالم میں اس کے نشو و نما کیلئے علم باطل بھی موجود ہے اور آفتاب اسلام کی صورت بدأ الاسلام غریباً و سیعود غریباً کے اسلوب پر بعینہٖ ویسی ہی ہے جیسے آفتاب دو ظاہری ظلمتوں کے درمیان محصور ہے اور طلوع کے وقت میں جو اس کی کیفیت ہوتی ہے غروب کے وقت بھی وہی کیفیات عود کر آتی ہیں اور علم فتنہ اجزائے عالم کو ایسی ہی طرح تحلیل کرنے والا ہے جیسے بڑھاپا انسان کی عمر و جوانی کو تدریجاً فنا کرتا رہتا ہے تو اس کے بعد قیامت پر ایمان لانا اور اس عالم کو ہمیشہ یونہی مربوط و دائمی سمجھنا صرف انہی کا کام ہوگا جنکو فہم سلیم سے کوئی حصہ نہ ملا ہو۔

سحر کا انکار بداہت کا انکار ہے

خلاصہ یہ ہے کہ سحر کا وجود عالم کیلئے ضروری ہے اور یہ جو مثل مشہور ہے کہ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے وہ غلط نہیں ہے بلکہ اگر ہم غور کریں تو ہمارے دلائل و براہین ایک طرف ہیں اور اس

کا سر چڑھ کے بولنا ایک طرف ہے واقعہ یہ ہے کہ روزمرہ کی گفتگو میں اور انفرادی کے واقعات میں ہم کو سحر کا وجود نظر آتا ہے مگر چونکہ اس طرف التفات نہیں ہوتا اسلئے سحر بھی ایک افسانہ فرضی ہی معلوم ہوتا ہے

عشق کا جادو

دیکھئے ایک انسان کی روح جب کسی دوسرے انسان کی روح پر عاشق و گرویدہ ہو جاتی ہے تو عاشق نامراد شدت تعلق کی بناء پر اور قوت عشقیہ کی اس سحر زدہ کیفیت کی وجہ سے اپنے محبوب سے کسی آن کسی حال بھی جدا ہونے کو پسند نہیں کرتا اور اپنے محبوب سے ایسی ہی طرح وابستہ رہتا ہے جیسے مقناطیس پر لوہا چپک جاتا ہے اور قلب حبیب میں محبوب کے حسن و جمال اور محبت و الفت کی گرہ کچھ اس طرح سے لگ جاتی ہے جیسے ہم اور آپ کسی چیز کو مضبوط باندھنے کے لئے اسمیں گول گرہ لگا دیا کرتے ہیں۔ یا عورتیں گنڈہ بناتے وقت دھاگہ میں پیچ لگا دیا کرتی ہیں۔ حالاں کہ عاشق کی خلقت اور اس کا مزاج طبعی اور ہوتا ہے اور محبوب کی خلقت اور اس کے اخلاق باطنی اور ہوتے ہیں مگر اس اختلاف کے باوجود جب یہ روح فرسا اور ہوشربا علاقہ قائم ہو جاتا ہے تو پھر لاکھ دنیا کے مدبر و زیرک سمجھائیں مگر خانۂ فہم میں کسی کی بات بھی نہیں اترتی اور نور عقل کو کسی طرح سے بھی خانۂ فہم میں داخل ہونے کی راہ نہیں ملتی۔

آواز کا جادو

یا مثلاً جب کسی خوش الحان خوش گلو کے ترنم ریز اور مست کن راگ اور نغمے ہم سن لیتے ہیں تو ہماری روح بیقرار ہو کر اپنی تدبیر سے بے خبر ہو جاتی ہے اور دل میں ایک سستی پیدا کر دیتی ہے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور روح اپنی تمام تر توجہ سے اسی سامعہ نواز نغموں کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور انسان تو پھر انسان ہیں جانور تک اس کیفیت داؤدی سے متاثر ہو کر مطرب کے ساتھ ساتھ ہو لیتے ہیں۔

کلام کا جادو

علیٰ ہذا ایک قوت گویائی رکھنے والا شخص جب فرضی قصے بھی سنانے لگتا ہے تو واقعی دلوں کو مسخر و متاثر کر لیتا ہے۔

روپیہ کا جادو

یا مثلاً ایک شخص ہمارے ساتھ روپے پیسے کا احسان کرے تو بمقتضائے شرافت گویا وہ ہمارے دل و دماغ کا مالک بن جاتا ہے اور یہ احسان کا جادو ہم پر ایسا مسلط ہو جاتا ہے کہ پھر ہمیں محسن کے اتباع و تقلید میں جائز و ناجائز تک سے بسا اوقات بحث نہیں رہتی روزمرہ کے واقعات محسن کے واقعی عیوب کا نقشہ کیسا ہی صاف و صریح کیوں نہ پیش کریں مگر دل و دماغ ٹس سے مس تک نہیں ہوتے۔ غرض روپیہ کا جادو کچھ اس بری طرح سے انسان پر مسلط ہوتا ہے کہ اسکی بدولت ضمیر کی آزادی ایک دم سب فنا ہو جاتی ہے اور کتنی ہی تغلیط پھر ہم سحر کی کیوں نہ کریں لیکن اس جال میں پھنس جانے کے بعد بڑے سے بڑے انسان کو اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ سحر ایک واقعی چیز ہے تو اب غور اس پر کرنا چاہئے کہ آخر عاشق و محبوب کے درمیان یہ شدید علاقہ کیوں ہے کہ ایک منٹ کو بھی عاشق کو اپنے محبوب کی جدائی شاق ہے اور محبوب کو حبیب کے روٹھنے کی صورت میں حبیب کی آنکھوں سے دریائے اشک رواں ہو جاتا ہے یا خوش گلو کی آواز کا جادو انسان کو کیوں گرفتار کر لیتا ہے اور محسن کا احسان اور مقرر کی تقریر کیوں انسان کو بندۂ بے درہم بنا دیتی ہے۔

سحر علم غلط کی دلفریب صورت ہے

سو جہاں تک ہم نے غور کیا اسکی وجہ بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ عاشق کی نظر میں اور اس کے علم و یقین میں اپنے محبوب سے بہتر عالم میں کوئی خوبصورت نہیں ہوتا اور گو واقع میں اس کا یہ علم و یقین غلط ہو کیوں کہ دنیا میں حسن و جمال کسی ایک پر ختم نہیں کیا گیا بلکہ ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے مگر عاشق مجو حیرت سے جب پوچھیں گے تو یہی کہے گا کہ میرے محبوب سے بہتر دنیا میں کوئی خوبصورت نہیں اور اگر اس کیفیت عشق میں انسان واقعی اپنے محبوب سے بہتر دوسرے کو سمجھے تو کبھی یہ علاقہ ہوشربا قائم نہ رہے۔ یا جب آواز کا جادو انسان کو محو حیرت بنائے ہوئے ہو عین اس محویت کے عالم میں اگر آپ پوچھیں گے کہ جناب من یہ آپکی روح پر سکر تنش کیسا ہے تو تم آخر میں اس آواز پر مفتون ہونے کی یہی تنگینگی کہ سامع اپنے علم و یقین میں اسوقت اس سے بہتر کسی کی آواز کو نہیں پاتا حالاں کہ واقعہ یہ ہوتا ہے کہ عالم میں دوسرے خوش گلو اس سے ہزاروں درجہ بڑھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

علم کا جادو

علیٰ ہذا محسن کا احسان انسان کو محض اسلئے دبا آتا ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ روپیہ میری تمام حاجتوں سے مجھے مستغنی کرنے والا ہے اور اس سے عالم میں قدر و منزلت اور بے فکری نصیب ہوتی ہے لیکن آج اگر انسانوں کو اسکا یقین ہو جائے کہ سیم و زر قاضی الحاجات کے نائب نہیں اور عالم کے کار و بار ان سے چلنے والے نہیں تو پھر ذرا بھی حصول زر کی طرف کسی کی توجہ نہ ہو اور محسنوں کا کوئی بھی شکر گذار اور عالم میں کوئی بھی ممنون و مشکور نہ پایا جائے، یہی وجہ ہے کہ جن اہل اللہ نے واقعی اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے کہ سیم و زر سے دل لگانا یا اسی کے حصول میں زندگی گنوا دینا ذرا بھی سود مند نہیں ان کی نظر میں روپیہ اور ٹھیکرے دونوں یکساں ہوتے ہیں اور یہ استغنا کا مرتبہ تو بہت ہی اعلیٰ مرتبہ ہے جو ہر کس و ناکس کو میسر نہیں ہوتا اسی لئے عام طور سے اسکی حقیقت سے لوگ واقف نہیں ہوتے مگر میں ایک دوسری کیفیت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھئے ہم کرنسی نوٹوں سے بعینہ وہی تعلق ہوتا ہے جو روپیہ پیسے سے ہوتا ہے لیکن اسکی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ یہ کرنسی نوٹ گو سیم و زر نہیں مگر ان کے صحیح قائم مقام ضرور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک گز گز ایک لاکھ روپے کے ڈھیر کے مقابلہ میں ہم کو چند انچ لمبا اور چند انچ چوڑا مطبوعہ چک اور کاغذ دیدیتا ہے جسمیں حکومت نے یہ ضمانت کی ہے کہ یہ ایک لاکھ کا ڈھیر جب طلب ہمیں پھر واپس مل سکتا ہے تو ہم اسکو بخوشی محفوظ کر لیتے ہیں اور ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمیں اسکا کامل یقین ہوتا ہے کہ ہم اپنے ملک کے جس خطہ اور جس حلقہ میں بھی چلے جائینگے اس چھوٹے سے کاغذ کے پرزے سے اپنا سونا اور چاندی واپس لے لینگے۔ لیکن آج اگر ذرا بھی شبہ ہم کو اپنے علم میں ہو جائے کہ یہ کاغذ کا پرزہ ایک لاکھ روپیہ کا صحیح قائم مقام نہیں ہے تو پھر دیکھئے کہ کیسے دھڑا دھڑ کرنسی نوٹ اور ہنڈیوں کے روپے بھنانے میں نفسا نفسی کا عالم ہوتا ہے۔ بس جب کہ ہمارے اور تمہارے علوم میں یہ اثر اور جادو ہے کہ خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔ ایک وقت میں اگر ہم کسی کو برا سمجھتے ہیں تو اسی کی بدولت دوسرے وقت میں ہم اُسے اچھا سمجھنے لگتے ہیں تو جنات و شیاطین اور علوی مخلوق کا علم تو انسان سے کہیں زیادہ ہے۔ انکے قبضہ میں تو قوت متخیلہ زیادہ آنی چاہئے۔

علم انسانی پر قبضۂ جنات ہو جانا اور اس کے آثار و نتائج

یہی وجہ ہے کہ جب انسان کی روح پر جنات و شیاطین کے علوم کا پرتو پڑ جاتا ہے تو انکے قوی الاثر اور سریع النفوذ ہونے کی وجہ سے انسان وہی دیکھتا اور وہی سمجھتا ہے جو ان مخفی مخلوق دکھاتی اور سمجھاتی ہے اور اس حالت میں تدبیر جسم میں روح انسانی آزاد و مختار نہیں رہتی بلکہ تحت المشیۃ روح کی باگ ڈور کچھ عرصہ کیلئے ساحر اور اسکے معین مؤکلوں کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے۔

بحالت سحر تدبیر جسم میں روح آزاد نہیں رہتی

اور ساحر و جنات و مؤکلین کی جبلت میں چونکہ فساد و ظلم کا مادہ ہوتا ہے لہٰذا جب تدبیر جسم ان کے زیر اقتدار آ جاتی ہے اور روح انسانی ان کے تابع فرمان بن جاتی ہے تو جو منشا ان کا ہوتا ہے وہی روح پورا کرنے لگتی ہے مثلاً اگر ساحر کا منشا یہ ہے کہ جسم پر جذام کا مرض لگ جائے تو روح حسب عطائے اختیار الٰہی ویسا عمل شروع کر دیتی ہے اور ان کا منشا یہ ہوتا ہے کہ روح اپنے جسم کو چھوڑ دے اور علاوت کی راہ سے اپنے جسم کا خود قطع تعلق کر دے تو روح ایسا ہی عمل کر کے حسب اجازت و قدرت الٰہی اپنے جسم کو چھوڑ دیتی ہے اور اس عالم سے بے خبر ہو جاتی ہے۔

کسب علوم شیاطین و جنات اور اس کے مضر نتائج

اس تقریر سے بحمد اللہ یہ پوری طرح واضح ہو گیا کہ جنات و شیاطین کے علوم سے جب روح انسانی کسب و اکتساب شروع کر دیتی ہے تو وہ ورطۂ ہلاکت و ضلالت میں پڑ جاتی ہے اور پھر اسکو عالم میں وہی دکھلائی دیتا ہے جو جنات و شیاطین اسکو دکھلاتے ہیں، چنانچہ مسحور عشق سے اگر ساحر عشق یہ کہتا ہے کہ اے تو گرفتار میں جب تجھ سے راضی رہوں گا جب تو کفر میں میرا ہم مشرب بن جائے اور یہ اقرار کرے کہ (معاذ اللہ) یہ کارخانۂ عالم محض عناصر اربعہ کی قوت کیلئے چل رہا ہے یا خدا ایک نہیں تین ہیں۔ یا ایک ہی ہے مگر کائنات کے مجموعہ سے الگ نہیں ہے تو یہ مسحور عشق بلا تکلف ان خلاف واقع باتوں کو تسلیم کر کے ان کے عقائد کفریہ کا اقرار کر لیتا ہے اور تبدیل مذہب میں ذرا پس و پیش نہیں کرتا اور کتنا ہی کیوں نہ سمجھاؤ کسی طرح نہیں سمجھتا۔

سحر کی تاریخی حیثیت اور قرآن حکیم کی صداقت

گو اس تقریر سے بھی اصل بحث پر بحمد اللہ کافی روشنی پڑ چکی ہے تاہم مناسب ہے کہ تاریخی حیثیت سے بھی سحر کے وجود اور اسکی حقیقت پر کچھ روشنی ڈال جائے اور بتلایا جائے کہ وہ تخیل محض یا ایک افسانہ فرضی ہی نہیں ہے بلکہ اپنے اندر بڑے بڑے کرشمے اور قوتیں رکھتا ہے یہ علیحدہ چیز ہے کہ اسکی تفصیل میں انسان بھٹک جائے لیکن کسی واقعی علم و فن کا انکار پھر وہ بھی ایسا علم جس کا مشاہدہ خود حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوا اور آپ کے اوپر سے ان آثار کو زائل کرنے کیلئے سورتوں کا نزول ہوا کسی طرح بھی خلاف واقع اور قصۂ فرضی نہیں ہو سکتا۔

سحر کی یہ تاریخی معلومات جنکو ہم ذیل میں درج کرینگے سنسکرت کے بعض فضلاء سے ہمکو حاصل ہوئی ہیں جو تاریخی اعتبار سے بالکل مستند ہیں اور ان کا ماخذ اصلی سنسکرت کی کتاب "اسکند پُران" ہے۔

سحر کفار کا علم سمجھا جاتا ہے اسلئے اسکی حقیقت انہی سے معلوم کرنی چاہئے

چونکہ اس علم میں کفار کو زیادہ شغف ہوتا ہے اور وہ لوگ اس علم کو زیادہ اپنی ہی طرف منسوب کیا کرتے ہیں اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس علم کی حرمت کی حکمت و ممانعت پر غور کیا جائے بالخصوص ایسی صورت میں کہ یہ امر مسلّم ہے کہ اہل ہنود تاریخی اعتبار سے سب مذاہب سے قدامت رکھتے ہیں اور انکی تاریخ بہت قدیم تاریخ ہے۔

پھر سحر تو اہل ہنود کے ہاں خاص شہرت و اہمیت رکھتا ہے بلکہ اگر ان کے مذہب کا ایک اہم حصہ اسکو کہا جائے تو شاید بیجا نہ ہوگا۔ اسلئے اب اسکند پُران کے اقتباسات کو درج کر کے ان سے حقانیت اسلام کو ثابت کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے کسی شیر کے دودھ کو خوش ذائقہ اور قوی تر بنانے کیلئے اسمیں کھاد اور پھر اسی کی قوت دیا کرتے ہیں۔

سحر کی ابتدا کس ملک سے ہوئی

ہندو تاریخ کے اعتبار سے علم سحر کی ابتداء ایران سے ہوئی ہے اور یہ علم ایران ہی سے ہندوستان و عرب میں پھیلا ہے ایران میں ایک قوم تھی جسکو مگ کہتے تھے یہ لوگ نسلاً برہمن تھے مگر مذہباً شدید

کے پیرو تھے۔ انگریزی زبان میں اسی مگ قوم کا "مَیگ" یا "میجس" بنا دیا گیا۔ سنسکرت میں اسکا نام "سا - کا ڈِپ" ہے جسکے معنی ہیں منگوں کا علم۔ جیب سری کرشن کا بیٹا سام (جو ہندو تحقیق کے مطابق تاڑ گیا اور وہیں آباد ہوا اور یہ موجودہ عرب کی نسل سام ہی کی نسل ہے۔ اور فلسطین میں بھی اسی کی نسل پھیل رہی ہے اور وہاں سے چلتے چلتے افغانستان تک پہنچی ہے چنانچہ افغانستان کی درانی و غزنی قوموں میں سے غلزئی قوم اسی سام کی نسل ہے اور ان میں بہت سی علامتیں ابتک ایسی ہی پائی جاتی ہیں) جذام کی بیماری میں مبتلا ہوگیا تو ہندوستان کے رشیوں کو بلا کر ان سے جذام کا علاج پوچھا گیا ان سب رشیوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو اسکا کوئی عملی علاج نہیں ہے البتہ ایران میں ایک قوم مگ ایسی ہے جو اپنے علوم کے زور سے اس بیماری کو اچھا کردیتی ہے چنانچہ ایران سے مگ قوم کے چند لوگ بلائے گئے ان لوگوں نے ہندوستان میں پہنچکر اپنے علوم کے قواعد کے مطابق سام سے سورج کی پرستش کرائی جس سے سام کی بیماری مٹ گئی اور وہ اچھا ہوگیا لیکن ہمارے دوست فاضل سنسکرت کا خیال یہ ہے کہ غالباً اس ایرانی قوم نے سام سے سورج کی پرستش اور پوجا نہیں کرائی تھی بلکہ سورج کی شعاعوں سے جذام کا علاج کرایا ہوگا جیسا کہ حال کی تحقیقات اہل سائنس کو اسکا علم ہوا ہے کہ جذام کی بیماری جیسی گندگی کی شعاعوں کا علاج ...... مرض کو دور کیا جاتا ہے۔ غالباً سام کو عبادت ہی کی دھن سے دیر تک سورج کی شعاعیں اپنے جسم پر لینے کیلئے بٹھایا جاتا ہوگا کہ جس سے عوام کو پرستش آفتاب کا شبہ ہوگیا اور یہی مشہور ہوگیا جسکی بناء پر ہندو تاریخوں میں بھی یہی لکھا جانے لگا نیز مگ قوم خود بھی چونکہ زردشت کے مذہب پر آفتاب کو پوجنے والی تھی اور سام انکی ساتھ رہتا تھا اسلئے بہت ممکن ہے کہ سام ان کی ساتھ عبادت میں شامل ہوجاتا ہو اور پوجا پاٹ کے وقت محض عقیدت ہی سے کچھ کیا گیا ہو کر سام بھی ان کا شریک مذہب ہوگیا۔

قوم ساحرین کی آمد ہندوستان میں کیونکر ہوئی

بہرحال سورج کی پوجا کرائی گئی ہو یا سام کا علاج سورج کی شعاعوں سے کیا گیا ہو نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ سام اس بیماری سے اچھا ہوگیا اور اس نے اپنی صحت کی یادگار خوشی میں ملتان میں سورج کا ایک مندر بنایا جس کا پجاری انہی مگوں کو مقرر کیا اور انہی کے ذمہ اسکے سب کام سونپ دیئے۔ یہ مندر سالہا سال تک صحیح و سالم رہا مگر محمود غزنوی کے حملہ ہندوستان کے وقت میں یہ منہدم کیا گیا الغرض جب یہ مگ لوگ ملتان میں آباد ہوگئے اور ان کو ضرورت نکاح بیاہ کی پیش آئی تو ملتان کے ہندوؤں نے ان کے سورج پرست اور غیر مذہب ہونے کی وجہ سے ان کو اپنی لڑکیاں دینے سے انکار کردیا تب سام نے اپنے بھائی بندوں کی چھوکریاں ان سے بیاہ دیں اور اس طرح انکی نسل ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیل گئیں۔ چنانچہ اجمیر اور جودھپور راجپوتانہ میں یہ قوم اب تک ملتی ہے۔ اور اس قوم کو اب سیوک اور بھوجک کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

بہرحال جب یہ لوگ ایران سے ہندوستان آئے تو اپنا علم (جادو) بھی ہمراہ لائے اور ہندوستان کے لوگوں نے اسکو سیکھنا شروع کیا اور اس کا چرچا ہوگیا اصل میں تو یہ علم جوگیوں کا علم تھا لیکن جوگی چونکہ عام طور سے لوگوں کو نہ بتلاتے تھے اور ان کو بتلانے کی ممانعت بھی تھی اسلئے کہ اس علم کے تمام مقامات کا طے کرلینا ایک بڑا ہی دشوار اور کٹھن کام تھا۔ اور چونکہ ایران سے جو مگ لوگ آئے تھے ان کا مقصود خدا سے ملنا نہ تھا بلکہ وہ اس علم کے چند مراتب اور مقامات اسلئے طے کرلیتے تھے کہ کچھ کرشمے سیکھ جائیں اور لوگوں کو اپنے کرشمے دکھلا کر مفتون و مسحور کرلیں اسلئے انہوں نے نئے نئے کرشمے دکھلا کر لوگوں کو اپنا معتقد اور گرویدہ بنالیا۔

علم سحر کا اصول ہندو دھرم کے اعتبار سے

اس علم کے اصولوں میں سے ایک اصل یہ ہے کہ انسان اپنے دلپر مخصوص و معینہ طریقوں سے کامل قابو پاتے ہوئے روح کی تمام طاقتوں سے دوسروں پر اثر ڈالے۔

علم سحر کی آٹھ سیڑھیاں ہندو مذہب کے اعتبار سے

چنانچہ اس علم کے کسب و ریاضت کے آٹھ مقامات ہیں جن کے طے کرنے سے انسان اس علم و فن کا مکمل ماہر ہوجاتا ہے ہر ایک مقام پر پہونچنے کے لئے کم از کم چھ ماہ کی مشق و ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔

پہلا مقام یم

(انسداد پراگندگی خاطر) ان میں سے پہلا مقام یم ہے۔ جسکے معنے یہ ہیں کہ دل کو ادھر اُدھر بھٹکنے نہ دیا جائے۔ اور پراگندگی خاطر سے اسکو بچایا جائے۔ کیوں کہ پراگندگی روح کیلئے بیحد مضعف ہے اور خیالات کی تشویش پراگندگی خاطر کا باعث ہے۔

دوسرا مقام نیم

(ضبط اوقات) ہے یعنی ضبط اوقات کے ساتھ ہر کام کا کیا جانا۔ مطلب یہ ہیکہ صبح سے شام تک جو کام بھی ہوں معین ہوں اور وقت مقررہ پر ہوں۔ تشتت کا ردّ اختلاف احوال نہ ہو اور جیسے خدائی انتظام میں جو وقت جس چیز کا مقرر ہے ٹھیک اسی وقت پر وہ ہوتا ہے اسی طرح یہ روح کی قوتوں کو حاصل کرنے والا شخص بھی اپنے اوقات کو ایسا ہی منضبط کرے اور منٹ بھر کا فرق نہ آنے دے۔ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا ہر ایک کی ایک مقدار معین ہو پھر نہ اس سے کم ہو نہ زیادہ، پیشاب، پاخانہ اپنے اپنے وقت پر ہونا چاہیئے تاکہ صحت میں خرابی نہ آئے، غذا قلیل، اور سریع الہضم ہو اور بتدریج غذا کو کم کرتے کرتے بالکل ترک کردیا جائے۔ پیشاب اول ہونا چاہیئے اور پاخانہ اس کے کچھ دیر بعد ہونا چاہیئے۔ وجہ اس عادت ڈلوانے کی ہندو دھرم یہ بتلاتا ہے کہ اگر پاخانہ پیشاب ساتھ آئے گا تو بیشتر اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرتے وقت دست آتا ہے اور روح اسی راستہ سے نکلتی ہے اور یہ علامت روح کی ناپاکی اور عدم نجات کی سمجھی گئی ہے۔

تیسرا مقام آسن ہے

اصول نشست و برخاست (یعنی بیٹھنا یا) تو ہر شخص بیٹھتا ہے جسطرح اسکا جی چاہتا ہے مگر اس علم میں چوراسی آسن بتلائے گئے ہیں۔ ان کے موافق نشست و برخاست ہونی چاہیئے۔ ان کے نزدیک روح کی قوت و ضعف مسرت وغم میں بہت بڑا دخل نشست و برخاست کو ہے اور انسان کے اندر ریڑھ کی ہڈی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے چونکہ قدرت نے اس کو سیدھا بنایا ہے اور یہ دماغ سے نکلتی ہے پس اگر نشست و برخاست میں اس کو سیدھا رکھنے کا التزام کیا جائے گا تو اس سے عقل و شعور میں اضافہ ہوگا۔ اور دل میں جو بھی خوشی آئے گی وہ برابر قائم رہے گی لیکن اگر نشست و برخاست میں جلد جلد تبدیلی عمل میں آئے گی یا اس کو خمیدہ رکھا جائے گا تو جو خیال بھی دل میں قائم ہوگا یا جو خوشی بھی آئے گی وہ جلد ہی ختم ہوجائے گی اور روح قوی نہ ہوگی۔ عقل و شعور کمزور ہوتے چلے جائیں گے۔ اسی لئے چوکڑا مار کر بیٹھنا ان کا پہلا آسن ہے۔ اور ایک آسن ہندو دھرم میں ایسا بھی ہے جیسے مسلمانوں کے یہاں نماز کا قعدہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس آسن کو شیر کی نشست سے بنایا گیا ہے تاکہ بہادری و توانائی پیدا ہو۔

چوتھا مقام پرانایام ہے

(حبس دم) یعنی سانس کو روکے رکھنا۔ جسکو صوفیائے اسلام حبس دم کہتے ہیں یہ آسن کی صحت پر موقوف ہے اگر آسن درست ہوگا تو حبس دم میں بھی دشواری نہ ہوگی۔ نہیں تو منفعت کی بجائے مضرت ہوگی۔ اور یہ باہم ایک دوسرے کے موقوف و موقوف علیہ ہیں حبس دم کب ہوگا جبکہ ضبط اوقات کا عادی ہو اور دل کا میلان ادھر اُدھر نہ ہو پھر مشق بڑھائی جائے یہاں تک کہ غذا سے یہ سانس کی محبوس قوت مستغنی کردے۔ چنانچہ جوگی لوگ محض سانس کی قوت پر سالہا سال تک جیتے ہیں پیٹ کی دونوں جانبوں سے سانس کو اسطرح نکالتے اور داخل کرتے ہیں جیسے لوہار اپنی دھونکنی سے ہوا کو داخل و خارج کیا کرتا ہے اور یہ مشق کے بعد ہی ممکن ہے۔

پانچواں مرتبہ پرتیاہار

(ظہور خوارق عادات) یہاں تک تو مشق تھی اب ان چاروں درجوں کی مشقت کا ابتدائی ثمرہ حاصل کرنے کیلئے اسکی ضرورت ہے کہ آنے اور جانے والے دونوں سانسوں کو ایک ساتھ ملائے اور اس ریاضت شاقہ پر قادر ہونے کے بعد دونوں دم نیچے کی طرف لیجا کر ٹھہرائے جہاں سانس کا پہلا ٹھکانہ ہے اور پھر اس دم محبوس کو ناک اور منہ سے خارج کرنے کے بجائے دماغ کی طرف پہونچائے اور یہاں دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی میں جو نور ہے جس کو اہل ہنود من سے تعبیر کرتے ہیں۔ دم محبوس کی قوت کو اسمیں جمع کردے اور من کو اس سے قوت پہنچائے۔ چونکہ اہل ہنود کے نزدیک قوائے خمسہ اور ہر قسم کی قوتوں کا منبع دم کو صرف دماغ ہی ہے قوت لامسہ کیلئے بھی دماغ کے جو قدرت نے آنکھ کے بیچ وہ اسی کے پاس سے اُگائے ہیں۔ پھر ایک قوت دوسری قوت کو اس طرح کاٹتی ہے جیسے (نعوذ باللہ) صلیب کا خط ایک دوسرے کو کاٹتا ہے۔ چنانچہ کان ایک طرف سے سنتے ہیں تو دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں وہ دوسری طرف سے من میں منظر پہونچاتی ہیں۔ اسی لئے ایک قوت دوسری کو کاٹتی ہے آنکھ کچھ دیکھتی ہے اور کان کچھ سنتے ہیں۔ نیز آنکھوں کی پتلیوں کو بھی اوپر کی طرف چڑھا کر من کو دیکھنے کی سعی کرے اور اس درجہ مشق بڑھائے کہ آنکھوں کی سفیدی تو اس طرف آجائے اور پتلی دوسری طرف چلی جائے تاکہ یہ آنکھیں نیچے کی طرف دیکھنے لگیں۔ سبحان اللہ اس بڑی طرح بھی جو مرتبہ حاصل کرنے سے بھی حاصل نہیں ہوتا ہمارے حضورؐ کو وہ بلا کسی کسب کے یہ درجہ حاصل تھا۔ یعنی آپ کا ایک اعجاز یہ بھی تھا کہ جیسے آپ آگے کی جانب دیکھتے تھے حسب ضرورت اسی طرح پشت کی جانب بھی جو دیکھنا چاہتے دیکھ لیتے تھے غرض جب یہ من کی طاقت اس درجہ پر پہونچ جاتی ہے اور انسان کے قبضہ میں آجاتی ہے تو حسب ذیل قوتیں اور سدھیاں انسان کو حاصل ہو جاتی ہیں۔

سحر سے آٹھ قوتوں کا حاصل ہونا

(۱) انڈری ما } یعنی چھوٹے سے چھوٹا بننا کہ آنکھ سے دکھائی نہ دے اور نظروں سے غائب و پوشیدہ ہوجائے۔

(۲) مہمی ما } یعنی اتنا بڑا اور لانبا ہوجانا کہ آنکھ سے ایک ہی حصہ نظر آئے جہاں تک بھی نظر کام کرے اور جیسا کہ عاملین نے کبھی جنات کو اسطرح بھی دیکھا ہے کہ ان کا سر آسمان میں ہے اور پیر زمین سے لگے ہوئے ہیں۔

(۳) لگمی ما } یعنی اتنا ہلکا ہونا کہ ہوا سے اوپر چلا جائے۔

(۴) گری ما } اتنا موٹا اور وزنی ہوجانا کہ کھینچ نہ سکے۔

(۵) پراپتی } یہ قوت و قدرت پیدا ہو جانا کہ جو چاہے ارواح کی مدد سے دنیا میں حاصل کرلے۔

(۶) پراکامی } ایسا پھیل جانا کہ طول، عرض، عمق میں جتنا چاہے بڑھتا چلا جائے۔

(۷) ایشت } ہر چیز کو اپنے قابو میں رکھنا۔

(۸) تروشیو

شاھدہ خانم

(نوٹ) یہ آٹھ قوتیں اور سدھیاں جو بحر ریاضت بذا کے اس پانچویں مرتبہ میں پہونچکر انسان کو حاصل ہونے لگتی ہیں اور خوارقِ عادات و نوادرِ مہمات کا ظہور شروع ہو جاتا ہے اسی لئے اکثر لوگ اسی درجہ میں پہونچکر اپنی ریاضت کو ختم کر دیتے تھے اور بقیہ تین درجے جو آگے مذکور ہونگے ان کو حاصل نہیں کرتے تھے گویا وہ اسی درجہ کو اپنے لئے معراجِ کمال سمجھنے لگتے تھے۔ اور مسلمانوں کے جاہل صوفیوں میں بھی اسی قسم کے آثار اب تک دیکھے جاتے ہیں بہرحال علم سحر میں کشفِ حقیقت سے زیادہ چونکہ قدرت و قوت میں کمال پیدا کرنا سکھلایا جاتا ہے جس سے فتنہ میں پڑنا زیادہ قریب الفہم ہے اور مقصودِ حقیقی کو اس راہ سے پالینا بعید در بعید ہے۔

علم سحر کو ہندو بھی ضلالت کا ذریعہ سمجھتے ہیں

چنانچہ خود ہندو بھی اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ اس علم کے پانچویں مرتبہ پر پہونچکر بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو آگے بڑھیں اکثر انہی چیزوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسی لئے قرآنِ عزیز نے اس علم کے حاصل کرنے کو کفر قرار دیا ہے اور فتنہ سے اسکو تعبیر کیا ہے کیونکہ یہ علم، الوانِ قدرت کو کچھ اس طرح سے ظاہر کرتا ہے کہ انسان میں استبداد و مطلق العنانی اور انانیت و خود ستائی درجۂ کمال حاصل کر لیتی ہے اور خود اپنی حقیقتِ انسانی سے پوشیدہ ہو جاتی ہے اور یہی فتنہ کا حاصل بھی ہے کہ انسان حقیقت کو نہ پاکر درمیان میں بھٹک جائے۔

علم الٰہی کی رفتار تدریجی ہے اور علم سحر کی رفتار تیز و تند ہے

اور جو قدرتیں اور قوتیں کمال و بلوغِ عقل و کسبِ محمود سے اس کو رفتہ رفتہ تمام عمر میں حاصل ہونے والی تھیں وہ بحرکِ عاجل کی وجہ سے ایک دم مل جائے اور العیاذ من الشیطان کے مطابق انسانِ عجول مخفی مخلوقات کی قوت و طاقت سے دائرۂ انسانیت ہی سے نکل جائے۔ بخلاف علم الٰہی کے کہ وہ انسان کو تمام فتنوں سے بچا بچا کر تدریجاً اس میں ایسے ملکات فاضلہ پیدا کرتا ہے کہ اسکی ہر دو زندگیاں امن و برکت سے گذریں اور قلب و روح کی جملہ قوتیں ایسے محمود نہج سے برسرِ ظہور آئیں جو ابد تک باقی رہنے والی ہوں اور انسانیت کی شناخت میں باوجود تصرفات کے کوئی مشکل نہ پیش آئے۔

بیشک وہ انسان کی روحانی قوت کو اس طرح پھیلانے کی عام طور سے اجازت نہیں دیتا جیسا کہ ان آٹھ اصول میں مذکور ہیں۔ اور یقیناً اس قسم کی غیر مقصود و غیر متعلق ریاضتوں سے انسان زمین و آسمان کے قلابے ملا سکتا ہے۔ مگر دائرۂ انسانیت اس کا ضرور مشتبہ ہو جائیگا ہاں اگر بکار سرکار احدیت یا مراسمِ الٰہیت اور خداوندی کے آگے منکرینِ خدا کا سر خم کرانے کے لئے کوئی کرامت یا معجزہ برسرِ ظہور آئے جس میں بندہ کا کسب شامل نہ ہو بلکہ حکم خداوندی ہو تو البتہ یہ صورت کسی طرح مذموم نہیں کہلائیگی کیونکہ اس قسم کے نبی اعجاز دیکھکر ہمیشہ بندگانِ خدا، خدا ہی کی طرف جھکتے ہیں اور یہی تصرفات اور کرشموں میں نفسانیت کا لگاؤ اور شیطنت کا دخل ہوتا ہے ان کو دیکھکر انسان بجائے علام الغیوب کے آگے جھکنے کے شعبدہ بازوں ہی کی طرف جھکتے ہیں بہرحال یہ علم چونکہ اپنی غیر معمولی مشقتوں اور غیر مستحسن صعوبتوں کا، و بہت قلبی و روحانی قوتوں کو غیر طبعی طور پر ہیجان کر تاہے اسلئے اس قسم کے مجاہدات سے ثمرات بھی غیر مستحسن ہی ظاہر ہوتے ہیں جیسے معتدل انسان اندر غیر معمولی قوتِ مردمی پیدا کر دیتی ہیں مگر وہ ہیجان غیر طبعی ہوتا ہے تو انجام بھی ان کا انزیا ہی نکلتا ہے بخلاف ان دواؤں کے جو انسان میں تدریجی طور پر صالح و مستحسن قوت پیدا کر دیتی ہیں اسی طرح اس علم فتنہ کی تحریکات بھی چند روزہ ہوتی ہے مگر انجام خسران کے سوا کچھ نہیں ہوتا کیونکہ علم سحر عالم کے مقصود بالذات تک انسان کو نہیں پہونچاتا بلکہ اس سلسلہ میں انسان کے کسب و ریاضت سے جو کچھ بھی قوت و قدرت انسان میں بڑھتی ہے انسان اپنی قوتِ بازو سے کمائے ہوئے مال کی طرح اسکو اپنی قدرت کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اپنے رب کا انعام نہیں سمجھتا۔ اسی لئے علم سحر جو قوتیں جس قوم کو حاصل ہوئیں تو انہوں نے اسکو غیر محل میں صرف کر کے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کیا۔

جو علم مقصود تک نہ پہونچائے وہ فتنہ ہے

اور اسی علم پر کیا موقوف ہے ہر وہ راستہ اور ہر وہ علم جو انسان کو درمیانی مراحل کی پیچیدگیوں میں بھٹکا کر عالم کے مقصودِ حقیقی تک نہ پہونچائے وہ فتنہ اور کفر ہی ہے اور انجام اسکا ضلالت و گمراہی ہی ہے چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اور ان کے سارے تجربات و اعمال اور عدم دستگیری شیخ کامل ہی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج اسلام میں ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی ہے جو ختم نبوت و ختم رسالت کو نہیں مانتی اور اسلام پر ایمان لانے کے باوجود ایمان نہیں لاتی۔

چھٹا مقام دھیان ہے

(معرفت بالشر بھی سحر کا ایک درجہ ہے ہندو دھرم کے اعتبار سے) یعنی من کا ایک طرف لگ جانا اور حواسِ خمسہ کا اسمیں گم ہو جانا جسکو صوفیائے اسلام کی اصطلاح میں معرفت بالشر کہتے ہیں۔ اس درجہ میں یہ مشق کرائی جاتی ہے کہ حواس خمسہ یعنی آنکھ کان زبان وغیرہ سب دنیا سے بے خبر ہو جائیں اور انسان اپنے کانوں کے دونوں راستوں کو بند کر کے اندر کی آواز سنے چنانچہ جب کانوں پر انگلیاں رکھ لیجاتی ہیں تو اندر سے ایک آواز سنائی دیتی ہے جسکو ہندو دھرم من کی آواز قرار دیتا ہے۔ غالباً اسی مرتبہ کے لئے صوفیائے اسلام نے فرمایا ہے "لب بربند و چشم بند و گوش بند" اور غالباً وحی کی آواز بھی اسی قسم کی آواز ہوگی جسکی تشبیہ حدیث میں "کصلصلۃ الجرس" سے دی گئی ہے۔ اور ہم مجاہدہ

کے شروع صفحات بس اسکی تشبیہ لاسلکی کے گھنٹیوں کی آواز سے دی ہے غرض معرفت بالشر یہی دنیا سے کامل بے خبری پیدا ہو جائے اور مجاہد ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ ہو جائے۔

ساتواں مقام دھارنا ہے

(حواسِ خمسہ کا تعلق اور من کی لو اپنے مالک سے) اس مرتبہ میں بس اسکی اجازت دیدی گئی ہے کہ حواس خمسہ کو جو دنیا سے معطل کر دیا گیا تھا ان کو اب بحال کر دیا جائے۔ یعنی حواس خمسہ دنیا کا کام کریں اور من اپنا کام کرے۔ اسی مقام کو اصطلاحِ صوفیۂ اہلِ اسلام میں خلوت در انجمن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جو سلطان الذکر کا خاصہ ہے۔

آٹھواں مقام سمادھی ہے

(درتبہ فنافی اللہ تعلیم سحر میں ہندو دھرم کے اعتبار سے) یہ مقام درحقیقت مقامِ سیر کی تکمیل کا ثمرہ ہے یعنی اس مقام میں پہونچکر سوائے مشاہدۂ ذات کے کچھ نظر نہیں آتا جدھر دیکھو وہی وہ نظر آتا ہے اور اسمیں پہونچکر انسان کی قدرت کامل و مکمل ہو جاتی ہے۔

اصولِ ثمانیہ اور ان پر ایک اجمالی نقد و تبصرہ

یہ تھی علم سحر کی حقیقت جو ہندو مذہب کی روسے بیان کی گئی اور گو اسکے پورے شرائط و لوازمات اور منتر وغیرہ اس کے ذکور نہیں مگر اتنا ضرور ان تعلیمات سے واضح ہو جاتا ہے کہ سحر کے اکثر اعمال کفر کے موافق اور ایمان کے ضد ہوتے ہیں اور واقع میں اس علم کو ایمان کا مخالف ہونا بھی چاہئے۔ اسلئے کہ جیسے خدا کی صفت ہادی صفتِ مضل کی ضد ہے اور یہ دونوں صفتیں جمع نہیں ظہور کے لئے جدا جدا محل کی طالب ہیں اور سوائے خدا کے اور کسی وجود میں یہ دونوں صفتیں جمع نہیں ہو سکتیں اور اگر ہو جائیں تو بندہ میں اور خدا میں کوئی فرق نہ رہے۔ اسی طرح علم سحر اور علم الٰہی گو دونوں آسمانی علم ہیں مگر ایک متنفس میں جمع نہیں ہو سکتے۔ علم سحر میں جس قدر مشقتیں اور صعوبتیں پائی جاتی ہیں اگر ان کا تقابل علم الٰہی سے کیا جائے تو یہ حقیقت کالشمس فی النہار ہو جاتی ہے کہ اسلام کا دعویٰ الدین یسیر ٹھیک ٹھیک واقع کے مطابق ہے چنانچہ جہاں تک غور کیا جائے نفس کو پاک کرنیوالے مجاہدات اور ریاضتوں کے کمال کی تین ہی علامتیں ہو سکتی ہیں۔

مجاہدات کے ناقص و کامل ہونیکی پہچان

(۱) یہ کہ خوارق عادات و تصرفات اور تسخیرات اس طرح سے انسان سے ظاہر ہوں کہ اسکی عجز و بیچارگی، مسکنت و بندگی میں اشتباہ نہ پیدا ہونے پائے۔ اور باوجود قدرت میں کمال پیدا ہو جانے کے انسان جنات و شیاطین کی طرح پر نہ ہو جائے بلکہ دائرۂ انسانیت کو باقی رکھکر اپنی قدرت و عجز کو ساتھ ساتھ لیکر درجۂ کمال حاصل کرے۔

(۲) اور کمال چونکہ نقصان کی ضد ہے اور صعوبتِ عمل، شدتِ مشقت، طولِ عمل نقصان کے اہم افراد ہیں لہٰذا حصولِ کمال میں ان کا بھی گذر نہ ہو۔

(۳) اور باوجود کمالِ عجز و کمالِ قدرت حاصل کرنے کے دنیا سے علیحدگی اور رہبانیت بھی نہ ہونے پائے اور سلسلۂ توالد و تناسل جو اس عالم کا بنیادی سلسلہ ہے اس سے بھی قطع نظر نہ ہو سکے۔

پس جو مجاہدات زیادتی کے ساتھ خوارق و تصرفات کی طرف انسان کو متوجہ کرنیوالا ہے اور اس طرح سے انسان میں کمالِ قدرت پیدا کرانا چاہتا ہے کہ جس سے کمالِ عجز حاصل نہ ہو بلکہ کبر و انانیت پیدا ہو جائے اور ایسے صعب راستوں سے اس مقصد کو پورا کرانا چاہتا ہے جسکی گھاٹیوں سے انسان کا صحیح و سالم نکلنا ممتنع ہو اور جو مجاہدہ جسم کو اور اس کے منافع کو ضائع کرنیوالا اور عالم اجسام سے بالکل ہی بے تعلق کر دینے والا ہے ایسے مجاہدہ کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ مجاہدہ یقیناً ناقص بلکہ مضر ہے اور ہرگز انسان کے لئے ایصال الی المطلوب کا موجب نہیں رہ سکتا۔ البتہ جو مجاہدہ عجز میں کمال پیدا کر کے قدرت دلاتا ہے وہ یقیناً کاملِ مجاہدہ کہلائیگا۔ اور اسلام ہی کا مجوزہ مجاہدہ ہے جسمیں یہ تمام شرائط موجود ہیں۔

علم سحر عجز میں کمال نہیں پیدا کرتا بلکہ انانیت میں کمال پیدا کرتا ہے

پس علم سحر چونکہ بندۂ عاجز کے عجز میں کمال نہیں پیدا کرتا بلکہ اسکو انانیت میں کمال پیدا کرانے کی تلقین کرتا ہے اور جنات و شیاطین کی برابری سکھلاتا ہے لہٰذا یہ علم فتنہ میں ڈالنے والا ہے اور نتیجہ اس کا ذلت و خسران ہے۔

علم الٰہی بندگی کے کمال سے رفعت و قدرت بڑھاتا ہے

اور علم الٰہی چونکہ بندۂ عاجز کو بندگی کا کمال سکھلاتا ہے اور بندہ کی جو ساخت جو فطرت جو وضع ہے اسی کو بڑھاتا ہے اسی پر چلاتا ہے لہٰذا انسان رفعت حاصل کرتا ہے اور خدا در رفیع کی مدد سے جنات و شیاطین پر غالب و آمر بنجاتا ہے کیونکہ یہ علم مخلوق کو خالق کے سامنے ایسی ہی طرح لا ڈالتا ہے جیسے میت غسال کے سامنے ہوتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں اس راستے سے جو منزلِ مقصود پر نہ پہونچانے والا ہو اور اس علم سے جو انسان کو نفع نہ پہونچائے پناہ مانگی گئی ہے کیونکہ محنت و صعوبت تو ایسے طریقوں میں بے شمار ہوتی ہے اور نفع کے درجہ میں کچھ بھی نہیں ہوتا مطلب یہ ہے کہ محنت و مشقت تو انسانوں کو جنوں کی طرح کرنی پڑی اور راہِ انسانیت علیحدہ اس سے بند ہو گئی۔ کما قال النبی علیہ السلام اعوذ باللہ من علم لا ینفع و اعوذ باللہ من طول الامل۔

علم سحر کی تحصیل سے انسان کسی کام کا نہیں رہتا

یہ ہمکو تسلیم ہے کہ علم سحر کی یہ مذکورہ بالا ریاضتیں اور مقامات ثمانیہ انسان میں کمال نفسانیت پیدا کر کے جنات و شیاطین کی طرح پر اسکو عالم کے اندر دخیل و متصرف بنا دیتی ہیں اور وہ ان ارواح کی قوت و استمداد سے اپنے ابنائے جنس پر چند روزہ غلبہ و اقتدار ضرور حاصل کر لیتا ہے لیکن انسان پھر دنیا کے کسی مصرف کا نہیں رہتا۔ اور مہالک و خطرات سے جس قدر سابقہ اس راہ میں پڑتا ہے وہ سونے پر سہاگہ ہیں بخلاف اسلام کی تعلیم کے کہ اس نے عبادت و ریاضت کے جو بھی طریقے سکھلائے نہایت جامع اور مختصر اور پُر امن سکھلائے۔ اور عجز و بندگی میں اس طرح سے کمال پیدا کرنا سکھلایا جس سے دائرۂ انسانیت بھی کامل رہے اور روحانی و مادی ومخفی جملہ مخلوقات پر بھی انسان گوئے سبقت لیجائے۔ پھر ان مقامات علم سحر کو تو شاید وہی طے کر سکتا ہے جو بہت ہی بے جگر اہو اور اسلام کی تعلیم اور مجاہدات کو ہر شخص بہت جلد پایۂ تکمیل کو پہونچا سکتا ہے۔

مجاہدہ میں افراط و تفریط مقصود کو کھو دیتی ہے

بیشک علم سحر کا ایک عامل اور جادوگر صفائی جسم کے لئے جیسن بیس گز کی ایک لمبی سی حلق کے راستہ سے پیٹ کی جملہ آنتوں میں پہونچا کر اس سے اپنی آنتوں کو صاف کر سکتا ہے ترک طعام سے اپنے پیٹ کو اپنی کمر سے ملا سکتا ہے تین تین ہفتے حبس دم کر کے مردہ بنکر زمین میں اپنے کو دفن کرا سکتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا نظام قدرت ایسے لاطائل تصفیۂ باطن کا اس سے طالب ہے؟ اور اس عالم کے کاروبار کیا اسی ریاضت کے مقتضی ہیں؟ نہیں اور بیشک نہیں اگر انتظام قدرت انسان سے اسی قسم کی ریاضتوں اور مشقتوں کا طالب ہوتا تو پھر دنیا کا وجود ہی عبث اور بیکار ہوتا۔

تصفیۂ روح کے ناپاک اور پاک طریقے

بیشک آئینہ کو پیشاب جیسے نجس پانی سے بھی صاف کیا جا سکتا ہے اور گلاب کے پاکیزہ اور لطیف عرق سے بھی صفائی حاصل ہو سکتی ہے لیکن گلاب جیسے پاکیزہ خوشبودار عرق کے ہوتے ہوئے کیا عقل سلیم اسکی مقتضی ہے کہ کسی ناپاک چیز سے تصفیہ کیا جائے۔

مجاہدات اسلامی و غیر اسلامی کا باہمی توازن اور مقابلہ

اسی طرح کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر زبان کو کھینچ کھینچ کر اور پیچ پیچ کر تالو پر مَن کا رس حاصل کرنے کے لئے لگانا اور ہاتھوں کو شل کر کے تصفیۂ قلب حاصل کرنے کے بجائے اگر پانچوں وقت حواس خمسہ کی قوتوں کو قلب میں مجتمع کرنے اور دھیان اور ذکر میں یکسوئی حاصل کرنے کے لئے ان تعبدوا اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراہ کی تعمیل اور پاکیزہ مشق کر کے کمال یکسوئی پیدا کیا جائے یعنی او سطاً دن رات کے ہر چار پانچ گھنٹہ میں ہر روز لازماً پانچ مرتبہ اور اختیاراً آٹھ مرتبہ یہ مشق مشاہدۂ ذات کی حاصل کیا کرے اور درجۂ احسان حاصل کرتے ہوئے انسان واصل و موصل الی اللہ بنکر دل بیار و دست بکار والے مرتبہ پر پہونچ جائے تو دیکھئے کیسی آسانی سے یہ مقصد عظیم بھی حاصل ہو جائیگا اور دنیا کے کسی سلسلہ میں بھی سر مو فرق نہ آئیگا بس کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی طریقہ سلامتی ہو سکتا ہے کہ جس سے سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یعنی انسان کمال معرفت الٰہی بھی حاصل کرے اور کمال بندگی و انسانیت بھی۔ غرض حصول قدرت کے لئے اُن تمام غیر مطلوب اور دشوار گذار مراحل سے بچنے کے لئے جو علم سحر میں سکھلائے جاتے ہیں اسلام نے مظہر عبدیت کاملہ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل ایسا سکھلا دیا ہے جس سے انسان کو عبدیت و بندگی کا یہ جامع اور مختصر راستہ بھی جناب باری تک پہونچنے کا حاصل ہو گیا اور دنیا کے منصب حکمرانی پر بھی فائز ہو گیا اور عالم ارواح میں بھی تمام فرشتوں سے افضلیت کی راہ پڑ گئی۔

اسلامی و غیر اسلامی مجاہدات کا فرق اور ان کی مثال

اور یہ ایسا ہی فرق ہے جیسے ایک شخص تو روشنی حاصل کرنے کے لئے تیل اور بتی کے چکر میں پڑا ہوا ہے اور ایک شخص آفتاب کی روشنی میں اپنے تمام کاروبار آسانی کے چلا جا رہا ہے۔ یا مثلاً ایک شخص تو ایک کتاب کسی اناڑی اور ناواقف اُستاد سے پڑھے اور وہی کتاب ایک شخص کسی یگانۂ روزگار اُستاد سے چند ماہ میں ختم کرے تو ظاہر ہے کہ پڑھنے میں تو دونوں مساوی ہوں گے مگر گُنے میں رتبہ اسی کا اعلیٰ رہیگا جو استاد کامل سے پڑھے گا۔ یہی فرق اسلامی عبادت و ریاضت اور غیر مسلموں کے طریقۂ عبادت و ریاضت میں سمجھئے۔

علم سحر مخلوق کی جبہ سائی کراتا ہے اور علم الٰہی خدا کی

غرض علم سحر انسان کی علویات و سفلیات کے آگے ناک رگڑواتا ہے اور اُن کے سامنے انسان کو جھکواتا ہے اور علم الٰہی علویات و سفلیات اور جمیع مخلوقات و کل کائنات کو انسان کا مطیع و منقاد بناتا ہے اسی لئے وہ شرک ہے اور یہ توحید ہے۔

خدا تک پہونچنے کا راستہ انسان کیلئے عجز ہی ہو سکتا ہے انانیت نہیں ہو سکتی

علم الٰہی عجز کے راستے انسان کو خدا تک پہونچاتا ہے اور یہی ایک راستہ انسان کے لئے صرف اعلیٰ وارفع ذات صمدیت تک پہونچنے کا ہوتا بھی ہے کیونکہ خود تو کوئی مخلوق خالق تک بلا واسطہ کسی صورت سے نہیں پہنچ سکتی۔ البتہ جب مخلوق عجز کا واسطہ لیکر اس کے بالمقابل آتی ہے تو ذات صمدیت خود ہی اسکو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اسی لئے حدیث شریف میں یہ تو فرمایا گیا ہے کہ جو شخص تواضع کرتا ہے تو اللہ اسکو بلند فرماتا ہے۔

لیکن یہ نہیں فرمایا گیا کہ انسان تواضع کر کے از خود بھی ذات صمدیت تک پہونچ جاتا ہے۔ اور علم سحر بیشک انانیت و کبر کے راستہ سے انسان کو خدا تک پہونچانے کا مدعی ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ خلاف فطرت راستہ حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط سے کسی طرح بھی زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

خدا کی ہمسری کر کے کوئی اس سے نہیں مل سکتا

کیونکہ الکبریاء ردائی کے بموجب گویا انسان خدا کی بڑائی میں اس کا ہمسر و خود سر ہو کر اس سے ملنا چاہتا ہے اور ظاہر ہے کہ ہمسری کا رنگ لیکر اس سے ملنا درحقیقت اسکی بارگاہ سے مردود ہی ہونا ہے۔

جنات اور انسانوں کے یہ دو راستہ الگ الگ ہیں

پھر جنوں کے لئے تو کسی نہ کسی درجہ میں یہ راستہ موصل الی المطلوب مانا بھی جا سکتا ہے کیونکہ ان کا مادہ علوی ہے وہ جب بھی صعود کرتا ہے بجانب علو ہی صعود کرتا ہے اور وہ اپنے اجسام کو جس حالت میں چاہیں تبدیل کر سکتے ہیں اور قدرت و اعجاز کے مظہر ہیں قدرت و اعجاز ہی کے راستے سے خدا تک پہونچ سکتے ہیں لیکن انسان کے لئے تو یہ جنوں کا راستہ کسی طرح بھی موزوں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا مادہ خاکی ہے جو انکساری و عبدیت اور اسفل کی طرف اسے کھینچے ہوئے ہے غرض یہ ہے کہ سمجھدار انسان تو اسی راستہ کو اختیار کریگا جسمیں امن و انکسار اور عجز و تذلل ہوگا البتہ اخوان الشیاطین اور نادان ٹھوکریں کھانے کے لئے بیشک یہ پُر خطر راستہ اختیار کرینگے مگر مقصد تک پھر بھی رسائی نہ ہوگی۔ کیونکہ ہر مخلوق اپنی ذوات اور ماہیت کے بدلنے پر کسی طرح قادر نہیں ہے۔

حبس دم بضرورت جائز ہے مقصود بالذات ہو کر نہیں

یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حبس دم سے قوت روحانی بیشک بڑھ سکتی ہے اور بہت سے اور متصوفین اسلام کا ایک طبقہ کم و بیش ضرور ہر زمانہ میں ایسا پایا جاتا ہے جنہوں نے ایک مخصوص غرض حاصل کرنے کے لئے حبس دم کیا ہے اور کمال معرفت اور عشق الٰہی میں سلسلۂ اسباب سے ایک درجہ میں قطع نظر کی ہے لیکن اس افراط و تفریط کے ساتھ نہیں کہ مہینوں تک حبس دم کر کے زندہ آدمی مُردوں کے روپ میں اپنے کو پیش کرے۔ یا کھانے پینے کو گناہ سمجھے اور رزق جیسی نعمت جس سے اس کی ربوبیت آشکارا ہے اور جو ایک زبردست انعام ربی ہے اس سے کفران نعمت کرتے ہوئے بالکل ہی اس سے منہ کو موڑے۔

اسلام نے خدا کی جناب میں قلب اور من کو پاک کرنے کے لئے ریاضتیں ضرور سکھلائی ہیں مگر خوارق سے بے التفاتی کے ساتھ اور مجاہدات و تزکیۂ نفس کی اجازت ضروری ہے مگر لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا کی قید کو یاد دلاتے ہوئے اور کشوف کونیہ و تصرفات قلبیہ سے بے اعتنائی کے ساتھ۔

اسلام کا جامع اور معتدل راستہ

غرض اسلام نے نہ دنیا کا بائیکاٹ سکھلایا نہ اس سے تو ٹکنا بتلایا نہ تن آسانی و نفس پروری کی تعلیم دی نہ نفس کو بالکل ہی مار دینے کا حکم دیا بلکہ ولنفسك عليك حق اور لا رهبانية في الاسلام فرما کر افراط و تفریط کے دونوں راستے مسدود فرما دئے اور کشوف تکوینیہ کی بھول بھلیوں سے صحیح سالم گذرنے کے لئے ان کی طرف بے التفاتی کا حکم دیا اور علم سحر کے ان آٹھ مقامات اور ان کی بے انتہا کلفتوں کے متعلق خود اہل ہنود کو اسکا اقرار ہے کہ اکثر لوگ اس راستہ سے منزل مقصود تک نہ پہونچ سکے اور اس راستہ سے حصول مراد بہت ہی مشکل کام ہے۔ اور بہت سے لوگ اسی قسم کے کرشمے دکھلانے کے لئے اس علم کو سیکھا کرتے تھے پس جس علم کے کسی حصہ سے بھی انسان فتنہ میں پڑتا ہو اور وہ اسی کا سد باب کرتا ہو وہ علم یقیناً علم مضر کہلائیگا۔

آیت سحر اور اسکی تشریح و تحقیق

اب اگر سحر کی متعلقہ تقریر اور اسکی تاریخی معلومات اور ہمارے نقد و تبصرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے آیت سحر واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان کے مطالب و معانی پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت بلا کسی تردد و گنجلک کے انشاء اللہ منکشف ہو جائیگی کہ ہاروت و ماروت جو تعلیم سحر سے انکار کرتے تھے اور وہ جو کہتے تھے انما نحن فتنة فلا تكفر یعنی ہم تو ذریعہ آزمائش ہیں۔ تم کفر مت پڑو ممکن ہے کہ وہ اپنی صعوبتوں اور دقتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے انکار کرتے ہوں بلکہ یقیناً وہ جانتے تھے کہ اس راستے سے انسان کا عجز و بندگی میں کمال حاصل کرنا بہت ہی دشوار بلکہ محال ہے اور اس علم کا خاصہ یہ ہے کہ اس سے خوارق عادات و تصرفات کا اس درجہ ظہور ہوتا ہے کہ انسان تو انسان ہی جنات تک فتنہ و عذاب میں پڑ جاتے ہیں اور منزل مقصود کو نہیں پاتے لیکن جو شخص باوجود اس نصیحت کے بھی نہ مانتا اور سر ہی ہو جاتا تو مجبوراً امر بر عالم کی مصلحت کلا غدها ولا وها ولا من عطار بیش کی اجازت عائد کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ اس علم کو سکھلا بھی دیتے جس کے ذریعہ سے انسان کا جنات و شیاطین کی مشابہت اختیار کر لینا اور ان کے راستہ پر چلنا آسان ہو جاتا کیونکہ اس دار العمل میں ہر ایک شخص لا تزر وازرة وزر اخرى کے قاعدہ کے مطابق اپنے قول و عمل کا خود ہی ذمہ دار ہے چنانچہ جب کوئی اُن سے عہد و پیمان کرتا کہ میں اس راستہ پر چلکر لوگوں کو فتنہ میں مبتلا نہیں کرونگا تو یہ دونوں فرشتے وہ اسرار بتلا دیتے جس سے انسان جنوں کی طرح کسب قوت

کرنے لگتا اور یہ تو نیک خصلت، فرشتہ صفت انسانِ بشریت ہی میں فرشتے ہی تھے خدا کے سامنے بھی جب کوئی انسان دل سے توبہ کر لیتا ہے، اور اپنے قصور کا معترف ہو جاتا ہے۔ بندہ گناہ نہ کرنے کا سچا عہد و پیمان کر لیتا ہے تو حضرت علام الغیوب عالم ماکان و مایکون ہونے کے باوجود بندوں کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے یہ نہیں فرمایا کہ تم تو آئندہ چلکر پھر گناہ کرو گے لہٰذا تم اپنے قول میں کاذب ہو اسی طرح ہاروت ماروت کا کام بھی یہی تھا کہ وہ نفع و مضرت دونوں سے آگاہ کر دیں اور جو راستہ انسانوں کے چلنے کا نہیں ہے بلکہ جنات کا ہے اس سے خبردار کر دیں لیکن اس پر بھی جبر و اصرار ہے جو اپنے کو خطرہ میں ڈالتا ہے تو وہ خود اپنا ذمہ دار ہے وہ جانے اور اس کا کام یہ دونوں اس سے بری ہیں کیونکہ رسولوں کا کام تو نیک و بد کا جُدا جُدا کر کے دکھلا دینا ہی ہے اور بس، چنانچہ جب ہاروت ماروت سے کوئی اس علم کو سیکھتا تو اوّلاً وہ اسکو سفلیات میں ملوث ہونے کی ہدایت کرتے اور جب کوئی اسکو گزر نہ تا تو دیکھتا کہ اس کا ایمان چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح الیہ یصعد الکلم الطیب کے نہج سے نکل کر آسمان کی طرف چلدیا اور اسکی جگہ کفر کی قوتیں لیلیتیں۔ پس آیۃ ہٰذا میں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق ناکفر فرمایا گیا ہے اس سے یہ ظاہر فرمانا مقصود باری تعالیٰ ہے واللہ اعلم بمرادہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنات و شیاطین و ساحرین پر جو جبر و تسخیر عطا کی گئی تھی وہ کسب سحر کا نتیجہ نہ تھا بلکہ ساحروں اور جنوں کے فتنہ سے انسانوں کو بچانے کے لئے حق تعالیٰ نے جو قوت و قدرت بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عجز و کمال بندگی کی وجہ سے ان کو عطا کی تھی وہ ایمان کی دولت کے ساتھ عطا کی تھی۔ گویا ہندو دھرم کی اصطلاح میں ان کو راج یوگ حاصل تھا اور قرآن پاک کی اصطلاح میں اُن کو ایک ایسا علم لدنی حق تعالیٰ کی طرف سے مرحمت فرمایا گیا تھا جس سے وہ تمام مخلوقات کی بولی سنتے اور سمجھتے تھے اور فضلنا علیٰ کثیر من عبادہ المؤمنین کا مصداق تھے۔

ہندو دھرم میں علم سحر ہٹ یوگ ہے

ہندو دھرم میں چار یوگ ہیں۔ ایک کرم یوگ، دوسرے ہٹ یوگ، تیسرے راج یوگ، چوتھے جتیا یوگ۔ ہٹ یوگ سحر کو کہتے ہیں جس کا مطلب اہلِ ہنود کے یہاں یہ ہے کہ خدا تک جبر اور ہٹ سے پہونچنا۔ اور راج یوگ کے معنی ہیں خدا کا بندہ کو از خود اپنا مقرب اور خاص بنا کر اپنی قوتیں عطا کر دینا سو اہلِ اسلام کے نزدیک بھی مقرب و خاصانِ خدا دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو عبادت، ریاضت اور کسب و محنت سے تقرب خداوندی حاصل کرتے ہیں دوسرے وہ مقرب و محبتی جنکو حق تعالیٰ از خود معرفت و عرفان عطا فرما دیں اور بغیر کسب کے انکی معرفت اور دہیان کو مکمل فرما دیں چنانچہ انبیاء علیہ السلام وغیرہ پر جو بھی حکمت و معرفت کا نزول ہوتا ہے اور انکی جسقدر بھی تربیت ہوتی ہے وہ از خود منجانب و من امر اللہ ہوتی ہے۔

چونکہ یہود حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات کو سحر ہی کا نتیجہ سمجھتے تھے اور ان کی کوتاہ نظر اس پر نہ پہونچی تھی کہ آخر تمام ساحر کیسے سور و دم بخود ہوئے جبکہ سحر کی طاقت ہر ایک حاصل کر سکتا ہے اور ایک کا توڑ دوسرا کر سکتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت اور یہود کی غلط فہمی

اسلئے جب آیت "واتبعوا ما تتلوا الشیاطین" کا نزول ہوا تو یہود متعجب ہوئے کہ محمد نے سلیمان کو کیسے نبی کہدیا حالانکہ وہ تو ساحر تھے تو اصل میں یہود کے پیش نظر یہ فرق نہ تھا ورنہ یہود ہرگز متعجب نہ ہوتے۔ دوسرے پہلے ہی سے یہود شیاطین کی بدولت اس فریب و چکر میں پڑے ہوئے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو کچھ بھی جنات وغیرہ پر تسخیر حاصل تھی وہ ایک مخصوص کتاب کی وجہ سے حاصل تھی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات سحر کا نتیجہ نہ تھے

علیٰ ہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی مسلمانوں کا ایک طبقہ آجتک اسی مغالطہ میں پھنسا ہوا نظر آتا ہے کہ ان کے تصرفات سب کے سب سحر کا نتیجہ تھے غالباً انہی مزید یہیں کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا تو وہاں ہر معجزہ کے ساتھ لفظ باذنی موجود ہے جسکے تکرار و اعادہ سے صاف و صریح اشارہ اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اذن و اجازت سے جو بھی نشان اور امر ظاہر ہوتا ہے وہ لیس کمثلہ شئی کا مصداق ہوتا ہے اور اس کی مثل اہلِ دنیا نہیں لا سکتے اور سمجھ لو کہ جسکی مثل دنیا میں ہو وہ ہمارا نشان اور فعل نہیں ہے بلکہ وہ سحر و نتیجہ کسب انسانی ہے چنانچہ اندھے کوڑھی کو قدرت کی پیدا کردہ ادویہ کے ذریعے تو ہر انسان سونگھا اور تندرست کر سکتا ہے لیکن بغیر کسی غیر محسوس مدد خداوندی کے صرف وہی اچھا کر سکتا ہے جسکو بارگاہ احدیت سے اذن اللہ کی قوت اور تصرف کامل حاصل ہو چنانچہ معجزۂ حضرت و حیاتی الدنیا والآخرۃ کے متعلق اسی لئے ارشاد ہے واذ یخلق من الطین کہیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرًا باذنی۔ الخ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ کو زندہ کیا تو وہ بھی ہمارے حکم اور اجازت سے اور اندھے اور کوڑھیوں کو (اگر بغیر تصرفاتِ ادویہ) اچھا کیا تو وہ بھی ہمارے ہی ارادہ و قدرت سے ان کے کسب کو اسمیں دخل نہ تھا لیکن جبکہ متمردین و معاندین نے معجزہ و سحر کے ایسے بین فرق دکھلائے جانیکے باوجود بھی اپنے وہم و مجود پرست طبیعتوں کی وجہ سے معجزات کا انکار ہی کیا اور انبیاء ماسبق کو جھٹلاتے رہے

مکذبین معجزاتِ انبیاء سابقین پر حق تعالیٰ کی طرف سے ایک آخری اتمام حجت

تو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے آخر میں علم سحر کے بالمقابل

علم الٰہی کا ایک ایسا بدیہی اور آخری معجزہ قرآن پاک کی صورت میں نازل کیا گیا جس کے بعد ہر اس شخص کو جس کا اگرچہ ایمان صرف مشاہدات و محسوسات پر ہی ہو اسکو بھی دم مارنے کا موقعہ نہ رہے اور ہر ایک منصف مزاج کو ماھذا الا کلام البشر ہی کہتے بن پڑے۔ تشریح اسکی یہ ہے کہ علم سحر کی جس قدر بھی تاثیرات عالم میں پائی جاتی ہیں وہ الفاظ و حروف ہی کے سانچوں میں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ جادوگر جب اپنے منتروں کو پڑھکر اپنے موکلوں کو بلاتا ہے اور کواکب و سیارات و ارواحِ سفلیہ کی تاثیرات سے فائدہ اٹھاتا ہے تو واسطہ میں حروف مروجہ ہوتے ہیں جنکی تعداد اٹھائیس یا اس سے کچھ زائد ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے انہی اٹھائیس حرفوں سے جن سے دنیا کے تمام انسان ہر قسم کی بولیاں بول کر اسکی مخلوق میں ایک کو دوسرے سے تمیز دیتے ہیں اور ہر زمانہ کے خطیب اور فصیح فصاحت و بلاغت کے دریا بہا کر کلام کی قوت سے لوگوں کو مفتون و مسحور کیا کرتے ہیں اور ساحرانِ انانیت شعار کلماتِ سحر جنکے لوگوں کو اپنا تابع فرمان بناتے ہیں ان سب کے غرور و انانیت کا تار و پود بکھیر دینے اور اعجازِ الٰہی کی مہر دنیا میں لگا دینے کیلئے ایک ایسا قولِ بلیغ اور کلامِ نور نازل فرمایا جسکی نورانیت سے آفتاب و مہتاب بھی ماند پڑ گئے۔ اور ساحرین کے مکر و زور کے چولہے ٹھنڈے ہو گئے۔ فصحائے عرب عاجز و ششدر رہ گئے اور ایک اُمی ہاشمی پر علوم الٰہیہ کی اس موسلا دھار بارش نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا کہ خالق بے چون و بیچگون ہی کیلئے ہر قسم کے کمالات سزاوار ہیں اور اس کے موصوف کمالات ہونے کے بعد کسی خلقت کا عیب رکھنے والے وجود کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ وہ کسی وقت اور کسی سلسلے میں بھی دعویٰ کمال و یکتائی کرے اسی لئے جناب باری تعالیٰ ڈنکے کی چوٹ اعلان و تحدی فرماتے ہیں وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین یعنی اے مدعیانِ فصاحت اور اے منکرینِ آیاتِ ربانی اگر اس قرآن معجز نما میں بھی تمکو مثل انبیائے سابقین معجزات کے کوئی شک و شبہ ہے تو تم سب ہی ملکر قرآن جیسی ایک سورۃ یا قرآن جیسی ایک آیت بنا لاؤ اور جو بندش و ترکیب الفاظ و حروفِ قرآنی میں ستاروں کے باہمی ربط و ارتباط کی طرح قائم ہے اور اس کے معانی میں جو انوار و رموز پنہاں ہیں اور ان کی تاثیرات کا یہ عالم ہے کہ زمین و آسمان کی تعمیریں اُن سے وابستہ ہیں اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اس کے بالمقابل تم بھی کوئی ایسا ہی کلام نورانی پیش کر دو اور طلسمِ معظم سحر کی تاثیرات پر فخر و ناز کرنیوالوں سے یہ کلام پُر تاثیر کہہ رہا ہے کہ اے ساحرانِ انانیت شعار اگر تم اپنے دعویٰ فلاحِ سحر میں صادق ہو تو اپنے اثرات کو مجھ پر غالب کر کے دکھلاؤ لیکن بندۂ عاجز سے قدرت کا مقابلہ چونکہ کسی طرح بھی نہیں ہو سکتا اس لئے علام الغیوب قادر و توانا کی طرف سے یہ پیشین گوئیاں بھی فرما دی گئی قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھٰذا القرآن لا یاتوں بمثلہ یعنی قیامت تک اگر انسان اور جن منفرداً اور مجتمعاً بھی یہ چاہیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو ہرگز نہ بنا سکیں گے جیسا کہ جن و انس ملکر بھی آسمان و زمین بنانا چاہیں یا آسمان کے ستاروں کی موجودہ ترتیب ہی کو بدلنا چاہیں تو ہرگز بدل نہیں سکتے تو تم ہی انصاف سے بتلاؤ جب وہ قوم عرب جو فصاحت و بلاغت اور اعجازِ کلام میں امام الاقوام تسلیم کی گئی ہے وہ ہی اس جیسا کلام پُر اثر بنانے سے عاجز ہو گئی اور جادوگر اپنے منتروں اور ساحرانہ کلمات میں اس جیسا اثر نہ دکھلا سکے نہ اپنے اثراتِ سحر کو اثراتِ علم الٰہی پر غالب کر سکے تو اس بدیہی اور مسکت صریح اور محسوس اعجازِ قرآنی کے بعد بھی کیا انبیاء سابقین کے اعجازات و معجزات کو سحر ہی کا نتیجہ اور اس کا مرتبہ دیا جا سکتا ہے؟ اور حضرت مصدق انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو معاذ اللہ غلط ٹھیرایا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور بیشک خدا کی عنایت و شہادت سے کسی طرح بھی نہیں، خوب سمجھ لیجئے کہ زمین اپنی جگہ سے ہل سکتی ہے اور یقیناً ایک دن میں ہلنے والی ہے اور آسمان اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے اور یقیناً قیامت کے دن ٹل کر رہیگا۔ مگر حضرت الصادق المصدوق کی تصدیقِ معجزات انبیاء سابقین یقیناً و لاریب اپنے موقع و محل سے ایک انچ اور سر مو بھی تجاوز نہیں کر سکتی۔

قرآنِ حکیم کے اعجاز کی اصلی وجہ

جس طرح گندھک، ہڑتال، پارہ تانبہ وغیرہ کے ذرات سے سونا اور چاندی بنتا ہے آفتاب کی حرارت ان کو پکا کر سونے کی شکل میں لے آتی ہے اور مہتاب کی چاندنی چاندی بنا دیا کرتی ہے اور سونے اور چاندی کے یہ اجزاء سب کو معلوم ہیں لیکن اُن کے اوزان اور مجموعی ترکیب و ترتیب کا علم بجز مخصوص حاملانِ سرِ الٰہی کسی کو معلوم نہیں اسی لئے ہر ایک ہوس کیمیا سازی میں کامیاب نہیں۔ اسی طرح قرآنِ حکیم کے الفاظ و حروف تو ہر ایک کو معلوم ہیں لیکن ان حروفِ آبی و ناری خاکی و بادی کو ترکیب طبعی کے ساتھ ایک خاص مقدار کے ساتھ جمع کر دینا اور ان میں معانی غیبیہ کو مضمر کر دینا جس سے وہ قلب انسانی کی گہرائیوں اور پہنائیوں میں اُترتے چلے جاویں اور انسان کی روح کو زیورِ کمال سے آراستہ و مزین کر دیں، یہ سوائے خداوند عالم کے اور کسی کے بس کا کام نہیں تھا اسی ملہمانہ ترکیب نورانی کے متعلق قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ اگر قرآن کریم کو تم منزل من اللہ نہیں مانتے بلکہ یہ عقیدہ دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہو کہ یہ کلام البشر ہے تو اچھا اس جیسی اثر رکھنے والی ایک ہی سورۃ بنا لاؤ جس کے معانی و مطالب، کیفیات و اثرات، اور جس کے الفاظ و حروف کی باہمی کشش ایسی ہو جیسی ستاروں کی کشش اور علاقہ ایک دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے اور جس کے انوار ارواح و اجسامِ انسانی پر ایسے ہی غالب اور ناطق ہوں جیسے مذکورہ بالا اشیائے عالم کے اثرات انسان پر حاوی ہو رہے ہیں۔

چنانچہ سورہ کوثر جیسی چھوٹی سی سورت کو جب لکھکر خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکایا گیا کہ کوئی اس جیسا کلام بنا کر پیش کرے تو تمام فصحائے عرب باوجود دعائے فصاحت کے اس جیسے اعلیٰ وارفع کلام کا مثل پیش کرنے سے عاجز و ششدر ہوگئے۔ فصاحت و بلاغت میں ظاہر ہے کہ ایک سے ایک بڑھکر تھا لیکن اگر وہ عاجز رہے تو اسی ترکیب الفاظ و حروف اور معانی غیب کے پیش کرنے سے۔ مثال کے طور پر ہم سورۂ کوثر ہی کے متعلق وجہ اعجاز کو ظاہر کرتے ہیں۔

سورہ کوثر کا اعجاز علمی وعملی اور انسانوں کا عجز

دیکھیے سورہ کوثر کے صرف تین جزو ہیں۔ پہلا جزو انا اعطینٰک الکوثر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خدا نے اپنے نبی خاتم الزماں کو کوثر عطا کی۔ دوسرا جزو فصل لربک وانحر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس کے شکریہ میں نماز اور قربانی ادا ہونی چاہیے۔ تیسرا جزو انّ شانئک ھو الابتر ہے یعنی تیرے دشمن ہی ابتر اور منقطع الذکر ہیں۔ کوثر عالم غیب کی ایک نعمت عظیم ہے وہ اس عالم میں عطا کی گئی جسکی لذت اندوزی کی صورت اس جہان میں صلوٰۃ اور نحر ہی ہے کیونکہ ان میں سے نماز سے روح کو تقویت اور زیور کمال حاصل ہوتا ہے تو نحر سے جسم انسانی کے اندر توانائی و استحسان آتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کے بالمقابل جو انسان بھی حسد کی راہ سے مقابل آئیگا وہی ابتری کے مرتبہ پر پہونچ جائیگا۔ تو اب فرمایئے کہ اس الہام ربی اور مضمون عالم غیب کا مثل کوئی مضمون بشر کیسے لاسکتا ہے اور کیا ایسے حکیمانہ مضامین غیبہ کو مشتمل چھوٹی سی سورۃ بنا کر کوئی دکھلا سکتا ہے۔ جسکی صفت یہ ہے کہ جس علم کی رو سے بھی سورۂ ہذا کو جانچو وہ کامل و اکمل ہی نظر آتی ہے۔ ہم نے رسالہ آب کوثر میں ایک جگہ لکھا ہے کہ مثلاً علم الوفق الکف اور علم العدد کی رو سے اگر سورہ کوثر کی خاصیت دیکھی جائے تو اس کے اثرات تب بھی اعلیٰ اور جلالی ہی نظر آتے ہیں کیونکہ اس سورہ کا حاصل مجموعہ ہے جو عدد کہ حکیم فیثا غورث کی تحقیق میں سیارہ زحل سے متعلق ہے۔ حکیم موصوف کا بیان ہے کہ ہر ایک حرف اور ہر ایک عدد کا تعلق ایک نہ ایک سیارہ اور ستارہ سے متعلق ہے تو اب حاصل یہ نکلا کہ سورہ ہذا کا یہ عدد باذن اللہ جسکی طرف بھی متوجہ ہوگا اسکی بربادی وابتری کے لئے قطعی ہوگا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ روایات واحادیث معتبرہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنان مخصوص بھی آٹھ ہی تھے جو تباہی و بربادی کے گھاٹ اترے پس نتیجہ یہ نکلا کہ صلوٰۃ و نحر میں جس قدر مرتبۂ احسان کسی کو حاصل ہوگا تو آخرت میں تو اس کے لئے اس کا صلہ اعطائے کوثر ہے اور دنیا میں اس کا لازمی اور قطعی صلہ فلاح اور بربادی حسادوابتری دشمنان ہے چنانچہ جوں جوں حضور علیہ السلام کو صلوٰۃ و نحر میں مرتبۂ احسان حاصل ہوتا گیا ووں ووں حضور کے دشمن مرتبۂ ابتری و بربادی میں کمال حاصل کرتے چلے گئے اور حضور کے صدقہ میں اب بھی جس قدر حضرات مؤمنین صلوٰۃ و نحر سے اپنی اپنی استعداد و قدرت کے موافق مرتبۂ احسان حاصل کرتے رہیں گے اُسی قدر ان کے حاسد اور دشمن مرتبۂ ابتری و بربادی حاصل کرتے رہیں گے۔

اب ناظرین ہی اندازہ فرمائیں کہ الفاظ و حروف کی یہ اعلیٰ نورانی ترکیب اور سورۂ کوثر کے پرکیف و پُرتاثیر جملے کسی انسان کی طاقت ہے کہ وہ بنا کر دکھلا سکے اور جو بشارت اسمیں مدلل طریق سے حضور علیہ السلام کو دی گئی ہے جس کا مزا اس دنیا میں صلوٰۃ و نحر سے انسان چکھ سکتا ہے اور جسکی صداقت ان شانئک ھو الابتر کی حکمی پیشینگوئی سے ہزاروں بار مشاہدہ میں آچکی ہے کوئی اس کا انکار کر سکتا ہے؟ یا سوائے خدا کے کوئی علم غیب کو اس طرح انسانوں پر آشکارا کر سکتا ہے؟ یہی عجز کا اصلی سبب ہے جس پر ہر کس و ناکس کی نگاہ نہیں پہنچی اور باوجود ہر کس و ناکس کے اظہار اعجاز قرآنی کے سبب کو حقیقت اعجاز قرآنی سے واقفیت نہیں ہوتی اور یہی وہ سبب واحد ہے کہ اس کلام نور کے ہم پلہ و ہم مثل کوئی کلام آجتک نہ بن سکا اور نہ کبھی بن سکیگا پھر سونا اور چاندی تو باذن پروردگار بنا لینا ممکن بھی ہے۔ چنانچہ برسوں خاک چھاننے والے اس کی حقیقت پر کبھی مطلع بھی ہو جاتے ہیں لیکن علوی ارواح لطیفۂ نورانیہ کا انتخاب الفاظ و حروف میں اس طرح بند کر دینا کہ اس قرآن پاک میں جملہ کواکب و سیارات کی طرح قسم قسم کے انوار موجود ہیں کسی انسان کے قبضۂ قدرت میں نہیں دیا گیا۔ اسی لئے حفاظتِ ذکر حکیم کو بھی خداوند عالم نے اپنے ہی لئے مخصوص فرمایا یعنی ایسے پاک سینوں میں اس نور کو رکھنا تجویز فرمایا گیا جو ہر طرح قابل اطمینان ہوں اور اگر کوئی بمقتضائے اثرات خبیثہ کوئی تحریف کرے بھی تو خداوند عالم نے جس طرح انتظام کلی میں کسی بشر کو گڑبڑ کرنے کی قدرت نہیں دی اسی طرح وہ اس کلام نورانی میں کوئی گڑبڑ نہ کر سکیں۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔

ظہور معجزات کی ضرورت

باقی رہی یہ بات کہ اس قسم کے اعجاز و نشانات کے اظہار کی ضرورت ہی کیا تھی سو اسکے متعلق یہ عرض ہے کہ جب ہماری اور تمہاری حالت باوجود اس عجز و بیچارگی کے یہ ہے کہ اگر ہمارا کوئی ملازم جو وضع میں اور قطع میں اور روح میں بالکل ہم سے مشابہ اور ہمارے مساوی ہے ایک مرتبہ بھی آنکھ میں آنکھ ڈال کر یا آنکھ ملا کر بات کرے یا ایک شاگرد اپنے استاذ سے اپنے کو بڑا اور بہتر کہنے لگے تو ہم جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ہماری انانیت باوجود عجز و بیچارگی میں ملوث ہونے کے اپنا عجز گوارا نہیں کرتی تو وہ کبریا رحیم کے لئے تکبر و کبریائی سراسر موزوں ہے اور جو قادر مطلق ہر قسم کے عجز و نیاز سے منزہ و مقدس ہے پھر اس کے جامع الکمالات اور یکتا ہوتے باوجود کسی کا دعویٰ قدرت و یکتائی کیسے قابل برداشت ہو سکتا ہے۔

اسی لئے سنت اللہ یہ جاری ہے کہ جب انسان سراپا عیوب و نقصان اپنے دائرہ اور حد سے متجاوز ہو کر کسی قسم کا دعویٰ کمال کیا کرتا ہے تو اسی کے ہم جنسوں سے اُس کے دعویٰ کمال کو پاش پاش کرا دیا جاتا ہے۔

چنانچہ علم سحر کے متعلق بھی جب یہ باور ہونے لگا اور دعویٰ کیا جانے لگا کہ انسان اس کے ذریعہ سے فلاح دارین حاصل کر سکتا ہے اور ساحر اپنے انانیت شعار بھی جب انبیاء و بندگان خاص کی صف میں شمار کئے جانے لگے اور حق باطل کے ساتھ اس درجہ ملتبس اور مختلط ہونے لگا کہ باطل کو حق اور حق کو باطل سمجھا جانے لگا تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسے معجزات باہرہ کے ساتھ مبعوث فرمایا جس سے اس حقیقتِ باطلہ کا عملاً رد ہو جائے۔

اور سب سے آخر میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اور معوذتین کا نزول فرما کر علماً اس پر خطِ عدم کھینچ دیا گیا اور ہمیشہ کے لئے سحر کا سر نیچا کر کے اس کے بخئے الگ الگ کر دیئے گئے۔ فقط۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

اگلے شمارے کی ایک جھلک

تمام مستقل عنوانات

درس عملیات، علم الاعداد، علم النفس، علم الرمل، نبیوں کی شریک حیات، علاج بالقرآن، روحانی ڈاک، خوابوں کی تعبیر، ہپناٹزم وغیرہ کے علاوہ بعض اور قیمتی مضامین بھی جلوہ گر ہو رہے ہیں۔ مثلاً

فالنامہ حضرت لقمان

رُوحوں کی حاضرات کا عمل

قضائے حاجات کا ایک نادر فارمولہ

"ہنجاہ قاف" کی افادیت

مولانا اخلاق حسین قاسمی کی ایک گمراہ اصطلاح

مولانا سید اسعد مدنی کا اعتراف کرواتی۔

روحانی علیات کی مخالفت کرنے والوں کے کردار کی حقیقت؟

اور بھی بے شمار وہ دلچسپیاں جو طلسماتی دنیا کو دوسرے رسالوں سے ممتاز کرتی ہیں

اگلا شمارہ ضرور پڑھیں قیمت ۱۵ روپے ہوگی۔

شائع کردہ:۔ طلسماتی دنیا دیوبند

رُوحانی قوّت

حرکات جسم، تخیل، اطمینان، ترغیب، ارادہ و نفس کے بہترین اور کامیاب نتائج کو فرانس میں روحانی قوت کا حصول کہتے ہیں۔ یہ طاقت ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جو یکسوئی قلب سے حاصل ہوتی ہے۔ یہی حرکات جسم کی پختگی کو ہم یکسوئی قلب بھی کہہ سکتے ہیں۔ یکسوئی قلب یا حرکات جسم کی پختگی تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ اور تصور حاصل ہوتا ہے اجتماع خیال سے اسی طرح یہ سلسلہ اپنے آغاز پر آکر مرکوز ہو گیا۔ اور یاد رکھیں کہ ان تمام حرکات کا سرچشمہ قلب ہے جو جملہ حرکات بلکہ کائنات کا مرکز ہے۔

قلب اپنی مرضی کا مالک نہیں ہے۔ یہ اپنے مشیروں کا محتاج ہے جو اسکو اپنے اصلی مدعا پر قائم نہیں رہنے دیتے۔ وزیر با تدبیر اس کی آنکھیں ہیں۔ اور مشیر اسکے کان ہیں جو اس پر ہمیشہ حاوی رہتے ہیں۔ یہ ان سے متاثر رہتا ہے۔ کیونکہ انتشار خیالات اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی خواہش دل میں پیدا ہوتی ہے۔ تمام خواہشات کا مرکز دل ہے جس میں طرح طرح کی تمنائیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں ایک تو اسکی اپنی خواہش ہوتی ہے۔ جو اس کو خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام اندرونی خواہش ہے۔ دوسری خواہش کا نام بیرونی ہے۔ جو اس کو کانوں سے سنکر پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ اندرونی خواہش پر جلد غالب آجاتی ہے۔ اور یہ اس کا مرید ہو کر آنکھوں سے دیکھنے کا مشتاق ہوتا ہے۔ چونکہ یہ وزیر با تدبیر اس شے کی اصلیت و ماہیت کو اچھی طرح سے دیکھ کر اس کو آگاہ کر دیتا ہے۔ جس کے مشورہ سے اس کو اس کی مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ کو اس میں اعتراض ہے تو تجربہ کیجئے اور دیکھیے ــــــ آپ اپنے خیال کو ایک طرف لگایئے یعنی کسی چیز کی خواہش دل میں کیجئے۔ جوں ہی آپ کے کان میں کسی عجیب و غریب خبر کی آواز پہنچیگی فوراً آپ کی پہلی خواہش معدوم ہو کر آپ کا دل اس طرف چلا جائے گا۔ اور آپ کو اس عجیب و غریب واقعہ کے معلوم کرنے اور دیکھنے کی خواہش پیدا ہوگی۔ بس یہی انتشار خیالات ہے جسکو دور کرنے سے یکسوئی قلب پیدا ہو کر ایک روحانی قوت حاصل ہوتی ہے جسکا تعلق زیادہ تر دل اور آنکھوں میں پایا جاتا ہے۔ دیکھئے جب ہم کسی شخص کی طرف مخاطب ہو کر اسکو کچھ کہنا چاہتے ہیں تو وہ بیشتر ہی ہمارے مطلب کو سمجھ لیتا ہے۔ یہ اس کی یکسوئی قلب کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جس وہ قبل از بیان کرنے کیلئے دل منشا پر حاوی ہو جاتا ہے اس لئے یکسوئی قلب کا ہونا ہر حالت میں ضروری ہے۔ یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح حواس پانچ ہیں اسی طرح قوائے انسانی کی قسموں کی تعداد بھی پانچ ہے۔ پانچوں حواس حسب ذیل ہیں۔ دیکھنے کی حس بصارت کہلاتی ہے۔ سننے کی حس سماعت کہلاتی ہے۔ چکھنے کی حس ذائقہ کہلاتی ہے۔ سونگھنے کی حس شامہ کہلاتی ہے۔ چھونے کی حس لمس کہلاتی ہے۔ انتشار خیالات کا باعث یہ پانچوں حواس ہوتے ہیں۔ ان پانچوں حواس کو قابو میں لانے کے بعد ہی روحانی قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ قابو "یکسوئی قلب" ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

مستقل عنوان

انسانی مسائل کا روحانی حل

حسن الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

ہر شخص خواہ وہ طلسماتی دنیا کا خریدار ہو یا نہ ہو۔ ایک وقت میں تین سوالات کر سکتا ہے۔ جوابات حاصل کرنے کیلئے جوابی لفافہ ضرور ساتھ بھیجا جائے۔ اگر اس کالم میں جگہ نہ مل سکی تو ڈاک سے جوابات دیدیئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

جادو کیسے کرایا جاتا ہے

سوال از: سعود احمد ——— مالیگاؤں۔

جادو کے بارے میں پہلے میرا خیال یہ تھا کہ جادو صرف شعبدے بازی اور نظر بندی کو کہتے ہیں۔ لیکن حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کی معارف القرآن پڑھ کر اور اس میں آیاتِ سحر کی تفسیر پڑھ کر مجھے معلوم ہوا کہ جادو اگرچہ حرام ہے۔ لیکن اس کی ایک حقیقت ہے اور جادو کے ذریعہ انسان کی جان تک لی جا سکتی ہے۔ آپ نے طلسماتی دنیا کے ذریعہ دو دھا دو بانی کے فرق کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ حقیقت اور افسانے کے درمیان جو فرق ہے اس کی وضاحت بھی آپ نے کر دی ہے۔

جادو کے بارے میں آپ نے وقتاً فوقتاً دیا کیا ہے۔ جو علمائے حق کی رائے ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جادو لوگوں پر کیسے کرایا جاتا ہے۔ اگر آپ اس سوال کے جواب کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے تو بہت لوگوں کو فائدہ ہوگا اور جادو سے حفاظت کے طریقے بھی بتا دیں تو عنایت ہوگی۔

جواب جادو علوی ہو یا سفلی اس کے بہت سے طریقے رائج ہیں۔ اور تقریباً سبھی طریقے شرعاً حرام ہیں۔ اس لئے کہ جادو بالعموم اللہ کے بندوں کو نقصان پہنچانے کیلئے کیا جاتا ہے۔ اور اللہ کے بندوں کو نقصان پہنچانا اور کسی اذیت میں مبتلا کرنا قطعاً حرام ہے۔ البتہ جادو کی حقانیت بے شمار حقائق و شواہد سے دو اور دو چار کی طرح ثابت ہے اور اسی لئے تمام علمائے ربانی نے اس کی حقیقت اور واقعیت کو تسلیم کیا ہے۔

جادو کو کسی پر واقع کرنے کے ایک نہیں لاتعداد طریقے ہیں۔ عام طور پر کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی سفلی عمل کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ چیز کسی کو کھلا دی پلا دی جاتی ہے۔ یہ چیز جس کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اپنا اثر دکھا دیتی ہے اور ایسے جادو کی جو کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعہ ہوا ہو۔ کاٹ کرنا بھی قدرے دشوار ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہ جادو کھانے پینے کی چیزوں کی وجہ سے انسان کے رگ و ریشے میں سرایت کر جاتا ہے اور خون بن کر رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔

دوسرا طریقہ ماہرین نے یہ لکھا ہے کہ جادوگر اپنا ناپاک ارادہ پورا کرنے کیلئے مسحور کے بال یا ہاتھوں پیروں کے ناخن یا پھر استعمال شدہ کپڑے کسی طرح حاصل کر لیتا ہے۔ اس سلسلے میں بعض عاملین کا خیال یہ ہے کہ بال صرف سر ہی کے کام میں آتے ہیں جسم کے دوسرے حصے کے بالوں پر جادو اثر انداز نہیں ہوتا۔ ناخن کے سلسلے میں یہ رائے ہے کہ اگر وہ بیس کی بیس انگلیوں کے ہوں تو کارگر ہوتے ہیں ورنہ جادو بے اثر ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض حضرات کی رائے یہ بھی ہے کہ اگر ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کے ناخن حاصل ہو جائیں تو جادوگر اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ استعمال شدہ کپڑے میں جادو اسی وقت اثر انداز ہوتا ہے جب کہ کپڑا دھلنے سے پہلے کسی کے ہاتھ لگ جائے۔ دھلنے کے بعد انسانی جسم کا اثر ختم ہو جاتے ہیں۔ اور قوتِ لامسہ کا اثر باطل ہو جانے کی وجہ سے انسان سحر کی لپیٹ میں نہیں آتا۔

اگر یہ تینوں چیزیں دستیاب نہیں ہوتیں تو جادوگر مسحور کے پاؤں تلے کی مٹی حاصل کرتا ہے اور اس میں مُردہ گھاٹ کی مٹی کے علاوہ گندے اور سفلی عمل سے تیار کی ہوئی چیزیں ملاتا ہے۔ پھر ایسی جگہ انہیں دبا دیتا ہے جہاں سے مسحور کو روزانہ گزرنا ہوتا ہو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ جادو کا اثر مسحور کے بدن پر پڑنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ جن کا دواؤں اور جڑی بوٹیوں کے ذریعہ علاج نہیں کیا جا سکتا۔ معالجین اور تیمار دار علاج کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ لیکن کوئی دوا اور کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اور دن بدن مریض کی صحت خراب سے خراب تر ہوتی چلی جاتی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی لاتعداد طریقے ہیں۔ مثلاً گھر کی چوکھٹ پر کوئی چیز گاڑ دینا۔ گھر کے صحن میں کوئی ہانڈی دبا دینا۔ کسی قبرستان میں کوئی پتلا دبا دینا۔ اور اس پتلے پر مریض کا نام اور اس کی والدہ کا نام لکھ دینا۔ پھر اس پتلے کے ساتھ ساتھ کوئی ایسا عمل بھی دبا دینا جو سفلی اور سیاہ علم کے ذریعہ وجود پذیر ہوتا ہو۔ ایک وقتِ معینہ میں اس گرفت کے اثرات مریض کے قلب و ذہن پر پڑنے شروع ہوتے ہیں اور پھر اس کے بعد جسم بھی کمزور اور لاغر ہوتا چلا جاتا ہے۔

بعض جانوروں کی ہڈیوں پر بھی مریض کا نام لکھ کر عمل کیا جاتا ہے اور پھر اس ہڈی کو مریض کے گھر میں یا آس پاس دبا دیا جاتا ہے۔ بعض جانوروں کے خون پر سفلی عمل کیا جاتا ہے پھر اس خون کو مریض کے گھر میں پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ خون جادو کے ذریعہ بھی مریض کے گھر میں ڈلوا دیا جاتا ہے۔

اسی طرح بڑے جانور کے گردوں اور کلیجی پر بھی سفلی عمل ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد یہ چیزیں مسحور کے گھر جاتی ہیں۔ اگر بالاتفاق وہی شخص انہیں ہاتھ لگائے یا ان پر سے گزر جائے جس کیلئے یہ سفلی عمل ہوا ہے تو جادوگر اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

روز مرہ کے استعمال میں آنیوالی کھانے کی چیزیں مثلاً مرچ، ہلدی، دھنیا، آٹا یا پھر کوئی ترکاری یا کوئی پھل وغیرہ پر بھی سفلی عمل کر کے اس کے گھر بھجوا دی جاتی ہیں جس پر عمل کرنے کا ارادہ ہو۔ اگر اتفاقاً ان چیزوں کو وہی شخص استعمال کر لیتا ہے جس کے لئے بھیجوائی گئی ہیں تو جادوگر کا تیر نشانہ پر لگتا ہے اور اس کے بعد وہ شخص جادو کی زد میں آ جاتا ہے۔ اور برباد ہو جاتا ہے۔

بعض جادو غیر میعادی ہوتے ہیں۔ اور بعض کی میعاد مقرر ہوتی ہے جس میں کی میعاد چالیس دن کی ہوتی ہے۔ اگر اس دوران مریض کا علاج کرا لیا جائے تو عمل کٹ جاتا ہے اور متاثر انسان خطرے سے نکل جاتا ہے۔ لیکن اگر میعاد پوری ہو گئی اور کوئی ڈھنگ کا روحانی علاج نہیں ہو سکا تو مریض کی قوت مدافعت گھٹتے گھٹتے کم سے کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور جسم پر ضعف اور مردنی طاری ہو جاتی ہے۔ بر جادو زدہ انسان کا روزگار بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ جس کے لئے کیا جاتا ہے اس کی زندگی کا ہر گوشہ متاثر ہوتا ہے۔ صرف اس کی جان ہی نشانہ نہیں بنتی۔ بلکہ اس کا مال بھی نشانہ بنتا ہے۔ اور جوں جوں وقت گزرتا رہتا ہے اس کی صحت گرتی چلی جاتی ہے اور اس کا روزگار بھی تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی مریض جان بحق بھی ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ موت اور زندگی کا مالک اللہ ہے۔ اور جب یہ بات مسلّم ہے کہ موت جب ہی آئے گی جب اللہ چاہے گا تو پھر کسی کے مارنے سے یا کسی جادو کرنے سے کوئی کیسے مر سکتا ہے۔ ——— یہ بات بظاہر بہت خوشنما اور قرینِ عقیدہ معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقتاً اس بات میں کوئی دم نہیں ہے۔ اسباب و علل کی اس دنیا میں جب بھی کوئی شخص اچھا برا سبب اختیار کرے گا اس کے نتائج سامنے آ کر رہیں گے۔ اور یہ نتائج نظامِ خداوندی ہی کا ایک جزو ہوں گے۔ ہم نے آج تک کسی بھی صاحبِ عقیدہ انسان کو کرفیو کے دور میں یہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا کہ گھر سے باہر چلو۔ کرفیو سے کیا ہوتا ہے۔ گولی تو جب ہی لگے گی جب اللہ چاہے گا۔ کوئی شخص خواہ کتنا بھی راسخ العقائد ہو۔ زہر کے پیالے پر یہ کہہ کر نہیں پیتا کہ جب تک اللہ نہیں چاہے گا۔ زہر اثر انداز نہیں ہوگا۔ اسباب کی اس دنیا میں اللہ کی قدرت کی بڑائی اور فوقیت اپنی جگہ لیکن اسباب باذن اللہ ہر معاملے میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ آگ باذن اللہ جلاتی ہے۔ تلوار باذن اللہ کاٹتی ہے۔ تریاق باذن اللہ شفا کو عطا کرتا ہے اور زہر باذن اللہ جان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسی طرح سفلی جادو باذن اللہ انسان کو ضرر پہنچاتا ہے اور کبھی کبھی جان بھی لے لیتا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ جس کی موت کاتبِ تقدیر نے سحر کے ذریعہ لکھ دی ہے۔ اس کی موت سحر کے ذریعہ ہی واقع ہوتی ہے۔ خواہ وہ سحر کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو۔ کوئی اگر زہر کی سمیت کا قائل نہیں ہوتا۔ تب بھی زہر اس کو نقصان پہنچانے میں کسر نہیں چھوڑتا۔

جادو کے صرف یہی طریقے رائج نہیں ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا۔ ان کے علاوہ بھی ہزاروں طریقے ہیں جن کے ذریعہ انسانیت برباد کی جاتی ہیں۔

جادو سے حفاظت کیلئے اپنے بالوں کی اپنے کنگھے کی اپنے ناخنوں کی اپنے استعمال شدہ جوتوں اور کپڑوں کی اپنی استعمال شدہ ٹوپی کی اپنے فوٹو کی حفاظت خاص طور پر کرنی چاہئے۔ کسی جگہ سے آئی ہوئی چیز کو بالخصوص اگر وہ مشتبہ شخص نے بھیجی ہو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا یضر مع اسمہ شیء پڑھ کر کھانی چاہئے۔ علاوہ ازیں نماز اور تلاوتِ قرآن کی پابندی رکھنی چاہئے۔ جو لوگ پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور روزانہ کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں وہ بفضل ربّ العالمین ارضی اور سماوی آفات سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور اگر کسی زد میں آ بھی جاتے ہیں تو جلد ہی انہیں چھٹکارا نصیب ہو جاتا ہے۔ اس تفصیل سے آپ یہ تو سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ جادو کس طرح کیا جاتا ہے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی جان گئے ہوں گے کہ جادو ٹونے سے اپنی حفاظت کس طرح کی جا سکتی ہے۔

جادو سیکھنا کیسا ہے؟

سوال از: (ایضاً)

جادو کی تعلیم حاصل کرنا شرعاً کیسا ہے۔؟

جواب جادو کو دفع کرنے کے جو طریقے بزرگوں سے منقول ہیں جو عموماً قرآنی عملیات پر مشتمل ہیں۔ انہیں سیکھنا تو اس دور میں ایک بے حد ضروری ہے بعض طریقے جو عبرانی اور سریانی زبان میں ہیں۔ لیکن ان سے شرک کی بو نہیں آتی انہیں سیکھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ اس جادو کی تعلیم حاصل کرنا جو گندے اور سیاہ علم کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ اور جس میں شیطان لعین سے استمداد کی جاتی ہے۔ قطعاً حرام ہے۔ اللہ ایسی ناپاک چیزوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

علم نجوم اور علم رمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال از: (ایضاً)

بعض علماء سے سنا ہے کہ علم نجوم اور علم رمل ناجائز علم کے دائرے میں آتے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔؟

جواب ہمارے علم کے مطابق علم نجوم اور علم رمل مطلقاً ناجائز علوم کے دائرے میں

کرتے ایسا اگر یہ علوم منجانب اللہ ہوجائیں تو پھر ان میں خیانت پیدا ہوجاتی ہے۔ علم نجوم کا وہ حصہ جس میں آنے والے زمانہ سے متعلق پیشین گوئیاں کی گئی ہوں، اور غیب کی باتیں بتائی گئی ہوں یا بتلیں گمراہ کن ہوتا ہے۔ اسی طرح علم رمل کے ذریعہ اگر لوگوں کو غیب سے پردے اٹھائے جارہے ہوں اور اس کے توسط سے حاصل شدہ علم کو صدفی صد سچ تصور کیا جارہا ہو تو بلاشبہ ناجائز ہے۔ لیکن علم نجوم اور علم رمل کا وہ حصہ جو ہمارے بزرگوں سے منقول ہوتا آرہا ہے۔ اور جسے اسباب کی اس دنیا میں انتظام خداوندی کا ایک حصہ کہ کر جائز طریقہ سے بطور سبب اختیار کیا جاتا ہے اور اس پر اتنا ہی یقین کیا جاتا ہے جتنا سوکی اثرات اور آلات کے ذریعہ حاصل شدہ علم پر یقین ہوتا ہے تو اس کے سیکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اسے مفید و غیر مضر سمجھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

چوکی چھوڑنے کی حقیقت

سوال از: سلطان احمد ــــــــــ کانپور

اکثر لوگوں سے سننے میں آتا ہے کہ فلاں آدمی پر چوکی چھوڑ دی گئی ہے اور اب اس کا بچنا مشکل ہے۔ تو کیا چوکی چھوڑنے کی کوئی حقیقت ہے یا یہ خواہ مخواہ والی بات ہے جو عوام میں پھیل گئی ہے۔

جواب چوکی سے مراد یہ نہیں ہے کہ لکڑی کی کوئی چوکی یا تخت کسی کے خلاف چھوڑ دیا جاتا ہو۔ بلکہ سفلی اور گندے عمل کے ذریعہ جو خطرناک حملہ کیا جاتا ہے اسی کو چوکی چھوڑنا کہتے ہیں۔ بالعموم گندے اور سفلی علم کے ذریعہ ہانڈی جادو گر کسی کے خلاف مخصوص راتوں میں روانہ کرتا ہے۔ اور یہ ہانڈی از خود اڑ کر اس شخص کے گھر پہنچ جاتی ہے جس کو نشانہ بنایا گیا ہو اور اس کے بعد وہ کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اور جان کنی بھی ہوجاتی ہے۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھی چاہئے کہ دنیا کا کوئی حربہ اور کوئی طریقہ کسی انسان کی جان اس وقت تک نہیں لے سکتا جب تک اللہ کی مرضی نہ ہو۔ ہاں یہ طے ہے کہ جس طرح اس دنیا میں بندوق کی گولی اور کمان سے نکلا ہوا تیر کسی کو زخمی کرسکتا ہے۔ اسی طرح جادو کے ذریعہ چھوڑی ہوئی چیزیں بھی نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ بالعموم اس طرح کے عمل اس قوم سے کرائے جاتے ہیں جو شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے کے عادی ہوں۔ کیوں کہ اس طرح کے سفلی عمل میں وہ عامل زیادہ کامیاب ہوتا ہے جو زیادہ سے زیادہ جسمانی اور روحانی طور پر ناپاک ہو۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔

جنات کے ذریعہ جادو کرانے کی حقیقت

سوال از: (ایضاً)

یہ بات بھی اکثر سننے میں آتی ہے کہ فلاں انسان پر جنات کے ذریعہ جادو کرایا گیا ہے۔ اس لئے اس کا علاج ناممکن ہے۔ یہ بات عاملین کا ڈھکوسلہ ہے یا اس کی کوئی حقیقت ہے۔ براہ مہربانی اپنے رسالے میں اس پر روشنی ڈالیں۔

جواب جنات کے ذریعہ جادو کرانے کی روش تو بہت پرانی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ اپنی روحانی طاقت سے جنات کو تابع کرلیتے ہیں، وہ لوگ جنات کے ذریعہ دوسروں پر سفلی اور علوی حملے کرکے ان کی زندگی اجیرن کردیتے ہیں۔ اور ایسے سحرزدہ لوگوں کا علاج قدرے دشوار ہوتا ہے۔ دشوار سے مراد ناممکن نہیں ہے۔ بلکہ دشوار سے مراد وقت طلب ہے۔ اور یہ علاج ہر کس و ناکس کے بس کی بات بھی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگوں کا علاج وہی عامل کرسکتا ہے جو روحانی عملیات کا شہسوار ہو۔ اور جسے فن کی باریکیوں اور گہرائیوں کی خبر ہونے کے ساتھ ساتھ مؤکلین اس کے تابع ہوں۔ دیا نتداری کا تقاضہ ہے کہ کوئی بھی جگہ کسی کے ذریعہ کسی کے بھی لگ سکتا ہے۔ محض اتفاق کو اصول درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو لوگ روحانی عملیات میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ باقاعدہ اس فن کا درس لیں تاکہ موجودہ دور پُر فتن میں جس میں سفلی اور بیلے علم کے ساتھ ساتھ جنات کے ذریعہ سحر کرانے کی مثالیں بھی کافی سے زائد ہیں۔ وہ لوگوں کی صحیح معنوں میں بروقت خدمت کرسکیں۔

ایک مصیبت اور آفت اس دور میں اور بھی دیکھنے میں آرہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جنات خود بھی جادو کا سہارا لے کر انسانوں کو پریشان کررہے ہیں۔ ایسی صورت میں جب عاملین مریض کا علاج کرتے ہیں تو انہیں بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیوں کہ ایسے مریض کی تشخیص درد سر بن جاتی ہے۔ وہ سحرزدہ بھی لگتا ہوتا ہے۔ اور آسیب زدہ بھی۔ حالانکہ فی الحقیقت وہ سحرزدہ ہی ہوتا ہے اور سحر ہی کا علاج اُسے صحت عطا کرتا ہے۔ لیکن کم تعلیم یافتہ عاملین یہاں دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اور انہیں خاصی مشکلات علاج کے سلسلے میں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ جو جادو جنات کے ذریعہ کرایا جاتا ہے اس کا علاج ممکن ہے یا ناممکن۔ تو اس سلسلے میں ہماری اپنی رائے یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی بھی بات ناممکن نہیں ہے۔ جب کسی پر کچھ چڑھا دینا ممکن ہے تو اس کو اتار دینا بھی قرین امکان ہے۔ یوں بھی اللہ نے اس دنیا میں ہر بیماری اور ہر آفت کا علاج اور دفعیہ پیدا کیا ہے۔ اور اسی پر کائنات کے وجود کا انحصار ہے۔ اگر یونہی پیدا کردی جاتی اور درگذری پیدا نہ کی جاتی تو بھی دنیا کا نظام فیل ہوجاتا اور اگر امراض اور حملے کی حقیقت پیدا کردی جاتی لیکن علاج اور دماغ کی صلاحیت عطا نہ کی جاتی تب بھی نظام کائنات درہم برہم ہوجاتا۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ جنات کے ذریعہ جو جادو کرایا جاتا ہے وہ حد سے زیادہ بھیانک اور خطرناک ہوتا ہے کہ ساتھ ساتھ بہت دشوار طلب ہوتا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ایسے جادو کا علاج ناممکن اور مستحیل ہے۔ شاید خدا کے رحم و کرم کو محدود کردینے کے مترادف ہے اور اس کا تعلق کم علمی اور نادانی سے جڑا ہوا ہے۔

جادو سے حفاظت کا عمل

سوال از: شکیل احمد ــــــــــ آمین

برائے کرم کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے ورد سے جادو ٹونے سے پوری طرح حفاظت ہوسکے اور کسی حاسد اور بدخواہ کا کوئی وار ہم پر نہ چل سکے۔

جواب بعد نماز فجر اور بعد نماز عشاء حق تعالیٰ کا اسم معانی "یَا فَتَّاحُ" سو سو مرتبہ پڑھا کریں۔ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھا کریں۔ انشاء اللہ کسی بھی طرح کا جادو خواہ وہ علوی ہو یا سفلی آپ پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ چھوٹے بچوں پر آپ اس اسم کو سو سو مرتبہ پڑھ کر دم کردیا کریں۔ اس طرح بچے بھی سحر کے بُرے اثرات سے انشاء اللہ محفوظ رہیں گے۔

جادو کے اثرات کو ختم کرنے کا عمل

سوال از: خورشید احمد ــــــــــ بھیونڈی

آج کل جادو اور کالے کرتوت کا سلسلہ عام ہے۔ اکثر لوگ جادو اور بندش میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اگر علاج کے لئے باباؤں سے رجوع کیا جاتا ہے۔ تو وہ دوسرے انداز سے ظلم ڈھاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ بیشمار انسان دوہرے ستم جھیل رہے ہیں۔ طلسماتی دنیا پڑھ کر امید کی کرن نظر آتی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ کوئی ایسا مؤثر عمل بتائیں جسے پڑھ کر انسان خود بھی جادو کے اثرات سے بچ سکے اور اپنے گھر والوں کو بھی بچا سکے۔ امید ہے کہ جادو نمبر میں میرے سوال کا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

جواب لیجئے ہم آپ کو ایک ایسا عمل بتاتے ہیں جو بہت آسان ہے۔ اگرچہ اسکو پڑھنے میں کچھ وقت لگے گا لیکن یقین ہے کہ آپ جادو کی نحوست سے نجات پالیں گے۔ بلکہ انشاء اللہ یہ بھی ہوگا کہ جادو جادوگر کی طرف لوٹ جائے گا اور اسے اپنے کئے کی سزا اسی دنیا میں مل جائے گی۔

عمل یہ ہے کہ آپ اسم باری تعالیٰ "یَا مُمِیْتُ" سات ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے خود بھی پی لیں۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی پلائیں۔ اس پانی کی برکت سے جو لوگ جادو کی لپیٹ میں ہوں گے، انہیں جادو کے اثرات سے انشاء اللہ نجات مل جائے گی۔ اور جو لوگ جادو سے محفوظ ہوں گے آئندہ کیلئے ان کی حفاظت ہوگی۔ اس عمل کو اگر سات دن تک لگاتار کرلیا جائے تو کیسا بھی جادو ہو اس سے چھٹکارا نصیب ہوجاتا ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے سحرزدہ انسان کو صحت کاملہ نصیب ہوجاتی ہے۔

جادو سے پریشانی

سوال از مومنہ خاتون ــــــــــ دہلی

چند سالوں سے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے ہم پر جادو کرا دیا ہے۔ ہمارے گھر میں چھوٹے بڑے سبھی لوگ بیمار رہتے ہیں۔ میرے شوہر تو بالکل ہی اپاہج ہوکر رہ گئے ہیں۔ بڑے لڑکے کا کام بہت اچھا تھا۔ اس کی ٹیلر کی دکان تھی۔ لیکن ایک سال سے اس کا کام ٹوٹ گیا ہے۔ چھوٹا اسکرین پرنٹنگ کا کام کرتا ہے۔ بہت محنت کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی پیسے سے پریشان رہتا ہے۔ کام بھی اکثر اسے نہیں ملتا۔ ایک لڑکی بچوں کو پڑھاتی ہے۔ وہ بھی اکثر اتنی بیمار ہوجاتی ہے کہ بس بیمان کے لالے پڑجاتے ہیں۔ گھر میں اکثر خون کے دھبے اور کلیجی کی بوٹیاں نظر آتی ہیں۔ خدا ہی جانے کہاں سے آتی ہیں۔ کئی مولاناؤں سے رجوع کیا ہے۔ تعویذ بھی لئے ہیں۔ اس سلسلے میں کافی پیسہ خرچ کیا ہے۔ لیکن فائدہ محسوس نہیں ہوا۔ ہم لوگ آپ کا طلسماتی دُنیا اُردو بازار سے خرید کر پڑھتے ہیں۔ اسے پڑھ کر مایوسی دور ہوجاتی ہے۔ یہ رسالہ بلاشبہ سب کیلئے ایک مسیحا کی حیثیت رکھتا ہے۔ از راہ کرم جس طرح آپ دوسرے لوگوں کی رہنمائی کررہے ہیں۔ ہماری بھی رہنمائی کریں۔ کوئی ایسا عمل بتائیں یا کوئی ایسا علاج تجویز کریں جس سے ہمیں آئے دن کی مصیبتوں سے اور بے برکتی سے چھٹکارا مل جائے۔ میں عمر بھر آپ کی عافیت کی دعا کروں گی۔

جواب آپ کیلئے اسماء باری تعالیٰ میں سے ایک اسم مبارک تجویز کیا جاتا ہے اس کے ورد کی برکت سے انشاء اللہ آپ اور آپ کے تمام گھر والے جادو کی ستم ظریفی سے پوری طرح محفوظ ہوجائیں گے۔ اور اب تک جو اثرات گھر پر پڑچکے ہیں وہ انشاء اللہ زائل ہوجائیں گے۔ روزانہ صبح دس سے اسم باری تعالیٰ "اَلْمُغِیْثُ" سو سو مرتبہ پڑھیں۔ اول و آخر سات سات مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ چالیس دن تک لگاتار پڑھیں۔ اگر اس وظیفے کو مرد پڑھے تو چالیس دن تک ناغہ نہ ہونے دیں۔ اور اگر کوئی عورت پڑھے تو قدرتی مجبوری کا وقفہ گزر جانے پر چالیس دن کی تعداد پوری کرلے۔ اس کے بعد روزانہ صرف سو مرتبہ رات کے وقفے میں "یَا مُغِیْثُ" پڑھ لیا کریں۔ انشاء اللہ چالیس دن کی مدت ابھی پوری نہیں ہوگی کہ آپ اپنے گھر میں راحت اور سکون محسوس کریں گی اور کاروبار میں بھی برکت شروع ہوگی۔ بے روزگاروں کو روزگار ملے گا اور انشاء اللہ گھر کی بیماریاں اور دوسری نحوستیں بھی ختم ہوجائیں گی۔

بندش کھولنے کے لئے

سوال از: کبیر احمد خاں ــــــــــ بجنور

میں ۳ سال تک سعودی عرب میں رہا۔ والد کے انتقال کے بعد میں انڈیا واپس آگیا تھا۔ اور اپنے وطن بجنور میں میں نے کپڑے کی دکان کھولی۔ شروع شروع میں یہ دکان خوب چلی۔ دیکھنے والوں کو حیرت ہوا کرتی تھی اور بدخواہوں کو حسد بھی ہوتا تھا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ کام ہلکا ہوتا چلا گیا۔ اور ۱۹۹۵ء کے آخر سے کام کی بندش بالکل خراب ہوگئی۔ اور اب حالت یہ ہے کہ میں سارا دن دکان پر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیکار بیٹھا ہوں۔ سیزن بھی خالی چلا جاتا ہے۔ قرض بے حد ہوگیا ہے۔ زندگی کی ضروریات رو رو کر پوری ہوتی ہیں۔ بعض عاملوں سے بات کی تو انہوں نے بندش بتائی تعویذ بھی انہوں نے دیئے۔ لیکن مجھے ان سے کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ آپ کوئی علاج

بتائیں تاکہ بندش کھل جائے اور پریشانیاں دور ہوں۔

جواب دکان کھولتے اور بند کرتے وقت ایک ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھا کریں اور چالیس روز تک دکان کھولنے کے بعد اپنی سیٹ پر بیٹھ کر ۱۰۱ مرتبہ سورۂ الم نشرح پڑھیں۔ یہ عمل بیٹھ کر کریں لیکن عمل کے آگے پیچھے کھڑے ہو کر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ جب تک اس عمل سے فارغ نہ ہو جایا کریں، خرید و فروخت شروع نہ کریں۔ انشاء اللہ چالیس دن میں بندش کھل جائے گی اور خریداروں کا سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ چالیس دن کے بعد آیت الکرسی والا عمل جاری رکھیں اور سورۂ الم نشرح والا بند کر دیں۔ خاندہ ہونے پر اطلاع دیں۔

بوجہ سحر اسقاطِ حمل سے بچنے کی تدبیر

سوال از: محمد فاروق ———— کلیان

ہماری شادی کو چھ سال ہو گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہم میاں بیوی اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ جب بھی بیوی حاملہ ہوتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بات ایسی ہوتی ہے کہ حمل ضائع ہو جاتا ہے۔ شروع میں اس طرف دھیان نہ دے سکے۔ اب بعض خاندان کی عورتوں کے کہنے پر ہم نے روحانی عملیات کی طرف دھیان دیا تو اکثر عاملوں نے جادو بتایا۔ علاج بھی کرائے لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ ایک صاحب کے علاج سے جو دیوبند کے مدرسے کے تعلیم یافتہ تھے۔ اتنا فائدہ ہوا تھا کہ چار ماہ سے زائد تقریباً پانچ ہو گئے تھے۔ پھر دہی ہوا کہ اسقاط ہو گیا۔ اور اس مرتبہ بیوی کی جان ضائع ہونے کے قریب ہو گئی تھی۔ عام حالات میں تین یا چار مہینے میں اسقاط ہو جاتا ہے۔ آپ سے بہت امید ہے کہ آپ کوئی ایسا عمل بتائیں گے جو ہمیں اس بیمار سے نجات عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد بخش دے۔ جواب کا بے چینی کے ساتھ انتظار رہے گا۔

جواب اپنی بیوی کے قد سے سرخ رنگ کا سوتی ڈورا ناپ لیں۔ یہ ناپ پیشانی کی حد ناک کی جڑ سے لیکر پاؤں کے انگوٹھے تک رہے گی۔ اسی ناپ کے ۷ ڈورے اور لے لیں۔ کل سات ڈوروں پر ایک مرتبہ سورۂ کٰفرون (قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ) اور ایک مرتبہ یہ آیت۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ پڑھ کر دم کریں۔ اور گرہ لگا دیں۔ دم گرہ کے گول دائرے ہی میں کریں۔ اس طرح دم کر کے کل سات گرہ لگائیں اور یہ گنڈہ اسی وقت اپنی بیوی کے گلے میں ڈال دیں۔ جب اس کو ایک ماہ چڑھ گیا ہو۔ انشاء اللہ اسقاط نہیں ہوگا۔ جادو اور بندش کے اثرات دور ہو جائیں گے۔ اور بچہ ساتھ خیر و عافیت کے ساتھ پیدا ہوگا۔

سحرِ مدفونہ معلوم کرنے کیلئے

سوال از: جنید احمد خاں ———— امروہہ

سحر مدفونہ کیلئے کوئی موثر عمل بتائیں جس سے سحر مدفونہ کا سراغ لگ جائے۔

جواب سحر مدفونہ معلوم کرنے کیلئے عشاء کی نماز کے بعد پہلی رات ایک سو ایک مرتبہ سورۂ تکویر (سپارہ ۳۰) پڑھیں۔ اس کے بعد ۱۱ تاریخ گیارہ راتوں تک یہی سورت گیارہ مرتبہ بڑھا کریں۔ آگے پیچھے طاق تعداد میں درود شریف پڑھ لیا کریں۔ پھر دائیں کروٹ پر سو جایا کریں۔ انشاء اللہ گیارہ دن کے اندر اندر گرفت کی رہنمائی ہو جائے گی۔

اسی سلسلے کا دوسرا عمل یہ ہے کہ سورۂ شعراء کا نقش سفید مرغ کے گلے میں باندھ کر مشکوک مکان میں چھوڑ دیں۔ مرغ جس جگہ پر بیٹھ جائے کھدیں وہیں کھد کر تعویذ نکال دیں۔ آیت الکرسی پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے کھودیں۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۰۰۹۲۳	۱۰۰۹۳۷	۱۰۰۹۳۰	۱۰۰۹۲۷
۱۰۰۹۳۹	۱۰۰۹۲۸	۱۰۰۹۳۳	۱۰۰۹۳۸
۱۰۰۹۲۹	۱۰۰۹۳۴	۱۰۰۹۲۵	۱۰۰۹۳۲
۱۰۰۹۳۶	۱۰۰۹۲۱	۱۰۰۹۲۰	۱۰۰۹۳۱

مردانگی کا علاج

سوال از: غلام رسول ———— سرینگر

میرے ایک دوست ہیں جو دیکھنے میں اچھے خاصے صحت مند ہیں۔ اور تین بچوں کے باپ بھی ہیں۔ تقریباً ایک سال سے وہ کافی پریشان ہیں۔ ان کے بتانے کے مطابق تقریباً وہ مردانہ طور پر بیکار ہو گئے ہیں۔ انہیں بذات خود یہ محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے ان کی بندش کر دی ہے۔ اور ان کی مردانہ صلاحیت سلب کر لی ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے۔ اگر ایسا ممکن ہے اور آپ کو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے تو برائے مہربانی اس کا علاج عنایت کریں۔ ہم سب آپ کی صحت و عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے اور آپ اسی طرح خدمتِ خلق کرتے رہیں۔

جواب سفلی عمل کے ذریعے مقعد فرج کر دی جاتی ہے۔ اور اس طرح انسان بیوی کے قابل نہیں رہتا۔ کبھی کبھی سفلی حملہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوتا تو انسان حملے کی زد میں آکر کسی قدر بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اگر حملہ پوری طرح کامیاب ہو جائے تو پھر انسان تقریباً اپنی مردانگی کھو بیٹھتا ہے۔ اللہ سفلی حملوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

آپ کے دوست کے لئے ایک عمل تحریر کر رہے ہیں۔ صنوبر کی چھال یا عود کی لکڑی پر تین سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر دم کریں۔ اس کے بعد اس کو جلا کر اس کی راکھ کو اصلی شہد میں ملا لیں۔ اور ملانے سے پہلے اس شہد پر ایک سو مرتبہ معوذتین (قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں) پڑھ کر دم کر دیں۔ ۲۱ روز تک بلاناغہ

شہد اپنے دوست کو صبح و شام ایک ایک چمچ کھلائیں انشاء اللہ بندش ختم ہو جائیگی۔ اور ان کی کھوئی ہوئی صلاحیت بفضلہ ربِ العٰلمین واپس لوٹ آئے گی۔ یہ عمل ہمارا بارہا کا آزمودہ ہے۔ اور بہت کم خطا کرتا ہے۔

میعادی جادو کا علاج

سوال از: رفیق احمد انصاری ———— احمد نگر

میرے والد شفیق احمد انصاری کئی ماہ سے شدید بیمار ہیں۔ قیمتی سے قیمتی علاج کرنے کے بعد بھی ان کی بیماری ختم نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر لوگ کچھ بتاتے بھی نہیں کہ مرض کیا ہے۔ بس دوائیں لکھتے رہتے ہیں۔ اور ان دواؤں سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ کیفیت ان کی یہ ہے کہ تمام بدن میں درد ہوتا ہے۔ سر کا درد حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ دل میں بھی بےچینی ہوتی ہے۔ اور پورے بدن میں عجیب طرح کی گھبراہٹ رہتی ہے۔ نیند بالکل نہیں آتی۔ اور رات کو اکثر ڈرتے ہیں۔ آنکھوں کے ارد گرد نیلا پن پیدا ہو گیا ہے۔ چہرے پر مردنی کی چھائی رہتی ہے۔ ایک دو بار خون کی قے بھی ہوئی ہے۔ بعض حضرات نے مشورہ دیا ہے۔ کہ آپ سے رجوع کیا جائے۔ روحانی علاج بھی کرا چکے ہیں۔ لیکن سکون نہیں ہوا۔

ازراہ کرم کوئی نقش بھجوائیں یا تجویز فرمائیں ———— اور اگر اس کی وضاحت فرمائیں کہ انہیں کیا مرض ہے تو احسان عظیم ہوگا۔ اور ہم سب گھر والے اور خاندان والے آپ کے شکر گزار رہیں گے۔

میرے والد محترم کی والدہ کا نام صدیقا تھا۔

جواب ڈاک کے ذریعہ آپ کے خط کا جواب بھجوا چکا ہوں۔ اور یہ نقش بھی بھجوا چکا ہوں۔ جس وقت تک "جادو ٹونا نمبر" چھپے گا۔ اس وقت تک انشاء اللہ آپ کے والد صحت یاب ہو چکے ہوں گے۔

عام لوگوں کی افادیت کے لئے آپ کو جو جواب اور نقش بھیجا گیا ہے اُسے روحانی ڈاک میں شائع کیا جا رہا ہے۔

آپ کے والد پر گندے علم کے ذریعہ سفلی عمل کیا گیا ہے اور اس کی میعاد بھی پوری ہو گئی ہے۔ لیکن مایوسی کفر ہے۔ اور اللہ کی رحمت سے کسی بھی وقت ناامید ہو جانا خلاف عقیدہ ہے۔ اس لئے ہمت نہ ہاریں اور رحمت باری سے۔ انشاء اللہ آپ کے والد رو بصحت ہوں گے۔ اور ان پر جو سحر مسلط کیا گیا ہے وہ انشاء اللہ بے اثر ہو جائیگا۔

بسم اللہ کے چار نقش بھجوائے جا رہے ہیں ان میں ایک نقش کالے رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے اپنے والد کے گلے میں ڈلوا دیں۔ ایک نقش بوتل میں ڈال دیں۔ اور اس کا پانی صبح و شام اپنے والد کو ۱۰ دن تک پلائیں۔ تیسرا نقش فریم میں کرا کر ایسی جگہ آویزاں کر دیں۔ کہ والد صاحب کو بستر لیٹے ہوئے نظر آتا ہے۔ اور چوتھا نقش والد کے سرہانے پلنگ کے پائے میں باندھ دیں۔ یا ان کے تکیے میں سلوا دیں۔ انشاء اللہ ۱۰ روز میں مکمل آرام ملے گا۔ اور اس سفلی عمل سے انہیں نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے اور اُس نقش کی نقل ہے جس کی نقلیں آپ کو بھجوائی ہیں۔ آپ کو بسم اللہ کے ۴ نقش کالی روشنائی سے بنا کر بھجوائے ہیں۔ اور ایک نقش پینے والا گلاب و زعفران سے بنا کر بھجوایا ہے۔

ر	ل	ا	ه	ل	ل	ا	م	س	ب
ح	ر	ل	ا	ه	ل	ل	ا	م	س
م	ح	ر	ل	ا	ه	ل	ل	ا	م
ن	م	ح	ر	ل	ا	ه	ل	ل	ا
ا	ن	م	ح	ر	ل	ا	ه	ل	ل
ل	ا	ن	م	ح	ر	ل	ا	ه	ل
ر	ل	ا	ن	م	ح	ر	ل	ا	ه
ح	ر	ل	ا	ن	م	ح	ر	ل	ا
ی	ح	ر	ل	ا	ن	م	ح	ر	ل
م	ی	ح	ر	ل	ا	ن	م	ح	ر

یا اللہ جل جلالہ بحرمت این نقش سحر رفع شد

جادو سیکھنا سکھانا کیسا ہے؟

سوال از: ایم عبدالجبار ———— وارانسی

ابتک جو بات ہمارے کانوں میں پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ جادو شریعت میں حرام ہے۔ جادو کیوں حرام ہے اس کی وضاحت کوئی نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب جادو سیکھنا سکھانا حرام ہے۔ تو پھر مسلمانوں پر جو جادو ٹونے ہو رہے ہیں ان کو رفع کرنے کیلئے کیا صورت ہوگی۔ کیا اس کے لئے غیر مسلمین کے آگے جھکنا پڑے گا۔؟ جب جادو کی حقیقت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ تو پھر اس سے نمٹنے کے لئے جادو سیکھنے کی اجازت شریعت کیوں نہیں دیتی۔؟ جبکہ ہر علم کا حصول جائز ہونا چاہیے۔

امید ہے کہ آپ اس بارے میں کچھ روشنی ڈالیں گے۔

جواب جادو سیکھنا شریعت میں حرام ہے۔ اور جب سیکھنا حرام ہے تو پھر سکھانا بھی حرام ہی ہے۔ اور یہ بات یاد رکھیں کہ قرآن و سنت میں جس کو سحر کہا گیا ہے۔ وہ کفرِ اعتقادی یا کم سے کم کفرِ عملی سے خالی نہیں ہے۔ اگر شیاطین کو راضی کرنے کیلئے کچھ اقوال یا اعمال اختیار کئے تو کفرِ اعتقادی ہوگا۔ اور اگر دل میں یہ بات جاگزیں ہو کر کرنے والی ذات تو اللہ ہی کی ہے لیکن شیاطین کو بھی راضی رکھنا چاہیے۔ اس لئے ان کی رضا کے لئے انہیں بھی پکار لیا گیا۔ تو پھر یہ کفرِ عملی ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس سحر میں کوئی عمل ایسا اختیار کیا گیا جس سے کفر و شرک کی بو آتی ہو۔ مثلاً شیاطین سے استمداد یا ستاروں کی تاثیر کو بالذات ماننا یا سحر کو معجزہ کے مساوی سمجھنا جیسے امور عالمۂ کفر و شرک سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور عقائد کی شکل ہے

کر دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے لیکن بعض فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ مسلمانوں سے دفع ضرر کے لئے اگر جادو کے ایسے حصے کی تعلیم حاصل کرلی جائے جس میں اسلامی عقائد نشانہ نہیں بنتے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ جادو کو دفع کرنے کیلئے قرآنی علوم سے استفادہ کیا جائے اور جادو کی تعلیم اگر حاصل نہ کی جائے تو افضل ہے۔ کیونکہ جادو کی تعلیم عقائد کی بنیادوں کو کھوکھلی کرسکتی ہے۔

ایک جادو ہی نہیں اگر تعویذ گنڈوں میں غیر اللہ سے استمداد کی جائے یا تعویذ گنڈوں کو ہی فقیر مؤثر مان لیا جائے تو بھی کفر و شرک کی بات ہے۔ اس لئے کہ اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ اللہ کے ماسوا کسی میں نفع اور نقصان پہنچانے کی صلاحیت نہیں ہے جبکہ جادو اور غیر شرعی تعویذوں میں شرک کی آمیزش ہوتی ہے۔ اور یہ چیزیں انسان کے ایمان و توحید کو مکمل خراب کردیتی ہیں۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ جادو ہمیشہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کیلئے کیا یا کرایا جاتا ہے۔ جادو کا اور کوئی مقصد ہی نہیں ہوتا۔ جادو دوسرے کو نقصان یا دھوکہ دینے کیلئے عمل میں آتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اسلامی شریعت میں مطلقاً حرام ہیں۔ کسی کو نقصان پہنچانا اور اذیت دینا بھی حرام ہے اور کسی کو دھوکہ اور فریب دینا بھی ناجائز ہے۔ اس لئے جادو کی حرمت بڑھ جاتی ہے۔

ہم تو یہاں تک کہہ سکتے ہیں کہ اگر قرآنی آیات کو استعمال کرکے کسی کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ قرآنی علوم سے صرف لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یا پھر لوگوں کا دفاع کرنا چاہئے۔ البتہ ایسے ظالم اور فاسق لوگ کہ جن کے ظلم و فسق سے ایک دنیا پریشان ہو ان کے خلاف اقدامی کارروائی کرنا غلط نہیں ہوگا۔ ایسے لوگوں سے نمٹنے کیلئے جائز علوم کا استعمال کرنا چاہئے اور مسلمانوں میں ایسے عامل بھی ہونے چاہئیں جو ان ظالموں اور فاسقوں کی مزاج پرسی کرسکیں۔ تاکہ امت مسلمہ ادھر ادھر بھٹک کر اپنے عقائد خراب نہ کرے۔ جب سے مسلمانوں کے قلوب میں سفلی عمل کی ایک اہمیت پیدا ہو گئی ہے۔ تب سے طرح طرح کے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ اور اسلامی عقائد کو زبردست نقصان پہنچ رہا ہے۔ نادان لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سفلی عمل کو صرف سفلی عمل ہی سے کاٹا جاسکتا ہے۔ حالانکہ صرف یہ خام خیالی ہے۔ سفلی عمل کو قرآنی آیات سے دفع کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ بات میں بارہا کے تجربے کے بعد لکھ رہا ہوں۔

اپنی حفاظت کے واسطے

سوال از قریشی احمد ———— شاہدہ

ہماری بعض لوگوں سے خاندانی دشمنی چل رہی ہے۔ وہ مختلف ڈھنگ سے ہمیں پریشان کرتے رہتے ہیں اور ہمیں ایسا بھی محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی جادوگر کو ہمارے پیچھے لگادیا ہے جو مستقل ہمارے خلاف کوئی عمل کرتا رہتا ہے اور اسی کے نتیجے میں مستقل ہمارا روزگار تباہی اور بربادی سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ اور گھر میں طرح طرح کی بیماریاں بھی رہتی ہیں۔

ازراہ کرم ایسا کوئی عمل بتادیں کہ ہماری حفاظت ہوجائے اور جو بھی عمل کرے اس کی طرف لوٹے۔ تاکہ کرنے والے کو بھی سزا ملے۔ امید ہے ایسا کوئی نقش اور آسان عمل تجویز فرماکر شکریہ کا موقع دیں گے۔

آپ کا رسالہ کبھی کبھی ایک دوست نے ہمیں بھیجا ہے۔ جلد ہی ہم اس کے خریدار بن جائیں گے۔

جواب چالیس روز تک بعد نماز مغرب اگر ۱۰ مرتبہ سورۂ عبس (۳۰ پارہ) پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیں تو انشاء اللہ کسی بھی جادوگر کا جادو آپ کے اوپر اثر انداز نہیں ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ جادو اثر انداز ہوچکا ہے۔ جیسا کہ آپ کا اندازہ ہے تو بعد نماز مغرب تین مرتبہ اسی سورہ کی تلاوت کریں ہر مرتبہ تلاوت کے بعد اپنی ٹوپی کو بائیں جانب ہلکی سی کھسکائے۔ اس طرح تین مرتبہ ہلکا ہلکا کھسکا کر چوتھی مرتبہ ٹوپی اتار کر بائیں طرف زمین پر زور سے پٹخ دیں۔ اور اپنے دل میں خیال کریں کہ آپ نے جادوگر کو پٹخ دیا ہے۔ ٹوپی پھینکنے کے بعد بائیں جانب تھوڑا سا تھوکیں اور پڑھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم فانزجھوا ۱۰ مرتبہ پڑھیں۔ کل ۱۰ مرتبہ سورۂ عبس پڑھیں اور سات مرتبہ ٹوپی پٹخیں۔ اور ۴۹ مرتبہ فانزجھوا پڑھیں۔ لگاتار ایک ہفتے تک یہ عمل کریں۔ انشاء اللہ جادو خود جادوگر کی طرف لوٹ جائے گا۔ اور جادو کی نحوست اور آفت آپ کے سر سے اتر کر جادو کرنے اور کرانے والے کی طرف منتقل ہوجائے گی۔ یہ عمل

یہ عمل اس وقت کرنا چاہئے۔ جب کسی عامل کے ذریعہ یہ تشخیص ہوجائے کہ فی الحقیقت آپ پر جادو کیا گیا ہے۔ خواہ مخواہ اس عمل میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ میرا ۳۰ سالہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اکثر لوگ وہم کا شکار ہوتے ہیں۔ اور ذرا سی تکلیف کو جادو کہہ بیٹھتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ یقین ہے کہ آپ پر سحر کرایا گیا ہے تو اس عمل کو پورے اہتمام اور اللہ کے کلام پر پورے بھروسے کے ساتھ کریں انشاء اللہ آپ کو آرام ملے گا اور آپ کے بدخواہ کو لینے کے دینے پڑیں گے۔

> ## ضروری اعلان
>
> جواب طلب اور تعبیر طلب خطوط کافی جمع ہوگئے ہیں۔ شائقین سے عرض ہے کہ وہ دو ڈھائی ماہ کے کالم میں اپنے جوابات اور خوابوں کی تعبیر کے کالم میں اپنے خوابوں کی تعبیر پڑھنے کے لئے انتظار فرمائیں۔
>
> زحمت انتظار پر ادارہ معذرت چاہتا ہے۔
>
> (منیجر)

مضمون نگاری تو ایک فن ہے جس سے میں بالکل بے بہرہ ہوں سیدھے سادے الفاظ میں یہ ایک تحریر ہے جو آپ بیتی کی شکل میں ہے۔ طلسماتی دنیا کیلئے کوشش کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ میں کہاں تک کامیاب رہوں گا۔ بہرکیف اس تحریر میں ایک ایک لفظ اور ہر واقعہ کامل سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے۔ راقم الحروف خود ایک روحانی سلسلے سے منسلک ہے۔ اور تزکیۂ نفس اور تطہیر روح میں اپنی بساط بھر کوشاں رہتا ہے۔ یہ اس لئے لکھ رہا ہوں کہ واقعات لکھتے ہوئے بعض وقت ایسا بھی ہوگا کہ اس سے بدعت کی بو آتی ہوگی۔ حالانکہ شرک اور بدعت سے قطعی نفرت ہے۔

بہرکیف اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ جادو ٹونا سحر و سفلی عملیات اور اسی قبیل کی تمام علتوں کی وجہ صرف اور صرف حسد ہی ہے۔ ان اعمال خبیثہ کو سرزد کروانے والے بھی کوئی غیر نہیں۔ بلکہ اپنے رشتے قریبی ہوتے ہیں جن پر شک و شبہ بھی نہیں ہوسکتا۔

بہرکیف جنوری ۱۹۸۵ء جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا میں اور میرے متعلقین بھی اس منحوس بھنور میں پھنس گئے۔ سحر اور اس کے سنگین اثرات کا پہلے نہ تو کوئی علم تھا۔ اور نہ کوئی مشاہدہ تھا۔ جو واقعات اس وقت ہمارے سامنے آئے تھے وہ ہوش اڑا کر حیران کر دیتے تھے۔ ہم اپنی لاعلمی کی بنا پر تمام انہونی باتوں کو مقدر سے منسوب کر رہے تھے اور پھر خاموش ہوجاتے تھے معلومات ہونے کے بعد جب غور کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ سب سے پہلے جو عمل ہمارے اوپر کیا گیا وہ سانپ کے ذریعے ہوا۔ رمضان کے دن تھے ہمارے رہائشی کمروں کی چھت پر ایک کھلی ہوئی ٹنکی تھی جس کا پانی صرف طہارت خانے میں استعمال ہوتا تھا۔ اس کے اندر سفید سانپ کے تقریباً ۳ انچ قطر کے ایک ایک فٹ کے چھ یا سات ٹکڑے پڑے ہوئے تھے جس کو بچی نے اس میں سے نکالا اور باہر پھینک دیا۔ ٹنکی کو پھر دھو کر دوسرے پانی سے بھر دیا۔ شام کو جب میں گھر آیا تو یہ بات معلوم ہوئی۔ تعجب تو بہت ہوا۔ کچھ قریبی اعزا سے ذکر بھی کیا۔ مگر ان لوگوں نے کہا کہ شاید سانپ کے پیچھے کوئی نیولا بھی آیا ہوگا۔ اس نے سانپ کے ٹکڑے کرکے رکھ دیئے ہوں گے۔ مگر سفید سانپ تو میں نے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ اس واقعہ کے بعد میری کاروباری حالت دگرگوں ہونا شروع ہوگئی۔ میرے کاروبار کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ لوگ تین تین سو میل سے صرف میری دکان کا سامان خریدنے کیلئے آتے تھے اس اطمینان کے ساتھ کہ انہیں جو بھی مال اس دکان سے ملے گا وہ اصل ملے گا اور قیمت بازار سے کم ہوگی۔ دکان میں گاہکوں کے رش کا یہ عالم رہتا تھا کہ صبح آٹھ بجے سے متواترات کے نو اور دس بجے تک اکثر و بیشتر پیشاب نہیں ہوتا تھا۔ دکان بند کرتے وقت دو تین صاحبین سے ان کے سامان کی لسٹ لیکر رکھ لیتے تھے کہ صبح سب سے پہلے ان ہی کا سامان نکالیں گے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ حالت ہوگئی کہ میں اور میرے ملازمین تمام دن بیٹھے رہتے تھے۔ میں دیکھتا تھا کہ گاہک میری دکان سے کتنا بھی سستا سامان دوں نہیں خریدتا تھا۔ اور دوسری دکان سے وہی سامان دوگنی قیمت پر لیجاتا تھا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی پرانا شناسا گاہک آگیا ہے اور میں اس سے انتہائی خلوص، اپنائیت اور شرافت سے بات کرتا ہوں مگر پتہ نہیں کیسے اس کا رخ ہی پلٹ جاتا تھا۔ اور اچھی خاصی لڑائی ہوجاتی تھی۔ اس دوران میں نے دکان کی بربادی کے کئی خواب بھی دیکھے اور آنکھوں سے بھی اسے ٹوٹتے ہوئے دیکھا۔ کاروبار رفتہ رفتہ قریب الختم ہوگیا۔ صرف دکان کی چوکیداری باقی تھی جو کر رہے تھے۔ دل بالکل بجھ گیا۔ اور دکان میں نہ تو کوئی کشش باقی تھی اور نہ ہی کوئی شادابی یا شہادت۔ بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دکان میں دھواں بھرا ہوا ہے۔ یہی تو ایک ذریعہ معاش تھا۔ وہ بھی ختم ہوگیا۔ میری عقل میں فتور پیدا ہوگیا۔ اور کاروبار ان ہاتھوں میں منتقل ہوگیا جن لوگوں نے اس کی سعی و کوشش کی تھی۔

ایک بات میں یہاں اور لکھنا چاہوں کہ یہ تمام واقعات ۵ و سال پر پھیلے ہیں۔ اگر تمام کیفیتوں کا پورا احاطہ کریں گے تو یہ خود ایک ضخیم کتاب ہوجائے گی۔ اس لئے ہر طرح کے چیدہ چیدہ حالات ہی لکھوں گا۔ تاکہ قاری کو بوریت نہ محسوس ہو۔ اور حسن الہاشمی صاحب کی فرمائش بھی پوری ہوجائے کہ آپ بیتی ہی رہے۔ گئے تو یہ آپ بیتی ہی ہے۔ بلکہ دل کی طرح۔ ایسا ابھی سب کچھ ٹکڑوں میں بھر رہا ہے۔

میری عائلی زندگی کا یہ حال ہوا کہ میں میری بیوی بچے پورے خاندان میں ذلیل و خوار حقیر و کمتر بن کے رہ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خاندان کا ایک ایک فرد میرے بچوں کی دشمنی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے پر تلا ہوا ہے۔ اس قدر حقارت اور ذلت کی نظریں اٹھ رہی تھیں کہ بچے اور اہلیہ اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر رہ جاتے تھے۔ یک بیک یہ کیا ہوگیا۔ نہ تو میری سمجھ میں آتا تھا اور نہ بچوں کی۔ طعن و تشنیع والی کڑی باتیں بلاوجہ سماعت پر بار ہوتی رہتی تھیں۔

ابھی ہم اسی شش و پنج میں تھے کہ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے۔ کس قسم کی سازش ہے کہ بچوں کی علامتیں پیش قدمی کرنے لگیں۔ ایک وقت پانچ پانچ بچے بیمار ہو جاتے تھے اور ان امراض کو نہ تو کوئی ڈاکٹر سمجھ پاتا تھا اور نہ ہی کوئی حکیم صاحب۔ سب سے پہلے بچوں کے منہ کے دہانے پھول گئے کوئی بھی ڈاکٹر نہیں سمجھ سکا کہ ایسا کیوں ہوا۔ اس نے دوا دیدی اور ہم دوا لے آئے۔ بچوں نے استعمال کر لیا۔ اور بس مرض گھٹنا تھا نہ ہوا۔ وہ جب بھی گیا اپنے وقت سے گیا۔ بخار آ رہا ہے تو سب کے سب بستر سے لگ گئے۔ ڈاکٹر پریشان کہ یہ کس قسم کا بخار ہے۔ جو اچھی سے اچھی دوا کو بھی خاطر میں نہیں رکھتا۔ اور بڑی اخراجات سے دوڑ دھوپ کر کے جو کچھ حاصل ہوتا تھا۔ ڈھائی سو روپے اسی طرح نکل جاتا تھا۔ اور ہاتھ پھر خالی کا خالی۔ بچوں کے امراض کے سلسلے میں دوڑ دھوپ تو جاری ہی تھی کہ مجھ میں بھی بڑی تبدیلیاں رونما ہو گئیں۔ میرا چہرہ بالکل سیاہ ہو گیا تھا۔ آنکھیں دونوں لال لال۔ اس پر یہ تھا اور دونوں کنپٹیوں پر بڑے بڑے گومڑ نکلتے تھے۔ بڑا درد ہوتا تھا ان گومڑوں میں اور جب ذرا زور سے مسل دیتا ابھر آتے ہو جاتے تھے اور اس کے بعد کچھ ہی جلتی تھی۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی کی پشت پر بڑے بڑے آبلے پیدا ہوتے تھے۔ جو خود نہیں پھوٹتے تھے۔ بلکہ بلیڈ سے کاٹنا پڑتا تھا۔ بہت سے ڈاکٹروں اور دواخانوں کا طواف کیا مگر کہیں بھی مجھے کوئی ایسی دوا نہ مل سکی۔ جو اس مرض میں شفا دے سکتی۔

میری اہلیہ کی حالت سب سے ابتر تھی۔ پیٹ میں ایسا درد اٹھتا تھا کہ کئی مرتبہ کہا کہ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی تو ہم ضرور کر لیتے۔ ان کے علاج کے لئے ہم نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ایکسرے ہوئے ٹیسٹ اور جہاں جہاں بھی اچھے معالج کا پتہ چلا۔ ان سبھوں کے پاس گئے مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ برآمد ہونا تھا نہ ہوا۔ ہاتھوں کے آبلے مجھے بہت پریشان کرتے تھے۔ بڑا درد اور بڑی جلن رہتی تھی۔ اور کچھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کس کے پاس جائیں۔ ہمارا خیال آیا کہ کیوں نہ عثمانیہ ہاسپٹل کے شعبہ امراض جلدی سے رجوع کروں۔ معلومات کرنے کیلئے وہاں پہنچا۔ تو پتہ چلا کہ دوسرے دن امراض جلدی کے ڈاکٹروں کا بورڈ ہے۔ دوسرے دن میں صبح ہی صبح دواخانہ پہنچ گیا۔ نمبر آنے پر میرا تھا۔ ڈاکٹر اورنگ آبادکر اس شعبہ کے انچارج تھے۔ انہوں نے اور تقریباً چودہ ڈاکٹروں نے معائنہ کیا۔ خون پیشاب تھوک وغیرہ سب کا ٹیسٹ ہوا رپورٹ ہر ایک ڈاکٹر نے دیکھی مگر کسی ایک رائے پر متفق نہ ہو سکے۔ بہرکیف تو ڈاکٹروں نے میرے لئے دوا لکھ دی اور کہا کہ بازار سے لے لوں۔ دوا لیکر گھر آیا تو ۲ بج چکے تھے کھانا کھانے کے بعد ایک خوراک دوا لی۔ دوا نگلنے کے تھوڑی دیر بعد یہ حالت ہوئی کہ تمام بدن اکڑ گیا۔ گھٹنے پیٹ سے لگ گئے۔ چارپائی پر ہی پڑا رہ گیا۔ نہ اٹھ سکتا تھا اور نہ بیٹھ سکتا تھا مگر بحمد اللہ کسی وقت کی نماز قضا نہ ہوئی۔ طہارت وغیرہ کے لئے ہاتھوں کے سہارے گھسٹتے ہوئے جاتا تھا اور آتا تھا۔ تیسرے روز پریشانی بہت بڑھ گئی۔ تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے سہارے گھسٹتا ہوا اپنے والد صاحب کے پاس پہنچا۔ ہمارے والد صاحب تارک الدنیا انتہائی متشرع متقی پرہیزگار اور صاحب الدعوات تھے۔ میں نے کہا کہ دعا کر دیجئے۔ اب ناقابل برداشت ہے۔ انہوں نے بڑی توجہ سے دعا کی۔ اور اس کے بعد میں نے اپنی حالت میں بڑا فرق محسوس کیا۔ طبیعت بہت ہلکی ہو چکی تھی۔ لکڑی کے سہارے جھکتے جھکتے واپس آیا۔ اور اپنے پلنگ پر لیٹ گیا طبیعت میں جب سکون پیدا ہوا تو نیند کے جھونکے شروع ہو گئے۔ ابھی نیم غنودگی کا ہی عالم تھا کہ مجھے محسوس ہوا کہ میرے سرہانے دو صاحبین بیٹھے ہیں۔ ایک حافظ صاحب اور ایک نواب صاحب ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہے ہیں۔ ایک صاحب نے دوسرے سے کہا کہ ان پر جادو ہے۔ دوسرے نے کہا کہ نہیں ہے۔ پھر پہلے نے کہا کہ ابھی گرجائیگا دوسرے نے کہا کہ نہیں گرے گا۔ بس یہاں تک ہی سن سکا تھا کہ گہری نیند میں سو گیا۔ خواب دیکھا کہ نماز ظہر پڑھ کر مسجد سے واپس آ رہا ہوں۔ میرے مکان کے بازو میں ایک اور مکان ہے۔ اسی کے مکان کے دروازے پر دو صاحبین کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب جو کرتا لنگی۔ اور دو پلی ٹوپی اوڑھے ہوئے ہیں۔ مجھے میرا نام لے کر پکارا۔ جب میں قریب پہنچا تو دونوں مجھے اندر لے گئے۔ اندر ایک کمرہ ہے۔ اور وہاں بھی ایک شخص اپنی کروٹ پر نیم دراز تھے۔ ان صاحب نے میرے دونوں ہاتھ کو پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ یہ بہت خطرناک چیز تھی۔ مگر اوپر سے حکم ہو چکا ہے۔ تم کو بچانے کا میں ان کی یہ بات سن کر واپس لوٹا اور دروازے تک پہنچا تھا کہ پھر آواز دے کر بلایا۔ واپس پہنچا تو وہ صاحب جو لیٹے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ یہاں تعلق پانی پت سے ہے۔ میں کچھ بولا نہیں۔ بلکہ سن کر واپس آگیا۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو میری والدہ میری خیریت کیلئے میرے جاگ اٹھنے کی منتظر بیٹھی تھیں۔ میں نے اپنی والدہ کو اپنا خواب بتایا تو کہنے لگیں کہ وہ لنگی والے صاحب کا حلیہ تو بتاؤ۔ میں نے جو کچھ دیکھا تھا ان کے سراپے میں سب بتا دیا تو کہنے لگیں کہ وہ تمہارے نانا تھے۔ تم لوگوں کو کیا معلوم انہوں نے پانی پت کے قلندر کا پیالہ پیا تھا۔ یہ قلندر صاحب سال میں صرف ایک مرتبہ برآمد ہوتے تھے۔ اور کچھ ہی لوگوں کو اپنا پیالہ پلاتے تھے۔ مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے نانا بھی عالم باعمل تھے۔ اور اپنے شیخ کی ہدایت پر ہمیشہ سفر میں رہتے تھے دو سال میں صرف چھ ماہ کیلئے گھر آتے تھے۔ ان کا سا انتقال بھی حالت سفر میں اور غریب الوطنی میں ہوا۔ ایک عرصۂ دراز گزرنے کے بعد یہ حقیقت کھلی کہ جسے ہم مقدرات کا کرشمہ سمجھ کر ابتلاؤں کو برداشت کر رہے تھے وہ صرف جادو کے اثر سے تھا۔ یہ فطری بات تھی کہ تجسس بڑھا اور ہم تحقیق میں لگ گئے کہ کیا کیا صورتیں پیش آئیں۔ چوں کہ پہلے ذہن صاف تھا۔ کوئی بھی چیز اگر نظروں میں آئی تھی تو ہمارے لئے کوئی قابل توجہ نہیں رہی تھی۔ اتفاقات پر محمول کر کے درگزر کر دیتے تھے۔ اب جو غور کیا تو طبیعت میں کرید پیدا ہوئی اور کچھ بچے کھچے عاملوں کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے سے معلوم ہوا کہ وہ کٹے ہوئے سانپ اور بالکل سیاہ مرغیاں جو گردن کٹی ہوئی صدر دروازے کے اندر پائی گئیں اور صفت یہ کہ یہ مرغیاں جھاڑیوں میں پائی گئیں۔ نہ تو انہیں کسی بلی نے کھایا۔ اور نہ ہی ہیجڑوں نے چھیلا۔ باہر جب پھینکا تو کتے نے بھی جنہیں سونگھا بلکہ بلی کی طرح انہیں کچھ ہی دیر کر کے چلی گئی۔ مکان میں ایک دو نہیں۔ بلکہ درجنوں سانپ ایسے آئے کہ بالکل بدست رہتے تھے جیسے کہ کسی نے بوتل شراب پلا چکے ہیں۔ انہیں کتنا بھی مارو وہ اپنی جگہ سے ہلتے نہیں تھے۔ باہر پھینکو تو پھر گھر میں موجود۔ نہ کچھ کھاتے پیتے تھے نہ ہی ہلتے پھرتے تھے۔ بس کبھی دم لیتے تھے۔ اسی طرح سے موٹی موٹی چھپکلی اور گرگٹ بھی آتے تھے جنہیں میں ایئرگن سے ختم کر دیتا تھا۔ میرے کمرے میں اور مکان کی راہداری میں اکثر چاول، ہلدی اور قیمہ ملا ہوا کبھی گولائی میں کبھی الجھن کے ایسا پڑا رہتا تھا جس کو صاف کر کے پھنکوا دیتے تھے۔ باغ میں میرا ایک کھجور کا درخت تھا جس کی کھجور پانچ پانچ لمبی ہوتی تھیں۔ اور پتوں میں اس قدر کانٹے ہوتے تھے کہ ہاتھ ڈالنا مشکل تھا۔ اس کے اندر کی شاخ جہاں سے خوشہ نکلتا تھا اس طرح سے کٹی ہوئی تھی کہ جیسے کسی نے بلیڈ سے کاٹا ہو۔ پورے باغ میں کتنا ہی اپنا تلاش کیا۔ مگر نہ ملنا تھا اور نہ ملا۔ یہی حال ایک ناریل کے درخت کا بھی ہوا۔ کچھ عاملوں نے بتایا کہ وہ جادو کے زور ہی سے کٹا تھا۔ اور عامل کے پاس چلا گیا ہوگا۔ میرے رہائشی مکان کے اندر ایک آم کا درخت تھا اور اسی کے پاس ایک کٹھل کا بھی درخت تھا۔ باؤنڈری کے کنارے کوک کے بھی درخت تھے۔

ایک روز دن بڑی کا سہ پہر کا وقت تھا کہ سب لوگوں نے دیکھا کہ ایک شعلہ فضا میں آیا اور ان دونوں درختوں کے درمیان سے ہوتا ہوا گزر گیا۔ اور پھر آنا فانا میں دونوں درخت سوکھ گئے۔ گھر کے دروازے پر اکثر اور دکان کے شٹر کے پاس بھی پانی پڑا ہوا ملتا تھا۔

ایک روز تو میرے مغربی دروازے پر جیسے کہ جیسے لگا ہوا ہے اس کی چوکھٹ میں ایک تالا جڑا ہوا تھا۔ کچھ ہوشیار لوگوں سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ سور کا خون تھا جو کسی کے پاس سے لایا گیا تھا۔ جب یہ راز کھلا کہ ہم سب ہی سحر زدہ ہیں تو فکر جادوگر کی شدت پیدا ہوئی ۔۔۔۔۔۔ ہر ایک سے معلومات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ میرے ایک عزیز نے بتایا کہ قریب ہی میں ایک بنگالی رہتا ہے۔ وہ جادو کرتا نہیں ہے بلکہ کاٹتا ہے۔ اس کے یہاں بہت بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔ اتفاق سے اس گفتگو کے دوران میرا لڑکا بھی موجود تھا اس نے کہا کہ شاید آپ شیو شنکر کے بارے میں بتلا رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسی کے بارے میں ہی بتلا رہا ہوں۔ بچے نے کہا کہ اس کا لڑکا ہمارے ساتھ پڑھتا ہے۔ میں کل ہی شیو شنکر سے مل لوں گا۔ غرض کہ میرا لڑکا اپنے ساتھی کے ساتھ اس کے گھر گیا۔ شیو شنکر نے لڑکے سے کہا کہ جا کر کافور لے آؤ۔ وہ کافور لے کر آیا تو شیو شنکر نے ایک پلیٹ میں جو نقش تھا اور نقش بھی عربی ہندسوں میں تھا اس پر رکھ کر کافور کو آگ دی۔ تو دھواں کی آنکھوں پر اس نے تمام باتیں بتائیں جادو کرانے والے کا نام اور یہ بھی کہ باغ میں اور مکان میں چودہ گز گرٹ ہیں۔ اور سب تمہارے والد کی شکل کا پتلا موجود ہے۔ جو سر تک گل چکی ہے۔ اگر سر بھی گل گیا تمہارے والد پر یک بیک دل کا دورہ پڑے گا اور ڈاکٹر کے آنے تک تو دنیا سے چلے جائیں گے۔ یا پھر ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔ ایک ایک گرٹ کو نکالنا ضروری ہے۔ سب نکالوں گا اور جو لوگ جادو کر رہے ہیں انہیں بھی سامنے لا کھڑا کر دوں گا۔

اور میں اپنی محنت کے ۳ ہزار آٹھ سو روپے لوں گا۔ لڑکا گھبرایا ہوا گھر آیا۔ اور تمام ماجرا سنا دیا۔ میرا ہاتھ تو بالکل خالی تھا ہی۔ سوچ میں پڑ گیا۔ میرے داماد بھی اتفاق سے موجود تھے۔ وہ کہنے لگے کہ آپ تو جان علاج کرائیں۔ پیسے وغیرہ کا انتظام ان شاء اللہ میں کر لوں گا۔ مجھ جیسا خوددار آدمی کب یہ گوارہ کر سکتا تھا۔ میں اپنے خلیفہ والد صاحب کے پاس پہنچا۔ وہ اس غرض سے کہ وہ پیسے کا انتظام اپنے کسی اور بیٹے کے ذریعہ کرا دیں گے۔ پوری داستان سننے کے بعد کہنے لگے کہ موت و حیات صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے۔ میرے دل کو بڑا سکون ہوا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میں شیو شنکر سے رجوع کرنا قطعی پسند نہیں کرتا تھا۔ میرا خدا میرا رسول میرا دین جن کی بلندیوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایک غیر مسلم اور مشرک سے امداد کا طالب ہوں۔ اور اسے اپنے سے برتر خیال کرے۔ کچھ لوگوں کا اصرار تھا۔ مگر میں نے سب کو نظر انداز کر دیا اور اس قسم کے خیال ہی کو دل سے جھٹک کر پھینک دیا۔

میرے اہل و عیال کی حالت اور پریشانیاں، بیماریاں، آزاریاں۔ اور خود میری حالت زبوں ایسی تھی کہ نظر انداز نہیں کی جا سکتی تھی۔

مجھے ان دنوں جو بخار آتا تھا۔ اس کی کیفیت ایسی ہوتی کہ معلوم ہوتا تھا میں چاروں طرف سے آگ کے الاؤ میں گھر گیا ہوں اور اس کی سوزش آہستہ آہستہ میرے اندر حلول کر رہی ہے۔ اور پھر قے کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ اور چارپائی سے لگ جاتا تھا۔ چارہ گر بے بس ہو جاتے۔ بیماری کا بخار ٹھیک ہوتا تھا تو خود ہی ٹھیک ہوتا تھا۔ میرا بڑا لڑکا اس وقت دیوبند میں زیر تعلیم تھا۔ گھر آیا۔ تو اسے بھی قے شروع ہو گئی۔ اور اس کی قے میں خون سے مل کر ایک کالے رنگ کی جلے ہوئے کپڑے کی چندی بھی برآمد ہوتی تھی جو تھوڑا غائب ہو جاتی تھی۔ بہت علاج کیا۔ مگر فائدہ مفقود۔ نیلی ڈاکٹر یا تو گلوکوز لگا دیتے تھے۔ یا پھر نیند کا انجکشن دے کر سکون فراہم کرتے اور بس۔

میں میری اہلیہ اور دو چھوٹے بچے مکان کے ایک الگ تھلگ حصے پر مشتمل میں رہتے جب کہ اور تمام بچے اس بڑے کمرے میں رہتے جو پاس باغ کے بالکل متصل تھا۔ دو کھڑکیاں باغ کی طرف کھلتی تھیں ۔۔۔۔۔۔ یہ سحر کا بالکل ابتدائی دور تھا۔ رات میں دس گیارہ بجے کے بعد اور کبھی کبھی ۱۲ بجے اور ایک بجے کے بعد چارپائی اکثر میں جمع ہو جاتے تھے۔ کھانا بنانا شروع کر دیتے تھے پھر کسی شب میں انگریزی ڈانس کسی شب میں عربی ناچ۔ کبھی صرف دکشنیوں کے بھاگ کے ہوتے تھے۔ صبح میں بچے سب بتاتے تھے کہ آج رات یہ دیکھا۔ میری تشویش تو فطری ہی تھی ۔۔۔۔۔۔ مگر میں نے بچوں سے کہا کہ چونکہ تم لوگ سینما وغیرہ دیکھتے نہیں ہو اسلئے قدرت نے ایسا انتظام کر دیا ہے کوئی بھی صورت ہو ڈرنا بالکل نہیں۔ بچوں نے جواب میں کہا کہ وہ لوگ آیت الکرسی اور قرآن شریف کی جتنی بھی آیتیں یاد ہیں۔ سب پڑھتے رہتے ہیں۔ میں نے یہ بھی تلقین کر دیا تھا کہ اگر کوئی بھی تم لوگوں کے قریب آئے پہل جھاڑ جو بھی ملے۔ اس کو لے اس کی پٹائی کرو۔

ایک صبح بچوں نے بتایا کہ آج رات ہم لوگوں نے خواس دیکھا۔ دریافت کرنے

پراؤ، لوگوں نے بتایا کہ ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ لمبے بالکل کاہر کے ایسے ہوتے ہیں اور ان کی آنکھیں کاہر کی پنڈی والے حصے میں تھیں۔ جہاں پر کاہر کے پتے لگے رہتے ہیں۔ یہ سب باغ میں ادھر سے ادھر لڑھکتے رہتے تھے۔

ایک روز کہنے لگے کہ رات میں لال بیگ آیا تھا مگر لڑکی کے چیخنے پر جھک کر ہوا کا ہوئے تھا۔ ہم لوگ دیکھتے رہے پھر غائب ہو گیا۔

میں نے دریافت کیا۔ وہ کیسا تھا ـــــ بچوں نے بتایا کہ وہ بالکل چمار کے ایسا تھا مجھ جیسی دھوتی اور لال پگڑی باندھے ہوئے تھا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ ارواح خبیثہ بچوں کے کمرے میں بھی آنے لگیں۔ شروع شروع میں یہ بالکل غیر مرئی تھیں مگر ان کے وجود کا اندازہ بچوں کو اس بات سے ہوتا تھا کہ کمرے کی تمام چیزیں الٹ پلٹ ہونے لگتی تھیں۔ لائٹ کا سوئچ خود بخود جلتا اور پھر خود بخود بجھ جاتا تھا۔ سوئچ کے کھولنے اور بند کرنے کی آواز بھی آتی تھی۔

بچوں کے کمرے میں ہم نے ان لوگوں کے لئے ایک ٹیبل لیمپ اسٹول پر رکھ دیا تھا وہ گھومتا رہتا تھا۔ اور بچے بھوتوں کی گزند سے ایک حد تک محفوظ رہتے تھے ـــ ان بدمعاشوں نے اسے پورے کمرے میں گھمانا شروع کیا۔ اور اس کو اٹھا کر دو ٹکڑے ہوگیا آج بھی وہ بچھا مرمت شدہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اس کے بعد یہ جادوگر زادے کمرے میں بھی آنے لگے۔ بچے جب ان کے دروازہ خوب کس کر بند کرتے تھے ـــ اور چیزوں کے ڈھیر کمرے کے اندر رکھ لیتے تھے جب وہ لوگ آتے تھے پھر وہ چیزیں برسا شروع ہو جاتی تھیں۔ مگر ان کمبختوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا تھا۔ کبھی کبھی یہ لوگ دیواروں سے بھی عجیب عجیب شکلوں کے ساتھ برآمد ہوتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل یہ تھا کہ بچے ڈرتے نہیں۔ بلکہ مقابلہ کرتے تھے۔

میرا ایک لڑکا جو بہت سیدھا سادہ طلب ہے۔ ایک روز وہ رات میں ۲ بجے کے بعد جاگ گیا کمرے سے باہر آیا تو دیکھا کہ باورچی خانے میں اس کی چھوٹی پھوپھی کچھ پیس رہی ہیں۔ قریب جاکر دیکھا تو سنریاں تھے۔ وہ بھی باز دیں بیٹھ گیا۔ اور باتیں کرنے لگا ـــــ پوچھا کہ پھوپھی اتنی رات میں آپ یہ مسالہ کیوں پیس رہی ہیں۔ تو کہا کہ اماں کو بھوک لگی تھی تو میں نے کہا کہ پراٹھا بنا دوں ـــــ اور کہا کہ تم کچھ بادام وغیرہ کھالو۔ بچے نے کہا کہ پھوپھی ابھی تو میں سو کر اٹھا ہوں منہ تک نہیں دھویا ہے۔ وہاں سے اٹھ کر اپنے بستر پر آیا۔ اور سو گیا ـــــ صبح اپنی پھوپھی سے پر یرا کے بارے میں پوچھا اور پوری بات بتائی تو سب نے خواب محمول کیا۔ دوسرے بچوں کے ساتھ بھی کچھ ایسے واقعات گزرے تو ہمارے پورے گھر میں گونج پیدا ہو گئی ـــــ میرا چھوٹا بھائی کہنے لگا کہ تم لوگوں کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں۔ ڈاکٹر کو بتانا پڑے گا۔ اور کہا کہ دیکھو جب تم لوگوں کو تمہارے کمرے میں یا مکان میں کہیں بھی کچھ نظر آئے تو فوراً مجھے دکھا دینا۔ میں بھی دیکھوں گا۔ اور پھر اسی رات میں جب یہ گھس بیٹھی کمرے میں آئے تو جھکے سے ایک لڑکا اپنے چچا کو بلانے چلا گیا۔ جیسے چچا دالان سے نیچے اترا تو دیکھا کہ اس کے پیچھا چلے آرہے ہیں۔ اور

کچھ رہے ہیں کہ ہاں ہم نے سب دیکھ لیا ہے۔ تم لوگوں نے سچ ہی کہا تھا۔ صبح میں نے اپنے بچا سے پوچھا کہ آپ نے دیکھا یا نہیں۔ اب تو پتہ چل گیا نا کہ ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اب وہ بیچارہ کیا۔ سب بچوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور کہنے لگا کہ رات تو میں غلطی اٹھا ہی نہیں۔ رات کا سویا صبح ہی اٹھا ہوں۔ تم لوگ غلط کہتے ہو۔

ایسے بہت سے واقعات پیش آئے۔ پھر بچوں کو بھی جب ان معاملات میں دلچسپی پیدا ہوگئی۔ اور انتظار میں رہنے لگے کہ دیکھو آج رات پھر کس سے ملاقات ہوتی ہے۔ تو ان لوگوں نے نیا حربہ اپنایا۔ اب وہ کمرے میں جنازے وغیرہ لانے لگے۔ جس میں سے انتہائی بدبو نکلتی تھی۔ بچے اس بدبو کو برداشت نہ کرتے ہوئے باہر نکل آتے تھے۔ مگر یہ کمبخت جنازہ لئے ہوئے ساتھ ساتھ چلا کرتے تھے۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ وہ لوگ ایک تابوت لیکر آئے اور میری لڑکی جس کی عمر اس وقت سات یا آٹھ سال کی ہوگی۔ اس میں بند کر کے زمین کے نیچے لے کر چلے گئے۔ دوسرے سب بچے سو گئے تھے۔ جب وہ زمین کے نیچے کسی سطح پر پہنچ کر جنازہ کو زمین پر رکھا تو مار پٹائی شروع ہوگئی۔ اور پھر تابوت کھول کر ایک نوجوان نے جس کی عمر بیس بائیس سال کی تھی بچی کو اس میں سے نکالا اور اٹھا کر کمرے میں چھوڑ گیا ـــ بچی نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تمہارا ماموں عزیز ہوں۔ اور یہ بھی بتایا کہ ان لوگوں کی اس قدر پٹائی کردی ہے کہ اب وہ یہاں تک نہیں آئیں گے۔

عزیز کے متعلق نہ تو مجھے کوئی علم تھا اور نہ ہی بچوں کو۔ البتہ اہلیہ نے بعد میں بتایا کہ ان کا ایک بھائی عزیز بھی پیدا ہوا تھا۔ جو ڈیڑھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ازراہِ ... اور معصوم بچے جو فوت ہو جاتے ہیں ایسی عالم میں بڑھتے بھی رہتے ہیں۔

ایک صبح میرے ایک لڑکے نے بتایا کہ ابو جان رات میں نرسو آیا تھا۔ یہ وہ بچہ نرسو ہے جس کے بارے میں "طلسماتی دنیا" میں دو بار استفسار ہو چکا ہے اس کا اصل نام نرسمہا ہے۔ اس کو اہل ہنود نرسمہا سوامی کہتے ہیں۔ اس کا بیان تقریباً ہر شہر میں کوئی نہ کوئی مندر ہے۔ لوگ اس سے بہت ڈرتے ہیں۔ لوگوں میں بڑی مان دان ہے ـــ کسی کے بزرگوں نے کبھی اس کے نام پر پانچ کوڑی بھی دی ہے۔ تو پشتہا پشت وصول کرتا رہتا ہے۔ ورنہ ستاتا ہے۔ اس کے مان دان میں بہت سے گاؤں کے جاہل مسلم بھی مبتلا تھے۔ تبلیغی جماعت والوں نے بہت سے گھروں سے اس کی مورتیاں نکلوائی ہیں۔ اس پر پھر کبھی تفصیل سے مضمون لکھوں گا۔

بہرکیف لڑکے سے میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوا۔ جب وہ آیا تھا اور اس کا حلیہ کیسا ہے۔ تو کہنے لگا کہ وہ ایک کوتاہ قد شخص ہے۔ سر بہت بڑا تھا اور گھٹا ہوا تھا۔ دھوتی اور شلوکہ پہنے ہوئے تھا۔ آنکھوں کی جگہ صرف گڑھا تھا۔ مگر بہت روشن تھا۔ مگر ایک بات تعجب کی یہ تھی کہ اس کے جسم سے پیچھے والی دیوار دکھائی دیتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا بدن شیشے کا ہے۔ اس کے منہ کے داہنے بائیں دونوں طرف

ایک ایک دانت ہونٹ سے باہر نیچے کی طرف لٹکے ہوئے تھے جیسا کہ درندوں کے ہوتا ہے ـــ لڑکے سے کہنے لگا کہ لوگ ہماری پوجا کرتے ہیں۔ اور تم لوگ ہم کو گالیاں دیتے ہو۔ برا بھلا کہتے ہو۔ اپنے ہاتھوں میں جھاڑو لئے کھڑے رہتے ہو ہم کو مارنے کیلئے بہت طاقت ور ہیں۔ بڑی بڑی شکتی والے ہمارے سامنے نہیں آتے۔ پھر لڑکے کے جواب دینے سے پہلے ہی غائب ہو گیا۔

یہ جادوگر اکثر کبھی کبھی بڑے پتے کی باتیں بھی بتاتے تھے ـــ میرا بڑا لڑکا اس وقت ریاض سعودیہ میں تھا۔ مہینوں سے خیریت نہیں معلوم ہوئی تھی طبیعت لگی ہوئی تھی۔

ایک روز رات میں تقریباً ڈھائی بجے میری لڑکی میرے کمرے میں آئی اور کہنے لگی کہ آپ ٹیلیفون کے پاس جائیں۔ بھائی کا فون آنے والا ہے ایک نیک عورت نے مجھ کو آپ کو اطلاع دینے کیلئے کہا ہے۔ جب میں ٹیلیفون کے پاس پہنچا تو فون کی گھنٹی بج اٹھی اور خیریت معلوم ہو گئی ـــــ ان متذکرہ بالا حالات کے پیش نظر یہ ضروری ہو گیا تھا۔ اس کا تدارک کیا جائے۔ اب جو عاملین کی تلاش شروع کی تو وہ عاملوں سے ملاقات کی۔ مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ کوئی بھی اپنے فن میں کامل نہ مل سکا۔ زیادہ تر ڈھونگ کا مدار تھے۔ اور صرف اندازے ہی اٹکل سے ہی باتیں بتاتے رہتے تھے۔ مگر پھر بھی بعضوں سے کسی ایک علت میں فائدہ ضرور ہوا۔

ایک مرتبہ بیگم بازار میں ایک عامل کے متعلق معلوم ہوا۔ تو وہاں بھی پہنچا۔ وہ اتفاق سے میرے ایک شناسا کے والد تھے۔ میں جاکر بیٹھا تو میری طرف دیکھ کر اوپر دیکھنے لگے۔ اور پھر کہنے لگے کہ بھائی کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی بیوی کو کوئی بیماری ہے۔ وہ بیماری نہیں بلکہ کرتوت ہے۔ میں ایک تعویذ دیتا ہوں۔ اس کو سر سے پیر تک سات مرتبہ پھرا کر آگ میں ڈال دو۔ تعویذ بھی انہوں نے ہندی ہندسوں میں لکھا تھا ـــــ میرے دل میں یہ بات آئی کہ بھلا ہندی کا تعویذ کیا کام کرے گا۔ پھر بھی بادل ناخواستہ جیب میں رکھ لیا۔ اور گھر واپس آیا تو وہ پیر کا کھانا ایک رہا تھا۔ مجھے بھی مذاق سوجھا۔ میں نے اہلیہ سے کہا کہ اس سے تمہارے سات چکر لگانا ہے۔ اس کے بعد جادو کی حقیقت تم پر منکشف ہونا شروع ہو گی۔

سات چکر جیسا کہ انہوں نے بتایا تھا۔ ویسا کر کے میں نے جلتے چولہے میں تعویذ ڈال دیا۔ فوراً ... تاریخ ہے۔ اور آج کا دن ہے۔ پھر میری اہلیہ کو وہ درد کبھی نہیں اٹھا جس کی شدت کے سامنے خودکشی آسان تھی۔

ایک اور عامل صاحب جو میرے محلے ہی میں رہتے تھے۔ کافی ہوشیار مانے جاتے تھے۔ ایک روز ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے معاوضہ کی بات پہلے کی۔ میں نے ان سے کہا کہ کام کیجئے۔ معاوضہ کی فکر نہ کریں۔ انہوں نے باتیں سب کھول کھول کر بتا دیں۔ اور کچھ تعویذ جلانے اور چھڑکنے کو دیئے۔ اس علاج سے صرف اتنا فائدہ ہوا کہ بچوں کے کمرے میں اور باغ میں جو دھاچوکڑی ہوتی تھی۔ وہ بند ہو گئی۔ مگر دوسرے اور مسائل میں جیسے کہ معاشی حالت کا مسدود ہونا یا شادی وغیرہ۔ ان سبھوں پر رکاوٹیں

تھیں۔ اور یہ ابھی تک برقرار ہے۔

میرے ایک دوست یہاں محکمہ آب رسانی میں ملازم تھے۔ گزشتہ سال ہی خدمت سے سبکدوش (ریٹائر) ہوئے ہیں۔ ایک روز دکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ادھر ادھر گفتگو کے بعد میں نے اصل موضوع چھیڑ دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ ایک کاغذ پر لکیریں کھینچتے رہے اور پھر گویا ہوئے اور تمام حالات کا انکشاف اس طور سے کیا کہ جیسے دیکھ رہے ہیں۔ جتنی باتیں بتائی تھیں سب ہی حرف بحرف صحیح تھیں۔ انہوں نے دن تاریخ تمام چار پانچ حملوں کی بتائی تھیں۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ میرے دوست ہی نہیں بلکہ بھائی بھی ہیں۔ میں آپ کو بالکل تاریکی میں نہیں رکھوں گا۔ آپ کے اوپر جو کام ہوا ہے وہ میرے تو کیا کسی کے بھی بس کا نہیں ہے۔ یہ غلط ہے کہ ایک گوشت کی بوٹی میں ملا کر پلا سکیں گے ـــــ آپ پر جو جادو ہوا ہے اُسے صرف اللہ تعالیٰ ہی ٹھیک کر سکتے ہیں۔ وہ ہی جب چاہیں گے تب ہی سب ٹھیک ہوگا۔

میں نے ان سے دریافت کیا کہ میرے اوپر یہ سحر کرانے والے کون لوگ ہیں۔ تو بڑی رازداری سے کہنے لگے کہ یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے۔ آپ کے مزید اطمینان کیلئے یہ بات بتا رہا ہوں کہ اس شخص کا بایاں پاؤں آج ہی موٹر سائیکل سے زخمی ہوا ہے۔ دکان سے واپس آنے پر اس شخص کے پیر کے زخمی ہونے کی اطلاع بھی مل گئی۔ اس کے بعد پھر میں کسی اور عامل کے پاس نہیں گیا۔

میری پریشانی کچھ اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ آنکھوں سے نیند غائب ہو گئی تھی۔ اس کے باوجود بھی میں اپنے فیصلے پر قائم رہا۔ ابتلاء و مصائب کے اس بحران میں بھی ہم لوگوں نے اپنے کو اس طرح رکھا تھا کہ کسی کو شبہ بھی نہ ہو کہ ہم پریشان ہیں۔ تاکہ ان لوگوں کو کوئی خوشی و اطمینان کا موقعہ نہ ملے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ کام پر کام چلاتے چلے گئے۔ اور اب ہم کو نئے گھر سے دو چار ہونا پڑا کہ دو گھر کے ذریعے سے ہم پر خبیث مسلط کرا دئے گئے۔ ایک دو خبیث بھی نہیں بلکہ بیک وقت چھ چھ جمع ہو گئے ان کے وجود کو تو میں نے محسوس کیا۔ اکثر یہ کمبخت میری چارپائی ہلایا کرتے تھے۔ اور جب نیند آنے لگتی تھی تو ایسا شور کرتے تھے کہ نیند اُچاٹ ہو جاتی تھی۔ اٹھ کر دیکھتا تھا تو کچھ بھی نہیں۔ رات میں ۱۲ بجے کے بعد یہ کمبخت دکھائی دیتے تھے ـــــ میرا دو لڑکا جو نرسو پر جھاڑو لے کر دوڑا تھا۔ اس نے اس کی پٹائی بھی کی تھی۔ جب یہ لوگ دکھائی دیتے تھے تو بچے اپنے کمرے میں چلے جاتے تھے۔ اور قرآنی آیتیں وغیرہ جو بھی یاد تھیں۔ پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ مگر دو خبیث بہت بدمعاش تھے۔ دونوں ایرانی شیعہ تھے۔ یہ بچوں کے سینوں پر بیٹھ کر گلا دبانے تھے۔ خیر بچے آیت الکرسی دل ہی دل میں شروع کر دیتے تھے۔ تب بھاگ گئے تھے۔

میرا دوسرا لڑکا اس وقت ڈاکٹری کے آخری سال میں تھا۔ اُسے تو جسے زیادہ ستاتے تھے۔ وہ بہت پریشان رہتا تھا۔ وہ پہلے ہی سال میں تھا جب بھی اس پر اس قسم کا سحر کرایا گیا تھا کہ وہ پڑھ نہ سکے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کامیاب کیا۔

اسی طرح سے میرا ایک چھوٹا لڑکا اس وقت دسویں میں تھا انتہائی ذہین

اور پڑھنے میں نمبر ایک۔ میرا خیال تھا کہ پڑھنے میں یہ لڑکا سب سے آگے رہے گا۔ مگر ہوا کیا کہ کچھ دنوں بعد ایک دن اس کے اسکول گئے۔ شاید کسی کے داخلے کیلئے۔ استادوں نے اس بچے کی ذہانت کی اتنی تعریف کی کہ حد کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تیسرے روز سے اسکا اسکول جانا اس وجہ سے بند ہو گیا کہ اس کی دونوں پنڈلیوں میں عجیب قسم کے پھوڑے پھنسیاں نکلنے لگی جس کا علاج ڈاکٹروں کے پاس نہیں تھا۔ اپنے محلے ہی میں جو عامل صاحب تھے۔ میں ان کے پاس لیکر گیا۔ اور تعجب اس بات پر ہوا کہ انہوں نے غور سے دیکھا اور قریب رکھی ہوئی چھڑی اٹھا کر اس پر کچھ پڑھا اور بچے کے دونوں پاؤں پر پھیر دیا اور بچے کی ایکدم سب غائب۔ نہ تو پھوڑا تھا نہ پھنسی۔ البتہ نشانات باقی ہیں۔

اس کے بعد سے کئی سالوں کے چکر لگائے۔ مگر نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا۔ اس کا دل ہی پڑھائی سے اچاٹ ہو گیا۔

ان تمام جنوں میں یہ دو خبیث جو ایرانی تھے۔ ایک عبدالکریم اور دوسرا مجید بہت بدمعاش تھے جب ان کی ایذا رسانیاں حد سے بڑھ گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایماء پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبدالکریم کو قتل کر دیا۔ اور دوسرا بھاگ گیا۔ یہ دونوں قرن ہی کا لباس پہنتے تھے۔ اور مجلسوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ اور اکثر ناچتے بھی تھے آج فلاں جگہ مجلس میں گئے تھے۔ اس کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک لاکھ سے ہزار روپے خرچ کر کے مسلط کیا گیا ہے ——— بہت سے خبیث جیسا کہ ایک کے بعد ایک آتے رہے۔ اور ان میں بعض بعض بہت شریف بھی تھے۔ انہیں میں سے ایک نے کہا کہ آپ لوگ مکان خالی کر کے چلے جائیں۔ اب یہ یقینی ہو گیا کہ ہم لوگوں کو یہاں سے بھگانے کی تدبیر ہو رہی ہے۔ تب ہم ڈٹ کر ہر بات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو گئے حالانکہ اس نے ٹھیک بات بتائی تھی۔

ایک مرتبہ ایک انگریز خبیث بھی آیا تھا۔ جو بہیم برگ لندن میں کوئی مقام ہے۔ وہاں کا رہنے والا تھا۔ یہ پانی کے ایک جہاز میں کیپٹن بھی تھا۔ اس کا نام الیگزینڈر ایکل تھا۔ اس کا جہاز ۱۸۰۸ء میں لندن جاتے ہوئے ڈوب گیا۔ اس نے جہاز وغیرہ کا بھی نام بتایا تھا۔ مگر اب ذہن سے اتر چکا ہے۔ آنے کے ساتھ ہی وہ بہت متاثر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ ہم آپ لوگوں کو ذرا بھی تکلیف نہیں دیں گے۔ آپ لوگ خدا پرست ہیں۔ اتفاق سے اس وقت میری لڑکیاں کڑھائی بنائی اور پینٹ کا کام سیکھ رہی تھیں۔ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا کہ ہماری بیوی اور بچی بھی اس فن میں ماہر تھیں۔ ہمارے پاس اس کام کے لئے بہت سامان ہے۔ وہ ہم تم کو لا کر دیں گے۔ وہ لایا بھی تھا۔ مگر لڑکیوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور وہ خاموشی سے چلا بھی گیا۔

ایک مرتبہ ایک عورت بھی آئی تھی۔ یہاں سے قریب ایک گاؤں میں ایک تالاب کے کنارے اس کا ڈیرہ تھا۔ اس نے اپنا پورا پتہ نام وغیرہ سب بتایا۔ اور بتایا کہ اس نے خودکشی کی تھی۔ وہ ہمارے گھر میں آ کر بہت پچھتائی۔ کہنے لگی کہ آپ لوگ بہت سیدھے ہیں ہم آپ لوگوں کو کیسے پریشان کریں۔ آپ لوگوں کو پریشان کرنے کیلئے فلاں شخص نے ہمیں بھیجا ہے۔ اور پھر وہ اپس چلی گئی۔ وہ تین تو ایسے تھے۔ بچوں نے انہیں دھتکار دیا تو زمین پر ڈھے گئے۔ اور ہڈی کڑکڑانے کی آواز آئی۔ جب ان بزرگوں سے پوچھا گیا کہ جب تمہارے اندر طاقت نہیں ہے تو آئے کیوں ہو۔ کہنے لگے کہ ہم کو زبردستی بھیجا جاتا ہے۔ اگر ہم نہ آئیں تو ہمیں بہت مارا جاتا ہے۔ جس گھر میں یہ تماشے ہوتے تھے وہ میرا ذاتی مکان تھا۔ اور کچھ ہی عرصہ پہلے ایک نیا پورشن بھی بنوایا تھا۔ قسمت کی خرابی دیکھئے کہ ایک سال بھی نئے حصے میں نہ رہ سکے۔

اس مکان کے چھوڑنے کی تلقین کئی طرف سے ہوتے رہی تھیں۔ میں ایک کان سے سنتا تھا۔ اور دوسرے سے نکال دیتا تھا۔ اپنا مکان اور جما جمایا اسباب تمام تر ہو تیں بھلا کون مکان کو چھوڑتا۔ اس لئے میں ان باتوں پر قطعی طور نہیں کرتا تھا۔ ہماری ایک لڑکی نے ایک روز کہا کہ رات میرے خواب میں ایک بزرگ شیخ عثمان محمود صاحب آئے تھے۔ چار سو سال یہ زمین کیا پورا محلہ انہیں کی ملکیت تھا۔ انہوں نے کہا تم لوگ یہ مکان چھوڑ دو۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ کہیں بھی گذر بسر ہو سکتی ہے۔ میں پھر بھی انجان بنا رہا۔ مگر جب کچھ ایسے ہی اشارے اور سمت سے ملے تو پھر مکان کی تبدیلی ضروری ہو گئی۔ تقریباً ایک میل دور ایک کرائے کا مکان لیکر منتقل ہو گئے۔ اس کرائے کے مکان میں آنے کے بعد تمام خورد و کلاں کے چہروں پر کچھ بشاشت نظر آنے لگی۔ اور دو تین ماہ کے اندر اندر بہت ساری علتیں دفع ہو گئیں۔ صحت اپنے اصل کی طرف مراجعت کرنے لگی۔ سب سے خراب حالت تو نیری اہلیہ کی تھی۔ صرف ہڈی اور چمڑا رہ گیا تھا۔ اس مکان میں تو ایک دن میں آدھی چپاتی بھی نہیں کھا سکتی تھیں۔ بلکہ کھانے کے بجائے سودہ وہ پھل وغیرہ کی طرف بھی قطعی کوئی رجحان نہیں رہ گیا تھا۔ اگر کبھی کچھ کھا لیا تو ری ایکشن ہو جاتا تھا۔ مگر اس مکان میں آنے کے بعد کچھ غذا کی طرف رغبت پیدا ہوئی جو آہستہ آہستہ اپنے معمول پر آگئی۔ صحت بھی اچھی ہو گئی۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ میری ایک لڑکی نے دیکھا کہ گھر میں ایک لومڑی آئی ہے۔ اور وہ بہت پیاسی ہے۔ لڑکی نے پانی کی بالٹی اس کے سامنے رکھ دی۔ اس نے پانی پیا اور چلی گئی۔ دوسرے روز وہ انسانی جون میں بھی اسی طرح آئی کہ پہچانی جاتی تھی کہ وہ کل والی لومڑی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ مکمل انسانی ہیئت پر آگئی۔ اس نے بتایا کہ ہمارا تعلق گروہ اجنّہ سے ہے۔ تم لوگوں کو دیکھتے ہی ہم کو پتہ چل گیا تھا کہ تم سب لوگ مسحور ہو۔ تمہارے گھرانے کا ہر خورد و کلاں پر سفلی عمل کیا گیا ہے ——— اور تمام سفلی اعمال ایک قسم کے ٹرنسپی ہیں۔ جو جیسا ہے اس کے ساتھ ویسا ہی عمل بھی کیا گیا ہے۔ تم لوگ خدا کا شکر ادا کرو کہ تم لوگوں پر ان تمام عملیات کے وہ اثر ظاہر نہیں جو حقیقت میں ہونا چاہئے تھا۔

بہرکیف انہوں نے خاندان کے ہر خورد و کلاں کے لئے الگ الگ وظائف کی تلقین کی۔ خود میرے لئے بھی قرآن مجید کی ایک صورت پڑھ کر گلاس کے پیالے میں پانی بھر کر اور پھر دم کر کے پینے کیلئے کہا۔ ہم سبھوں نے ان بتلائے ہوئے وظائف پڑھے۔ پھر کچھ روز بعد پہلے والے صاحب کے ساتھ ایک صاحب اور آئے انہوں نے مختلف وظائف کو پڑھنے کیلئے کہا پھر جب پورا ہونے پر پھر کوئی صاحب آئے اور انہوں نے پھر اور کچھ بتلائے۔ اس طرح تقریباً بیس تیس افراد آئے اور سبھوں نے افسوس ظاہر کیا۔ اور اپنے اپنے عملیات کے مطابق وہ ہمیں بھی تلقین کرتے۔

یہ تمام وظائف صرف اللہ تعالیٰ کے کلام کی سورتوں اور آیات پر مبنی تھے۔ ان وظائف کے دوران بہت عجیب عجیب مشاہدات بھی ہوئے۔ بہت ساری حقیقتوں کا علم ہوا۔ انکشافات اتنے روشن ہوئے تھے کہ تمام چیزیں، مثلاً جادو کیا جا رہا ہے۔ کن کن چیزوں کا استعمال ہو رہا ہے۔ کہاں دفن کیا گیا۔ کون کون لوگ ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

یہ اپنی قوم کے بہترین لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سبھوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔

جادو کی حقیقت جو پہلے والے صاحب نے بتائی۔ وہ استفادہ یا لوگوں کے علم میں آنے کیلئے لکھ رہا ہوں کہ یہ چلتا پھرتا کیسے ہے ——— کہنے لگے کہ جب جادو گر منتر پڑھتا ہے تو ارواح خبیثہ اس میں لپٹی رہتی ہیں۔ اور جادو ایک جاندار شے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جہاں بھیجا ہو تو چلا جاتا ہے۔ فضا میں اڑ بھی سکتا ہے۔ اور زمین پر چل بھی سکتا ہے۔

یہ تمام حضرات جن سے ہمیں واسطہ پڑا۔ ملک کے مختلف مقامات سے بھی آئے۔ اور ملک کے باہر سے بھی آئے۔ اندازہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کسی ایک قسم کے سحر کے ماہر تھے۔ اپنا اپنا کام انجام دے گئے ——— یہ تمام حضرات انتہائی ہمدرد مخلص، سچے پکے مسلمان حرمین ہی سے کوسوں دور۔ اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق میں بھی متقی، پرہیزگار، تارک الدنیا، عالم فاضل، تجارت پیشہ ہر اقسام کے افراد تھے۔

اب جسمانی حالات ایک حد تک ٹھیک ہو چکے تھے۔ مگر معاشی حالت اب بھی ابتر تھی۔ جہاں تک خورد و نوش کا معاملہ ہے، بحمد اللہ اللہ کا وعدہ بالکل حق اور سچ ہے۔ مگر اور دوسری تمام معاشی ضروریات جیسے کہ شادی بیاہ، ہر ایک کو روزی روزگار سے لگانا۔ ابھی تک ان میں کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔ معلوم یہ بھی ہوا ہے کہ تقریباً آٹھ سال سے شادیوں پر رکاوٹ ڈالی گئی ہے۔

ایک دن میری دکان میں میرے ایک لڑکے کے ساتھ ان کا ایک دوست بھی آیا۔ میں نام سے واقف نہیں ہوں۔ انہوں نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ یہاں نیں گڑبڑ ہیں۔ ایک یہاں شکنی بھی ہے۔ انہوں نے اس وقت بہت سی باتیں بتائی بھی تھیں۔ مگر چونکہ ہم لوگوں کے ذہن میں وہ باتیں نہیں رہی تھیں۔ اس لئے تردید کرنے لیے ان کے جانے کے بعد ہم لوگوں کو وہ سب باتیں یاد آئیں جس کی ہم تردید کر چکے تھے۔ میں ان دنوں سفر پر گیا ہوا تھا۔ بچے ان کو گھر گھما کر لائے کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ گڑبڑ کیا ہو سکتی ہے۔

ایک روز رات میں انہوں نے تمام لڑکوں کے سامنے دو گڑھے کھدوائے: معلوم ہوا کہ وہ دکان میں بیٹھ کر پڑھتے رہے۔ اور پڑھتے ہوئے حدایت کی کہ سیڑھی کے دونوں طرف تین تین فٹ کا گڑھا کھود دو۔ میرے بڑے لڑکے نے خود کھودا اور وہیں بیٹھا رہا۔ کہ سارا کوئی گڑبڑ ہو جائے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک گڑھے میں پتلا انسانی بچے کا ناڑہ، بال، گوشت اور خون وغیرہ نکلا۔ اور دوسرے گڑھے میں ہڈی، لیموں وغیرہ اور پتہ نہیں کیا کیا۔ اس کے بعد سے تاکہ دکان بھلتوں خوب چلی اور پھر ٹھپ ہو گئی۔ وہ لوگ کام برابر کر رہے ہیں۔ اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ مصلحتاً کے حالات جو کچھ جنّ کئے وہ حذف کر رہا ہوں۔

بقیہ:——— فراعنۂ مصر کا کالا جادو

اس منتر کو اٹھارہ ہزار بار دریائے نیل کے پانی میں کھڑے ہو کر اور پڑھنے سے مصری لوگ تسخیر عمل کا عمل سر انجام دیتے تھے اور اس عمل کا عامل طی الارض پر قدرت اور پل بھر میں مشرق سے مغرب میں جا سکتا تھا۔ وہ لوگوں کو فیضان روحانی بخش سکتا تھا اور دیوتاؤں کی مانند طاقت اور قوت رکھتا تھا۔ قبطی کاہن رفع امراض کیلئے خاص نقش دیا کرتے تھے۔

نقش حسب ذیل ہوتا تھا۔

ایسا سحر زدہ جس کے علاج سے عامل و کامل حضرات عاجز آ جائیں تو ایسے علاج مریض کیلئے منزل جعفر میں گھر پر کسی کے چشمے کے پانی پر ذیل کے کلمات کو اٹھارہ دفعہ پڑھ کر دم کریں۔ اس پانی کو کنوئیں کے سادہ پانی میں ملا کر اس پانی سے سحر زدہ کو غسل کروائیں اور اس میں سے تھوڑا سا پانی اس مریض کو پلا بھی دیں۔ جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ اور مریض فوراً شفایاب ہو گا۔

کلمات عمل یوں ہیں۔

اَلْخَاخَا الْخَاخْ دَاخْ یَدُوْخْ یَا خَاخَسْ الْخَفَا خَاخُوخَیَا الْمَاْلَمَا لَمَادِیْلْ فَرِیحْ اَخَادِیْلْ وَلَاْخُبَرَاخُوا خَاخُبَرَاخَالِطَا دَمَّا دِیْنَا یَسْ مَقْلُوبْ وَکَاذُوْا بَیْعَتْ وَلَاْخَابِثْ تَمْشُوْعَا مَکْنَ لَنَاشَدَا اَتْمَهَا بَاخَخَا خُوذَا بَحَقِّ الْخَادِرِ الرَّحَاوِ الْخَاجِ خَاخَا۔

طلسماتی دنیا کے ناظرین کیلئے چند تحفے

علامات

جس وقت کوئی مریض آئے (۱) اس کا نام (۲) اس کی ماں کا نام (۳) دن کا نام ان سبھوں کا ابجد کے حساب سے اعداد نکالکر سب نمبر (۱) کو جوڑ دیں۔ پھر ان تمبرات کو ۴ سے تقسیم کریں۔ اگر (۱) بچے تو نظر (۲) بچے تو پیٹ میں کسی چیز سے سحر کیا گیا ہے (۳) بچے تو بدنی مرض (۴) بچے تو کچھ اب اسکے لئے تعویذات کا استعمال اس طرح کریں۔

(۱) یہ تعویذ سات عدد لکھکر دیں۔ روزانہ رات کو ایک پیالی میں ایک نقش ڈال دیں صبح سویرے نہار منہ میں پانی پی لے کریں۔ شرط نہار منہ ہے وہ تعویذ یہ ہے

۷۸۶

۲۱۶۹	۲۱۷۲	۲۱۷۰	۲۱۹۱
۲۱۷۴	۲۱۶۳	۲۱۶۸	۲۱۷۳
۲۱۶۴	۲۱۷۷	۲۱۷۰	۲۱۶۷
۲۱۷۱	۲۱۶۶	۲۱۶۴	۲۱۷۶
۸۶۷۷	۸۶۷۸	۸۶۷۲	۸۷۰۷

یہ چال غلط ہے۔ مگر مجھے یہی نقش اسی طرح ملا ہے اسی میں فائدہ ہوتا ہے

(۲) ایک تعویذ دائیں ہاتھ میں باندھ لیں۔ وہ یہ ہے۔

۷۸۶

۱۱۸۵۰	۱۱۸۵۳	۱۱۸۵۶	۱۱۸۴۳
۱۱۸۵۵	۱۱۸۴۴	۱۱۸۴۹	۱۱۸۵۴
۱۱۸۴۵	۱۱۸۵۸	۱۱۸۵۱	۱۱۸۴۸
۱۱۸۵۲	۱۱۸۴۷	۱۱۸۴۶	۱۱۸۵۷

۷۸۶

۸	۲۵۹۴	۲۵۹۷	۱
۲۵۹۶	۲	۷	۲۵۹۵
۳	۲۵۹۹	۲۵۹۲	۶
۲۵۹۳	۵	۴	۲۵۹۸

یا اللہ اسکو سحر کی شکایت نہ ہو۔ آمین۔

(۳) بڑے تعویذ کو بوتل میں ڈال دیں۔ (۱) تین دن کے بعد کاغذ کو نکال لیں۔ (۲) روزانہ تین پیالی صبح۔ دوپہر۔ شام۔ کو ایک ایک پیالی پی لیا کریں۔ پانی کم ہو تو اور ملا لیا کریں۔ (۳) تین اتوار کو غسل کریں۔ غسل کی ترکیب یہ ہے۔ اتوار کے دن صبح سویرے نہار منہ میں غسل کریں۔ غسل سے قبل کچھ نہ کھائیں۔ نہ چائے نہ بسکٹ نہ ناشتہ۔ یہ سب غسل کے بعد کریں۔ ایک بالٹی پانی میں سے لیکر دو بوتل سے لیکر ڈال دیں۔ (۱) پہلے ایک چلو پانی اسی بالٹی سے پی لیں (۲) پھر اسی بالٹی سے ایک لوٹا نکال کر وضو کر لیا کریں (۳) پھر اس بالٹی کے پانی سے غسل کر لیا کریں۔ پانی اگر کم ہو جائے اور پانی ملا لیا کریں۔ انشاء اللہ مکمل صحت ہو جائیگی

بڑا تعویذ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ فلما القوا قال موسیٰ ما جئتم بہ السحر ان اللہ سیبطلہ ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین ویحق اللہ الحق بکلمتہ ولو کرہ المجرمون انما صنعوا کید سحر ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ۔

نوٹ:۔ سب کاغذات کو اچھے کنوئیں۔ یا۔ تالاب میں ڈالدیں یا دریا سمندر میں ڈالیں وجسکو تعویذ دیں اسکو کہہ دیں پانچ یا دس روپے خیرات کر دے۔ ہدیہ جو مناسب ہو لے لیں۔

(۲) کسی کا کوئی عزیز ہو لڑکا ہو یا دوست ہو۔ گھر کو خط و کتابت نہیں کرتا۔ نہ روپے دیتا ہے۔ اس کے لئے بہترین عمل یہ ہے۔ اسکو ڈاک پانی کہتے ہیں۔ ایک نئی لیٹر پر سورہ جمعہ کو تین بار پڑھکر دم کریں۔ اسی لیٹر سے خط تحریر کریں۔ انشاء اللہ روپے اور خطوط آنے لگیں گے۔ مجرب۔

(۳) ایضاً۔ کارڈ نہیں۔ صرف کاغذ۔ یا انلینڈ لیٹر میں مضمون لکھکر ایک بار آیۃ الکرسی۔ اور سورہ یٰسین شریف کا شروع سے پہلی مبین تک کاغذ کے ہر موڑ یا تہہ میں دم کرکے خط کو بند کر دیں۔ انشاء اللہ کیسا ہی سخت دل ہو روپے اور خط دینے لگے گا۔ مجرب المجرب۔

چند روحانی تحفے

ڈاکٹر ایم توحید عالم
قطب بہوراروی

عمل نمبر ۱ اگر ڈائن، جوگن نے جادو یا سحر کر دیا ہے۔ کسی نے دوکان یا مکان کی بندش کرا دیا ہے۔ شیطان، بھوت، چڑیل، سوار ہو گیا ہے۔ جنات نے تنگ کر دیا ہے ایسی صورت میں اس ترکیب کو آزمائیں، انشاء اللہ تعالیٰ سو فیصد کامیابی ہوگی، اسمیں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پلیت جنات تک قید ہو جاتا ہے یا جل جاتا ہے نیز مریض یا مریضہ اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

ترکیب عمل پہلے زبان میں تاثیر پیدا کرنے کیلئے کم از کم ایک سو اکتیس بار سورہ یٰسین شریف کا ورد کرلیں۔ اس کی قید نہیں کہ ایک ہی بیٹھک میں ہو جب سورہ کا حفظ روانی سے مکمل کرلیں تو مریض پر مندرجہ ذیل ترکیبیں استعمال کریں۔

ترکیب ۱ پہلے ایک کاغذ پر جو سادہ ہو ان ناموں کو لکھ لیں۔

(۱) جنات	(۲) شیطان	(۳) خبیث	(۴) ابلیس
(۵) مردود	(۶) نمرود	(۷) ہامان	(۸) سلیمان
(۹) علیقًا	(۱۰) علیقًا	(۱۱) علیقًا	(۱۲) علیقًا
(۱۳) علیقًا	(۱۴) علیقًا	(۱۵) جن	(۱۶) بھوت
(۱۷) چڑیل	(۱۸) ڈائن	(۱۹) جوگن	(۲۰) پریت
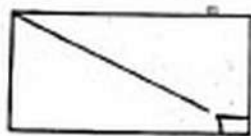
اب دونوں ہتھیلی سے لکھے ہوئے کاغذ کو لال نشان کونے سے ترکون لپیٹ دیگا۔
(ب) اب صاف روئی (COTTON) لیں اس کے بعد سینجانیل یعنی (MUSTARD OIL یعنی سرسوں کا تیل) سے ترکرلیں اور ترکون کاغذ کے اوپر لپیٹ کر فتیلہ بنالیں۔ پھر اس فتیلہ کو مٹی کے دیئے میں رکھ دیا یہ آپ کا پہلی ترکیب مکمل ہو گئی۔

ترکیب نمبر ۲ زمین کو صاف کرا کر اُسے مٹی سے تھوڑی دور تک لیپ دیں (۲) جب زمین سوکھ جائے تو عامل باوضو، چھڑی یا لکڑی سے اس طرح گول دائرہ بنالیں۔
(۳) کسی چیز سے نیچے خانہ میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھدیں۔
(۴) موم بتی دائرہ سے باہر داہنے طرف جلا دیں۔
(۵) دائرہ سے باہر بائیں طرف اگربتی جلا دیں۔
(۶) دائرہ کے اندر یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے دیا رکھدیں۔ جسمیں فتیلہ رکھا ہوا ہے۔

(پچھم) عامل بیٹھے
صلی اللہ علیہ وسلم
دیا
موم بتی
اگربتی
مریض یا مریضہ بیٹھے
(پورب)

ترکیب نمبر ۳ مریض یا مریضہ کو دائرہ سے باہر پورب طرف پچھم رُخ بیٹھادیں (دیا سے نیچے)
(ب) عامل پچھم طرف دائرہ سے باہر پورب رُخ بیٹھے۔
(ت) اب عامل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے ہوئے فتیلہ جلا دیا۔
(ث) ۳ عدد سفید کارک کی شیشی بھی رکھنا ہے۔

ترکیب نمبر ۴ (۱) اب عامل، درود شریف ۳ دفعہ اول و آخر اور درمیان میں ایک دفعہ سورۂ یٰسین شریف پڑھکر دونوں ہتھیلی کو سنکھ کی طرح گول کر کے زور سے اپنی ہتھیلی پر پھونک ماریں۔
(۲) پھر یہ کہیں۔ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ۔ ۷ تعداد دفعہ پڑھیں پھر زور سے پڑھتے ہوئے زور سے ہی حکم دیں۔ اے موکل ہمزاد جلد حاضر ہو کر مریض یا مریضہ کے اوپر جو بھی چیز ہے جلد حاضر کرو۔
(۳) اِدھر مریض یا مریضہ فتیلہ کو غور سے دیکھتے رہیں گے۔ اس کے بعد

جو بھی چیز ہوگی وہ اپنی شکل میں شیشہ میں دکھائی دیگی، مریض یا مریضہ اس ہیبتناک شبیہ دیکھکر ڈر جائینگے مگر عامل کو سمجھانا ہے کہ ہم میں انشاء اللہ کچھ نہ ہوگا۔

(۴) اب سفید شیشی خالی منہ والی مریض کو دیکر کہنا ہے۔ اے مریض جو شکل ہے اُسے کہو جلد شیشی میں آجائے۔ چونکہ مریض دیکھتے رہیں گے۔ جب شیشی میں آجائے تو کارک سے منہ بند کر دینا ہے۔

احتیاط:۔ کبھی کبھی مریض پر کسی طرح کا سایہ تنگ کرتا ہے یا کسی جنات سوار رہتا ہے لہٰذا مریض کو شیر، بھالو، خوفناک شکلیں، سانپ، بچھو وغیرہ کئی نظر آسکتے ہیں سب کو قید کرنے کیلئے ایک شیشی رکھنی ہوگی پھر اس شیشی کو گہرا گڈھا کھود کر دفن کر دینا ہے۔

دوسرا تجربہ شدہ عمل

اگر سالک یا عامل یہ چاہتے ہوں کہ آنکھ بند کریں اور سامنے بھاگے ہوئے؟

نقل یا کسی چیز کو دیکھ لیں تو مسلسل چالیس روز تک اس عمل کو اس ترکیب سے کرلیں۔

طریقۂ عمل

نماز کی پابندی ضروری ہے۔

(ب) بعد نماز فجر اپنی جگہ بیٹھیں رہیں اور بغیر کسی گفتگو کے سورہ الم ترکیف پوری۔ ۱۴ چودہ بار پڑھ لیا کریں یہ سلسلہ مسلسل چالیس روز تک چلے گا۔ اگر ایک روز بھی ناغہ ہوگا تو پھر سے شروع کریں۔

عمل نمبر ۳

اگر دو شخص میں عداوت ہو یا دشمنی دوستی میں بدلنا چاہتے ہوں یا زن و شوہر میں اختلاف رہتا ہو یعنی پیار محبت کے لئے سورہ الحمد اللہ ..... والضالین تک ۱۱ بار پڑھکر شیرینی پر کھلا دیں بہت زود اثر ہے۔

عمل نمبر ۴

اگر بیحد مرض کا غلبہ ہے کسی دوا سے فائدہ نہیں ہو رہا ہے تو پیپل کا گیارہ عدد پتہ لاکر مریض کے سر پر رکھدیں اور قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ۔ قل اعوذ برب الناس۔ قل اعوذ برب الفلق یعنی چاروں قل۔ ایک ایک دفعہ پڑھکر پتہ پر پھونک دیں۔ اور سب پتہ جلاکر جلا دیں۔ یہ ترکیب مسلسل گیارہ دنوں کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت آجائے گی۔

ایک یادگار تحفہ

طلسماتی دنیا کے قارئین کے لئے جادو ٹونا نمبر میں ہمزاد تابع کرنے کا ایک نادر عمل پیش کر رہے ہیں جو لوگ اس لائن کی ریاضتیں کر چکے ہوں ان کے لئے یہ ایک گرانقدر تحفہ ہے۔ اُمید ہے کہ خدمت خلق کی نیت سے ایسے لوگ ہمزاد تابع کریں گے۔ اور وہ خود بھی فائدہ اُٹھائیں گے اور اللہ کے بندوں کو بھی فائدہ پہونچائیں گے۔ (ح۔ ک)

عمل ہمزاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا سمیعُ یا بصیرُ اللّٰھم سخرلی ھمزاد بحق سمنسائیل و سخرلی ھمزاد بحق رفتمائیل و سخرلی ھمزاد بحق تومائیل احضروا احضروا ھذا الوقت واحضروا من الوقت الحاجات بحق حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام بحق یا بدوح۔

طریقہ اسکا یہ ہے کہ شرائط اعمال کا پابند ہوکر نوچندی جمعرات کو بعد از نماز عشاء تازہ غسل یا وضو کریں۔ اور پھر تنہا اور پاکیزہ مکان میں جسے بخورات سے معطر کیا گیا ہو قبلہ رخ بیٹھ کر اور اپنی پشت پر چراغ جلائے جس میں خالص سرسوں کا تیل ہو۔

اور سایہ کی گردن پر نظر جماکر عمل کو سوا گھنٹہ تک مسلسل پڑھیں تو تعداد کا لحاظ ہرگز نہ رکھیں محویت میں عمل کو پڑھتے رہیں۔

نویں روز سایہ گم ہو جائے گا اور کبھی دائیں کبھی بائیں مختلف اشکال یا سائے یا روشنیاں نظر آئیں گی کبھی پیچھے سے کوئی آواز دے گا عمل چالیس یوم کا ہے جس روز عمل ختم کرنے کے بعد ہمزاد مخاطب کرے تو اس سے وعدہ وعید کرلیں۔

اور ہمزاد کو آزاد کر دیں روزانہ لطور مداومت عمل کو ایک بار پڑھتے رہنا بہت ضروری ہے۔

اور جب ہمزاد حاضر کرنا منظور ہو تو تین بار عمل پڑھ کر تین بار تالی بجائے انشاء اللہ بہت کامیاب عمل ہے۔

حضرت آدمؑ کی نعش مبارک کوہستان نوز کی غار میں پڑی تھی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے شیثؑ اور ان کی اولاد دعائیہ انداز میں ہاتھ اُٹھائے اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔ کوہستان نوز جنوبی ہندوستان کے سرسبز ترین پہاڑوں میں سے ہے۔ جب حضرت آدم کو جنت سے نکالا گیا تو اس پہاڑ پر ان کا نزول ہوا تھا کوہستان نوز کے ایک طرف حضرت شیثؑ اپنے قبیلے کے ساتھ تھے جب کہ جبل نوز کی دوسری طرف ان کا بڑا بھائی قابیل اپنے قبیلے کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ یہ حضرت آدمؑ کا وہی بیٹا تھا جس نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔

اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا جنوب میں آدمؑ کا پل اور آدمؑ کی چوٹی کے پہاڑوں کا سلسلہ صاف دکھائی دے رہا تھا ہر شے ڈوبتے سورج کی آخری جھلک دیکھ رہی تھی۔ پھر کوہستانوں کے طویل سلسلے پر شام کی سیاہی غالب آنے لگی جاڑے کی لمبی ٹھٹھرتی رات دھیرے دھیرے اُترنے لگی۔ طیور تیزی سے اپنے ٹھکانوں کی جانب محو سفر تھے اور تیز سرد ہواؤں میں پتوں سے بے نیاز پیڑوں کی شاخیں بُری طرح بج رہی تھیں۔ کارگاہ زیست میں ظلمتوں کا نزول ہونے لگا تھا۔ اُفق کے دریچے لال گوں ہوکر سفیدی میں ڈھلنے لگے۔ رات سنسان ہوکر جنونی کیفیت اختیار کرنے لگی اور ستارے ٹمٹماکر آدمؑ کے دونوں بیٹوں کے قبیلوں کو دیکھ دیکھ کر مسکرانے لگے تھے۔ شیثؑ آدمؑ کی نعش مبارک کے پاس دو کڑیل محافظوں کو چھوڑ کر اپنے قبیلے کے دیگر لوگوں کے ساتھ اپنے پڑاؤ کی طرف جاچکے تھے۔ شیث علیہ السلام اور قابیل کے قبائل کا قیام کوہستانی غاروں اور پہاڑی گپھاؤں میں تھا۔ یہاں دونوں قبائل کا قیام چونکہ عارضی تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنے لئے گھر تعمیر نہ کئے تھے۔

جب شیثؑ آدمؑ کی نعش مبارک کے پاس دو محافظوں کو چھوڑ کر اپنے ٹھکانے کی طرف چلے گئے۔ اسی وقت عزازیل اپنے پانچ ساتھیوں تبر، اعور، مسوط، ورسم اور زکنبور کے ساتھ کوہستان نوز پر نازل ہوا پھر ابلیس (عزازیل) نے اپنے ساتھی ورسم کو حکم دیا کہ جاؤ قابیل اور اس کے قبیلے کو بلالاؤ اور میرا نام لیکر قابیل کو میرا پیغام دینا۔ وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کو لے کر بھاگتا ہوا میری طرف آئے گا۔ ورسم کچھ کہے بغیر نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ پھر زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ قابیل اپنے قبیلے کے مرد عورتوں کو لیکر اس چٹان کے سامنے آ کھڑا ہوا جس چٹان کے اوپر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُن کا منتظر تھا۔ آلِ قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے عزازیل نے پہلے اپنے پانچوں ساتھیوں کے ناموں کا تعارف کرایا پھر اس نے بلند آواز میں قابیل کے قبیلے کو مخاطب کر کے اپنے اُن پانچ ساتھیوں سے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کہ اے آلِ قابیل! میرے ساتھیوں میں سے جو تبر ہے، اس کے اختیار میں مصیبتوں کا کاروبار ہے، جن میں لوگ ہلاکت وادیلا کرتے ہیں اور گریبان پھاڑتے ہیں منہ پر طمانچے مارتے ہیں اور جاہلیت کے نوحے گاتے ہیں۔ میرے دوسرے ساتھی کا نام اعور ہے۔ یہ لوگوں کو بدی پر اکساتا ہے اور اسے ان پر اچھا اور پسندیدہ کر کے دکھاتا ہے۔ میرے تیسرے ساتھی کا نام مسوط ہے، یہ کذب اور دروغ پر مامور ہے جسے لوگ کان لگا کر سنیں جس طرح یہ اب میرے ساتھ انسانوں کی شکل میں ہے۔ ایسی ہی شکل میں یہ انسانوں سے ملتا ہے اور انہیں فساد برپا کرنے کی جھوٹی خبریں سناتا ہے۔ میرے چوتھے ساتھی کا نام ورسم ہے۔ یہ آدمی کے ساتھ اُس کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے عیب اُسے دکھاتا ہے اور اُسے اُن پر غضبناک کرتا ہے۔ میرا پانچواں ساتھی زکنبور ہے۔ یہ بازاروں کا مختار ہے۔ بازاروں میں آکر یہ قسم قسم کی بدی اور بدیانتی کے جھنڈے گاڑتا ہے۔ اے آلِ قابیل! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ خاندان شیثؑ کے پاس آدمؑ کی نعش کی صورت میں ایک ایسی چیز ہے جس کے

۱؎ بھارت اور سیلون کے درمیان سمندر میں ریت اور پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی ایک لمبی قطار۔ روایت ہے کہ حضرت آدمؑ جب جنت سے نکالے گئے تو وہ اسی راستے سے سندر عبور کر کے سیلون کی طرف گئے تھے اسی لئے اسے آدم علیہ السلام کا پل کہتے ہیں۔ یہ پل آج بھی موجود ہے ... میں ماہرین طبقات الارض نے اس پل کو گرا کر اس علاقے کو جہاز رانی کے قابل بنانے کی کوشش کی ... کوہستانی پل کے آس پاس پانی کی گہرائی تین چار فٹ سے زیادہ نہیں ہے (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

۲؎ جنوب وسطی لنکا میں واقع کولمبو سے پچاس میل جنوب مشرق کی طرف ایک پہاڑی ہے جس کی بلندی ... فٹ ہے۔ اس چوٹی پر ایک پانچ فٹ چار انچ لمبا اور دو فٹ چھ انچ چوڑا انسانی پاؤں کا نشان ہے۔ روایت ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کا نقش پا ہے

۳؎ ابلیس یعنی شیطان کا اصل نام عزازیل ہے۔

گرد وہ گھومتے ہیں۔ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ اپنے اندر برکت محسوس کرتے ہیں اور تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔"

"اے عزازیل!" قابیل آگے بڑھا اور عزازیل کے نزدیک ہوتے ہوئے بولا تو کریمرا ایسا دوست مہربان اور غمگسار ہے۔ تو نے مجھے اپنے بھائی ہابیل پر غلبہ پانے کو کہا، سو میں نے تمہارے مشورے پر عمل کیا اور کامیاب رہا، میں سمجھتا ہوں جو کچھ تم اب کہو گے وہ بھی ہماری بہتری کی خاطر ہوگا، کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"سنو قابیل! آدم کی نعش اُٹھا کر اپنے قبیلے میں لے آؤ اور بنی شیث کو اس اہم سے نکال دو کر صرف وہی آدم کے اصل اور صحیح وارث ہیں، اس طرح بنی شیث کا اقتدار اور بزرگی میں تم لوگوں پر کوئی غلبہ نہ رہے گا۔"

"اے عزازیل یہ کیونکر ممکن ہے؟" قابیل نے پُر سوچ لہجہ میں کہا، میرے قبیلے میں سے کون ہے جو میرے باپ آدم کی نعش اُٹھا کر لائے گا۔ کیوں کہ نعش پر بنی شیث کے دو نوجوانوں کا پہرہ ہے۔ ان دو جوانوں میں سے ایک کا نام یوناف اور دوسرے کا نام جرموق ہے۔ ان دونوں میں سے جو یوناف ہے وہ سوختہ جان موت کیطرح بھیانک اور کوہستانی پتھروں کی طرح مضبوط اور کڑا ہے۔ وہ ایسا طاقتور ہے کہ چٹانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھ دے۔ وہ بنی شیث کی راتوں کا تارا اور انفرادی شجاعت میں نور کا روشن چراغ ہے۔ وہ اس قدر زور آور ہے کہ اگر اس کے بس میں ہو تو زمین کا جگر چند ٹکڑے کر کے اپنے سامنے پھاڑ کر رکھ دے۔ بنی شیث اُسے اپنا آخری اور مضبوط برج سمجھتے ہیں۔ وہ ایسا جوان ہے جو ماہ تمام آسانی ہی کر تقدیر کا نوشتہ بدل دے۔ شیث اس کے سارے بیٹے اور خاص کر اس کا بیٹا انوش، یوناف سے محبت کرتے ہیں۔ اور اپنے لئے اُسے ایک قیمتی سرمایہ جانتے ہیں۔ اور دوسرا جس کا نام جرموق ہے گو وہ یوناف سے کمتر ہے لیکن وہ بھی ایسا طاقت ور ہے کہ پہاڑ اکھیڑ کر رکھ دے۔ بنی شیث اس سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اے عزازیل کون میرے باپ آدم کی لاش اس غار سے نکال کر میرے پاس لائے گا، جب کہ نعش کے آس پاس یہ دو بنی شیث پہرہ دیئے ہوئے ہیں ایک عزازیل! میرے پاس میرے قبیلے میں یوناف جیسا ہی ایک طاقت ور نوجوان ہے، اس کا نام عارب ہے۔ لیکن وہ ان دنوں علیل ہے اور غار کے اندر بیمار پڑا ہے۔"

"اے قابیل! کیا تیرے قبیلے میں کوئی اور ایسا نہیں جو یوناف کا مقابلہ کرے؟"

"ہے تو سہی۔" قابیل کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "میرے قبیلے میں ایک اور طاقت ور اور گرانڈیل جوان بھی ہے۔ اس کا نام علاق ہے لیکن اسے ابھی آزمایا نہیں گیا۔ کیا خبر وہ یوناف سے چت ہوتا ہے یا اُسے مغلوب کرتا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ عارب کے تندرست ہونے کا انتظار کیا جائے اور جب وہ اچھا ہو جائے تو اسے اور علاق کو بھیجا جائے کہ وہ دونوں کسی حیلے سے کام لیکر یوناف اور جرموق پر غالب رہیں ــــ اور کوہستان نوز کے اس غار سے میرے باپ آدم کی نعش اُٹھا کر میرے پاس میرے قبیلے میں لے آئیں۔ پھر عارب اور علاق بھائی ہیں اور دونوں مل کر اس کام کو آسانی کر گزریں گے۔"

"نہیں ہرگز نہیں۔" عزازیل نے بے اطمینانی اور انتشار طبع کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میرا ایک ساتھی تھوڑی دیر قبل بنی شیث میں سے ہو کر آیا ہے۔ وہ شاید کل تک آدم کی نعش کو دفن کر دیں گے۔ اے قابیل! جو کچھ کرنا ہے آج کی رات ہی کو۔ جب اہل شیث آدم کی نعش کو زمین میں دفن کر دیں گے تو پھر تمہاری کوئی حقداری اور وراثت نہ رہے گی۔" قابیل سر جھکائے کچھ سوچنے لگ گیا تھا۔ عزازیل نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے قابیل! تو ملول نہ ہو فکر میں نہ پڑ۔ کیا تمہارے قبیلے میں کوئی ایسی لڑکی نہیں جو انتہائی خوبصورت ہو؟"

قابیل نے چونک جانے کے انداز میں اپنا جھکا ہوا سر اُٹھاتے ہوئے کہا۔

"اے عزازیل! میرے قبیلے میں ایک ایسی خوبصورت لڑکی ہے۔ جس کا کوئی ثانی کوئی مثال نہیں۔ میرے اور شیث دونوں کے قبیلوں میں کوئی لڑکی بھی ایسی حسین نہیں ہے۔ اس کا نام یوسا ہے اور وہ میری ایک خواصی کی لڑکی ہے۔ اے عزازیل! یوسا کا حسن شعلہ بدوش اور سکر وستی ہے، وہ خیالستان حسن نگارستان نغمہ ہے۔ وہ میرے پورے قبیلے کے دلوں کی دھڑکن ہے اور ہر کوئی اُس سے شادی کرنے کا متمنی ہے لیکن اے عزازیل وہ ستاروں کا خوشہ اور بہاروں کا توشہ، یوسا، مردوں سے انتہائی نفرت کرتی ہے۔ خالق ارض و سما نے اس کی جبلت، شعور اور اس کے خمیر میں دو چیزیں بھر دی ہیں۔ ایک مردوں سے انتہائی نفرت، دوسرے صرف اپنی ذات سے محبت۔"

"کیا اس کے علاوہ بھی کوئی اور ایسی لڑکی ہے؟" عزازیل نے قابیل کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہے تو سہی۔" "اس کا نام نبیطہ ہے۔ یہ میرے پوتے کی بیٹی ہے۔ عمر میں نبیطہ اور یوسا ایک جیسی ہی ہیں۔ لیکن حسن و خوبصورتی میں یوسا کو فضیلت حاصل ہے۔ لیکن خصلتاً نبیطہ، یوسا کا اُلٹ ہے۔ جہاں یوسا انتہائی خوبصورت، سادہ، خاموش طبع اور مردوں سے نفرت کرنے والی ہے۔ وہاں نبیطہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ برلے درجے کی شوخ طبع مردوں کی طرف میلان رکھنے والی اور بھڑکیلی و فصیلی طبیعت کی لڑکی ہے۔ یہ عارب اور علاق دونوں کی بہن ہے۔ عارب اور علاق دونوں سگے بھائی ہیں۔ جب کہ حسین یوسا ان تینوں کی پھوپھی زاد ہے۔ کاش عارب بیمار نہ ہوتا تو وہ بنی شیث کے یوناف کا خوب مقابلہ کرتا۔" آخری جملہ ادا کرتے ہوئے قابیل کے چہرے پر حسرت اور فکرمندی کے سائے پھیل گئے تھے۔

"سنو قابیل!" عزازیل نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "تم عارب کے بھائی علاق کو اس غار کی طرف روانہ کرو جس میں آدم کی نعش ہے۔ علاق کے ساتھ تم یوسا اور نبیطہ کو بھی روانہ کرو۔ وہاں جا کر علاق یوناف کو مقابلے کی دعوت دے۔ جب وہ مقابلے کیلئے تیار ہو تو نبیطہ، جرموق کے ساتھ جا بیٹھے اور اُسے باتوں میں لگا کر اپنے حسن اور اپنی خوبصورتی کا چکر دے کر اُسے یوناف کی طرف سے غافل کر دے۔ حسین یوسا کا یہ کام ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو اپنے ناز و انداز کو خوب واضح کر کے یوناف کے سامنے رہے

یوناف اس کے حسن کی مہک سے بے خود ہو جائے گا اور صحیح طور پر علاق سے مقابلہ نہ کر سکیگا اور شکست کھا جائے گا۔ جس وقت یوناف ہار جائے تو حسین یوسا اس کے قریب جائے اُسے تسلی دے اور اس سے ہمدردی کا اظہار کرے۔ اس طرح یوناف اور جرموق دونوں آدم کی لاش سے غافل ہو جائیں گے۔ یوسا اور نبیطہ اسی طرح باتوں اور ہمدردی سے یوناف اور جرموق کو بہلاتی رہیں۔ اور علاق ان کی غفلت سے فائدہ اُٹھا کر آدم کی لاش کو اُٹھا کر یہاں لے آئے۔ جب یوسا اور نبیطہ اندازہ لگالیں کہ علاق آدم کی لاش لیکر اپنے قبیلے میں پہنچ چکا ہوگا تو وہ بھی یوناف اور جرموق کو چھوڑ کر واپس آجائیں۔"

"اگر یوناف اور جرموق، یوسا اور نبیطہ کو واپس نہ آنے دیں اور انہیں قید کرنا چاہیں۔ پھر......؟" قابیل نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ان کا ایسا کرنا ناممکن ہے۔" عزازیل ایک مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "سنو قابیل! اگر وہ ایسا کرنا چاہیں تو یوسا اور نبیطہ انہیں دھمکی دیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ شور کر کے سارے بنی شیث کو یہاں جمع کرلیں گی۔ ظاہر ہے پھر یوناف اور جرموق شیث کی سزا کے خوف سے ایسا کرنے سے متعلق سوچ بھی نہ سکیں گے اس طرح یوسا اور نبیطہ بھی واپس آجائیں۔"

"ہاں یہ ترکیب ٹھیک ہے۔" قابیل نے خوش اور مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔ "میں علاق، یوسا اور نبیطہ کو بلا کر لاتا ہوں۔"

"ان تینوں کو سارا معاملہ سمجھا کر لانا کہ انہیں کہاں جانا ہے اور وہاں جا کر انہوں نے کیا کچھ کرنا ہے۔"

"مطمئن رہو میں ان سے سب تفصیلات کہہ دوں گا۔" قابیل بڑھا اور اپنے پیچھے کھڑے اپنے قبیلے والوں کے اندر گھس گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ لوٹا تو اس کے ساتھ علاق، یوسا اور نبیطہ تھے جیسا کہ قابیل نے عزازیل کے سامنے تعریف کی تھی، یوسا ویسی ہی حسین اور خوبصورت تھی اس کی غزال چوان اور زرد سرمئی آنکھوں میں ایک جشن سا برپا تھا۔ اس کے صندلی اور گلابی سراپا سے مہک، لذت، شہوت اور ضبط کے مندھن توڑ دینے والی خوشبو اُٹھ رہی تھی۔ اس کے اُودے ہونٹ ان پر ایک جھلاہٹ، اس جھلاہٹ میں ایک مسکراہٹ اور مسکراہٹ میں ایک گھلاوٹ تھی۔ اس کی گھنی بھری دراز پلکوں میں خاموش دل کشی، آنکھوں میں جیسے قوس قزح کی رنگینیاں ابھریں، اور خوشیوں کا سیلاب اُمنڈ رہا تھا۔ اس کے سرمدی وجود کا سا اسرار و مکنے والے چہرے پر زمزموں کا ارتعاش، فطرت کے گیت، چاند کا فسوں کھو گیا اور ستاروں کے خواب، اور رستے جھرنوں کا رس و رقص کناں تھا۔ اس کے عارض کی لالہ کاری آہ جیسے گل یاسمین کی طراوت۔ اس کے کاکل کی تاب داری جیسے رات گیسوئے اس کے اطراف، دوگلنار ہونٹوں کی طراوت، جیسے رات کے پہلے پہر کے دلکش خواب کے کھوار ہے کی تازگی۔ نبیطہ بھی نغموں کے خواب، نگاہوں کے خمار اور نسیم سحر کی لطافت جیسا خوبصورت تھی۔ لیکن وہ حسن اور کشش میں یوسا سے کافی کمتر تھی۔

"کیا تمہارے قبیلے کے ان تینوں کو سمجھا دیا ہے کہ تم تینوں کو کہاں جانا ہے اور وہاں جا کر کیا کیا کام سرانجام دینا ہے؟" عزازیل نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے عزازیل! ہم جان چکے ہیں کہ ہمیں بنی شیث کے غار میں جانا ہے اور وہاں سے آدم کی لاش کو اُٹھا کر لانا ہے، تاکہ آنے والی نسلوں میں ہم ہی آدم کے حقیقت کار اور وارث کہلائیں......" علاق احترام کے جذبے سے سر جھکائے ہوئے بولا۔

"تو پھر جاؤ جس طرح قابیل نے تمہیں سمجھایا ہے ــــــ اسی طرح عمل کرو۔ تمہاری واپسی تک تمہارے اپنے قبیلہ اور میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہیں کھڑا رہوں گا۔"

علاق، یوسا اور نبیطہ اس غار کی طرف چل دیئے جہاں آدم کی نعش پڑی ہوئی تھی ــــــ سردی سے بچنے کیلئے یوناف اور جرموق نے غار کے منہ کے پاس آگ کا الاؤ روشن کر رکھا تھا۔ اور وہ آگ کے پاس بیٹھے پہرہ دے رہے تھے۔ آگ کے جلتے الاؤ نے غار کے اندرونی اور باہر کے حصے کو دور دور تک روشن کر دیا تھا۔ جنگلی اور ویران رات شبنم سے بھیگی آغوش بھر کر اپنے حاشیہ خیالات میں دور تک نکل گئی تھی۔ آسمان خاموش تھا، زمین کی سانس بوجھل تھی اور رات کے سینے کے ویران گوشوں پر سر پٹکتی چاندنی کی کرنیں اپنی آخری قبر میں اتر رہی تھیں۔ الاؤ کی تیز روشنی میں یوناف ایسے لگ رہا تھا گویا بھولا بھٹکا انسان اور ویرانہ نور دیاں آبیٹھا ہو اور اپنے اطراف کو بڑے انہماک اور غور سے دیکھ رہا ہو۔ وہ جثہ اور دراز قد خوبصورت اور کڑیل مرد اور دیو ہیکل گرانڈیل جوان تھا۔ اس کے پاس بیٹھا جرموق بھی ایک کوہ پیکر جوان تھا۔ لیکن وہ یوناف کی نسبت کمتر تھا۔

عین اس وقت جلتے الاؤ کی روشنی کے ہالے میں علاق، حسین یوسا اور دلفریب نبیطہ نمودار ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف کی بڑی اور کالی سیاہ آنکھوں میں زندگی کا پورا جنون اُتر آیا اور وہ شرار برق کی طرح اُٹھ کھڑا ہوا۔ جرموق نے بھی اس کی تقلید کی اور آنے والوں کو سوالیہ نگاہوں سے گھورنے لگا۔

"اے بنی شیث! اے کوہ پیکر جوان!" علاق نے قریب آ کر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میرے قبیلے کے ایک جوان نے مجھے بتایا ہے کہ بنی شیث میں تو سب سے زور آور ہے۔ اس چاندنی رات میں تجھے میں مقابلے اور زور آزمائی کی دعوت دیتا ہوں۔ میں یہ فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ تجھ سے مقابلہ کر کے تجھے مات دوں گا اور بنی قابیل کا نام روشن کر دوں گا۔"

یوناف کے دل و دماغ پر گویا سُرخ شعلوں کا رقص شروع ہو گیا تھا۔ اس کی نگاہوں کے تجسس میں اندھے اور بہرے طوفان کروٹیں بدلنے لگے تھے۔ اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے خاموش فضاؤں کے اشارے مجتمع تھکن اور مایوسی کا اندھیرا چھانے لگے ہوں۔ پھر اس نے جواب طلب نگاہوں سے علاق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے قابیل کی اولاد! کیا تجھے کسی نے بتایا نہیں، کیا قابیل نے بھی تجھ نہیں سمجھایا کہ میں اولادوں کو ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ کیا تجھے خبر نہیں، میں شیث کے پوتے کا بیٹا یوناف ہوں اور یہ بھی تیرے علم میں ہوگا کہ میرے جد امجد شیث کو خداوند نے سرفراز

اور آدم کے بعد آنے سب پر فوقیت دی جب کہ تیرا جد امجد قابیل اپنے بھائی ہابیل کا قاتل ہے اس نے خداوند کی نافرمانی کی، سو وہ عزازیل کی طرح مردود و مقہور ہو گیا۔ جا اپنے قبیلے میں لوٹ جا اور مجھے اس مقدس مزار کی حفاظت کرنے دے کہ یہاں ہمارے جد اعلیٰ آدم کی لاش پڑی ہے۔ لوٹ جا کہ اس مزار کے تقدس کا مجھے لحاظ اور احترام ہے۔ ورنہ ابھی تک میں تجھے تیرے خون میں نہلا چکا ہوتا۔ قبل اس کے کہ تو میرے ہاتھوں مارا جائے اور تیری ماں، تیری بہنیں، بھائی اور تیرا باپ تیری جوان مرگ پر نوحہ کریں۔ لوٹ جا اور مجھے اس کام میں لگا رہنے دے، جس پر میرے باپ کے دادا شیثؑ نے مجھے مقرر کر رکھا ہے۔" یوناف پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

طلاق نے سخت آواز اور کرخت لہجے میں کہا۔ "اے بنی شیثؑ کے مرد یوناف! میں تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں اور تو مجھے اپنے قبیلے میں واپس جانے کی ترغیب دیتا ہے۔ اٹھ میرا مقابلہ کر تاکہ میں اپنے قبیلے کی عزت و سطوت کا باعث بنوں۔ دیکھ میرا بڑا بھائی عارب جو مجھ سے کہیں زیادہ طاقت ور ہے وہ بیمار پڑا ہے۔ وہ اگر اچھا ہوتا تو اپنے قبیلے کی فوقیت ثابت کرنے تیرے ساتھ مقابلہ کرنے آتا اور ابھی تک وہ تجھے پچھاڑ کر آگ کے اس الاؤ کے پاس لہو لہان کر چکا ہوتا۔ اٹھ میرا مقابلہ کر۔ ورنہ میں تجھے مار کر چلا جاؤں گا۔"

طلاق کی گفتگو پر یوناف اپنی جگہ سے یوں اُٹھا، جیسے زمین کی جوف کے بے انت زلزلے اچانک حرکت میں آ گئے ہوں یا کسی بلند چٹان پر اچانک آگ کے ان گنت الاؤ بھڑک اٹھے ہوں۔ یوناف نے کسی ہمہ سوز طوفان کی طرح طلاق کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سنبھل اے طلاق! میں تجھے منحوس ستارہ جان کر تجھ پر حاوی ہوں گا۔ تیری ساری سطوت کے ایوان گرا دوں گا اور تجھے تباہی کی آگ، مایوسی کا اندھیرا اور ذلت و ندامت کے آنسوؤں میں جھلا دوں گا۔" نبیطہ فوراً آگے بڑھی اور عبرہوق کو اپنی طرف راغب کرتے ہوئے اُسے بانہوں میں لے لیا۔ حسین اور دلکش کی ساحرہ یوسا آگے بڑھ کر الاؤ کی تیز روشنی میں آئی۔ اور ایسے زاویے پر آ کھڑی ہوئی کہ یوناف کی نگاہ براہ راست اس پر پڑے۔ ایک بار اس پر نگاہ پڑتے ہی یوناف اس کی خوبصورتی اس کی کشش، اس کی نکیلی آنکھوں اور بھرے بھرے گلابی سراپا کو دیکھ کر چونکا۔ مگر جلد ہی اس نے اپنے سر کو جھٹکا دیا، سنبھلا اور ایک جست لگا کر طلاق کی طرف بڑھا۔

حسین یوسا کا ہر حربہ ناکام رہا تھا اور یوناف نے آگے بڑھ کر طلاق کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے تھے اور ایک دوسرے پر اپنی آہنی ضربیں لگانے لگے تھے۔ اچانک یوناف نے طلاق کو اپنی گرفت میں لیا اور ایک نعرہ مارتے ہوئے اس نے طلاق کو فضا میں اُچھال دیا۔ طلاق انتہائی بے بسی کی حالت میں ایک چٹان پر گرا تھا۔ اس کا جسم ایک لمحے کیلئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ یوناف آگے بڑھا اور اس کی ناک پر ہاتھ رکھنے کے بعد دونوں لڑکیوں کی طرف ہٹ کر بولا۔

"یہ مر چکا ہے اور تم دونوں اسے اپنے قبیلے میں لے جاؤ اور سنو! طلاق کے مرنے کا یہاں شور و غوغا اور بلند کرنا ورنہ میرے قبیلے والے یہاں آ جمع ہوں گے اور معاملے کی چھان بین کرنے کی خاطر تم دونوں کو یہاں روک لیں گے۔ سنو! میں جانتا ہوں۔ طلاق مجھ سے مقابلہ کرنے کسی منفعت کی خاطر آیا تھا۔ تم دونوں اپنے قبیلے کی حسین ترین لڑکیاں ہو۔ تم دونوں کا ساتھ آنا بھی ان گنت غلط فہمیاں کھڑی کرنے کو کافی ہے۔ میرا دل کہتا ہے طلاق آدمؑ کی لاش اُٹھانے آیا تھا اور تم دونوں کو اسی لئے اپنے ساتھ لایا تھا کہ تم دونوں اپنے حسن اور خوبصورتی سے مجھے اور عبرہوق کو اپنی طرف مائل کر کے ہمارے فرض سے غافل کر دو۔ بھلا ایسا کیوں کر ممکن ہے۔" وہ دو وار رکا اور پھر یوسا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ "مشکو یوسا! تمہارا میرے سامنے ایسی بے باکی سے آنا اس امر کی دلیل ہے کہ تمہیں مجھ پر جال ڈالنے کو مقرر کیا گیا تھا۔ اب جبکہ تم میرے سامنے آ ہی گئی ہو تو سن رکھو۔ اب میں تمہیں اپنے لئے حاصل کر کے رہوں گا۔ میں جانتا ہوں تم جس قدر خوبصورت اور پرکشش لڑکی ہو اسی قدر تم مردوں سے نفرت کرنے والی بھی ہو۔ پھر بھی یہاں رکھو کہ تمہاری اس ساری نفرت اور کر و فر کے باوجود میں تمہیں حاصل کروں گا اور تمہیں اپنی رفاقت میں لاؤں گا۔"

"آج سے میں دوسرے مردوں کی نسبت تم سے زیادہ نفرت کروں گی۔" یوسا نے نفرت سے زمین پر تھوکتے ہوئے کہا۔ پھر وہ دونوں طلاق کی لاش اٹھا کر اپنے قبیلے کی طرف لوٹ گئیں۔

عزازیل اسی طرح جبل نوز پر اپنے پانچوں ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا اور اس کے سامنے قابیل اپنے قبیلے والوں کے ساتھ تھا کہ یوسا اور نبیطہ طلاق کی لاش اُٹھائے وہاں پہنچ گئیں۔ انہوں نے لاش کو قابیل کے قدموں میں رکھ دیا۔ نبیطہ بھائی کی لاش کے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ جب کہ یوسا پرسکون تھی اور اس نے قابیل سے کہا۔

"اے میری ماں کے نانا! طلاق اس یوناف کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ وہ اس سے گتھ گیا۔ اُسے ایک بے قوا بچہ جان کر فضا میں اُچھال دیا۔ طلاق ایک پتھر پر گرا اور مر گیا۔" نبیطہ کے رونے کی آواز سن کر اس کا دوسرا اور طاقت ور بیمار بھائی عارب بھی خانے سے آ گیا۔ اس نے بھی یوسا سے طلاق کے مرنے کے واقعات سنے اور لاش کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔ قابیل نے طلاق کو اس وجہ سے جلدی دفن کر دیا کہ اس کی موت سے اس کے قبیلے کے لوگوں پر برا اثر نہ پڑے اور وہ بنی شیث سے خائف نہ ہو جائیں۔

"اے آل قابیل!" طلاق کی تدفین کے بعد عزازیل نے بنی قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "بنی شیث کے پاس اس وقت آدمؑ کی لاش ہے۔ جس کے گرد وہ گھومتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے رہتے ہیں جب کہ تمہارے پاس کچھ نہیں۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ دوں جو ہمیشہ تمہارے پاس رہے۔ اور خدا کے بجائے تم اس سے خیر و برکت حاصل کرو۔" بنی قابیل نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ عزازیل نے اس بار عارب، نبیطہ اور یوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم یوناف سے طلاق کی موت کا انتقام نہ لو گے؟"

"صرف یوناف سے ہی نہیں پورے بنی شیث سے انتقام لیں گے۔" عارب کے

حلق سے غراہٹ آمیز آواز نکلی۔ "میں اس وقت بیمار ہوں، اچھا ہو جاؤں تو یوناف کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

عزازیل نے قابیل کے پاس کھڑے عارب، یوسا اور نبیطہ سے اور قریب ہوتے ہوئے کہا۔ "کیا میں تم تینوں کے ناسوت میں لاہوت کا ایک عمل نہ کر دوں۔ لاہوت کے اس عمل سے تم تینوں ابدی اور دائمی تو نہ ہو جاؤ گے مگر ایک مقررہ مدت تک جیتے رہو گے اور اس مقررہ وقت میں ہزاروں سال بھی ہو سکتے ہیں۔ جب تمہارے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہو جائے گا تو تم تینوں ہمیشہ جوان رہو گے۔ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہو گے اور تمہاری حیثیت اپنے اپنے ہمزاد جیسی ہو جائے گی جس طرح وہ محیر العقول کام کر سکتا ہے اسی طرح تم تینوں بھی کر سکو گے۔ کیا تم اس عمل کیلئے تیار ہو؟" عارب، یوسا اور نبیطہ نے فوراً اس کا جواب اثبات میں دیا۔ عزازیل نے اس بار قابیل سے کہا۔ "مجھے اپنے قبیلے کا ایک ایسا آدمی دو جو خوب دانش مند، تیز اور چالاک بھی ہو تاکہ میں اُسے ایک ایسا فن سکھاؤں جس سے وہ تمہارے لئے ایسی چیز بنائے جس کے سامنے تم خدا کے بجائے جھکو اور اس سے خیر و برکت حاصل کرو۔"

"اس جوان کو وہ فن سکھاؤ۔" قابیل نے اپنے قریب کھڑے ایک جوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس کا نام طیراش ہے۔ یہ بڑا چالاک اور تیز ہے۔"

"قابیل! تم اپنے قبیلے والوں کو لیکر اپنے مسکن کی طرف چلے جاؤ۔ میں اُن چاروں کو لیکر کوہستان نوز کی چوٹی پر جاؤں گا اور وہاں ان پر اپنا عمل کروں گا۔" قابیل اپنے قبیلے والوں کو لیکر لوٹ گیا۔ جب کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بنی قابیل کے ان چار افراد کو لیکر جبل نوز کی چوٹی کی طرف جا رہا تھا۔

"اے عزازیل!" چوٹی کی طرف جاتے ہوئے طیراش نے پوچھا۔ "تو کہ پیدائش آدمؑ کے سارے اور اس کے جنت سے نکالے جانے اور بعد کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔ کیا تم ہمیں یہ سارے حالات و واقعات نہ سناؤ گے کہ ہم اپنے جد امجد پر گزرنے والے حوادث کی اہمیت سے آگاہ ہوں۔"

"آہ آدمؑ کی یہ داستان بھی میرے لئے کیسی دل فگار اور زوال کا باعث ہے۔ سنو! خداوند خدا نے مجھے زمین کی طرف بھیجا کہ میں ادیم زمین سے ہر جزو شہر میں سے اشور مٹی لے کر آؤں۔ میں یہ مٹی لے کر آیا تو خدا نے چالیس دن تک اس مٹی کا خمیر اٹھایا۔ پھر اس مٹی پر اپنا ہاتھ مارا تو پاک و طیب مٹی دائیں ہاتھ میں اور ناپاک و خبیث مٹی بائیں ہاتھ میں چلی گئی۔ پھر دونوں کو ملا جلا کر کے آدمؑ کو بنایا۔ جب آدمؑ کا دھڑ بنایا گیا تو میں اس کے ارد گرد گھوما کرتا تھا چونکہ یہ مٹی میں ہی زمین سے لایا تھا۔ اس لئے مجھے جستجو تھی کہ خدا اس کا کیا کرے گا۔ میں نے جب دیکھا کہ آدمؑ کے دھڑ میں جوف ہے۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ مخلوق مستقیم نہ رہے گی۔ سب سے پہلے آدمؑ کے سر میں روح آئی اور حرکت پیدا ہوئی۔ پھر دھڑ میں اسے حرکت میں آتے خود آدمؑ دیکھ رہے تھے۔ جمعہ کے وقت دونوں پاؤں باقی تھے۔ یہ دیکھ کر آدمؑ نے کہا۔ "اے رات کے پروردگار جلدی کر کیوں کہ رات آ رہی ہے۔"

"جب آدمؑ کے سارے جسم میں روح پھیل گئی تو اُسے چھینک آئی تو آدمؑ نے خدا کی حمد کی۔ جواب میں خدا نے کہا، رحمک ربک۔ تجھ پر تیرے رب کی رحمت۔ پھر خدا نے قریب کھڑی روحوں کی طرف اشارہ کر کے آدمؑ سے کہا۔ ان کی طرف جا اور انہیں سلام کہہ کر جو وہ جواب دیں، مجھ سے آ کر کہہ۔ آدمؑ ان کی طرف گیا اور انہیں سلام کہا۔ روحوں نے جواب دیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ آدمؑ نے یہی آ کر خدا سے کہا۔ پس خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ یہ تیرا اور تیری ذریت کا سلام ہو گا۔ پھر خدا نے سب کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں۔ سب نے کیا اور میں نے انکار کر دیا۔ بھلا میں اس مٹی سے بنے انسان کو کیوں کر سجدہ کرتا جسے میں خود سطح زمین سے اُٹھا کر لایا تھا۔ پس خدا نے مجھے راندہ درگاہ اور مردود کر کے اپنا لعنت زدہ کر دیا۔ اور میں خدا سے اس کے بنائے ہوئے انسان کو قیامت تک بھٹکانے کی مہلت لیکر علیحدہ ہو گیا اور خدا نے آدمؑ اور حواؑ کو جنت میں ڈال دیا۔ میں نے انہیں پھل دے کر جنت سے نکلوا دیا۔ کیوں کہ میری ترغیب پر آدمؑ نے وہ کھا لیا جس کی خدا نے ممانعت کر رکھی تھی۔

پس آدم و حوا زمین پر پھینک دیئے گئے۔ تلافی مافات میں آدمؑ و حواؑ دو سو برس تک روتے رہے۔ چالیس دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ سو برس تک آدمؑ حواؑ سے الگ تھلگ رہے۔ آدمؑ کوہستان نوز پر رہے۔ خدا نے جنت سے آدمؑ کے ساتھ اس کا درخت، ایک پتھر، ایک عصا، ایک سندان، ایک ہتھوڑا، ایک سنسی اور جڑی بوٹیوں کے آٹھ جوڑے بھیجے۔ جب آدمؑ جبل نوز پر گرے تو وہاں انہوں نے لوہے کی ایک سلاخ دیکھی۔ اس سے لکڑیاں گرم کر کے اس سلاخ کو گرم کیا اور اُسے سندان پر رکھ کر ہتھوڑے سے اس کی چھری بنائی۔ آدمؑ اُسے کام میں لاتے۔ اس کے بعد اس نے لوہے کا ایک تنور بنایا اور سنو! آدمؑ کا قد ساٹھ ہاتھ اور جسم کی چوڑائی سات ہاتھ تھی۔ پھر خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ میرے عرش کے بالکل نیچے میرا ایک گھر تعمیر کرو۔ سو آدمؑ نے زمین پر خدا کا گھر تعمیر کر دیا۔"

کوہستان نوز کی چوٹی کی طرف جاتے ہوئے عزازیل کہتا رہا۔ "آدمؑ اور حواؑ کے جو پہلی اولاد ہوئی وہ قابیل اور اس کی بہن لیوذ تھے۔ دوسرے بطن سے ہابیل اور اس کی بہن اقلیما پیدا ہوئے۔ جب یہ چاروں جوان ہو گئے تو خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ ایک بطن کی اولاد کو دوسرے بطن کی اولاد سے بیاہ دیا جائے تاکہ ایک ہی بطن کے بھائی بہنوں کا آپس میں نکاح نہ ہو۔ قابیل کی بہن لیوذ چونکہ ہابیل کی بہن اقلیما سے خوبصورت تھی۔ لہٰذا قابیل اقلیما کے بجائے اپنی بہن لیوذ سے شادی کرنا چاہتا تھا جب کہ خدا کا حکم تھا کہ ہابیل اور لیوذ کی شادی کر دی جائے۔ آدمؑ کی زبان سے خدا کا یہ حکم سن کر قابیل بھڑک اُٹھا اور بولا۔ "اے آدمؑ! یہ خدا کا حکم نہیں تیرا فیصلہ ہے۔" تب آدمؑ نے کہا۔ یہی بات ہے تو تم دونوں قربانی کرو۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے آگ نازل

لے لفظ آدم کا مطلب گندم گوں ہے۔ اسی ادیم سے لفظ آدم بنا ہے چونکہ آدم کی اولاد سے انسان [illegible] انسان کی جلدی [illegible] اسی جگہ پر خدا نے فرمایا: خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ یعنی انسان عجلت [illegible]

لے اسی جگہ پر خدا نے فرمایا: خَلَقَ الْاِنْسَانَ تَعْجِيْلًا۔ انسان جلد باز پیدا ہوا ہے [illegible] گندم کا خیال [illegible] حضرت آدمؑ [illegible] [illegible]

کرے گا اور تم دونوں میں سے جو بھی لبود کا مستحق ہوگا آگ اسی کی قربانی کو کھا لے گی ہابیل اور قابیل دونوں اس فیصلے پر رضامند ہو گئے۔ چونکہ ہابیل ایک چرواہا تھا اس لئے وہ قربانی کیلئے ایک بہترین دنبہ لیکر آیا گھی اور دودھ بھی ساتھ تھے۔ قابیل زراعت پیشہ تھا۔ اپنی زراعت کی بہترین پیداوار لے کر آیا۔ دونوں بھائی کوہ نوز پر چڑھ گئے آدم بھی اُن کے ساتھ تھے۔ وہاں قربانی کا سامان رکھا گیا اور حضرت آدم نے خدا سے دعا کی۔ اس موقعہ پر قابیل نے اپنے دل میں کہا قربانی قبول ہو نہ ہو مجھے پرواہ نہیں۔ میری بہن لبود کی شادی میرے ساتھ ہی ہوگی۔ ہابیل کے ساتھ نہیں۔ پس آسمان سے آگ اتری اور ہابیل کی قربانی کھا گئی۔ قابیل کی قربانی دھری رہ گئی کہ اس کی نیت صاف نہ تھی۔ آخر ہابیل کی شادی لبود سے اور قابیل کی شادی اقلیما سے ہو گئی۔ اس بنا پر قابیل ہابیل سے نفرت کرنے لگا اور ایک روز جب کہ وہ پہاڑ پر بکریاں چرا رہا تھا۔ قابیل نے اسے قتل کر دیا اور خوف کے مارے وہ ہابیل کی لاش اپنے کندھوں پر اٹھائے اُٹھائے پھرتا رہا۔ اور نادم ہوا کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ آخر خدا نے دو کوّے بھیجے۔ ایک نے دوسرے کو مارا اور چونچ سے گڑھا کھود کر اُسے دفن کرنے لگا۔

قابیل نے جو یہ دیکھا تو افسوس کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ہائے حیف! میں ایسا ہی عاجز ہوں کہ اس کوّے جیسا بھی نہیں کہ جس طرح یہ کوّا مردہ چھپا رہا ہے۔ میں بھی اپنے بھائی کی لاش چھپا سکتا۔ پھر اس نے گڑھا کھود کر ہابیل کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد آدم اور حوّا کے ہاں شیثؑ اور اس کی بہن عزورا پیدا ہوئے جس سے آدم میرے اور تمہارے دشمن قابیل کی داستان۔ ابھی جبکہ آدم اپنے چالیس ہزار افراد چھوڑ کر مر گئے ہیں۔ مرنے سے قبل اس نے وصیت کردی تھی کہ بنو شیثؑ کی مناکحت اولاد قابیل میں نہ ہونے پائے اور اس نے یہ وصیت اس وجہ سے کی تھی کہ بنی قابیل میں زناکاری، شراب اور فتنہ و فساد پھیل گیا ہے۔ جبکہ میں جانتا ہوں بنی شیثؑ اور بنی قابیل کی آپس میں شادیاں ہوں اور سب مل کر گمراہوں میں ملوث ہو کر میرا مرتبہ اونچا اٹھائیں۔ تاکہ میرا انتقام پورا ہو اور میں زمین پر اس کے بندوں کو ان کی اصل راہ سے بھٹکا دوں گا۔

عزازیل اپنے پانچوں ساتھیوں کو بوسا، عارب، نبیطا اور طیراش کے ساتھ جبل نوز کی چوٹی پر اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں خدا کے حضور ہابیل اور قابیل نے اپنی قربانیاں پیش کی تھیں۔ اچانک بولتے بولتے عزازیل رک گیا۔ اور اس طرف دیکھنے لگا جدھر بنی شیثؑ رہتے تھے۔ پھر اس نے آہ بھرتے ہوئے اور چونک جانے کے انداز میں کہا: آہ بنی شیثؑ کی طرف دیکھو۔ اُن پر جبرئیل اُتر رہا ہے۔ شاید وہ شیثؑ کے لئے خدا کا کوئی پیغام لیکر آیا ہو سکتا ہے وہ آدمؑ کی لاش دفن کرنے کا سامان کرنے لگے ہوں۔"

پھر عزازیل نے اپنے ساتھی جبری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "تم بنی شیثؑ میں جاؤ اور معلوم کر کے آؤ کہ جبرئیل کس غرض سے اُن کے پاس آیا ہے"

عزازیل نے عارب، بوسا اور نبیطا کو جبل نوز پر اسی جگہ بٹھا دیا جہاں ہابیل کی قربانی قبول ہوئی تھی۔ ان تینوں کو بے ہوش کر کے اس نے ان کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر دیا تھا۔ کافی دیر تک وہ تینوں بے ہوش پڑے رہے۔ اس دوران عزازیل نے طیراش کو مصوری اور بت تراشی کا فن سکھا دیا۔ پھر طیراش کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ "دیکھو طیراش میں نے اپنے عمل سے تجھے ایک بہترین سنگ تراش اور مصور بنا دیا ہے۔ اور دیکھو اب جبکہ میرے، تمہارے اور میرے ساتھیوں کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے عارب، بوسا اور نبیطا بے ہوش پڑے ہیں میری بات غور سے سن۔ دیکھو واپس جاکر اپنے قبیلے بنی قابیل کے لئے ایک بت تراش بنا کر وہ اس کا طواف کریں۔ خدا کے بجائے اس سے اپنی حاجات طلب کریں۔ اور میں خدا سے کیے اس وعدے کو نبھا سکوں کہ میں زمین پر فساد برپا کر دوں گا۔ اور تیرے بندوں کو تیری طرف جانے والی راہوں سے منحرف کر دوں گا۔

"اے عزازیل!" طیراش نے حیران اور کسی قدر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ "میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ پر ایسا عمل کیا۔ پر دیکھ بنی قابیل میں پانچ اشخاص ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر ایسے نیک اور پرہیزگار ہیں کہ وہ ضرور میرے کام میں حائل ہوں گے۔ وہ نیک و پرہیزگار، صالح و متقی ہیں۔ اور صرف ایک خدا کی پرستش اور عبادت پر زور دیتے ہیں۔ بنی قابیل کے دیگر افراد کی طرح وہ نہ زناکاری، دنگا فساد اور شراب نوشی میں ملوث نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کو اس سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اے عزازیل! اگر میں نے بت تراش کر لوگوں کو دعوت دی کہ خدا کی جگہ اس کی عبادت کرو اور اسی سے اپنی حاجات طلب کرو تو یہ پانچوں میرے خلاف ہو جائیں گے ـــــ اور بت پرستی کے خلاف بھرپور آواز اٹھائیں گے۔ اور ایسا احتجاج کریں گے جو میرے حق میں ضرور رساں ہوگا۔ دیکھ عزازیل! بنی قابیل کا ہر فرد ان پانچوں کا احترام اور ان کی عزت کرتا ہے جب میرا ان سے ٹکراؤ ہوگا تو بنی قابیل کا ہر فرد میری نسبت ان کی حمایت اور طرفداری کرے گا۔ اور پھر مجھے بنی قابیل قتل کر دیں گے۔ یا قبیلے سے نکال باہر کریں گے۔"

"اے طیراش! تو انتہائی دانش مند اور فہیم انسان ہے۔" عزازیل نے سکون اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "تو نے خود اپنی اور میری ساری مشکلات دور کرنے کا حل تلاش کر لیا ہے۔ دیکھ یہاں سے واپس جاکر ان پانچوں کو قتل کر دے۔ پہلے اُن پانچوں کو ایک جگہ جمع کر لینا۔ تاکہ پانچوں ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ مارے جائیں۔ پھر تو بنی قابیل کے لئے ان پانچوں کے بت بنا۔ پھر دیکھنا بنی قابیل کیسی تیزی اور سرعت

تھا ایسا بھی بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت آدمؑ نے انکی ازل ذبح کر کے اس کا گوشت کھایا اور اس کی کھالوں سے اپنا اور حوّا کیلئے لباس بنایا۔ (طبقات ابن سعد) ۵ یہی تنور حضرت نوحؑ کے دور میں ابلا تھا اور اس کی حضرت طوفان آیا۔ (طبقات ابن سعد) حضرت خانہ کعبہ خدا کے گھر کے مقام پر آدم اس گھر کے گرد طواف کرتے اور حضرت آدمؑ نے یہاں بنیاد رکھی کے ساتھ سے خانہ کعبہ کی تعمیر کا کام ملائکہ کی مدد سے ہوا۔ (طبقات ابن سعد) ۵ یہ وہی گڑھا ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ ۔۔۔ کیلئے بند کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد)

کہ ہابیل کو قابیل نے قتل کیا۔ بیٹے بطور بزرگ ... بھی کر سکتے تھے لیکن قابیل پر کوئی ... اور گناہ گار تھا۔ بند اس پر ... ہوئی اور کوّوں کی نسل ... کیا گیا۔ جب حضرت آدمؑ فوت ہوئے تو ان کی نسل کی تعداد چالیس ہزار ہو چکی تھی آپ کی عمر ۹۳۲ سال تھی۔ (طبقات ابن سعد) جبرئیل نے حضرت شیثؑ کو حضرت آدمؑ کی نماز جنازہ پڑھانے آئے تھے۔ تیس تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ باقی تکبیریں نماز جنازہ کی تعداد میں تکبیریں آدمؑ کی فضیلت کیلئے۔ (طبقات ابن سعد)

سے ساتھ خدا کے بجائے ان پانچوں کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ان سے مدد اور اپنی مرادیں طلب کرتے ہیں۔

"اے عزازیل!" طیراش نے اپنی بے بسی اور بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں کیسے اور کیونکر ان پانچوں کو ایک جگہ جمع کروں گا اور انہیں جان سے ماروں گا۔ اگر ایسا ہوا تو لوگ مجھ پر شک کریں گے۔ میں دھر لیا جاؤں گا اور بیکار میں مارا جاؤں گا۔"

"تو ٹھیک کہتا ہے طیراش۔" عزازیل کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "اس طرح تو پکڑا جائے گا۔ دیکھ میں تیرے ساتھ اپنا ایک ساتھی بھیجتا ہوں۔ وہ اس کام میں تیری مدد کرے گا۔ تم دونوں مل کر آج رات ہی ان پانچوں کو ہلاک کر دو۔ اور پھر ان کے بت بنا دو پھر دیکھو بنی قابیل کس تیزی اور سرعت کے ساتھ ان بتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور یہی ......" عزازیل کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے سامنے کوہستان نوز کی چوٹی پر بیٹھے عارب، بوسا اور نبیطا بے ہوش میں آرہے تھے اور ان میں حرکت پیدا ہو رہی تھی۔ جب وہ تینوں اُٹھ کر بیٹھ گئے تو عزازیل اپنی کامیابی پر مسکرایا اور ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "دیکھو میں نے تم تینوں کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر کے تم تینوں کو کسی حد تک مافوق الفطرت قوتوں کا مالک بنا دیا ہے۔ اب تم بنی شیثؑ میں سے جس سے بھی چاہو کام لے سکتے ہو۔" پھر عزازیل انہیں اُن ساری قوتوں سے متعلق بتانے لگا جو اس عمل سے انہیں حاصل ہو گئی تھیں اور ان قوتوں کو استعمال کرنے کا طریقہ بھی وہ انہیں سکھانے لگا تھا اس دوران نبیطا نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"کیا میں اس عمل کو آزما بھی سکتی ہوں۔؟"

"ضرور۔ تم آزما سکتی ہو۔" عزازیل مسکراتے ہوئے بولا۔ نبیطا نے عزازیل کی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ اور وہ سب کے دیکھتے ہی دیکھتے جبل نوز سے غائب ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر وہاں لوٹ آئی۔ وہ بے حد خوش اور مسرور تھی۔ عارب اور بوسا بھی مطمئن اور شاداں تھے۔

"سنو!" عزازیل نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اس عمل سے تم تینوں ایک عرصہ دراز تک جوان رہو گے اور یہ عرصہ وہ وقت ہزاروں برسوں پر محیط ہو سکتا ہے ہاں مگر یاد رکھو تم میں سے جو چاہے کسی سے بھی شادی کرے اس کے ہاں اولاد نہ ہوگی۔ تم تینوں کے ہاں تناسل کا سلسلہ جاری نہ رہ سکے گا اور سنو! لاہوت کے اس عمل سے تمہارے ذہن میں یہ گمان بھی نہیں آنا چاہیے کہ تم مافوق الفطرت، ناقابل تسخیر یا ابدی ہو گئے ہو۔ ابدی صرف خداوند کی ذات ہے۔ میں خود تمہارے سامنے جو کھڑا ہوں ابدی نہیں ہوں خداوند نے روز حشر تک مجھے مہلت دے رکھی ہے۔ اب یہ مہلت سینکڑوں برس کی ہو سکتی ہے اور ہزاروں برس بھی۔ حشر کب برپا ہوگا یہ ایک راز ہے جو خداوند کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سنو! اس دنیا میں ایسی ایسی ہستیاں بھی ہوں گی جو قوت یا اپنی طاقت میں تم سے بھی بالا اور ارفع ہوں گی۔ اور تم اپنی لاہوتی طاقتوں کے باوجود ان کے سامنے پست و ہیچ ہو گے۔ کبھی بھی کسی رسول اور نبی کے منہ نہ لگنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ ہو سکتا ہے ان کے مقابلے میں تم لوگوں کو ایک عذاب میں مبتلا کر کے رکھ دیں۔ تمہیں

اس لاہوتی عمل سے مسلح ہوئی اور پوشیدہ قوتیں دینے کا مقصد یہ ہے کہ تم تینوں میرے اور میرے ساتھیوں کی طرح انسانوں کو ان کی اصل راہ سے گمراہ کرو۔ ہر وقت اسی عمل میں لگے رہو۔ عارب! تم اپنے کام کی ابتدا اپنے مرے ہوئے بھائی عناق کے انتقام سے کرو۔ سنو آدمؑ کو دفن کر دیا گیا ہے۔ اب وہاں یوناف پہرہ دے رہا ہوگا۔ تم جب دیکھو کہ یوناف اپنی بستی سے باہر نکلا ہے تو اس پر پل پڑو اور اسے قتل کر کے اپنے بھائی کا انتقام لو۔ سنو! اسے قتل کر کے اس کی لاش کو یوں ہی پڑے رہنے دینا۔ تاکہ بنی شیثؑ اس سے عبرت پکڑیں یوناف کے قتل کے بعد تم کوئی اور کام کرنا۔"

"میں یوناف سے انتقام لینے کیلئے اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال نہ کروں گا" عارب غراتے ہوئے بولا۔ "میں اپنی جبلی اور فطری قوتوں سے اس پر غالب آؤں گا۔ اور اُسے اپنے سامنے زیر کروں گا۔"

عزازیل نے اس بار بوسا اور نبیطا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں باری باری اس ظاہری شکل کی بجائے اپنی لاہوتی قوت سے کام لیکر انتہائی حسین لڑکیوں کا روپ دھارنا۔ اور بنی شیثؑ میں جاکر ان کے مردوں کو بنی قابیل کی عورتوں کی طرف ترغیب دلانا اور ان کے مردوں کو تم دونوں باری باری بنی قابیل میں لیکر آنا۔ تاکہ ان کے مرد تمہاری عورتوں سے شادیاں کریں۔ اور ایک نئی نسل پیدا ہو۔ اور تم پر بنی شیثؑ کی فوقیت ختم ہو جائے۔ اب آؤ میرے ساتھ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم چاروں کو تمہارے قبیلے میں چھوڑ کر آتا ہوں۔" عزازیل ان سب کو کوہستان نوز کی بلندیوں سے نیچے لایا۔ جب وہ اس جگہ آئے جہاں بنی قابیل آباد تھے۔ تو انہوں نے دیکھا، وہاں قابیل شاید ان کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا جب وہ اس کے قریب گئے تو قابیل نے ابلیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے عزازیل! میں علیحدگی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

عزازیل نے فوراً عارب، بوسا، نبیطا اور طیراش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم جاؤ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ۔" جب وہ چاروں چلے گئے تو قابیل ایک استفہامیہ اور تجسس و کیفیت کے ساتھ عزازیل کے پانچوں ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ عزازیل نے قابیل کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ پانچوں میرے ایسے ساتھی ہیں جن سے میں کوئی راز نہیں رکھتا۔ تم نے جو کچھ کہنا ہے۔ انکی موجودگی میں ہی کہو۔ یہ سب میرے ایسے ساتھی ہیں۔ جو ہر طرح بر لحاظ سے قابل بھروسہ ہیں۔"

"اے عزازیل!" قابیل نے پریشانی اور الجھن میں کہا۔ "جب سے میں نے اپنے بھائی کو قتل کیا تب سے میں ایک کرب میں مبتلا ہوں۔ اس لئے کہ رات کو بھی سوتے میں اور کبھی بیداری کی حالت میں ہابیل کی روح اکثر مجھ پر وارد ہوتی رہتی ہے اور مجھ سے ایسی گفتگو کرتی رہتی ہے۔ جس سے ہمیشہ میرے کرب، میرے دکھ اور پریشانی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اے عزازیل چند روز ہوئے میرے بھائی ہابیل کی روح میرے پاس آئی اور اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے قابیل اور راست بازی کے قاتل تو اپنے بیٹے ہی کے ہاتھوں مارا جائے گا۔" اے عزازیل کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہابیل کی روح میری طرف نہ آئے۔ میں اس پر قابو پا لوں اور اس کی ہاؤ ہو کے کرب سے نجات حاصل کر لوں۔ کیا تو میرے لئے

ہابیل کی روح کو تسخیر کر کے اُسے میری ناگ فرمان نہیں بنا سکتا۔؟

"نہیں ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے۔" عزازیل نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ہابیل ایک نیک اور خداوند کا پسندیدہ انسان تھا۔ اس کی روح نیکی اور برکتوں کی امانت ہے اس پر میرا بس نہیں چل سکے گا۔ اس پر خداوند کی نظر عنایت ہے۔ اے قابیل! اگر ہابیل کی روح نے تجھے مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ تو اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا جائے گا تو پھر بس رکھ، ایسا ہی ہوگا ـــــ اگر تیری تقدیر کا نوشتہ یہی ہے تو کوئی کیوں کر اسے بدل سکے گا۔"

قابیل نے انتہائی مایوسی اور کرب سے کہا: "کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تو مجھ سے بے تعلق برت رہا ہے۔ اور مجھے بدترین اذیت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے یا ہماری راہیں الگ ہو گئی ہیں۔ اور اب مجھے بدترین نوشتوں اور تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہوگا۔"

"اے قابیل! خدائی لکھت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ کسی میں اتنی سکت کہاں کہ اس کی ابدیت کی گہرائیوں میں اترنا تو بہت دور کی بات جھانک بھی سکے۔"

"کاش میں نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل نہ کیا ہوتا تو آج میں یوں تباہی کی آگ اور مایوسی کے اندھیروں میں نہ بھٹکتا۔ بے کسی اور ندامت کے آنسو دررو تاہے ـــ قابیل تاسف سے بولا اور عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے مثل ایک دھوئیں اور غبار کے غائب ہو گیا جب کہ قابیل گردن جھکائے اپنے قبیلے کی طرف جا رہا تھا۔

صحرا ایک نجات دہندہ، روشنی کا مینار اور بھٹکے قافلوں میں ناخدا بن کر نمودار ہوئی تھی، مشرق سے طلوع ہوتی روشنیوں نے اپنے حیات بخش رنگوں اور روشنیوں کے آگے آگے..... تاریکیوں کو بیابان کے وحشیوں اور جانوروں کو شکار کرنے والے کسی ماہر شکاری کی طرح مار بھگا کر نابود و ناشنیدہ کر کے رکھ دیا تھا۔ تاریکیاں ختم ہوتے ہی فضاؤں میں آبشاروں کا ترنم اور پھولوں کی مہک بکھر گئی تھی۔ سورج جس وقت کافی اوپر چڑھ آیا۔ تو بنی قابیل کا ایک جوان بھاگتا ہوا مارب کے پاس آیا۔ اور اپنی پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان تیزی سے بولنے لگا۔ "مارب! مارب! میں نے وہ کام کر دیا جو تو نے میرے ذمے لگایا تھا۔" اس نے دلچسپی لیتے ہوئے اور اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو تمہیں ہدایت کی تھی کہ تم بنی شیث کے یوناف پر نگاہ رکھو اور جب تم اُسے کہیں اکیلا اور اپنے قبیلے والوں سے علیحدہ دیکھو تو اس کی مجھے اطلاع کرو۔"

"میں نے اسے اکیلا ہی دیکھ کر آیا ہوں۔" اُس جوان نے اپنی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے جلدی میں کہا۔ "وہ بائیں طرف کی وادی میں دریا کے کنارے اپنی بکریاں چرا رہا ہے۔ اس کا ریوڑ کوہستان کے دامن میں ہے، جب کہ وہ خود دریا کے کنارے ریت پر بیٹھا ہوا ہے۔"

"بس تو پھر آج کا دن یوناف کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔" مارب نے ایک عجز اور تفاخر میں کہا۔ "میں اُسے دریا کے کنارے اُس کے ریوڑ کے پاس مار دوں گا۔ اس کا سر ریت میں دھنسا کر اسے خوب رگید دوں گا۔ پھر اُسے اس کی ساری بے بسی کے ساتھ فضاؤں میں اچھال کر اسی طرح مار دوں گا جس طرح اس نے میرے بھائی ملاق کو مار ڈالا تھا۔" مارب نے اُس جوان کا شکریہ ادا کیا۔ جو اس کے پاس یوناف کی خبر لے کر آیا تھا پھر وہ بڑی تیزی سے اس طرف روانہ ہو گیا جس طرف اسے یوناف کے اکیلا ہونے کی خبر دی گئی تھی۔

دریا کے کنارے اور کوہستانوں کے دامن میں جس جگہ کی نشاندہی کی گئی تھی مارب اس جگہ آیا۔ اس نے دیکھا وہاں ایک خوب کڑیل، دراز قد اور دوہرے جسم کا تنومند اور انتہائی خوب صورت جوان دریا کے کنارے خنک ریت پر بیٹھا ہوا تھا۔ مارب اس کے پاس آیا اور ایک جابرانہ انداز اور تمسخرانہ لہجے میں بولا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں تو تیرا نام یوناف ہے۔ اور تیرا تعلق بنی شیث سے ہے۔"

یوناف نے اس کی طرف ایک بھرپور نگاہ اور سرسری نگاہ ڈالی۔

"اے اجنبی! تیرا اندازہ درست ہے۔ پر تو کون ہے اور مجھ سے ایسا کیوں پوچھتا ہے۔؟"

"میرا تعلق بنی قابیل سے ہے۔" مارب بولا۔ "اور میں تیرا قاتل ہوں۔ میرا نام مارب ہے۔ تو نے میرے بھائی ملاق کو قتل کیا۔ اس وقت جب کہ تو اور تیرا ساتھی غار میں رکھی آدم کی میت کی حفاظت کر رہے تھے۔"

"اگر ملاق تیرا بھائی تھا تو میں اس کی موت پر تم سے ہمدردی کا اظہار نہیں کروں گا اس لئے کہ وہ خود مجھ سے مقابلہ کرنے آیا تھا۔" یوناف بے پروائی سے بولا۔

مارب نے جمائی تانتے ہوئے کہا۔ "جس طرح تو نے میرے بھائی ملاق کو اچھال کر مار دیا تھا۔ ایسے ہی میں بھی تمہیں اچھال دوں گا۔ اور تیری زندگی کا اختتام کروں گا۔" مارب کی اس گفتگو پر حسین اور کڑیل یوناف کی حالت بے تحاشا اندھی اور بے روک نفرت کی طوفانی یورش ـــــ شعلہ جیسا آگ اور روشنی کی تیز آور اندھی آندھیوں کی یلغار جیسی ہو گئی تھی۔ جو اس کے سینے میں طوفانوں کا تلاطم بدل اور ذہن میں آتشیں ستیزہ کاری، انگاروں جیسی صدیوں کی آگ اور خون کا سیلاب جیسے ہرے کو کل کر دینے والی جنونی کیفیت اور فیصلوں میں سرخ شعلوں کا رقص شروع ہو گیا ہو لیکن یوناف نے اپنے بے لگام طوفانی ارادوں کو بڑی مشکل سے اپنے قابو میں کیا اور بولا۔

"مارب حد سے آ بڑھا ہے، اُدھر ہی چلا جا، ورنہ میں شرار برق بن کر تجھ پر ٹوٹ پڑوں گا سیلاب کے ریلے کی طرح تجھ پر وارد ہوں گا۔ یہ حسین شراروں کے فردوس کی طرح تجھ پر نزول کروں گا قبل اس کے کہ تیری یلغار تیری ترکتازی کو ہنر کی انتہا پر ڈالوں، قبل اس کے کہ تیری سلطنت کے سارے رنگوں کو میں تیری بیخ بستہ اداسی اور یورش کو اظلاس بدل دوں، یہاں سے چلا جا۔ تیرا بھائی ملاق بھی کبھی میرے ساتھ مقابلہ کرنے آیا تھا تو اس کے انجام سے ڈر اور عبرت حاصل کر۔"

"دیکھ تیرا میرا ٹکراؤ آج ٹل نہ سکے گا۔" یوناف کے خاموش ہونے ہی مارب بولا تو اگر مجھ سے بھاگ کر زمین کے پاتال میں بھی اُتر گیا ہوتا تو میں تیرے رشتوں کی زنجیر کاٹنے کو سامنے کے سوز سوم بن کر وہاں بھی پہنچ جاتا۔ میں آج اسی دریا کے کنارے تجھ پر آتشیں

دلدوز بجلی برساؤں گا۔ تیری ساری قوت ارادی کو شکستگی اور بے چارگی اور برف و جمود میں تبدیل کر دوں گا۔" یوناف نے ایک بار اپنی عقابی نگاہیں خونخوار انداز میں مارب پر جمائیں پھر اس نے کو نکلے اور گرند عک کے دھماکے کی طرح پھٹتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کہتا ہے۔ بنی قابیل میں ابھی کوئی ایسا جوان پیدا نہیں ہوا جو میرے لئے عرش کا سا ساں کھڑا کرے۔ تیرے جیسے کئی بادلے کتوں کو میں نے پتھر مار مار کر بھگا دیا اور اب تیری بھی اُن جیسی ہی حالت ہوگی۔"

مارب نے جذبات اور غصے میں آ کر آؤ دیکھا نہ تاؤ اور ایک لمبی زقند کے ساتھ یوناف پر جھپٹ پڑا۔ لیکن یہ اس کی حماقت اور اندھا جوش تھا۔ وہ اس کے مقابلے میں یوناف ایک طوفان اور پُر ہول قوت تھا۔ قبل اس کے کہ مارب یوناف پر جست لگانے کے بعد اُسے کوئی نقصان پہنچاتا۔ یوناف نے اسے اپنے دونوں مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا۔ پھر اُسے بلند کر کے ہوا میں اُچھال دیا۔ مارب بڑی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں زمین پر گرا اور اس کے گرنے کے عمل کے ساتھ ہی یوناف نے بھی اس پر چھلانگ لگا دی اور اسے رگیدنا شروع کر دیا۔ یوناف ایسی قوت اور ایسی شہ زوری کا اظہار کر رہا تھا کہ جس طرح کسان کے ہل کا لوہے کا پھالا زمین کے اندر گہرے سیار بناتا ہے۔ اسی طرح اس نے بھی مارب کے سر کو زمین میں دبا کر اُسے رگیدتے ہوئے ریت کے اندر گہرے سیار بنانے شروع کر دیئے تھے ـــــ یوناف ایسی قوت کا مالک تھا کہ مارب کے سر کا زیادہ حصہ اس نے زمین کے اندر دھنسا کر رکھ دیا تھا۔ مارب کو یوں لگا جیسے کہ زندہ قبر میں دفن کیا جا رہا ہو۔ اپنے آپ کو یوناف کی طاری کردہ اذیت اور عذاب سے نجات دلانے کیلئے مارب نے عزازیل کی عطا کردہ مافوق الفطرت قوتوں کو استعمال کیا۔ اور ایک دم وہ یوناف کے نیچے سے نکل کر یوں غائب ہو گیا جیسے وہاں تھا ہی نہیں۔

مارب کے اس طرح اچانک غائب ہو جانے سے یوناف سخت حیران اور پریشان ہوا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مارب اس کے ہاتھ سے یوں بچ کر بھاگ جائے گا۔ وہ یونہی دریا کے کنارے پریشان اور رنجیدہ حال بیٹھا تھا۔ کہ اس کا ساتھی جرموق وہاں آ گیا۔

"یوناف! تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔" وہ یوناف کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔ "تم رنجیدہ اور پریشان حال کیوں ہو؟"

"جرموق میرے دوست! تھوڑی دیر قبل بنی قابیل کا ایک جوان کہ جس کا نام مارب ہے۔ میرے ساتھ مقابلہ کرنے یہاں آیا۔ وہ مجھ سے اپنے بھائی ملاق کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو زور آور اور طاقت ور سمجھتا تھا۔ سو دیکھ جرموق! میں نے اُسے زمین پر گرا لیا۔ اور اپنے نیچے لے کر رگیدنے لگا۔ پھر ایسا ہوا کہ وہ اچانک میری نظروں سے غائب ہو کر روپوش ہو گیا۔ میں تب سے یہاں پریشان بیٹھا ہوں۔ میں سوچتا ہوں کیا وہ مارب نام کا جوان ہماری طرح کا انسان تھا۔ اگر تھا تو وہ یوں ہوا کی طرح کیسے غائب ہو گیا۔"

جرموق نے بھی پریشان اور تعجب سے پوچھا۔ "یوناف..... یوناف! یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم کوئی حقیقت بیان کر رہے ہو یا دریا کے کنارے اسی ریت پر دن کے وقت تم نے کوئی خواب دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں میرے دوست۔" یوناف سنجیدگی سے بولا۔ "یہ خواب اور سپنا نہیں ایک سچائی اور حقیقت ہے۔ پھر وہ میرے پاس آیا۔ اس نے میرے ساتھ گفتگو کی پھر اس نے مجھ پر چھلانگ لگائی۔ میں نے اُسے ہوا میں اُچھالا۔ پھر اپنے نیچے دبا کر رگید رہا تھا کہ اچانک وہ میرے نیچے سے یوں غائب ہو گیا جیسے وہ کوئی وجود ہی نہ رکھتا ہو۔ اس کے اس طرح غائب ہونے سے میں مایوسی اور ندامت کا شکار ہو گیا ہوں۔ وہ مجھ سے اپنا آپ بچا کر یوں غائب ہو گیا۔ جیسے وہ رات کی خاموشی میں کسی ساز کی آواز ہو یا اس کا جسم سونفی مہک کی طرح اپنا کوئی وجود ہی نہ رکھتا ہو۔"

جرموق چند ثانیوں تک گہری سوچوں میں کھویا رہا۔ پھر اس نے چلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "یوناف! ایسا انکشاف کر کے تم نے مجھ پر غم اور خوف طاری کر دیا ہے۔ جو کچھ تم نے کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو پھر میری اور تمہاری دونوں کی زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں۔ ہم دونوں سے مارب اپنے مرنے والے بھائی ملاق کا انتقام لے گا۔"

"خوفزدہ نہ ہو ان شاء اللہ پھر بھروسہ رکھو۔ وہی دونوں کی مدد و اعانت کرے گا۔ وہ ہمارا محافظ اور مددگار ہے۔" یوناف نے جرموق کو ڈھارس اور تسلی دیتے ہوئے کہا۔ چند ثانیوں تک دونوں خاموش رہے۔ تاہم دیر تک بنی شیث کے کچھ اور چرواہے بھی اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ لہٰذا دونوں سنبھلے اور خاموشی سے دوسرے چرواہوں میں شامل ہو گئے۔

یوناف سے مار کھانے کے بعد مارب اپنی نیم لاہوتی قوتوں کے سبب پلک جھپکنے میں کوہستان خوز کی دوسری سمت نمودار ہوا ـــ بنی قابیل کی آبادیوں سے باہر اُس نے ایک جگہ اپنی بہن نیطا اور بنی شیث و بنی قابیل کی سب سے زیادہ حسین اور دلکش لڑکی ہیجا کو کھڑے دیکھا۔ مارب ان دونوں کے قریب آیا۔ اس کی حالت دیکھ کر اس کی بہن نیطا چونک پڑی۔ اس لئے کہ مارب کی حالت بگڑی ہوئی تھی۔ سر کے بالوں میں ریت بھری ہوئی تھی۔ اور اس کے علاوہ اس کی گردن اور پیشانی پر خون کے دھبے بھی تھے۔ نیطا نے پریشانی میں چونکتے ہوئے مغموم انداز میں پوچھا۔ "اے میرے بھائی! تمہاری یہ حالت کس نے بنائی ہے؟"

مارب نے دل شکستہ سی آواز میں کہا۔ "اس کوہ خوز کے دوسری جانب میں بنی شیث کے یوناف سے اپنے بھائی ملاق کا بدلہ لینے گیا تھا۔ میں نے یوناف کو دریا کے کنارے جا لیا وہ وہاں اپنے ریوڑ کی دیکھ بھال میں اکیلا تھا۔ میں نے اُس سے مقابلہ کیا۔ پر اے بہن! وہ مجھ سے بہت زیادہ طاقت ور نکلا۔"

"اے میرے بھائی!" نیطا نے چونک کر پوچھا۔ "کیا وہ تم سے بھی طاقت ور نکلا، جس کے پاس ایسی پوشیدہ اور مافوق الفطرت قوتیں ہیں۔"

"دراصل یوناف سے مقابلہ کرتے ہوئے میں اپنی ان لاہوتی قوتوں کو حرکت میں نہ لایا تھا۔ اس کے خلاف میں نے اپنی فطری قوت و طاقت کو استعمال کیا تھا پر اسے

میری بہن یونانہ کے سلسلے میں ابھی تک غلط فہمیوں کا شکار رہتا۔ وہ مجھ سے کئی گنا زیادہ قوتوں کا مالک ہے۔ ایک بچے کی طرح اس نے مجھے فضاؤں میں اچھالا اور دریا کے کنارے کی ریت پر اس نے مجھے زیر کر کے رکھ دیا۔ اگر میں اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کر کے اور اس سے جان چھڑا کر بھاگ نکلتا تو وہ مجھے ایک ناقابل برداشت عذاب اور اذیت میں مبتلا کر دیتا۔ وہ بجلیوں کے گھپارے طوفانی قوتوں اور لرزہ براندام خونی ریلوں کی طرح مجھ پر وارد ہوا۔ اس کی قوت میں ایک طوفان، اس کے عزم میں اوروں کے لئے ایک ہولناکی، اس کی لپک میں شہاب ثاقب کی سی تیزی اور اس کی حرکت میں شرر و برق تھے۔ اس نے لمحوں کے اندر اپنی تیز لپک اور تیز رفتاری سے مجھ پر اضمحلال طاری کر کے رکھ دیا۔ میں نے اس کی نگاہوں میں ایسا تیور اور چہرے پر ایسا انتقام اور کرب دیکھا ہے کہ اگر اپنی قوت سے چاہے تو چٹانوں کو الٹ کر رکھ دے۔ کاش میں اس پر غالب آ سکتا۔“

بوسا نے دونوں بہن بھائی کی گفتگو کے درمیان ابھی تک کچھ نہ کہا تھا۔ نیطہ نے بھی عارب کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا: ”اے میرے بھائی! تم نے اپنی پوشیدہ قوتوں سے کام لیا ہوتا۔ تو لمحوں کے اندر یوناف کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہوتا۔ اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے تو میں خود اس کی طرف جاتی ہوں اور اپنی مخفی طاقتوں سے اس کی حالت ایسی کر دوں گی، جس طرح تیز طوفانوں کے اندر تنکے، پتے اور خس و خاشاک اڑتے ہیں۔“

نیطہ کی بات پر اس کے چہرے پر خفگی کا تاثر پھیل گیا۔ ”اگر تم نے ایسا کیا تو یہ کھیل نہ ہوگا۔ تم میری بہن ہی نہیں ہو اور میں اپنی قوتوں کو تمہارے خلاف استعمال کروں گا۔ تم اور بوسا میں سے کوئی بھی اسے نقصان نہ پہنچائے۔ میں اسے اپنی طبعی قوتوں سے زیر ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اس کے لئے انتظار کروں گا۔ خواہ یہ انتظار سینکڑوں برس ہی کیوں نہ ہو۔ جب وہ بوڑھا ہو جائے گا اس کے قویٰ اور اعضاء و جوارح کمزور ہو جائیں گے اور میں ویسے کا ویسا جوان ہی رہوں گا، پھر میں اس پر وارد ہوں گا۔ اس سے اپنا تعارف کراؤں گا اور پکار کر اس سے میں اپنے بھائی کا بدلہ لوں گا۔“ وہ غصے سے بولا۔

عارب جب خاموش ہوا تو بوسا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ”جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس سے اپنے مرنے والے بھائی کا بدلہ لیا، تو کیا لیا۔ شاید اس وقت تک اس کا بوڑھا ذہن تمہارے بھائی کا نام اور اس کے مرنے کے واقعات تک کو فراموش کر کے زمانے کی نذر کر چکا ہو۔ پھر تم نے اُسے مار بھی دیا تو کیا معرکہ مارا۔ تم بنی قابیل میں سب سے طاقتور اور شجاع جوان مانے جاتے ہو۔ اگر یوناف نے تمہیں آسانی کے ساتھ مات کر دیا ہے تو اس کا مطلب ہے، یوناف اس وقت بنی قابیل اور بنی شیث دونوں کا طاقتور ترین انسان ہے۔“

”ہاں تمہارا کہنا درست ہے۔“ عارب نے اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ ”سوائے میں یوناف سے مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔“ تھوڑی دیر تک وہ وہاں چپ کھڑے رہے پھر وہ قبیلے کی طرف پلٹ گئے۔

ایک روز طیراش نے عیاری سے کام لیکر وہ سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو قتل کر دیا۔ اور جب بنی قابیل نے اپنے قبیلے کے ان پانچ صالح اور نیک انسانوں کو دفن کر دیا۔ تو طیراش کوہستان نوزکی ایک چٹان پر کھڑا ہوا اور بنی قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ ”اے بنی قابیل! عزازیل نے مجھے ایک علم سکھایا ہے۔ اس علم سے میں ان مرنے والے پانچ نیک انسان ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو زندہ تو نہیں کر سکتا۔ تاہم میں ایک ایسا عمل ضرور کر سکتا ہوں کہ تم ان پانچوں کو ہر وقت اپنے سامنے دیکھو، اللہ کے سامنے اپنی نذریں اور حاجات پیش کرو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ تمہاری گفتگو سنیں گے اور تمہاری حاجات کو پورا کریں گے۔“ پھر طیراش نے کوہستان نوزکی چٹانوں کو تراش کر ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے بت بنائے اور بنی قابیل کو ان کی پرستش کرنے کی ترغیب دی۔ اس طرح بنی آدم میں بت پرستی کی ابتدا ہوئی اور لوگوں نے طیراش سے سنگ تراشی سیکھ کر خود اپنے لئے بت تراشنے شروع کر دیئے۔

عزازیل کے طے شدہ لائحہ عمل کے تحت نیطہ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کی شکل میں بنی شیث میں گئی اور وہاں کے نوجوانوں کے سامنے اس نے بنی قابیل کی لڑکیوں کے حسن اور خوبصورتی کی تعریف کی اور ان میں سے سو جوانوں کو وہ بنی قابیل میں لے آئی۔ جنہوں نے بنی قابیل کی لڑکیوں سے شادیاں کر لیں۔ اسی طرح بوسا بھی اپنے حسن اور خوبصورتی کا دھوکا دے کر بنی شیث کے سو اور جوانوں کو بنی قابیل میں لے آئی اور انہوں نے بھی وہاں شادیاں کر لیں۔ اس طرح بنی شیث اور بنی قابیل آپس میں خلط ملط ہو گئے وقت گزرتا رہا۔ ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی تھی اور بنی شیث اور بنی قابیل کوہستان نوزکے غاروں اور آبادیوں سے نکل کر ابرح کی سرزمین پر آ کر آباد ہو گئے۔ ابرح سرزمین عراق کا قدیم نام ہے اور بابل شہر آباد کر دیا گیا تھا۔ اس دوران میں حضرت ادریس بابل میں پیدا ہو چکے تھے۔ اور انہوں نے حضرت شیثؑ سے تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ اسی عرصے کے دوران قابیل کے ایک بیٹے نے قابیل کو پتھر مار کر قتل کر دیا۔ چند کی شریح سے مغرب کی طرف جانے کے بعد بنی شیث نے حضرت آدمؑ کی نعش کو فلسطین میں اور ہابیل کی نعش کو دمشق شہر کے شمال میں جبل قاسیون[1] پر دفن کر دیا تھا۔

ایک روز یوناف اور اس کا بچپن کا ساتھی اور دوست جرموق دریائے فرات کے کنارے بابل شہر سے باہر ایک چٹان پر بیٹھے تھے اور نیچے وادی میں اُن دونوں کا ریوڑ چر رہا تھا کہ جرموق نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یوناف! میرے بھائی، میرے دوست، میرے محسن کیا معاملہ ہے۔ کہ میں اور تم عمر میں تو ایک جیسے ہیں۔ پھر میں کیوں بوڑھا ہو گیا ہوں اور تو ویسے کا ویسا نوجوان، تازہ دم اور نوعمر ہے۔ آخر کیا چیز ہے کہ تو ویسے کا ویسا ہی ترو تازہ، طاقت ور اور تندرست ہے جبکہ تیری عمر کے بیگر سب سنگی ساتھی بوڑھے ہو گئے ہیں۔“

”میرے دوست!“ یوناف مسکراتے ہوئے بولا: ”تو دیکھتا ہے۔ میں تیرے ہی ساتھ کھاتا پیتا ہوں۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیوں اور کیسے ویسے کا ویسا ہی ہوں۔ دیکھ وہ دیکھ

[1] البلد الثاریخ بلاد فلسطین و شام و جبل دمشق کے شمال میں جبل قاسیون ہے ایک زیارت گاہ بنی ہوئی ہے جو مشہور ہابیل کے نام سے مشہور ہے اسی کے متعلق ابن عساکر نے ... [illegible] الآثار ... [illegible]

ہو گئی ہے تو یہاں بیٹھ میں نیچے جا کر دریائے دجلہ سے پانی کی چھاگل بھر لاتا ہوں۔ پھر دونوں بیٹھ کر کھانا کھانے ہیں۔“ جرموق خاموش رہا اور یوناف لکڑی کی بنی ہوئی چھاگل اٹھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

اسی وقت عارب، بوسا اور نیطہ اس کوہستان پر نمودار ہوئے۔ عارب جرموق کو مارنے کے ارادے سے آگے بڑھا۔ جرموق نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ وہ بوڑھا ہو چکا تھا جب کہ عارب ویسے کا ویسا ہی جوان اور زور آور تھا۔ عارب نے جرموق کو ہوا میں اچھالا تو وہ فضا میں تیرتا ہوا کچھ فاصلے پر جا گرا اس کا جسم ایک دو بار پھڑکا اور پھر ساکت ہو گیا۔

یوناف پانی کی چھاگل بھرنے کے بعد اس چٹان کے قریب آیا۔ جہاں تھوڑی دیر قبل وہ اپنے عزیز دوست جرموق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ تو اس نے دیکھا وہاں جرموق کی بجائے عارب، بوسا اور نیطہ کھڑے ہیں۔ جبکہ جرموق کی لاش وہاں سے تھوڑے فاصلے پر پڑی ہوئی تھی۔ غصے اور غضب میں یوناف کا رنگ آگ کی طرح بھڑک اٹھا تھا۔ چٹان پر کھڑے عارب، بوسا اور نیطہ نے بھی غور سے اس کی طرف دیکھا۔

”کیا تو نے یوناف کی طرف دیکھا؟“ نیطہ نے کسی قدر حیرت اور تعجب سے اپنے بھائی عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”وہ پہلے کی طرح ترو تازہ اور جوان ہے جب کہ اس کا ساتھی جرموق تو بوڑھا ہو گیا تھا۔ یہ کیا معاملہ ہے میرے بھائی! کہیں ہماری طرح اس پر بھی کسی قوت نے اپنے باطنی زور سے اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر دیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا جرموق کی موت کے بعد یہ ہمارے لئے مسائل کھڑے نہ کر دے گا؟ میرے بھائی میری مانو تو اپنی طبعی قوت سے مقابلہ نہ کرو۔ اپنی لاہوتی قوت کا استعمال کرو اور یوناف کا خاتمہ کر دو۔“

”ایسا ممکن نہیں ہے۔“ عارب نے ایک فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ”میں اُسے طبعی قوت سے موت کے گھاٹ اتاروں گا۔ یہ میرا اپنی ذات کے ساتھ ایک وعدہ ہے اور میں اُسے پورا کروں گا۔ سنو نیطہ میری بہن! یہ تمہارا وہم ہے کہ یوناف بوڑھا نہیں ہوا۔ اتنا وقت گزر گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یوناف بوڑھا اور لاغر و کمزور نہ ہو گیا ہو۔ یہ بس کہ چہرے سے ترو تازہ اور جوان دکھائی دیتا ہوگا۔ ورنہ جرموق کی طرح اُسے بھی بڑھاپے کی دیمک نے چاٹ لیا ہوگا۔ اور جرموق کی طرح میں اُسے بھی پیچ کر موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔“

”اے میرے بھائی!“ نیطہ نے ہمدردی سے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یوناف کے ساتھ ٹکرانے سے قبل میرے ساتھ وعدہ کرو کہ اگر تم اپنی طبعی قوت سے اُسے زیر نہ کر سکے۔ تو اپنی لاہوتی اور آکتسابی قوتوں کو عمل میں لا کر یوناف کا خاتمہ کر دو گے۔“

عارب نے یوناف کی طرف بڑھتے ہوئے کہا: ”اے میری بہن! میں تمہارے ساتھ ایسا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ آج میں ہر حال میں یوناف کا خاتمہ کروں گا۔“

عارب کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر یوناف نے نفرت اور غصے کی حالت میں اپنے ہاتھ میں تھامی چھاگل دور پھینک دی اور عارب کی طرف بڑھا۔ جونہی عارب نے قریب جا کر

یوناف کے اوپر چھلانگ لگانے کی تیاری کی، بوسا اور نیطہ بھی آگے بڑھنے لگی تھیں پھر ایک لمبی جست کے ساتھ عارب نے یوناف پر چھلانگ لگا دی تھی۔ عارب نے چونکہ اونچائی کی طرف سے چھلانگ لگائی تھی اور اس کے سامنے یوناف نہ صرف ڈھلان پر کھڑا تھا بلکہ یوناف، عارب کی قوت اور بوجھ دونوں کے باعث اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور زمین پر گر گیا۔ ڈھلان کی وجہ سے دونوں تیزی کے ساتھ لڑھکتے ہوئے دریائے فرات کے کنارے کی طرف چلے گئے تھے۔ بوسا اور نیطہ بھی بھاگتی ہوئی دریائے فرات کے کنارے کی طرف بڑھنے لگی تھیں۔

یوناف اور عارب ڈھلان پر لڑھکنے کے بعد ہموار زمین پر رکے اور پھر تیزی سے اٹھ کر ایک دوسرے پر مکوں اور گھونسوں کی بارش کر دی تھی۔ کافی دیر تک وہ ایک دوسرے سے گتھم گتھا لڑتے رہے، یہاں تک کہ دونوں زخمی ہو گئے تھے پھر لمحہ بہ لمحہ یوناف، عارب پر غالب آنے لگا تھا۔ یوناف کی ضربیں عارب پر تکان اور تھکن پیدا کرنے لگی تھیں۔ عارب نے جب دیکھا کہ یوناف کی پُر قوت ضربوں کے سامنے اس کے جسم میں نقاہت اور پاؤں میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہونے لگی ہے تو وہ اپنی لاہوتی قوتوں کو عمل میں لایا اور یوناف کے سامنے سے غائب ہو کر ذرا فاصلے پر بے بسی اور پریشانی کی حالت میں کھڑی بوسا اور نیطہ کے پاس جا نمودار ہوا تھا۔

عارب کے اس طرح اپنے سامنے سے غائب ہو کر بوسا اور نیطہ کے پاس جا نمودار ہونے سے یوناف بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں اُسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ وہ پریشان اور ہراساں بھی تھا۔ بوسا اور نیطہ کے پاس جا کر عارب نے حیرت اور تعجب سے اُن دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارے میرے لئے باعث تشویش ہے کہ یوناف ابھی تک جوان ہے۔ اس کی قوت، اس کی ترو تازگی، اس کا شباب اور اس کی ساری توانائیاں ویسے کی ویسی ہی ہیں۔ میں اپنی طبعی قوت میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کاش کوئی مجھے بتا دے کہ کون یہ بھید افشا کر دے کہ یوناف کی توانائیاں کیونکر بڑھاپے اور فنا کا شکار نہیں ہوئیں۔“

”آؤ ہم اپنی لاہوتی قوتوں کو عمل میں لائیں اور آج دریائے فرات کے کنارے تینوں مل کر یوناف کا خاتمہ کر دیں۔ ورنہ جرموق کی موت کے بعد یہ ہمارے لئے کئی مسئلے کھڑے کر دے گا۔“ بوسا کچھ سوچتے ہوئے بولی پھر وہ تینوں آہستہ آہستہ موت کی نشانیاں بن کر یوناف کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ یوناف اپنی جگہ کھڑا انہیں حیرت اور استعجاب سے اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا کہ اچانک اُسے اپنی گردن کے گرد ایک ریشمی اور حریری لمس محسوس ہوا یوں جیسے کوئی سانپ اس کی گردن کے گرد بل دے رہا ہو..... ابھی وہ اس انداز کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی سماعت سے ایک نہایت شیریں اور شہد میں ڈوبی ہوئی رس گھولتی نسوانی آواز ٹکرائی۔

”گھبراؤ نہیں! یہ تینوں تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ میں تمہاری ہمدرد، تمہاری ساتھی اور تمہارے ساتھ ہوں۔“

مسٹر یوناف اس نادیدہ ہستی کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ ”پہلے یہ بتاؤ تم

کہا ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، ان کے ساتھ ہابیل بھی تھے ... [illegible] ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قول کی تصدیق کی۔ (قصص القرآن)

کون ہو کیوں میری مدد پر آمادہ ہو اور تم مجھے نظر کیوں نہیں آتی ہو؟"

فی الوقت تمہاری جان کو ان تینوں سے خطرہ ہے۔ یہ بھول جاؤ کہ میں کون ہوں۔ اور سنو! عارب، ریوسا اور زمبیطہ کے ناسوت پر عزازیل نے لاہوت کا عمل کر کے انہیں پُراسرار اور ہولناک قوتوں کا مالک بنا دیا ہے۔ تم فکر مند نہ ہو۔ تم بھی ان تینوں کے سامنے بے بس، لاچار اور نہتے نہیں ہو۔ جس رات عزازیل نے ان تینوں پر یہ عمل کیا تھا اسی رات حالت نیند میں بابل کی نیک دل روح نے تم پر بھی یہ عمل کر دیا تھا اب تم بھی پُراسرار اور ہولناک قوتوں کے مالک ہو۔ اور جس طرح عارب، ریوسا اور زمبیطہ ایک مقررہ مدت تک جوان اور زندہ رہیں گے ایسے ہی تم بھی جوان اور پُرقوت رہو گے۔ تمہارے یہ زندہ اور جوان رہنے کی قوت ہزاروں برس پر بھی محیط ہو سکتی ہے پھر ان تینوں کی طرح تمہیں بھی ایک روز موت آئے گی۔ کیوں کہ انسان فانی ہے اور اس کے خمیر میں فنا بھر دی گئی ہے۔"

"میری موت اور میرا خاتمہ کس کے ہاتھوں ہوگا۔۔۔؟" یوناف نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"تیرا خاتمہ کسی بہت بڑی شخصیت کی وجہ سے ہوگا۔"

"کیا وہ شخصیت مجھ سے بھی زیادہ طاقت ور ہوگی۔۔؟" یوناف نے تجسس سے پوچھا۔

"تم فی الوقت ان باتوں کو چھوڑ دو" نسوانی آواز نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "اور سنو! جو قوتیں تمہیں ملی ہیں انہیں نیکی اور بھلائی کے فروغ کیلئے استعمال کرنا اور اپنا دفاع کرتے رہنا۔ اور اُسے بدی کی قوتوں کے خلاف استعمال کرنا۔" پھر نسوانی آواز بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کو اس کی ذمے داری، پُراسرار قوتوں اور ان کے استعمال سے متعلق تفصیل سے بتانے لگی تھی۔ اس کرزدہ کر دینے والی نسوانی آواز نے جلدی جلدی یوناف کو سب کچھ بتا دیا۔ اتنی دیر تک عارب، ریوسا اور زمبیطہ بلندی سے دریائے فرات کے کنارے کی طرف قریب آگئے تھے۔ یوناف کو پھر یوں محسوس ہوا۔ جیسے کوئی سانپ بڑی تیزی سے اس کی گردن کے گرد بل دینے لگا ہو۔ ساتھ ہی وہی سیٹی آواز پھر اس کے کانوں میں پڑی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"یوناف! اگر وہ تینوں ایک ساتھ تم پر پل پڑیں اور تم پر اپنی لاہوتی قوتوں کا عمل شروع کریں۔ اور تم ان تینوں کے سامنے اپنے آپ کو عاجز اور بے بس محسوس کرنے لگو تو جس طرح تھوڑی دیر قبل عارب تمہارے سامنے سے غائب ہو کر ریوسا اور زمبیطہ کے پاس جا نمودار ہوا تھا اسی طرح تم بھی غائب ہو جانا۔ اور جب یہ تینوں عاجز ہو کر چلے جائیں تو تم اپنے ریوڑ کو ہانک لے جانا۔۔۔" یوناف کو پھر اپنی گردن کے گرد سانپ کے بلوں کا دباؤ اور حریری لمس محسوس ہونے لگا تھا۔ یوناف کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی سانپ اس کی گردن سے اپنے بل کھول کر علیحدہ ہو رہا ہو۔

یوناف کے قریب آکر ریوسا اور زمبیطہ ایک جگہ کھڑی ہو گئیں۔ عارب آگے بڑھا۔ اس نے ایک عجیب انداز میں اپنی پلکوں کا اشارہ کیا۔ اور یوناف اس طرح ہوا میں اچھلا جیسے کسی بہت بڑی قوت نے اسے پکڑ کر ہوا میں اچھال دیا ہو۔ فضا میں بلند ہو کر یوناف بے بسی کی حالت میں دریا کے کنارے گرنے ہی کو تھا کہ اس کے ذہن میں لاہوتی قوت کے استعمال کرنے کا خیال آیا جس کا انکشاف چند لمحے قبل پُراسرار آواز نے کیا تھا۔ یوناف نے عمل میں لایا۔ اپنا دفاع کیا۔ وہ زمین پر بے بسی کی حالت میں گرنے کی بجائے وہ انتہائی آرام دہ حالت اور پُرسکون انداز میں زمین پر اتر گیا۔ عارب، ریوسا اور زمبیطہ یہ دیکھ کر پریشان اور دنگ رہ گئے تھے۔ اچانک یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ عارب کی طرف اٹھایا تو اس کے ہاتھ کی انگلیوں سے انسانی جسم کو گھلا دینے والی گرم شعاعیں پھوٹ کر عارب کی طرف لپکیں۔ عارب فوراً اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور ذرا فاصلے پر زمبیطہ اور ریوسا کے پاس جا کھڑا ہوا اور ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"تم دونوں نے دیکھا ہماری طرح یوناف بھی پُراسرار قوتوں کا مالک ہے شاید اس پر بھی کسی نے لاہوتی عمل کر دیا ہے۔ آؤ فی الوقت یہاں سے چل جائیں اور پھر کسی وقت اچانک اس کو آلیں۔ اور اُسے اپنے سامنے بے بس و مجبور کر دیں۔ اب ہم اسکی موت کا باعث تو نہیں بن سکتے۔ صرف اسے کوئی خطرناک چوٹ ہی لگا سکتے ہیں۔ کیونکہ اب اُسے بھی ایک مقررہ وقت تک موت نہ آئے گی۔ تاہم جب تک یہ زندہ ہے۔ ہم اپنی طرف سے اس پر قہر اور عذاب بن کر برستے رہیں گے۔"

پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "تیری قسمت اچھی ہے جو تو آج ہمارے ہاتھوں بچ گیا ہے۔ ورنہ دریائے فرات کے کنارے اور بابل کی سرزمین میں جہاں ان چند ٹیلوں کے علاوہ کوئی پہاڑ نہیں ہیں۔ ہم نے تیری زندگی کا خاتمہ کر دیا ہوتا۔"

"بدی کے گماشتو!" یوناف نے جرأت مندانہ انداز میں چند قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "شیطان کے فرزندو! میں اب اس قابل ہو گیا ہوں کہ تم سے اپنی جسمی قوت کے علاوہ اور طریقوں سے بھی نمٹ سکوں۔" اس بار عارب نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ ریوسا اور زمبیطہ کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔ یوناف نے جرموق کی لاش کو اٹھا لیا پھر وہ اپنے اور جرموق کے ریوڑ کو ہانکتا ہوا بابل شہر کی طرف جا رہا تھا۔ (باقی آئندہ)

قابل توجہ

جنات کے اثرات سے ایک دنیا پریشان ہے۔ اگر آپ کے مسلم میں کوئی ایسا مکان یا علاقہ ہو جو جنات کے اثرات سے متاثر ہو اور اس کے رہنے والوں کی زندگیاں مسلسل تنگ میں مبتلا ہوں تو اس کی تفصیل ہمیں روانہ کریں۔ اسے مضمون کی شکل دے کر ہم طلسماتی دنیا میں جگہ دیں گے۔ (مدیر)

از قلم
رابعہ بانو شیریں

صوبہ یوپی میں ایک چھوٹا سا خوبصورت گھرانا تھا جو خلوص و محبت کی چھاؤں میں رہ کر پھولوں کی سی پاکیزہ زندگی بسر کرتا تھا لیکن اچھے پھولوں کی طرح اس گھرانے کی عمر بہت کم ہوئی بس پل دو پل۔ پانی کے بلبلے کی طرح ایک دن اس گھرانے کے دو بڑے ستون موت کی آغوش میں گم ہو گئے ان میں سے ایک کا نام تھا عجاز اور دوسرے کا نام تھا اسما۔ یہ دونوں ہی ایک ایکسیڈنٹ میں اپنی جان عزیز گنوا بیٹھے تھے۔ ان کی موت کے بعد ان کے دو بچے گڈو اور رابعہ بانو شیریں اپنے بچپن کی تمام شوخیاں سپرد قبرستان کر کے اپنی خالہ زاد رخالو کے ساتھ چلی آگئے۔

کچھ عرصے کے بعد عاشر کو رابعہ کے خالو شبیر لائسین صاحب نے ایک حویلی خریدی۔ حویلی کا بیانہ دینے کے بعد ان کو جنات کی طرف سے بذریعہ خط متنبہ کیا گیا کہ اس حویلی کو خریدنے کی غلطی نہ کریں۔ ورنہ انجام بُرا ہوگا۔ مسٹر یٰسین نے اس تحریر کو اپنے بدخواہوں کی سازش سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ بالآخرہ اسٹر کو حویلی کا بیعنامہ یٰسین صاحب کے نام ہو گیا۔

نئی حویلی میں کل دس افراد منتقل ہوئے تھے یٰسین، ان کی بیگم نصران کی چار لڑکیاں صائقہ، روحینہ، نرجس اور گڑیا۔ ان کے دو لڑکے یونس، یوسف یٰسین صاحب کی خوش دامن رضیہ کے بھائی زبیر، رابعہ اور اس کا بھائی گڈو۔ ان کے علاوہ ایک جمیل نام کا ملازم بھی تھا۔ یہ کل دس افراد نئی حویلی میں آ بسے۔

یٰسین صاحب دل کے بہت اچھے انسان تھے۔ وہ عام پڑھے لکھے لوگوں کی طرح بھوت پریت کے قائل نہیں تھے۔ اس لئے انہوں نے شروع شروع میں اُن باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی جو ان کیلئے چیلنج کی حیثیت رکھتی تھیں۔ وہ بڑی سی بڑی چیتاؤنی کو باتوں میں اُڑاتے رہے ۔۔۔۔ سب سے پہلا حادثہ اُن کے گھر میں رابعہ کے بھائی گڈو کا ہوا۔ اس کی موت جس اس کی سالگرہ کے دن ہوئی۔ اور اس کی لاش جنات کی بے رحمی کا جیتا جاگتا ثبوت تھا۔ اس کی موت سے پہلے لوگوں نے دیکھا کہ جیسا ایک نسم کے ہاتھ فضاؤں میں بلند ہوئے اور ان پر لکھا ہوا تھا یہ حویلی خالی کر دو۔

نور کا حمل اور اس حمل کے بعد پیدا ہونے والا بچہ بھی ایک حادثہ ہی تھا۔ دوران حمل بچہ کے پیٹ سے ہنسنے کی آوازیں آتی تھیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی مردہ قبر کے اندر قہقہے لگا رہا ہو جس دن اس بچے کا جنم ہوا۔ اس دن حویلی کے در و دیوار سے ہنسنے اور سرگوشیاں کرنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ اس بچے کی پیدائش کے وقت دایا نے چار سیاہ فام عورتوں کو سفید لباس میں دیکھا۔ ان کے سر چھت سے ٹکرا رہے تھے۔ اس بچے کا نام مجیب رکھا گیا۔ یہ بچہ زیادہ عرصے تک نہیں جی سکا۔ جب یہ مر گیا تو اس کی لاش گھٹ کر صرف دو بالشت کی رہ گئی تھی اور غسل کے بعد جب اس کو کفن پہنایا تو اس کی لاش بڑھنی شروع ہوئی اور ایک گز کے قریب بڑھ گئی۔ لیکن کفن چھوٹا نہیں ہوا۔ لاش کفن سمیت ہی بڑھتی رہی۔ اس کو قبر میں اُتارنے والے کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی ٹانگ پکڑ کر قبر کی طرف کھینچ رہا ہے۔

آسنہ کی موت کے کچھ ہی دنوں کے بعد شاہدہ کی موت بیت الخلا میں ہوئی۔ یہ موت کافی بھیانک تھی۔ کپڑے خون میں تر بتر تھے۔ جگہ جگہ جسم پر پنجوں کے نشان تھے۔ اور سر غائب تھا اور بغیر سر کے ہی لاش کو سپرد خاک کیا گیا۔

کچھ دنوں کے بعد ایک رات بہت بھیانک طوفان آیا۔ اسی طوفان کے دوران ایک سیاہ بلی نمودار ہوئی۔ اس نے زہریلے قسم کے قہقہے لگائے۔ اور پھر اس نے انسانوں کی طرح بولنا شروع کیا۔ اس نے کہا۔

یہ حویلی ـــــ ہمارے لئے موت کا پیغام تھی۔ اس جگہ ایک کنواں تھا اس پاس تیرہ قبریں تھیں۔ ایک اسی کا وارث تھا۔ اصغر نام کے ایک آدمی نے اس جگہ کو جو ہمارا اباڑہ تھا۔ اور جہاں ہمارے قوم کے ایک سو نناوے افراد آباد تھے۔ ایک سو آٹھ روپے میں ایک شخص کو فروخت کر دیا اور اس نے انتہائی بیدردی کے ساتھ ہمارے اڈے کو تہس نہس کر دیا ـــــ اصغر کی بیوی کو اور اس کی ایک بیٹی کو ہمارے آدمی اٹھا کر لے گئے تھے۔ اصغر کو ہم نے کتے کی موت مارا۔ اس کی لاش کو قبر بھی نصیب نہ ہو سکی۔ اس کی لاش کتے کھا گئے۔ اور اس کا ڈھانچہ ـــــ یہ ہے اُس بدنصیب کا ڈھانچہ۔!! ـــــ اور اُسکا ایک بیٹا آج بھی سولی سے بندھا ہوا پڑا ہوا ہے۔

بلی کی اس دہشت ناک گفتگو کے بعد حویلی کے سب افراد خوف کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔ اور ایک رات جب حویلی میں خون کی بارش ہوئی تو اس نے خوف و دہشت میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ اور زندگی زندگی سے بہت دور ہو گئی۔ اور موت کے آسیب ہر وقت سروں پر منڈلانے لگے۔

یٰسین صاحب کے ایک دوست لکھنؤ میں رہا کرتے تھے۔ ان کا نام یوسف ابراہیم تھا۔ وہ اپنے بیوی بچوں سمیت اکثر دہلی آتے تھے۔ قیام اسی حویلی میں ہوا کرتا تھا۔ ان کی ایک لڑکی تھی۔ نام تو اس کا پاکستان تھا لیکن سب اس کو کوکب کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ کوکب بہت زیادہ نٹ کھٹ اور الغرب لڑکی تھی۔ ہر وقت ہنسنا ہنسانا ہی اس کا مشغلہ تھا۔ ایک بار یہ لوگ دہلی آئے اور جب انہوں نے جنات کی کارستانیاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں تو انہیں تعجب بھی ہوا اور ڈر بھی محسوس ہوا۔ دوسرے خیر خواہوں کی طرح یوسف ابراہیم نے یٰسین کو مشورہ دیا کہ اس حویلی کو فوراً فروخت کر دیں۔ اور اپنی رہائش فوراً بدلیں لیکن یوسف ابراہیم خود خیریت کے ساتھ لکھنؤ واپس نہیں ہو سکے۔ ان کی بیٹی کوکب بھی نہ جانے کہاں گم ہو گئی اور اس کی لاش کا بھی کچھ پتہ نہ چلا۔ اور وہ مرجھائے ہوئے پھولوں کی طرح ہو کر اپنی آخری آرام گاہ کو پہنچی۔ اس کے بعد ایک عامل صاحب جو جنات کو دفع کرنے کیلئے آئے تھے خود لاپتہ ہو گئے۔ وہ چند کرتے ایک رات غائب ہو گئے اور حیرت کی بات یہ تھی کہ ان کے خون کے کپڑے کمرے میں موجود تھے گویا ان کو ننگا کر کے اُٹھا لیا گیا تھا۔ اور اسی کے فوراً بعد زبیر بھی انتقال کر گئے۔ سبھی ڈاکٹروں نے انہیں مردہ قرار دے دیا تھا۔ آخری غسل کے بعد انہیں کفن پہنا دیا گیا۔ لیکن جس وقت اُن کے جنازے کو اٹھانے کا ارادہ کیا گیا۔ وہ اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس طرح سے ایک مردہ انسان کے زندہ ہو جانے پر پوری حویلی میں کہرام مچ گیا۔ اور اس عجیب و غریب بات کے چرچے پوری برادری میں پھیل گئے۔ جنات نے اسی دن ایک بھینٹ اور لی اور بیچاری اصغر حسین نامی ایک ضعیف جنات کا شکار بن گئی۔ انہیں اچانک خون کی قے ہوئی اور وہ آناً فاناً دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اُن کی جدائی کا غم برداشت کر کے چند ماہ بعد ان کی بیگم بھی انتقال کر گئیں۔

اس کے بعد اس حویلی میں ایک ساتھ دو جانیں ضائع ہوئیں۔ صاعقہ اور روبینہ پر سنگیں حملہ ایک ہی ساتھ ہوا۔ اور دونوں ایک ساتھ دنیا سے چل بسیں۔ مرنے کے بعد صاعقہ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور زبان باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کو گلا گھونٹ کر مار دیا گیا تھا۔ اس کے تن پر کپڑے بھی نہیں تھے۔ اس کے مردہ جسم کی کیفیت یہ ثابت کر رہی تھی۔ جیسے مرنے سے پہلے وہ کافی دیر تک تڑپی ہو اس کے ہاتھ بری طرح سے زخمی تھے وہ مرنے سے پہلے موت کا مقابلہ کرتی رہی تھی۔ اس کے برعکس روبینہ کا جسم پُرسکون تھا۔ شاید وہ ایک ہی جست میں اپنی جان دے بیٹھی تھی۔ صاعقہ اور روبینہ سگی سہیلیوں کی طرح ہمیشہ ایک ساتھ رہا کرتی تھیں اور ایک ہی پلنگ پر سونے کی عادی تھیں۔ وہ دونوں دنیا سے بھی ایک ہی رات اور ایک ساتھ رخصت ہوئیں ـــــ جنات نے طرح طرح کے ظلم و ستم کے بعد اس خاندان سے دوستی کا ہاتھ بھی بڑھانا چاہا۔ اور یٰسین سے رابعہ بانو کا ہاتھ شیر علی کے ساتھ مانگنا چاہا۔ انہوں نے بذریعہ مراسلت یہ یقین دلایا کہ اگر اس لڑکی کو ہمارے حوالے کر دو تو ہم اس انتقامی کارروائی کو روک لیں گے لیکن یٰسین صاحب نے اس مطالبے کو رد کر دیا۔ اگر رابعہ ان کی سگی بیٹی ہوتی تو شاید وہ یہ سودا منظور کر لیتے۔ لیکن رابعہ تو ان کی سالی اسماء مرحومہ کی یادگار تھی۔ وہ اس کو جنات کے حوالے کیسے کر دیتے۔ عقل کے اعتبار سے ان کا فیصلہ شاید غلط ہی رہا ہو۔ لیکن اخلاقی طور پر انہوں نے جو کچھ کیا تھا ٹھیک ہی کیا تھا۔

یٰسین میاں جب بھی کسی عامل سے جھاڑ پھونک کراتے تھے۔ جنات کی ستم ظریفیاں اور بھی بڑھ جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے کئی بار یہ فیصلہ کیا کہ اب جو بھی گزرے گی گزر جائے گی۔ لیکن جھاڑ پھونک کے چکر میں نہیں پڑیں گے۔ اس کے باوجود انہیں لوگوں کے اصرار پر بار بار اپنا فیصلہ بدلنا پڑا۔ ایک بار وہ اپنے دوست افغانی صاحب کے دباؤ پر ایک مولانا کو جھاڑ پھونک کے لئے لے آئے۔ ان کے ساتھ ایک دوسرے مولانا بھی تھے۔ اور تمام رات جھاڑ پھونک کا سلسلہ رہا۔ صبح ہوئی تو حویلی پھر ماتم کدہ بن گئی۔ کیوں کہ افغانی صاحب اور وہ دونوں مولانا جنات کے ساتھ جنگ کرنے میں شکست کھا گئے۔ اور پھر ایک دن وہ بھی اچانک غائب ہو گئے۔ کہاں گئے؟ اس بات کا سراغ آج تک نہیں لگ سکا ـــــ بالکل اسی طرح یوسف بھی ایک رات غائب ہو گیا تھا۔

اور اس کا بھی پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں گیا۔ اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔!! اور پھر ایک دن اس حویلی کی آخری بہار بھی رخصت ہو گئی۔ یعنی یونس بھی جنات کے ظلم و ستم کا شکار ہو گیا۔ اس طرح ایک ایک کر کے سب کے سب لقمۂ اجل بن گئے۔

اس کے بعد کیا ہوا یہ جاننے کیلئے "خوفناک حویلی" کی یہ آخری قسط پڑھئے۔

یونس کی وفات کے بعد حویلی کا آنگن بالکل ہی سونا ہو گیا۔ ذرا سوچئے کہ کیا گزر رہی ہو گی اُن ماں باپ پر کہ ایک ایک کر کے جن کے چھ سات بچے لقمۂ اجل ہو گئے ہوں۔ دلوں کو ٹھیس لگی تھی۔ آنکھیں بھیگ جاتی تھیں اور ابھی آنکھوں کی نمی خشک نہیں ہو پاتی تھی کہ پھر کوئی دوسرا جان لیوا حادثہ پیش آ جاتا تھا۔ درد و غم کا ایک ـــــ سلسلہ تھا جو کسی بھی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

یونس کی وفات سے پہلے یوسف کہیں گم ہو گیا تھا اور یوسف کے گم ہونے کے بعد زندگی کے تمام ولولے بالکل ہی سرد پڑ گئے اب گھر کے کسی بھی فرد کو زندہ رہنے کی آرزو نہیں تھی۔ یونس کی موت نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔

مجھے آج تک یاد ہے کہ جس دن یونس کا جنازہ اُٹھا۔ اُس دن خالو اس قدر روئے تھے کہ اگر ان کے آنسوؤں کو جمع کر لیا جاتا تو ایک دریا وجود میں آ جاتا ہے کرنیوالے باپ کا یہ آخری نذرانہ تھا جو موت کے سپرد ہوا تھا۔ اس کے بعد اب گھر میں باقی ہی کیا رہ گیا تھا۔ یونس کی وفات پر خالہ نجمہ بے ہوش ہو گئی تھیں۔ انہوں نے جنازے کی روانگی کا منظر بھی نہیں دیکھا کیوں کہ دو گھنٹے تک ہوش ہی نہیں آ سکا۔ اور جب انہیں ہوش آیا۔ تو گھر کی آخری بہار بھی پیوند خزاں بن چکی تھی۔

میں بتا چکی ہوں کہ خالہ نجمہ کی ایک آنکھ پھوٹ چکی تھی۔ یونس کی وفات پر بے ہوش ہونے کے بعد جب وہ ہوش میں نہیں آئیں تو ان کی دوسری آنکھ کا بینائی بھی تقریباً ختم ہو گئی۔ اور دوسری افسوسناک بات یہ ہوئی کہ ان کی ٹانگیں بیکار ہو گئیں۔ اب وہ ان ٹانگوں سے نہ کھڑی ہو سکتی تھیں۔ اور نہ بیٹھ سکتی تھیں۔ اس طرح محتاج ہونے کے بعد خالہ نجمہ نے ہنسنا بولنا بالکل ترک کر دیا تھا۔ وہ ہر وقت گم سم اس طرح بیٹھی رہتی تھیں جیسے کوئی پتھر کی مورتی رکھی ہوئی ہو۔ آہ! کس قدر شگفتہ چہرہ تھے انہوں نے۔ وہ کس قدر حسین تھیں اور اب وہ کس قدر بدنما ہو کر رہ گئی تھیں۔ اُن کے علاج پر خالو یٰسین نے لاکھوں روپے خرچ کر دیئے۔ انہیں تیز تیز انجکشن لگوائے گئے۔ زود اثر دوائیں کھلائی گئیں۔ لیکن ان کی ٹانگیں بھی صحیح نہیں ہو سکیں۔ اور ان کی آنکھیں بھی ٹھیک نہ ہو سکیں۔ اور مصیبت در مصیبت یہ ہوئی کہ تیز دوا کے ری ایکشن کی وجہ سے ان کے بدن میں کوئی زہریلا مادہ پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے اُن کے سر کے سب بال جھڑ گئے۔ اور وہ بالکل گنجی ہو کر رہ گئیں۔ اور ان کے دانت بھی بالکل کالے پڑ گئے۔ ان کی صورت حد سے زیادہ وحشتناک ہو گئی۔

اس دوران نانی اماں بھی ہمیں روتا چھوڑ کر اس درد و غم کی دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ نانی اماں کی وفات شاید کہ ان کی طبعی وفات تھی۔ ان کی عمر بھی خاصی ہو گئی تھی لیکن ان کی وفات سے گھر کے سب افراد ایک سائبان سے محروم ہو گئے تھے۔ ان کے گزر جانے کے بعد ہمارا ملازم چیتو بھی بھاگ گیا تھا۔ غالباً وہ ڈر گیا تھا کہ حویلی کے سر پر موت منڈلا رہی ہے۔ حویلی کی بربادی کا سب ہی کو پتہ تھا۔ اسی لئے لوگ حویلی میں آنے سے کتراتے تھے۔ اب گھر میں صرف سوا انسان رہ گئے تھے۔ خالو جان، ماموں زبیر، خالہ نجمہ اور ایک نا چیز۔ اتنی بڑی حویلی میں صرف چار افراد۔ وہ بھی مردوں کی طرح بالکل خاموش۔ کوئی ہنستا تھا۔ کوئی بولتا تھا۔ کسی میں ہنسنے بولنے کی ہمت، نہ کسی میں جینے کی آرزو۔ بس سانسیں پوری کرنے کیلئے زندہ تھے۔ خالو یٰسین کی ٹھیکیداری کا کام بالکل ختم ہو چکا تھا۔ انہوں نے پیسے کے لین دین سے بہت پہلے نجات حاصل کر لی تھی۔ جو پیسہ ان کے پاس جمع تھا بس اسی پر گزر بسر چل رہی تھی۔ کیا بتاؤں کہ اس وقت ہم سب پر کیا گزر رہی تھی۔ جب مرحومین کے جنازے ہماری نگاہوں کے سامنے ہوا کرتے تھے۔ اور ہماری آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوا کرتی تھیں۔ لوگ اس دنیا میں ایک بار مرتے ہیں اور ہم تو بار بار مرتے تھے بلکہ بار بار ہماری حسرت درد و غم کی اندھیری قبر میں اتاری جاتی تھی۔ کیسے بھیانک دن تھے اور کیسی دہشتناک راتیں تھیں۔ اب بھی ان خوفناک حادثات کو تصور میں لاتی ہوں تو کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے اور پھر ایک دن یہ بھی ہوا کہ خالو یٰسین تیسری منزل پر ایک کھڑکی سے گر پڑے۔ میں اس وقت رسوئی میں تھی۔ ماموں زبیر بازار گئے ہوئے تھے۔ دن کے گیارہ بجے کی بات ہے۔ اچانک ایک زبردست دھماکا سا ہوا۔ میں تو سٹپٹا کر رسوئی سے باہر آئی تو میں نے دیکھا کہ صحن میں خالو یٰسین کی لاش پڑی ہوئی تھی وہ مر گئے یا ختم ہو گئے۔ ان کی لاش کی چاروں طرف خون پڑا ہوا تھا۔ ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا۔ ٹانگیں مڑی ہوئی تھیں۔ وہ سر کے بل گرے تھے۔ دانت بھی ٹوٹ گئے تھے۔ میں نے انہیں بے حس و حرکت ہی دیکھا۔ وہ بے چارے اُف بھی نہ کر سکے۔ ان کے جسم کے پرخچے بکھر گئے تھے۔ مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا ـــــ جب ماموں زبیر نے آ کر یہ منظر دیکھا تو ان کی کیفیت بھی ناقابل بیان ہو گئی۔ آس پاس کے لوگ جمع ہو گئے اور جب ان کی لاش کو پلنگ پر ڈالا گیا تو اندازہ ہوا کہ ان کے ہاتھ کی اُنگلیاں بھی ٹوٹ گئی تھیں۔ اور چہرہ بالکل چپٹ گیا تھا۔ سر پر بھی زبردست چوٹ تھی۔ مجموعی حیثیت سے ان کا جسم زخموں سے چھلنی تھا۔ اور اس طرح اس حویلی کا ہیرو زخموں کی مالائیں پہن کر درد و غم کے پھول گلے میں ڈالے ہم سے جدا ہو گیا۔ اُن کی لاش کی کیفیت کو دیکھنے والے لوگوں کا کہنا تھا کہ یٰسین صاحب خود نہیں گرے۔ بلکہ انہیں کسی نے دھکا دیا ہے۔ میں خود بھی یہی محسوس کر رہی تھی کہ انہیں باقاعدہ اوپر سے پھینکا گیا ہے۔ تب ہی تو ان کی پسلیاں چور چور ہو گئیں ہیں۔ آج بھی جب خالو کی لاش آنکھوں میں گھومتی ہے

خود ان پر ایک دہشت طاری ہو جاتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ان کے کفن پر بھی خون کے نشانات تھے۔ غسل دینے کے بعد بھی ان کے زخم رِس رہے تھے۔ اور خون بہہ رہا تھا۔ یہ شاید ان کے شہید ہونے کی علامت تھی۔ خالو حسین کے چلے جانے کے بعد اب گھر میں صرف دو رہ گئے تھے۔ اور ہم تینوں یہ سوچا کرتے تھے کہ دیکھو اب کس کا نمبر ہے۔

اس داستان کا اگلا حصہ بیان کرنے سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ میں نے حتی الامکان اس بات کی کوشش کی ہے کہ واقعات کی بالکل صحیح منظر کشی ہو جائے اور آپ بیتی حرف بہ حرف بیان ہو جائے۔ پھر بھی اس بات کا امکان ہے کہ کسی جگہ مبالغہ آمیزی کا رنگ شامل ہو گیا ہو۔ کسی خوفناک کیفیت کو بیان کرنے سے میرا قلم مجبور رہا ہو۔ البتہ مجموعی حیثیت سے میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے۔ وہ سچی حقیقت ہے اور اس میں جھوٹ ایک ذرے کے برابر بھی شامل نہیں ہے۔

اس داستانِ کرب والم میں میں نے کوئی بھی بات چھپانے کی کوشش نہیں کی ــــ ہر حادثہ میں نے پوری طرح کھول کر رکھ دیا ہے۔ البتہ دلوں کی کیفیات میں بیان کرنے سے قاصر تھی۔ اس حویلی کے رہنے والے انسانوں پر کیا گزر رہی تھی اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ ہاں اگر کر سکتے ہیں تو وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کے مکان آسیب زدہ ہوں اور جنہیں جنات کی شرانگیزیوں سے سابقہ پیش آ چکا ہو۔ جن لوگوں کو جناتی اثرات سے کبھی کوئی سابقہ نہیں پڑا ہو۔ وہ اس دردناک داستان کو صرف فرضی کہانی سمجھیں گے ــــ ایسے لوگوں کو میں یہ دعا دوں گی کہ اللہ انہیں ہمیشہ جناتی اثرات سے محفوظ رکھے۔ اور ان کے انکار پر انہیں کوئی سزا نہ دے۔ ہمارے خالو جان جنات اور جادو جیسے معاملات کو ڈھکوسلا بتایا کرتے تھے۔ اور بھوت پریت کا مذاق اڑاتے تھے۔ بس ان کا اتنا ہی سا گناہ تھا جس کی انہیں اتنی بڑی سزا ملی کہ بس اللہ کی پناہ۔

ہاں اس داستان میں ایک بات میں نے چھپائی ہے۔ اور وہ ہے زرینہ اور گڑیا کی دردناک موت ــــ ان دونوں کی موت کس طرح ہوئی اسی کو بیان کرنے کی طاقت نہ میرے دل میں ہے نہ میرے قلم میں۔ آج بھی جب میں خیال کرتی ہوں کہ وہ دونوں ایک ساتھ کس طرح اس دنیا سے رخصت ہوئیں اور کس طرح ان کے نازک جسموں پر زہر بجھے خنجروں سے وار ہوا۔ تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے ان کی موت کی منظر کشی نہیں کی۔ داستان کی تکمیل کیلئے بس اتنا عرض کر دیتی ہوں کہ صاعقہ اور روبینہ کی موت کے بعد گڑیا اور زرینہ پر ستم ہوئی تھیں۔ اور انہیں بھی ایک ہی وقت جنات کا شکار ہونا پڑا تھا۔ وہ بھی ایک ہی وقت میں اس دنیائے دنی سے رخصت ہوئی تھیں۔ اور ان کی دہشتناک موت پر ہم سب پر جو گزری تھی اس کو بیان کرنے کی تاب میرے قلم میں نہیں ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس ہوشربا حادثے پر پردہ ہی پڑا رہنے دیں۔

مجھے یاد آیا۔ ایک بار میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں یہ بتاؤں گی کہ خالہ نجمہ کے چہرے پر جو کالا داغ ہے۔ یہ کس طرح پیدا ہوا تھا۔ لیکن پہلے میں یہ بتا دوں کہ ان کی دونوں ٹانگیں کس طرح بے کار ہوئی تھیں۔ ہوا یہ تھا کہ ایک رات ان کی ریڑھ کی ہڈی میں سخت درد ہوا۔ درد کی شدت کی وجہ سے وہ رات بھر تڑپتی رہیں۔ ان کو مختلف قسم کی دوائیں استعمال کرائی گئیں۔ لیکن درد کسی صورت بھی کم نہیں ہوا اور اسی طرح تڑپتے تڑپتے تقریباً پوری رات کٹ گئی۔ صبح سویرے انہیں کچھ سکون ہوا اور ان کی آنکھ لگ گئی اور جب وہ صبح کو اٹھیں تو بستر سے اٹھ نہ سکیں۔ ان کی دونوں ٹانگیں بے دم اور بے کار ہو چکی تھیں۔

خالو حسین کے انتقال سے پہلے ایک بہت ہی لرزا دینے والا واقعہ پیش آیا تھا ــــ اف میری توبہ ــــ آج بھی جب میں اس واقعہ کا تصور ذہن میں لاتی ہوں تو نس نس میں دہشت اور خوف کی آندھیاں چلنے لگتی ہیں۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری رگوں میں خون کی جگہ طوفان دوڑ رہے ہیں۔ اور دل کی جگہ گھڑیال رکھ دیئے گئے ہیں جن کی دھک دھک کی صدائیں پورے جسم میں گونجنے لگتی ہیں۔ کیسی کیسی انہونیاں ہمارے گھر میں ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ اور کیسے کیسے قیامت خیز حادثات نے ہمارے گھر میں آنکھیں کھولی ہیں۔ کیا بتاؤں اور کیسے بتاؤں کچھ سمجھ میں نہیں آتا لیکن پھر بھی یہ داستان تو مکمل کرنی ہی ہے۔ اور اپنے دل کی بھڑاس بھی تو نکالنی ہی ہے۔ تو پھر لیجئے سنئے۔ ایک دن بلکہ ایک رات ایسا ہوا کہ قضائے حاجت کیلئے خالہ نجمہ بیت الخلاء گئیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب وہ اپنی ٹانگوں سے چل سکتی تھیں۔ جب وہ بیت الخلاء سے کافی دیر تک لوٹ کر نہیں آئیں تو مجھے اور ماما زبیر کو تشویش ہوئی۔ چنانچہ ماما زبیر نے بیت الخلاء کے قریب جا کر خالہ نجمہ کو آواز دی تو کوئی جواب آنے کے بجائے زوردار قہقہے کی آواز آئی۔ ماما زبیر نے کمرے میں آ کر خالو حسین سے کہا۔ اس وقت خالو حسین زندہ تھے۔ ماما زبیر نے کہا کہ بھائی صاحب دال میں کچھ کالا ہے۔ باجی کے بجائے بیت الخلاء سے کسی غیر انسانی قہقہے کی آواز آ رہی ہے اور خالو ماما زبیر کے ساتھ بیت الخلاء کے قریب گئے۔ لیکن وہاں تو بالکل سناٹا تھا۔ خالو حسین نے پکارا نجمہ، او نجمہ۔ انہوں نے کئی بار آواز دی لیکن اندر سے کسی طرح کا کوئی جواب نہیں آیا۔ ہم تینوں کی تشویش بڑھنے لگی۔ رگوں میں دوڑتا ہوا لہو منجمد ہونے لگا۔ چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ ہاتھ پیر کانپنے لگے۔ یہیں پریشان ہونے لگا کہ آج خالہ نجمہ کا کام تمام ہو گیا ہے۔ ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کریں کہ یکایک بیت الخلاء سے رونے اور کراہنے کی آواز بلند ہوئی۔ اور پھر خالہ نجمہ کی آواز آئی۔ بس اب چھوڑ دو۔ چھوڑ دو مجھے۔ میرے جسم میں غلاظت مت پھیلاؤ۔ اس طرح کے جملے وہ بار بار بول رہی تھیں۔ اور ہم تینوں ان جملوں کا مطلب نہیں سمجھ پا رہے تھے۔ کہ اچانک بیت الخلاء کا دروازہ کھل گیا۔ اور خالہ نجمہ نیم برہنہ بیت الخلاء سے باہر آئیں۔ میں نے اور ماما زبیر نے چہرہ پھیر لیا۔ خالو حسین انہیں پکڑ کر کمرے کی طرف لے گئے۔ اس عرصے میں ان کے کپڑے درست کر دیئے گئے تھے۔ ہم نے دیکھا وہ کچھ تھکی تھکی سی تھیں۔ ان کی آنکھیں دہکتے انگاروں کی طرح سرخ تھیں۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ اور منہ سے جھاگ آ رہے تھے۔ وہ کسی کو بھی پہچان نہیں پا رہی

تھیں۔ وہ بالکل اپنے ہوش میں نہیں تھیں ــــ اس کے بعد انہوں نے بے تحاشہ قہقہے لگانے شروع کئے۔ ان قہقہوں میں عجیب طرح کی دہشت اور خوف پوشیدہ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ منہ سے ہم پر ہنس رہی ہوں۔ ہم تینوں سہمے ہوئے تھے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ہم کیا کریں۔ خالو حسین نے خالہ نجمہ کا سر سہلاتے ہوئے پوچھا تجھے کیا ہو گیا ــــ اس سوال کے جواب میں خالہ نجمہ نے خالو جان کے اتنی زور سے تھپڑ رسید کیا تھا کہ آج تک اس کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

خالہ نجمہ خالو کے ساتھ اور بھی زیادتیاں کر سکتی تھیں لیکن خالو نے ان کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیئے۔ اس پر وہ لاتیں چلانے لگیں تو ماما زبیر نے ان کی ٹانگوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ اس وقت خالہ نجمہ انتہائی غصے کے ساتھ خالو جان کو گھور رہی تھیں۔ ان کی آنکھیں دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح بالکل سرخ تھیں۔ وہ اس طرح خالو جان کو گھور رہی تھیں۔ جیسے انہیں زندہ چبا لیں گی۔ ان کے چہرے پر عجیب طرح کی دہشت اور بربریت بکھری ہوئی تھی۔ وہ قطعاً اپنے آپے میں نہیں تھیں۔ صاف محسوس ہوتا تھا کہ اس وقت ان پر کسی اور چیز کا تسلط تھا۔ اسی وقت خود کو بے قابو اور بے بس دیکھتے ہوئے خالہ نجمہ نے خالو کے چہرے پر تھوک دیا ــــ اف میرے اللہ۔ کیا کیا تو نے دکھایا ہے۔ اور کیسی تو نے ہماری تقدیر بنائی تھی۔ آج بھی جب اپنی بے بسی اور بے کسی کا خیال آتا ہے تو آنکھوں سے خونِ جگر رواں ہو جاتا ہے۔ اور نس نس میں درد و غم کی ٹیسیں پھیل جاتی ہیں۔ کتنے دہشتناک دن اور خوفناک راتیں ہم نے گزاری ہیں۔ اور کیسی کیسی واردات ہمارے جسموں پر گزری ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ ہزار بار اللہ کی پناہ۔

جب خالہ نجمہ نے خالو پر تھوکا تو ہم نے دیکھا کہ ان کے منہ سے تھوک کے بجائے پاخانہ نکلا تھا۔ اور یہ پاخانہ خالو جان کے چہرے پر گرا۔ خالو نے اپنے چہرے کو صاف کیا۔ اور اسی وقت خالو اور ماما زبیر نے خالہ نجمہ کے ہاتھ پیر چھوڑ دیئے۔ چند ہی سیکنڈ کے بعد خالہ نجمہ کے منہ سے غلاظت کا ایک لاوا سا پھوٹ پڑا۔ اور اس میں اس قدر بدبو تھی کہ آج تک اگر اس منظر کا تصور آتا ہے تو دماغ کی رگیں پھٹنے لگتی ہیں ــــ خالو اور ماما زبیر کو اس کیفیت میں دیکھ کر حد سے زیادہ حواس باختہ ہو گئے تھے۔ اور چپ چاپ بت کی طرح ان کی صورت تک رہے تھے۔ یہ کیفیت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہی۔ چند ہی سیکنڈ کے بعد خالہ نجمہ کے منہ سے غلاظت کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔ البتہ اس وقت ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ان کے چہرے پر باریک باریک سوراخ ہو گئے ہیں۔ اور ان میں سے بھی بدبودار کوئی چیز نکل رہی ہے۔ اس وقت ہم نے یہ محسوس کیا۔ خالہ نجمہ کے چہرے کی دہشت میں کچھ کمی آ گئی ہے۔ اور ان کی آنکھوں میں بھی اب غیظ و غضب کے آثار نہیں تھے۔ بلکہ صاف صاف یہ بھی محسوس ہو رہا تھا کہ اب وہ اپنی اصلی حالت کی طرف پلٹ رہی ہیں۔ لیکن ایسا بھی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ بے دم ہوتی جا رہی ہیں۔ خالو نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر ان کا سر سہلانا شروع کیا۔ اور انہیں آواز دی نجمہ۔ نجمہ تم کیسی ہو۔ تمہیں کیا محسوس ہو رہا ہے۔ خالو کی آواز انہوں نے پہچان لی تھی۔

اسی وقت خالہ نجمہ نے رونا شروع کیا۔ اور روتے روتے ان کے چہرے پر سرخی سی آ گئی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر بدبودار پانی اب بھی رِس رہا تھا۔ خالو نے کپڑا لے کر ان کے چہرے سے یہ پانی صاف کرنے کی کوشش کی۔ اسی وقت خالہ نجمہ کے منہ سے ایک دہشتناک چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گئیں۔ ہم سب انہیں گھورتے جا رہے تھے اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں۔ پھر ہم نے صاف طور پر یہ محسوس کیا کہ ان کے چہرے پر ایک کالا سا نشان ابھرا ــــ اور یہ نشان خود بخود بڑھتے بڑھتے پھیلتا گیا کہ پھر ایک بڑے داغ کی صورت اختیار کر گیا۔ اور اس طرح حسن کا وہ چاند جسے خالو جان بہار بیگم کے نام سے پکارا کرتے تھے ہمیشہ کیلئے گہن میں آ گیا ــــ کافی دیر کے بعد خالہ نجمہ ہوش میں آئیں۔ تو ان کے حسن جیسے بدن کا کایا پلٹ ہو گئی تھی۔ ان کا جسم محسوس ہونے لگا تھا۔

ایک آنکھ تو پہلے ہی پھوٹ گئی تھی۔ تیز تیز دواؤں کی وجہ سے سر کے بال اڑ گئے تھے۔ اور دانت سیاہ پڑ گئے تھے۔ ٹانگیں بے کار ہو گئی تھیں۔ ایک ہاتھ کی انگلیاں بھی گل گئی تھیں۔ اور آج ان کا چہرہ داغ دار ہو کر حد سے زیادہ بدنما ہو گیا تھا۔ اور ان کی آواز بھی ختم ہو گئی تھی۔ ان کے بولنے کی صلاحیت ہی سلب ہو گئی تھی۔ میں نے ابھی ابھی یہ لکھا تھا کہ رات کو مجھے ایک حادثے سے گزرنا پڑا۔ لیکن میں اسے حادثہ بھی نہیں کہہ سکتی ــــ کیوں کہ حادثہ تو خالہ نجمہ کی زندگی تھی۔ جب ان کی زندگی خود ان کے لئے بھی اور میرے لئے بھی ایک حادثہ تھی تو ان کی موت کو حادثہ نہیں کہا جا سکتا۔ میں نے بتایا تھا کہ کئی دن سے خالہ نجمہ کی یہ کیفیت تھی کہ وہ روتی تھیں کراہتی تھیں۔ ایسا بھی لگتا تھا جیسے کچھ کہنا چاہ رہی ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے ماضی کے غم اور خوشیاں یاد کر کے پریشان ہوتی ہوں۔ بہرحال ان پر عجب طرح کی اضطرابی کیفیت طاری تھی۔ اور کل رات جب وہ سوئیں تو پھر وہ سوتی رہ گئیں۔ صبح کو اٹھ کر مجھے روزانہ ان کا بستر صاف کرنا پڑتا تھا کیوں کہ چند مہینوں سے وہ سوتے وقت پیشاب پاخانہ کر لیتی تھیں۔ آج صبح جب میں ان کو جگانے کیلئے ان کے قریب گئی تو میں نے انہیں مُردہ پایا۔ وہ ہزار قسم کے درد اٹھا کر درد و غم کی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ اور انہوں نے دکھوں کی آہنی زنجیروں سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر لی۔

خالہ نجمہ کی تکفین و تدفین میں بڑی مشکل اٹھانی پڑی۔ خالہ نجمہ کو میری خواہش و فرمائش کا احترام کرتے ہوئے انہیں خالو حسین ہی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو اپنے گھر کی راحتیں عطا کرے اور دنیا کی اذیتیں اور آفتیں ان کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں۔

اب آیئے پھر اسی داستانِ کرب والم کی طرف جس کے آخری ورق کو پورا کر کے میں قلم رکھنا چاہتی ہوں۔

خالو حسین کی وفات کے بعد ماما زبیر بالکل ہی اجڑ کر رہ گئے تھے۔ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ اچانک کسی دن وہ بھی شکار ہو جائیں گے۔ وہ کافی تندرست انسان

تھے لیکن خالو کی وفات کے بعد وہ دن بدن دُبلے اور پیلے ہوتے چلے گئے۔ ہر وقت ان کے چہرے پر ہوائیاں اُڑا کرتی تھیں۔ اُن کا مزاج ہنسنے بولنے کا تھا۔ بڑے مزے کے لطیفے سنایا کرتے تھے۔ خود بھی ہنستے تھے ہم سب کو بھی ہنسایا کرتے تھے۔ لیکن خالو کی وفات کے بعد تو وہ ایک قبرستان بن کر رہ گئے تھے۔ صرف ہونٹ ہی نہیں بلکہ ان کے جسم کے ہر حصے پر سناٹا اور اداسی نظر آتی تھی۔

خالو جان کی موت کے بعد ہم نے کچھ دن خیریت سے گزارے۔ اس عرصے میں جنات کی شرارتوں اور خباثتوں سے ہمیں نجات مل چکی تھی۔ شاید جنات بھی ظلم ڈھاتے ڈھاتے خود بھی تھک گئے تھے۔ یا پھر وہ انتقامی کارروائی کر کے خود بھی اس حویلی سے رخصت ہو گئے تھے۔ جو مخلوق نظر نہیں آتی اس کے بارے میں یقین کے ساتھ کیا کہا جا سکتا ہے ——— صرف اندازے ہی کئے جا سکتے ہیں ——— ان ہی اندازوں کی بنیاد پر ہم یہ سمجھا کرتے تھے کہ جنات نے ہمارا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ لیکن ہمارے اندازے غلط ثابت ہوئے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ دوپہر کو ۳ بجے جب ہم سو رہے تھے۔ دیوار پر لگا ہوا ایک فریم زمین پر گرا۔ اس کے گرنے کی آواز سے ہماری آنکھ کھل گئی۔ ماما زبیر نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ لہذا اسے اتفاق سمجھتے ہوئے پھر انہوں نے چادر تان لی۔ میں نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔ چند ہی منٹ کے بعد دوسرا فریم گرا اور بہت ہی زبردست آواز کے ساتھ اس طرح گرا جیسے کوئی کسی چیز کو خود زمین پر پٹختا ہے۔ اب تو ہم دونوں ہی اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور تشویش پھر شروع ہو گئی۔ لیکن اس کے بعد کچھ نہیں ہوا چند گھنٹے پھر خیریت سے گزر گئے۔ شام کو چھ بجے ہمیں اپنے صحن کے فرش پر خون کے بیشمار قطرے نظر آئے اور اس وقت ہم نے دیکھا کہ ماما زبیر کا دامن عجیب طرح سے کٹ گیا تھا۔ اور کٹا ہوا کپڑا ابھی غائب تھا۔ ہم اسے بھی اتفاق کہہ لیتے کہ رات کے ابتدائی حصے میں ماما زبیر نے مسہری پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اور جب وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے اور مسہری سے اُترے تو اُن کے جوتے غائب ہو گئے۔ بہت تلاش کئے لیکن جوتے نہیں ملے۔ اگر کسی کے جوتے کسی ایسے گھر میں گم ہو جائیں جہاں کئی افراد رہتے ہوں۔ اور بچے بھی رہتے ہوں تو تعجب کی بات نہیں ہوتی۔ کوئی بھی کسی کے جوتے اتفاقاً پہن کر اِدھر اُدھر کر دیتا ہے۔ اور بچے جوتوں کو اُٹھا کر پھینک بھی سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے گھر تو صرف دو ہی آدمی تھے۔ ایک میں اور زبیر ماما۔ رہیں خالہ تو وہ تو اپنے پلنگ سے اُتر ہی نہیں سکتی تھیں۔ اور ہم دونوں کو اچھی طرح یاد تھا کہ کھانے سے پہلے جوتے مسہری کے نیچے ہی تھے۔ لیکن کھانے سے فراغت کے بعد دیکھا تو جوتے نہیں مل کر نہیں دیے۔ ہم دونوں سمجھ گئے کہ پھر کوئی آفت آنے والی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ اس رات ماما زبیر نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا تھا۔ رابعہ! اگر میں بھی رخصت ہو جاؤں تو تم ہمت سے کام لینا۔ اور انہوں نے اپنے اور خالو کے دوستوں اور رشتے داروں کے نام اور پتے بھی نوٹ کرائے تھے کہ دیکھو تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہو جائے تو اُن لوگوں سے رابطہ قائم کرنا۔ جب وہ مجھے سمجھا رہے تھے تو ہر لمحہ کسی پیش آنے والی مصیبت کا تصور کر کے کانپ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

آہ کیسی لاچاری تھی وہ لاچاری بھی کہ ماما زبیر بیمار تھے۔ نہ بوڑھے تھے۔ پھر بھی انہیں موت اپنے سر پر منڈلاتی نظر آ رہی تھی۔ اور وہ کہہ رہے تھے کہ اب جو وار ہوگا اس میں وہ ہی نشانہ بنیں گے۔ ماما زبیر نے یہ بھی کہا تھا۔ رابعہ مجھے موت کا ڈر نہیں۔ موت کا فرشتہ تو میرے لئے زندگی کا پیغام لیکر آئے گا۔ وہ زندگی جس میں فکرات اور تشویشات کے سوا اور کچھ بھی نہ ہو۔ اس سے تو نجات حاصل کر لینے ہی میں عافیت ہے۔ لیکن میری پیاری بچی میرے بعد تیرا کیا ہوگا۔ تو اکیلے تنہا اس کے بوجھ کو کیسے برداشت کرے گی اور وہ سکتہ کہ کر رہ جاتے کیا سوچ کر ماضی کا کوئی دکھ یا مستقبل کا کوئی اندیشہ۔ اس قدر روئے تھے کہ میں بھی بلک اُٹھی تھی۔ رہ جانے ہم کب تک روتے رہے نیند تو سولی پر بھی آ جاتی ہے۔ چنانچہ درد و غم کے کانٹوں پر ہم دونوں بھی سو گئے۔ میں رات بھر آرام کی نیند سوتی رہی۔ صبح اُٹھی تو ماما زبیر مجھے بستر پر نظر نہیں آئے۔ میں ایکدم پریشان ہو گئی ——— میں بستر چھوڑ کر کمرے سے باہر نکلے تو مجھے باہر بھی دکھائی نہیں دیے۔ میں ٹوئیلیٹ کی طرف گئی تو مجھے وہ وہاں بھی نظر نہیں آئے۔ میں نے باتھ روم کی طرف دیکھا تو باتھ روم بھی خالی تھا ——— میری پریشانی لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی۔ اور میرا جسم ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا۔ مجھے ڈر لگ رہا تھا۔ اور مجھ پر دہشت سی طاری ہو گئی تھی۔ اسی بوکھلاہٹ کے عالم میں میں ایک ہی جوتا پہنے گھر کے اِدھر اُدھر چکر لگا رہی تھی۔ اس کے بعد میں اس کمرے کی طرف گئی۔ جو عام طور میں ماما زبیر کا کمرہ کہلایا جاتا تھا۔ اور وہاں ان ہی کی کتابیں رکھی ہوا کرتی تھیں۔ جب میں اس کمرے میں داخل ہوئی تو میرے پیروں سے زمین کھسکنے لگی۔ ماما زبیر کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن وہ کسی بت کی طرح ساکت تھے۔ میں نے چیخ کر انہیں آواز دی۔ ماما ... میرے ماما ... لیکن ماما دنیا سے رخصت ہو چکے تھے صرف ان کا دھڑ دنیا میں باقی تھا۔ میں نے دیکھا کہ زمین پر ایک قلم پڑا ہوا تھا۔ اور میز پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا۔ میں نے کاغذ کو غور سے دیکھا۔ ماما زبیر نے اس پر یہ عبارت لکھی تھی۔

رابعہ۔ تم ہمت سے کام لینا اور باجی کا دھیان رکھنا۔ میں ...

میں کے بعد شاید انہیں لکھنے کی مہلت نہیں ملی۔ اور ان سے زندگی کا حق چھین لیا گیا۔ یہ موت ماما زبیر کی دوسری موت تھی۔ جب وہ کفن میں ملبوس کر دیے گئے میں بار بار اللہ سے یہ دعا کرتی رہی کہ تو پھر وہ معجزہ دکھا جو تو نے اس سے پہلے دکھایا تھا کہ ماما مرنے کے بعد پھر زندہ ہو گئے تھے۔ لیکن میری دعا قبول نہ ہو سکی اور وہ کچھ دیر کے بعد ان کا جنازہ رخصت ہو گیا۔ اور اس طرح حویلی کا سارا انسانی شر آہستہ آہستہ فنا ہو گیا۔ اور حویلی قبرستان کا ایک ٹکڑا بن گئی۔ ہر گھر میں موت بھی داخل ہوتی ہے اور زندگی بھی۔ لیکن ہماری حویلی میں صرف موت آیا کرتی تھی۔ زندگی کو آنے کی اجازت ہی نہیں تھی۔

ماما زبیر کی موت کے بعد ایک صاحب جن کا نام میں ظاہر نہیں کرنا چاہتی وہ میرے ہمدرد بنے اور انہوں نے ہی میری ملاقات حضرت الہاشمی صاحب سے

کرائی میری زبان سے چند ٹیک ہاشمی صاحب نے مجھے مجبور کیا کہ میں اس پورے ماجرے کو ماہنامہ طلسماتی دنیا کے پڑھنے والوں کے لئے لکھ دوں۔ تاکہ لوگوں کو اندازہ ہو جائے کہ جنات کس طرح انسانوں کو پریشان کرتے ہیں۔ اور جنات کا مقابلہ کرنے والوں یا جنات کا مذاق اُڑانے والوں کا حشر کیا ہوتا ہے۔ ان کے اصرار پر اور اپنے ہمدرد محسن کے اصرار پر محض کے ساتھ میں ہندوستان جانے کا فیصلہ کر کے بھولا ہوا یہ دہشتناک اور وحشت ناک داستان قلمبند کر کے آپ کو سنا دی ہے۔ اب مجھے اجازت دیں۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ طلسماتی دنیا کے پڑھنے والوں کو جنات کے حملوں سے محفوظ رکھے۔ اور کسی کا گھر خوفناک حویلی نہ بنے ——— خدا حافظ

ختم شد

معذرت

مارچ سنہ ۱۹۹۰ء کے شمارے کے ٹائیٹل پر شفیلڈ "میں ایک عورت" کا عنوان دیا گیا تھا ——— کسی مصلحت کی وجہ سے یہ مضمون شریک اشاعت نہ ہو سکا۔ انشاء اللہ چند ماہ کے بعد اس مضمون کو شریک اشاعت کیا جائے گا انتظار فرمائیے۔

دیر

وحشی عاملوں کے چند خطرناک اعمال

ماورائے علم اسٹو ابحر الکاہل کے جزیرے، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، مجمع الجزائر شرق الہند کے جزیرے، جنوبی افریقہ اور جنوبی امریکہ کے ممالک واقع ہیں۔ زمین کے اس حصے کی اصل آبادی سیاہ فام حبشی ہیں۔

آدم و حوا کی یہ نسل رنگ، تہذیب و تمدن سے عاری اور مختلف قبیلوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ہر قبیلہ اپنی خاص صفات کیلئے مشہور ہے۔

ان سیاہ فام ابنائے آدم کے ماہرین روحانیات اسی قسم کے لوگ ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارے ہاں وہم جھاڑ پھونک کرنے والے نیم حکیم ہوتے ہیں اور یہ مقامی طور پر جادوگر حکیم کے نام سے مشہور ہوتے ہیں۔

جادوگر حکیم پیدائشی امراض کا سبب بھوت پریت، ارواح خبیثہ، جنون یا دیوتاؤں کی ناراضگی بتایا کرتے تھے، چنانچہ بھولے بھالے عوام کو اسی ڈھنگ سے مرعوب کر کے یہ لوگ سیاسی قوت حاصل کر لیتے ہیں اور اپنی من مانی کارروائیاں کرنے میں کامیاب رہتے ہیں۔

ان لوگوں کے ہاں سحر کو ایک انفرادی حیثیت بھی حاصل ہے۔ اور متذکرہ علاقوں میں اکثر جادوگر ڈاکٹر پیدائشی امراض کا سبب سحر قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ساحر اور جادوگر ان اشخاص پر جنہیں وہ تکلیف کا شکار بنانا چاہتے ہیں ـــــ نہ صرف براہ راست جادو کے الفاظ پڑھ کر پھونک سکتے ہیں اور بری نظر کا شکار کر لیتے ہیں، بلکہ ان کے ناخنوں اور بالوں وغیرہ پر بھی جادو کر کے انہیں مبتلائے امراض و آلام کر سکتے ہیں۔ یہ خیال ہندوستان کے بعض قدیم ہندو فرقوں اور صوبجات متوسط و دکن وغیرہ میں کسی نہ کسی صورتوں میں اب بھی پایا جاتا ہے۔ اور دیہات کے علاوہ شہروں میں بھی کم و بیش موجود ہے۔

ذیل میں ان وحشی جادوگر ڈاکٹروں کے چند عمل درج کئے جاتے ہیں۔

عمل حُب

جس لڑکی کو بس میں لانا ہو اس کے سر کے بال یا اس ہاتھ کی انگلیوں اور اس پیر کی انگلیوں کے جسموں ناخنوں کو لے کر کسی پھول میں لپیٹ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس لپٹے ہوئے پھول کے پتے کو دھوپ میں سکھا لیا جاتا ہے اور جب یا ہمی طرح خشک ہو جائے تو جادوگر ڈاکٹر اس کو پیس کر سرمہ کر لیتا۔ اب جو ہی کہ ہلال طلوع ہو اس سرمہ کو جلتے ہوئے شعلوں کی نذر کر دیا جاتا ہے اور جادوگر ڈاکٹر ہلال کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ منتر پڑھتا ہے۔

"میرا لاڑے زورنا ماشو کرونا الائے رو کی سلائے دیہاں اس لڑکی کا نام لینا ہے، ہو لوبک روایا تونی راروکی سلائے دیہاں طالب کا نام لینا ہے۔"

اس کے بعد اعتقاد کر لیا جاتا ہے کہ وہ لڑکی اب چند دنوں میں ہی طالب کے قبضے میں آجائے گی۔ چنانچہ اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا۔

عمل ہلاکت دشمن

اس کیلئے جادوگر ڈاکٹر ایک پتلا تیار کرتا ہے۔ یہ پتلا یا تو پرانے کپڑوں کا ہوتا ہے جس میں پرانی روئی بھری ہوتی ہے یا پھر موم کا پتلا تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ان مقامات پر سوئیاں گاڑ دی جاتی ہیں جو انسان کے جسم میں سوراخ کا مقام رکھتے ہیں یعنی دو آنکھ کے، دو کان کے، دو ناک کے نتھنے، ایک منہ، ایک مقعد اور ایک سوراخ آلہ تناسل۔ یعنی کل نو مقامات پر سوئیاں گاڑ دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد اس پتلے کو اس شخص کی گزرگاہ میں جلا دیا جاتا ہے۔ جس کا ہلاک کرنا منظور ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے چند ایام بعد ہی وہ شخص نشانہ قضا ہو جاتا ہے۔

عمل بغض و عداوت

یاد رہے کہ متذکرۃ الصدر ممالک الجزائر میں مار و کژدم وغیرہ جانوران ایذا دہندہ کی افراط ہے۔ یہاں ایک بچھو اس قسم کا پیدا ہوتا ہے جو جس مارے تو پل بھر میں پانی کو بھسم کر دے۔ اس بچھو میں ایک تاثیر یہ بھی ہے، اس کے تیل سے تانبا وغیرہ دھاتوں میں رونق پیدا کرنے کا کام لیا جاتا ہے اور اسے اکسیر کا ایک جزو اعظم مانا جاتا ہے۔

اس بچھو کے جوڑے کو لیکر تنکوں کی ایسی ڈبی میں بند کر دو جہاں سے یہ نکل نہ سکیں۔ ایک بچھو ان کو اس ڈبیہ میں بند کرنے کے بعد نکالو اور ان کے مابین ایسے دو شخصوں کے بال رکھ دو جن کے مابین بغض و عداوت ڈالنا مقصود ہو، اس کے بعد ان بالوں کو باہم ملا کر خوب بٹ لو اور ان سے ایک بچھو کے ڈنک کو باندھ لو۔ پھر دوسرے سرے سے دوسرے بچھو کا ڈنک باندھو اور پھر اسی ڈبیہ میں بند کر کے زمین میں گاڑ دو جب تک یہ بچھو زمین میں دفن رہیں گے اور باہر نکال کر الگ الگ نہ ہوں گے۔ وہ ہر دو اشخاص جن کے بالوں سے وہ بندھے ہیں، آپس میں ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے رہیں گے۔

کس قیامت کے یہ نامے مرے نام آتے ہیں

اس کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے

محترم المقام جناب ایڈیٹر صاحب ـــــ طلسماتی دنیا،

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مزاج گرامی!

یوں تو ہر جگہ سے دینی و دنیوی بے شمار پرچے و رسائل شائع ہوتے ہیں، لیکن اس پرچے کی حقیقت ہی کچھ اور ہے کہ یہ تمام پرچوں سے زیادہ فائدہ کا حامل ہے۔ کیوں کہ اس میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جس سے عوام کو آئے روز واسطہ پڑتا ہے۔

میں تو یہ کہوں گا کہ اس پرچے کا ہر گھر میں رہنا از حد ضروری ہے۔ اس کی کتابت و طباعت اپنی مثال آپ ہے۔ اس کو ایک بار ختم کر کے طبیعت نہیں بھرتی۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اور جتنی بار پڑھا جائے نئی معلومات کا اضافہ ہوتا ہے۔ آئندہ سے یہ شمارہ براہ راست دفتر سے طلب کروں گا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اسے عالم میں مزید مقبولیت کا باعث بنائے۔ آمین۔

مرسلہ: اسمٰعیل جوگی ـــــ کوپرگاؤں
مسجد مفتاح العلوم جامع مسجد کوپرگاؤں ـــــ احمد نگر

ایک سے زائد بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے

عزیزی جناب حسن الہاشمی صاحب ـــــ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید کہ مزاج بخیر ہوں گے۔

اس مرتبہ آپ نے جنوری اور فروری کا شمارہ ایک ساتھ نکالا اب ہم کو آپ کے شمارہ کا مارچ تک انتظار کرنا پڑے گا اور یہ انتظار اتنا طویل ہے کہ اس کا اندازہ صرف قاری ہی کو ہو سکتا ہے۔ آپ کا پرچہ ہاتھ میں آنے کے بعد ختم کرنے تک ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔ بعض پرچے ایک سے زائد بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ مارچ تک کتنی لمبی مدت ہوگی۔ پرچہ ہاتھ میں آنے تک۔ گو آپ کا پرچہ عنوان کے اندر ہی ہوتا ہے۔ مگر اس قدر معلومات آفریں ہوتا ہے کہ پڑھ کے ختم کرنے تک ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔

جنوری اور فروری کے شماروں میں آپ نے سانپ اور بچھو کے متعلق جو مضامین چھاپے ہیں، اسکے لئے آپ قابل مبارکباد ہیں کہ ایسے مختصر اور معلومات آفریں مضامین بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ "انشاء اللہ" کے عنوان کے تحت آپ اولیاء کرام کے حالات کا بیان جو شروع کئے ہیں۔ وہ بھی قابل تحسین و مبارکباد ہیں۔ انشاء اللہ آپ کے سلسلہ کو بغیر کسی رکاوٹ کے جاری و ساری رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ایک اہم بات آپ سے دریافت طلب ہے۔ وہ یہ کہ علی عباس بزمی نے سورہ یٰسین کے پڑھنے کے طریقوں میں ایک طریقہ سعد سلطان کا بتایا ہے۔ وہ کیا طریقہ ہے اور کیا اس کو پڑھنے کیلئے اس کی اجازت ضروری ہے۔ تفصیل سے روشنی ڈالئے۔

غالباً اس سے قبل بھی میں نے آپ سے استدعا کی تھی کہ پرچہ کا نام طلسماتی دنیا کے بجائے کچھ اور رکھیں کیونکہ آپ جن علوم کا پرچار اس پرچے کے ذریعہ کر رہے ہیں وہ علوم طلسماتی نہیں ہیں۔ روحانی ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اس کا نام روحانی دنیا رکھ دیں، جب کہ آپکے مرکز کا نام آپ روحانی مرکز رکھ چکے ہیں۔ اگر آپ بفرمائے ہیں کہ اس نام کا ایک پرچہ پاکستان سے چھپتا ہے تو مجھے دیکھئے۔ الحمد للہ تو اس نام کا کوئی پرچہ نہیں چھپتا۔ امید کہ اس مرتبہ اس بات کے جواب سے آپ ضرور سرفراز فرمائیں گے۔ فقط ناچیز

محمد عبد القوی فاروقی، یاقوت پورہ حیدرآباد [illegible]

پاکیزگی اور اصلاح کے ساتھ

محترم عالیجناب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مزاج شریف، خیریت دارم و خیریت خواہم۔

عرض ہے کہ پرچہ ماشاء اللہ اس دور میں نہایت پاکیزگی و اصلاحی طریقے پر شائع ہو رہا ہے۔ خداوند کریم ان حضرات کو رحمت کاملہ سے دن دونی رات چوگنی ترقی و خوشحالی بخشے۔ ماہنامہ طلسماتی دنیا پڑھنے والوں کو مستفیض ہونے کا شرف بخشے خداوند کریم۔ آمین، ثم آمین۔

صوفی عابد حسین، راجستھان

خرافات اور عریانیت سے مبرا

محترم المقام اعلیٰ و ادنیٰ ایڈیٹر صاحب ـــــ [illegible] طلسماتی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مالک صمد! آپ کا رسالہ طلسماتی دنیا ایک ایک رسالہ ہے۔ خرافات و عریانیت سے بالکل مبرا۔ اللہ آپکے اس نیک ارادے کو تقویت عطا فرمائے۔ ہر مسلمان کو ایسے رسائل پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سبحان اللہ جنوری و فروری ۱۹۹۵ء کا مشترکہ شمارہ اپنی سابقہ تحریروں سے بڑھ کر نظر نواز ہوا، اداریہ پڑھ کر

اس مردہ قوم کو جو کہ ہدایت قناس کیلئے بنائی گئی ہے۔ ہر آنسو بہانے کو جی چاہا کہ بیماری کو کیا ہوں اور طلسمی کی سرا جہند دستان کے ہر مسلمان کو مل رہی ہے۔ اگر آج کی دنیا ایمان آ جائے کہ ان اوش کر گھیاں بنے خالی اور مسجد بھر جائے تو کسی بھی غیر کی یہ مجال نہیں کہ ہم پر اپنی گستاخ سلا اٹھائے۔ پھر سے ہماری عصموں کی دھجیاں داڑھی پھر سے ہماری عبادت گاہوں کی بے حرمتی نہ ہو۔ مگر ایڈیٹر صاحب اس کیلئے ہر مسلمان کو کمر بستہ ہو کر اپنے ایمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پابندی کرنا ہے۔ خیر! اداریہ دل کو چھو گیا۔ ویسے پورا شمارہ سمندر کوزے میں بند کے مصداق بہتر ہے۔ مگر اداریہ کچھ پر خاص طور سے پڑھنے کو ٹوٹے دل سے چلے اور سالانہ خدمت کر رہا ہوں۔ اللہ سے دعا ہے کہ آپ کا قلم یونہی دامی میں کرشمے کا نام رہے۔ اور ہمیں فائدہ پہنچا رہے۔

والسلیم فقط

عبداللہ جلال۔ مکان نمبر ۱۰ کمالپورہ۔ مالیگاؤں۔

طبیعت باغ باغ ہو گئی

محترم جی گ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

نیا سال کے ساتھ ساتھ رمضان مبارک ہو!

خدا کرے آپ بخیر ہوں۔ ایک سال قبل کی بات ہے، کسی صاحب کے ہاتھ میں ایک پرچہ دیکھا عجیب سا نام "طلسماتی دنیا"۔ لفظ طلسم اور طلسماتی کا تاثر ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ بہر دورق گردانی کرنے میں کیا حرج ہے۔

قلبیات "وطیروتسم کی ان دنوں میں دلچسپیاں طبیعت اور ذوق کے تقاضے سے ہوتی ہے اور کچھ فرائض لفظ بھی ہوتا ہے۔ سرسری دیکھ لیا۔ مگر اور بھی مضامین کچھ خاص کر آپ کی نگارشات: توسیر سے دل کر لگا!

حقائق اور دلائل اور پھر آپ کی سلیقہ تحریر اور انداز بیان۔ متاثر ہو گیا۔ اب عالم یہ ہے کہ ہر ماہ شمیر سے خرید کر لاتا ہوں اور مطالعہ کرتا ہوں۔ اور دل ہی دل میں بارگاہ الٰہی میں آپ کیلئے دعا گو رہتا ہوں کہ اللہ آپ سے جس طرح کا کام لے رہا ہے۔ اسکے بدل میں اللہ آپ کو خوب نوازے۔ دوسری طرف حقیقت تو یہ کہ میری حیثیت دعا گو کی نہیں۔ بلکہ محتاج دعا کی ہے۔ اور رہے گی! مجھے پورا احساس ہے کہ ابھی جو کچھ لکھ گیا آپ کی طرز نگارش کے متعلق یہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ جہاں پر آپ گستاخی محسوس کریں کہ میں اپنی حد سے تجاوز کر گیا ہوں آپ مجھے معاف کر دیجئے۔

جنوری فروری ۱۹۹۰ء کا "طلسماتی دنیا" کل پڑھا تھا۔ رمضان مبارک کی مناسبت سے عمدہ عمدہ مضامین پڑھنے کو ملے۔ طبیعت باغ باغ ہو گئی۔ اسی خدر کی مراسلہ لکھنے بیٹھ گیا ہوں۔

میں خود شوگر کی لپیٹ میں ہوں اور اہلیہ بھی عرصہ سے ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز سے کس کو مفر ہے۔ تکالیف، فکر و تردد، پریشانیاں اور گرتی ہوئی صحت وغیرہ وغیرہ۔ ایسے میں "طلسماتی دنیا" کا مطالعہ نعمت سے کیا کم ہے۔ اہلیہ کو بھی بہت ذوق ہو گیا ہے۔ اس پرچے سے اللہ کرے ہم لوگوں کے ایمان و عمل میں جلا پیدا ہو۔ اللہ اپنے بندوں سے وہ کام لے لے جو اس کو پسند ہو۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہو۔ اور کیا کہوں۔

اور کیا کہوں اپنی دعاؤں میں کبھی کبھی یاد رکھ لیں گے۔ تو بہت ممنون ہوں گا۔ بہت شرمندہ ہوں ــــــ حضرت عمر فاروق عمرہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے جانے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلام کرنے کو گئے اور اپنا مقصد سفر بھی بتایا تو اور باتوں کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ عمرہ کے دوران خاص خاص مقامات پر "اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھنا"! اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی کلام کو حضرت عمرؓ نے تمام حیات سب کو رکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایسا کہا تھا مجھ سے ایسی فرمائش کی تھی۔ حضرت عمرؓ کا وہی حال تھا دہلی کیفیت دل کی وہی جو میر تقی میر کے الفاظ میں ہے

دل بُرخوں کی اک گلابی سے

عمر بھر ہم رہے شرابی سے۔

ایک بار پھر آپ سے درخواست کروں گا کہ اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں گے۔ "کبھی کبھی" اس لئے کہا آپ کی مصروفیت کا مجھے اندازہ پہلے سے ہے۔

فقط والسلام

محتاج دعا۔ نذیر الحق ــــ پوسٹ بہرا ضلع نوادہ (بہار)

یہ ایک غیر معمولی رسالہ ہے

محترم المقام ماہر جناب حسن الہاشمی صاحب مدظلہ العالی

سلام مسنون۔

امید کہ آپ بخیر ہوں گے۔

دیگر یہ کہ آپ کے رسالے "طلسماتی دنیا" کے صرف سرورق سے شناسا تھا لیکن جنوری، فروری سنہ ۱۹۹۶ء کا شمارہ دیکھ کر اندرونی صفحات پر نظر ڈالی اور گھر جا کر رات کے ایک نشست میں تمام رسالہ پڑھ ڈالا۔ اور احساس ہوا کہ یہ ایک غیر معمولی رسالہ ہے۔ اس کے مضامین بالخصوص بیماریاں اور احساس کمتری، اپنی عمر کا حساب لگائیے، روحانی ڈاک، ویم اور دیگر مضامین اپنی جگہ غیر معمولی نوعیت کے حامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دور ان انسانیت جو سائنسی معاشرے کے ساحل پر کھڑی ہوئی ہے انہیں روحانیت کی طرف لانے اور ان کی مشکلات و مسائل کے حل کیلئے آپ نے جس مشکل کام کا بیڑا اٹھایا ہے قابل ستائش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج مسلمان روحانی اعتبار سے سخت پریشان ہیں اسلئے ان کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ہے غریب مسلمانوں کو غیر دانستہ طور پر اپنے ایمان کے لالے پڑے ہوئے ہیں ــــــ ایسے پُر آشوب دور میں آپ اور آپ کے ساتھیوں کی تگ و دو یقیناً دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی کا باعث ہوگی۔ اس کی توسیع اشاعت کیلئے راقم الحروف بھی خدمت کرے گا۔

عبدالقدیر خرم

نامہ نگار "سیاست" ــــ بودھن

مکان نمبر ۔۔۔ شکر نگر ۔۔۔ ضلع نظام آباد اے پی۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے

محترم و معظم جناب حسن الہاشمی صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے کہ آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔

عرض ہے کہ رسالہ طلسماتی دنیا کی ماہ سے میرے زیر مطالعہ

ہے ــــــ ماضی میں عام طور پر عملیات پر بہت سے ایک جیسے رسالے شائع ہوئے یا جو ابھی جاری ہیں ان کا رابطہ عوام سے دور ہے جس کی وجہ سے اشاعت کی تعداد محدود رہی۔ چنانچہ جو رسائل معیاری تھے، وہ مقبول بھی ہوئے تو اس حد تک۔ مگر "طلسماتی دنیا" سے آپ نے عوام کی پسند کو دور جدید کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جو انداز دیا ہے۔ وہ لائق تحسین ہے۔

جناب دانش کمار کی طلسماتی پینٹنگ اور دیدہ زیب دلکش طباعت نے دیگر حلقے سے شائع ہونیوالے ان دیدہ زیب رسائل کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ جس کا ظاہری جلسہ تک دیکھ کر قاری اسے خریدنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر اسے پڑھ کر ذہنی آسودگی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ انہی تمام رسالوں کی قطار میں موجود طلسماتی دنیا اپنے نام جو دانش کمار صاحب کی طلسماتی پینٹنگ کے ذریعہ خریدار کے دل و دماغ کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے اسے خریدنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد قاری کو ذہنی آسودگی بھی ملتی ہے، روحانی سکون بھی معلومات بھی حاصل ہوتی ہے۔ غرض بھی۔ پھر اس کے بعد قاری اسکے علاوہ تمام رسائل کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ رسالہ ترقی کے زینے طے کرتا جائے گا۔

مجھے یہ شعر یاد آیا کہ۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے

مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

مگر افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ رسالہ ابھی مائل پرواز ہے اور ابھی آغاز پرواز سے پہلے اس کے پر کترنے کی تیاری یا اس کی خوبصورتی پر داغ لگانے کی تیاریاں آپ نے کیوں شروع کر دی؟

فرقہ وارانہ کی بنیاد پر کسی جماعت کو طنز و مزاح کا نشانہ بنانا کچھ اچھا نہیں کم از کم آپ کو زیب نہیں دیتا۔ میں تو آپ کو یہی کہوں گا کیونکہ ایڈیٹر تو آپ ہی ہیں۔ چند نہیں کونسے سبز رنگ ہیں جو ملا ابن العرب مکی کا لبادہ اوڑھے طنز و مزاح کی آڑ میں شر انگیزی میں مصروف ہیں۔ مثلاً "سمجھ سے بھلائے تک" میں جو سے کے مسئلے پر یوں بیہودہ طنز میں مصروف ہیں۔ میری اولاد ہے کہ بوسہ جائز ہے۔ کسی نے سوال کیا۔ اگر لڑکی ہو تو پھر کچھ پرواہ نہیں۔ لڑکی لڑکا سب برابر۔ پھر سوال کیا گیا۔ اگر جوان ہو تو پھر جواب ملا کہ بیٹی بھی جوان ہی تھی بیچارہ مسائل بتایا کرتا ہی رہ گیا۔ گمراہ نے ہیں اہل سنت و الجماعت نے اس کی اچھی خاصی مرمت کر دی۔

دو چار سطریں نہیں پورا مضمون ہی بے ہودہ الفاظ و فحش جملوں سے پُر ہے اور سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ طنز و مزاح میں طنز بے حد نہیں اور روایات غیر تہذیب جملوں کے ذریعہ پیش کی گئی ہیں۔ جو قابل مرمت ہی نہیں قابل مرمت بھی ہیں۔

مجھے حیرت ہے کہ علمائے کرام کے زیر نگرانی شائع ہونیوالے رسالے میں اس طرح کے مضامین ہوں کہ ایک عام مسلمان بھی سوچنے پر مجبور ہو جائے۔ اگر اہل سنت والجماعت پر طنز ہی کرنا ہے تو براہ کرم رسالے سے غش ملے طنز یہ مذہبی پیش نہ کریں۔ مگر میرا ایک مشورہ ہے کہ اہل سنت کی تنقید بھی اگر آپ کا مشن ہو تو آپ اس کیلئے الگ کوئی رسالہ جاری کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ طلسماتی دنیا کا امید ہے کہ ہماری اس رسالے کو بام عروج پر دیکھنے کا خواہش مند ہے۔ اور میرا یہ مشورہ ہے کہ اگر آپ اس میں چند تبدیلیاں کر دیں تو رسالہ واقعی طلسماتی ہو جائے گا۔

اول سوال و جواب روحانی ڈاک کے باب میں یہ تبدیلی کریں کہ سائل کے سوالات کو مع ترتیب نمبر کے ایک ماہ کے رسالے میں شائع فرمائیں۔ دوسرے ماہ ان کے جوابات مع ترتیب نمبر کے شائع ہوں۔

جوابات یوں ہوں گے کہ اس کیلئے ایک اعلان و گزارش موثر انداز میں دیں کہ سائلوں کے سائل کے مجرب حل جن کو معلوم ہوں خلق اللہ کے فائدے کے لئے کل دفتر طلسماتی دنیا میں روانہ فرمائیں۔

یہ رسالہ لاتعداد ہاتھوں میں جائے گا جن میں بہت سارے حضرات و اہل علم کے پاس ان سائل کے مجرب حل تعویذات، عملیات یا نسخہ جات کی صورت میں ضرور موجود ہوں گے۔ ان کے روانہ کردہ جوابات کو مع انکے نام کے شائع فرما دیں۔ اگر کسی کا جواب کسی خاص سائل کا نہ آئے تو آپ جواب دیں۔ آپ کا وقت بھی بچے گا اور رسالے کی وقعت میں بھی اضافہ ہوگا۔

دوم یہ اعلان کر دیں کہ اس رسالے کے لئے اہل علم حضرات بالکل مختلف پُراسرار علوم پر اپنے تجربات شائع فرمائیں۔ یہ گزارش مستقل باب تجربات کے ادیب ہو۔ آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ چند ماہ ہی میں آپ کے دفتر میں تجربات کا خزانہ جمع ہو جائے گا کہ رسالے کے صفحات کم پڑ جائیں گے۔ مگر اس کیلئے فراخ دلی شرط اول ہے ــــــ کسی بھی مسلک کے بزرگوں کے نام اور پتے لکھیں اور رحمۃ اللہ کا لفظ ضرور دیں جیسا کہ آپ نے اعلان جادو ٹونا سر میں جادو کا علاج کس نے کس طرح کیا کے باب میں احمد رضا خاں صاحب بریلوی میں حذف نہیں دیا ہے۔

امید ہے آپ فراخ دلی سے کام لے کر قارئین کو مایوس نہیں کریں گے۔

رسالے کو بام عروج پر دیکھنے کا مشتاق

علی حسنین صدیقی۔

کوہ نور پریس جوڑی بی گشن گنج، ۸۵۵۱۰۷ ، (بہار)

یہ ایک جادوئی کتاب ہے

ایڈیٹر طلسماتی دنیا دیوبند

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عرض یہ ہے کہ میں عام طور پر انگریزی میگزین زیادہ پڑھتا ہوں لیکن ۲۵ جنوری کو میں اچانک بک سیلر کے پاس سے گزر رہا تھا، اردو میگزین اچھی طرح سجا تھا! اور میری نظر طلسماتی دنیا میگزین پر پڑی۔ کچھ دیر کیلئے میں سمجھا کہ شاید کوئی جادوگری کی کتاب ہے۔ جب میں نے اس کے اوراق الٹے تو کچھ قرآنی آیات پڑھ کر میں نے ارادہ کیا کہ میں ایسا میگزین ہمیشہ کے لئے خریدا کروں گا۔

آپ کا طلسماتی میگزین پڑھ کر بہت مسرت ہوئی۔ کہ واقعی یہ ہم جیسے لوگوں کے لئے ایک جادوئی کتاب ہے۔ جو سمجھنے اور سوچنے والا ہو اس کے لئے یہ کتاب ہزاروں بیماریوں سے محفوظ، لاکھوں برائیوں سے دور، دنیاوی مصیبتوں کا حل اور دین اسلام کی باتیں سکھانے والی کتاب ہے۔ خدا آپ کو وسعت عمر اور صحت سلامت

کراماتی تیل ناریل کے تیل میں گھی سا پیچ ڈال دیں۔ اور اسی تیل کو دھوپ میں رکھ دیں۔ اگر اس تیل میں کنول کا بیج ملا کر کسی تالاب میں ڈال دیں تو کنول پیدا ہوگا۔ اگر جامن کے بیج میں ڈالیں تو اسی وقت جامن کا پیڑ بنے اور ساتھ ساتھ پھل لگ جائیں۔

نوٹ: کنول کی جگہ کنول آئے گا۔

منہ سے آگ نکالنا ... اور نوشادر منہ میں ڈال کر خوب چبا دیں، اور گرم پانی سے کلی کر کے منہ میں آگ رکھنے سے وہ کچھ اثر نہیں کر سکتی۔

بوتل آگ سے بھری ہوئی دکھائی دینا۔ بوتل میں شراب، گندھک اور سونا ڈالیں اور اسے اندھیرے میں رکھ دیں تو بوتل آگ جیسی چمکنے لگے گی پھر کوئی دیکھنے والا تعجب کریگا۔

بوتل میں انڈا اتارنا اونی سرکہ میں مرغی کا انڈا بھگو دیں اور جب وہ نرم ہو جائے تو اسے نکال کر ایک بوتل میں اتاریں اور اوپر سے پانی بھر دیں تو وہ بڑا ہو جائیگا۔ اور دیکھنے والے تعجب کریں گے۔

ہاتھ میں سرسوں جمانا عورت کے دودھ میں سرسوں بھگو کر اسے سایہ میں سکھا دیں اور جب کھیل دکھانا ہو تو ہاتھ پر مہندی کی ریت اور سرسوں رکھ کر پانی کا چھینٹا دیں تو سرسوں فوراً جم جائے گی۔

جلے ہوئے ڈورے میں انگوٹھی لٹکانا نمک، نوشادر کے پانی میں ڈورے کو بھگو دیں، پھر سے سکھا کر رکھ لیں۔ اور جب کھیل کرنا ہو اس وقت ڈورے میں انگوٹھی باندھ لیں، دوسرا سرا دیوار کے سہارے کھونٹی میں باندھ کر آگ لگا دیں۔ ڈوری جل جائے گی۔ مگر انگوٹھی نہیں گر سکتی۔

سنہری سیاہی ہڑتال چار تولہ، سونے کے ورق ۴۰ تولہ، چوتھائی تولہ، انڈے کی زردی چار تولہ، ان سب کو گھونٹ کر گرم پانی میں ملاؤ۔ تھوڑی دیر بعد جب اوپر … پانی آ جائے تب اسے دھیرے دھیرے نکال لو۔ ببول کی گوند کو … گوند میں آٹھ دن تک گھونٹنے کے بعد بوتل میں بھر کر ۱۴ دن دھوپ میں رکھو۔ اس طرح تیار ہونے پر لکھو تو عمدہ سنہری سیاہی تیار ہو جائے گی۔

ہیرے کی جانچ ہیرے کے پیچھے والے حصے پر ذرا سا اصلی موم لگا دیں ـــــــ اگر ہیرا اصلی ہوگا تو پہلی جیسی چمک دے گا اگر نقلی ہوگا تو چمک کم ہو جائے گی۔

- کپڑے کو سات مرتبہ گھی کوار کے دودھ میں تر کر کے اور ساتوں مرتبہ سائے میں خشک کر لیں۔ اس کے بعد اس کو آگ میں ڈال دیں۔ ہرگز نہیں جلے گا۔
- ایک چراغ میں بھیڑیئے کی چربی اور دوسرے چراغ میں بکری کی چربی ڈال کر دونوں کو روشن کریں۔ اور ایک گز کا فاصلہ دونوں کے درمیان رکھیں۔ دونوں چراغوں کی لَویں آپس میں لڑیں گی۔
- آم کی گٹھلی کو گائے کے دودھ میں ۴۰ گھنٹے بھگو کر رکھ دیں۔ اس کے بعد اسے دھوپ لگنے دیں، پھر اس گٹھلی کو بھیگی ہوئی مٹی میں دبا کر کالا کپڑا اس پر ڈال دیں۔ اور پانی کی چھینٹیں اس مٹی پر دیں۔ چند منٹ میں درخت نکل آئے گا لیکن اس کی جڑ نہیں ہوگی۔
- گندھک کو پیس کر شہد خالص میں ملا کر کانچ کی بوتل میں رکھے۔ رات کو انشاء اللہ روشنی ہوگی۔
- سانپ کی کینچلی کا کراس کی چار بتی بنا کر کسی کمرے کے چاروں کونوں میں چراغ جلائیں۔ پورا کمرہ سانپوں سے بھرا ہوا نظر آئے گا۔
- بھیڑیئے کی چربی اور مچھلی کی چربی ملا کر کسی چراغ میں روشن کریں۔ پورے گھر میں پانی بھرا ہوا نظر آئے گا۔
- کبوتر کے پیشاب سے لکھا ہوا دن میں نظر نہیں آتا۔ رات کو نظر آتا ہے۔

یہ جادو کس طرح کا ہے؟

ذکر شمسیہ اعداد

علوی، سفلی، جناتی یا بذریعہ کالا علم

جب کسی اصول کے ذریعہ یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص پر سحر کرایا گیا ہے تو یہ دیکھنے کیلئے کہ یہ سحر کس قسم کا ہے۔ سب سے پہلے مریض کے اعداد لیں، پھر اس کی ماں باپ دونوں کے اعداد اسی میں جمع کریں، پھر اس میں ۴۰۰ جمع کریں، جس دن آپ معلومات چاہتے ہیں اس دن کے اعداد انگریزی تاریخ، عدد ماہ اور عیسوی سن کے اعداد جمع کریں اور جس ساعت میں آپ سوال کر رہے ہیں۔ اس ساعت کے اعداد جمع کریں۔ اس مجموعے کو ۴ سے تقسیم کر دیں، اگر ایک باقی رہے تو علوی سحر ہے۔ اگر دو باقی رہے تو سفلی سحر ہے۔ اگر ۳ باقی رہے تو جناتی سحر ہے۔ اور اگر صفر بچے تو جادو کالے علم کے ذریعے پڑھایا گیا ہے۔

مثال: اگر آپ کو زید کے بارے میں جس پر سحر ثابت ہے۔ جو حارثہ اور خالدہ کا بیٹا ہے، یہ دیکھنا ہے کہ کس طرح کا سحر کیا گیا ہے۔ یہ معلومات آپ جمعہ کے دن ۳ جون ۱۹۹۸ء کو زہرہ کی ساعت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس طرح رکھیں گے۔

اعداد	زید	۲۱
اعداد	حارثہ	۷۱۴
اعداد	خالدہ	۶۳۵
اعداد	اعداد قانونی	۴۷۳
اعداد	تاریخ	۳
اعداد	ماہ	۶
اعداد	سن	۱۹۹۸
اعداد	ساعت زہرہ	۲۱۷
اعداد	ٹوٹل	۴۲۶۷

$$4267 \div 4 = 1066$$

۴
۲
۲۶
۲۴
۲۷
۲۴
۳

۳ باقی رہے کا مطلب یہ ہے کہ زید پر بذریعہ جنات سحر کرایا گیا ہے۔

سحری و جادوئی اعمال کی بنیاد پر مسلّط کروائے گئے آسیب و جنات کا علاج

مولانا محمد رفیق زاہد

مندرجہ ذیل بار رو بااب طلسماتی و روحانی عمل سے ہر شخص بلا تجربہ و بلا حیثیت حسب ضرورت و حالات کے مطابق جن گرفتہ مریضوں کا کامیاب علاج کر سکتا ہے۔ سحر و جادو کے علاوہ کسی دوسرے جناتی اثرات کا شکار ہونے والے ایسے بدقسمت مریض جو کہ کہیں بھی علاج معالجہ سے ٹھیک نہ ہو پا رہے ہوں ان پر مسلط جنات و شیاطین کسی بھی عمل یا عامل کو خیال میں نہ لاتے ہوں تو اس عمل کے عامل کے محض ارادہ کے ساتھ ہی حاضر ہو کر اپنا قبضہ مریض کا جسم چھوڑ دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔

اس عمل سے متعلقہ عاملین حضرات کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس قسم کے مریضوں کے علاج کے بعد احتیاطی تدابیر کے طور پر کم از کم ایک ہفتہ یا چالیس یوم تک انہیں اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ ہفتہ کے دوران کسی بھی قسم کا گوشت نہیں کھائیں گے۔ قبرستان یا اولیا کے مزار پر نہیں جائیں گے۔ اسی طرح مرگ یا موت والے گھر یا جس گھر میں بچے کی پیدائش ہوئی ہو اجتناب کریں گے۔ مندرجہ بالا شرائط کی پابندی کے بعد مریض کو کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف یا عارضہ جو جناتی و آسیبی تسلط کے سبب اسے لاحق تھا باقی نہ رہے گا۔ اور زندگی میں آئندہ چل کر کبھی بھی اس پر قدرتی یا غیر قدرتی کسی طرح سے بھی کوئی خبیث و شریر جن و شیطان مسلط نہ ہو سکے گا۔

عمل بالا سے کام لینے کیلئے عمل کی تسخیر ضروری لازم ہے۔ جس کا طریقہ اس طرح ہے کہ عمل کے لئے محرم الحرام میں پہلی تاریخ کو با وضو ہو کر عمل کی عبارت کو ایک ہزار ایک سو گیارہ مرتبہ دس روز تک روزانہ پڑھنا ہے تو اس عمل کا عامل ہو جائے گا۔ تسخیر عمل کے بعد بھی عمل کی مداومت کے طور پر اس کا ایک سو گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ارباب علم و فن اور ناظرین کرام کی خدمت میں ان کی معلومات کے اضافہ کیلئے تحریر کیا جاتا ہے کہ علمائے علم و فن نے جناتی و آسیبی تسلط کو دو طرح پر بیان کیا ہے۔ پہلی قسم کا تسلط قدرتی جبکہ دوسرے کو غیر قدرتی قرار دیا گیا ہے۔ قدرتی تسلط میں شریر قسم کے جناتی قبیلے کے افراد کا کسی مرد و زن پر خود بخود مسلط ہو جانا ہے۔ غیر قدرتی اثرات و تسلط سے مراد کسی شخص پر اس کے دشمنوں کی طرف سے بذریعہ سحر و جادو جناتی قوتوں کا مسلط کروا دینا ہے۔ قدرتی طور پر متاثرہ افراد کا علاج نہایت آسانی کے ساتھ ممکن ہوتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ بالا عمل و علاج اس سلسلے کے مریضوں کیلئے از بس مفید و کارگر ثابت ہوا ہے۔ سحری و جادوئی اعمال کی بنیاد پر مسلط کروائے گئے آسیب و جنات سے چھٹکارا پانے کیلئے درج ذیل کے عمل حصار کو گیارہ مرتبہ پڑھ کر مریض کا حصار کریں۔ بحکم خدا مریض کے جسم پر جنات و شیاطین اگر موجود ہوں گے۔ عامل ان سے جو دریافت کرنا چاہے گا وہ اس کے تمام سوالات کے تسلی بخش جواب بھی دیں گے۔ اور عامل کے حکم کے مطابق مریض کا جسم چھوڑ کر واپس اپنے عامل و ساحر کے پاس بھی چلے جائیں گے۔ عمل حصار کی عبارت یوں ہے۔ طموطابش شنازیش سمطابش شلموش قرطموش ساسلطا یوش تجنطابش متہا سوحابش أیا انحطا طش شریابش خمشیا یاشو سلمابش الوحا الوحا الوحا یا شو خمطابش مما علما شوط الآبا فوہا الجن ما البا جلین قولی اشولا سوسیبش بجولی الکم حمشا شولہ شاشلہ حاموا تحالحا اخرجوا باذن اللہ تعالیٰ۔

اس عمل کا عامل ہر سال محرم الحرام میں اس کی تجدید بھی کرتا رہے گا۔ راقم الحروف خود اپنی طرف سے اور اپنے اکابرین کی طرف سے اس عمل جلیلہ کی ہر خاص و عام کے لئے اجازت عام کا اعلان کرتا ہے۔ انشاءاللہ رب العزت سے امید ہے کہ ارباب علم و فن اس عظیم المرتبت عمل سے مستفید ہو کر اس حقیر کے لئے دعا گو ہوں گے۔

چند واقعات

از م شاہد علی احسان

سچی باتیں

(۱) ہمارے پڑوس میں ایک شخص کافی بیمار ہوا، اتنا بیمار کہ ڈاکٹروں نے یہ تک کہہ دیا کہ اب اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے اس کو اسپتال سے اپنے گھر لے جاؤ۔ اُسکو گھر لے آئے اس کے گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ اسکو کسی ایسی جگہ دکھائیں گے جہاں اوپری اثرات کا علاج ہوتا ہو جب یہ مرنے ہی والا ہے تو یہ آخری کوشش اور کر کے دیکھ لیں۔ ہم سب مل کر اُس کو لال خان بابا کی درگاہ واقع لالکھیری میں لے گئے۔ وہاں بتایا گیا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے۔ جس شخص پر جادو کیا گیا تھا اُس کی یہ حالت تھی جس کروٹ وہ پڑا رہتا تھا یا جس کروٹ اُس کو لٹا دیا جاتا تھا وہ اپنے آپ کروٹ نہیں بدل سکتا تھا، کوئی دوسرا شخص اس کو کروٹ بدلواتا تھا، اتنی اس میں کمزوری تھی، کھڑے ہونے اور بیٹھنے کی بات تو بہت دور کی تھی۔ اور اس کو منہ میں چھوٹے چھوٹے روٹی کے نوالے توڑ توڑ کر دیئے جاتے تھے۔ تب وہ کھاتا تھا۔ مذکورہ بالا درگاہ پر اُس کا علاج ہوا اور آج وہ اپنے کام دھندے میں لگا ہوا ہے۔ اسی درگاہ پر آسیب زدہ افراد کا بھی علاج ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا واقعہ یہ ہے کہ کسی نے انڈے پر جادو کر وا کر چپکے سے پڑوسی کے گھر میں انڈا رکھ دیا۔ گھر کے فرد نے وہ انڈا دیکھا وہ اُٹھا لیا۔ جب اُس انڈے کو اُٹھایا تو اس میں ایسی دھڑکن محسوس کی جیسے نبض میں دھڑکن ہوتی ہے۔ جب اُس نے دھڑکن انڈے میں محسوس کی تو اس شخص کو کچھ شک سا ہوا۔ اس نے انڈے کو تو نالی میں پھینک دیا، لیکن کیونکہ کسی نے جادو کر وا کر وہ انڈا رکھا تھا۔ اُس کے اثر سے اس شخص کے کلیجے میں سوئیاں سی چبھنے لگیں اور وہ شدید طور پر بیمار ہو گیا۔ کلیجہ ایسا لگتا تھا جیسے اندر کو گھس رہا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں شدید درد رہنے لگا۔ اس کو بھی مذکورہ بالا درگاہ پر لے گئے وہاں اُس کا علاج ہوا۔

(۳) تیسرا واقعہ یہ ہے کہ محلے میں ہی ایک شخص شدید طور پر بیمار ہوا۔ اس کے پورے جسم میں سوئیاں سی چبھتی ہوئی محسوس ہوتیں اسکو اُٹھتے بیٹھتے لیٹے چین نہیں ملتا تھا اور اس نے بھی یہ سوچا کہ اب مرنے کا وقت قریب ہے۔ اُس کو لیکر مذکورہ بالا درگاہ پر گئے۔ وہاں بھی بتایا گیا کہ ایک پتلے پر پڑھ کر وسطی شکم پر زمین میں دفن کیا گیا ہے اور اس پتلے میں جہاں جہاں سوئیاں گھسائی گئی ہیں۔ وہیں وہیں پر اس شخص کے بدن میں سوئیاں سی چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی ہیں۔ اس طرح وہاں پر بھی اُس شخص کا علاج ہوا اور آج وہ اچھا خاصا کام کر رہا ہے۔

اس طرح کے جادو کروانے کے مشاہدات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ سننے والوں کو اور پڑھنے والوں کو اس بات کا یقین شاید نہ ہو، لیکن میں بالکل وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ باتیں بالکل سچ ہیں۔ اور بھی اس طرح کے مشاہدات ہیں لیکن یہاں پر انھیں ۳ باتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

(نوٹ) یہ مضمون ہمیں ڈاک سے موصول ہوا تھا ہم اس مضمون کو چھاپنے کے بعد اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ اکثر درگاہوں میں علاج کا جو انداز ہے وہ مشتبہ ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ ایک ہی جیسا انداز ہو، لیکن ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ جس طریقے سے شرک کی بو آتی ہو اس سے اجتناب کرنے ہی میں عافیت ہے۔

بزرگوں کے مزارات اپنے اندر برکت ضرور رکھتے ہیں اور وہاں جا کر اگر کسی مریض کا علاج اس نیت سے کریں کہ شفا دینے والی ذات تو حق تعالیٰ ہی کی ہے لیکن یہ بزرگ جن کے مزار پر ہم مریض کو لائے ہیں یہ اللہ کے مقبول بندے ہیں، انکی آخری آرام گاہ پر اگر ہم علاج کریں گے تو اللہ تعالیٰ جلد از جلد شفا اور صحت عطا کریں گے تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر نیت یہ ہے کہ شفا اور صحت صاحب مزار ہی عطا کریں گے تو یہ سوچ خطرے سے خالی نہیں ہے۔

طلسماتی دنیا مسلک کی لڑائی سے بالاتر ہو کر اپنے روحانی مشن کے فروغ میں لگا ہوا ہے اور انسانوں کو مادہ پرستی کے بھنور سے بچا کر روحانیت کے کناروں تک پہنچانے کی جد و جہد کر رہا ہے اور اس باب میں وہ مسلک پرستی کے شکنجے ہوئے دائرے سے آزاد ہو کر کام کر رہا ہے لیکن جو باتیں توحید و سنت کے منافی ہوں ان باتوں کے بارے میں سکوت اختیار کرنا اپنے ہاتھوں سے اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے، اس لئے ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ علاج کوئی سا بھی کریں اور کسی جگہ بھی کریں اس عقیدے کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھیں۔ شفا دینے والی ذات اور زندگی بخشنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(ح-ط)

ماہ مئی کے حالات

اپنے نام کا پہلا حرف دیکھ کر حالات معلوم کریں

(انشاء اللہ)

متعلقہ حروف	
ا۔ چ ع۔ ل	کاروباری مصروفیت زیادہ رہے گی۔ گھر میں خوشی کا ماحول رہے گا۔ پریشانیوں سے نجات ملے گی۔
ی۔ د ب	کسی نئے کام کی طرف رجحان بڑھے گا۔ عورت کے چکر میں پڑنے سے بے عزتی کا امکان۔
ق۔ ک	کسی عزیز کی طرف سے زبردست نقصان کا اندیشہ۔ سفر سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بلکہ نقصان کا اندیشہ رہے گا۔
ہ۔ ح	عدالتی کام میں زبردست نقصان کا اندیشہ۔ دشمن غالب رہے گا۔ دوستوں کی طرف سے فریب کا خطرہ۔
م	امید سے زیادہ نفع ہوگا۔ کاروباری ذرائع بڑھیں گے۔ نئی رشتے داری قائم ہوگی۔
ف	کسی کالے آدمی سے نقصان کا اندیشہ۔ کسی بھی طرح کی خریداری اس ماہ نہ کریں۔
ط۔ ر ت	کسی جھگڑے میں ملوث ہونے کا اندیشہ۔ قریبی عورت سے بے عزتی کا خطرہ۔ کسی غیر متعلق شخص سے امداد متوقع۔
ج۔ پ ن	چوری یا آگ سے نقصان کا اندیشہ۔ قریبی رشتے دار عورت کی وجہ سے بے عزتی کا خطرہ۔
د۔ و	شادی بیاہ کے کام میں رکاوٹ پڑنے کا اندیشہ۔ کسی ڈوبی ہوئی رقم ملنے کی امید۔
خ	کسی غیر ملکی شخص کی ملاقات سے فائدے کے امکانات۔ کسی مقدس مقام کی زیارت۔ اخراجات بے پناہ۔
ت۔ س ص۔ ش	کاروباری حالات اچھے رہیں گے۔ کسی گوری عورت سے مالی فائدہ پہنچے گا۔
ز۔ ذ ظ۔ ض	کسی آسمانی آفت سے نقصان کا اندیشہ۔ دھندہ خراب رہے گا۔ چوری کا اندیشہ۔

شادی کی مبارک تاریخیں ۹، ۱۳، ۱۸، ۲۰، ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ -

۷ اور ۸ مئی کو شرف قمر ہوگا۔ ۳۰ مئی رات ۲ بجکر ۴ منٹ سے ۱۰ بجکر ۰ منٹ تک زہرہ ہبوط میں ہوگا۔

۲۸ مئی تثلیث زہرہ و مشتری تحویل محبت کا نادر موقع بالخصوص ۲۸ مئی کو دن میں سوا دو بجے سے سوا تین تک کا عرصہ۔ قمر در منزل ثریا ۳ مئی کی رات ۸ بجے حروف تہجی کی زکوٰۃ کی شروعات کرنے کے لئے موزوں ہے۔ برج جوزا میں شمس کی آمد۔

مئی ۱۹۹۷ء

کسی نئے قانون کے لاگو ہونے سے سرمایہ داروں میں بوکھلاہٹ رہے گی۔ مہاراشٹر میں زبردست فساد کا اندیشہ، دودھ کی اشیاء گراں رہیں گی۔ گرمی شدید پڑے گی۔

۲۴ اپریل بروز جمعرات ۵ بجکر ۲۴ منٹ پر برج عقرب میں داخل ہوگا۔ اور ۲۶ اپریل رات ۱۰ بجکر ۵۶ منٹ پر برج عقرب سے نکلے گا۔ اس دوران مثبت کام سے پرہیز کریں۔

مئی کی ۱۹ اور ۲۲ تاریخیں غیر مبارک ہیں۔ اس میں کوئی عمل نہ کریں۔

جو حضرات ۲۱ مارچ سے ۲۰ اپریل یا ۲۴ اکتوبر سے ۲۲ نومبر کے درمیان پیدا ہوئے ہوں۔ ان کیلئے مئی کی اہم تاریخیں۔ ۴، ۱۳، ۱۸، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۸

جو حضرات ۲۱ اپریل سے ۲۱ مئی یا ۲۴ ستمبر سے ۲۳ اکتوبر کے درمیان پیدا ہوئے ہوں۔ ان کے لئے مئی کی اہم تاریخیں۔ ۹، ۱۴، ۲۳، ۲۸-

جو حضرات ۲۲ مئی سے ۲۱ جون یا ۲۴ اگست سے ۲۳ ستمبر کے درمیان پیدا ہوئے ہوں۔ ان کے لئے مئی کی اہم تاریخیں۔ ۸، ۱۳، ۲۳، ۲۸

جو حضرات ۲۲ جون سے ۲۳ جولائی یا ۲۴ جولائی سے ۲۳ اگست کے درمیان پیدا ہوئے ہوں۔ ان کیلئے مئی کی اہم تاریخیں۔ ۴، ۲۱، ۲۶، ۳۱-

جو حضرات ۲۳ نومبر سے ۲۳ دسمبر یا ۲۰ فروری سے ۲۰ مارچ کے درمیان پیدا ہوئے ہوں۔ ان کے لئے مئی کی اہم تاریخیں۔ ۶، ۱۱، ۱۵، ۲۰، ۲۵-

جو حضرات ۲۲ دسمبر سے ۲۰ جنوری کے درمیان یا ۲۱ جنوری سے ۱۹ فروری کے درمیان پیدا ہوئے ہوں۔ ان کے لئے مئی کی اہم تاریخیں۔ ۱، ۱۰، ۱۴، ۲۳، ۳۰